قال اللہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً

الحمد للہ کہ نسخہ سعین مقلدین بجواب ہفوات و مغالطاتِ محی الدین مؤلفِ ظفر مبین

المسمّٰی بالفتح المبین

فی کشف

مکائد غیر مقلدین

معہ ضمیمہ

تنبیہ الوہابیین

بہ ثبتِ مواہیر و دستخط علمای دین باہتمام مولانا محمد یعقوب صاحب در مطبع نجم العلوم واقع لکھنؤ

دار العلوم العمر فرنگی محل طبع گردید

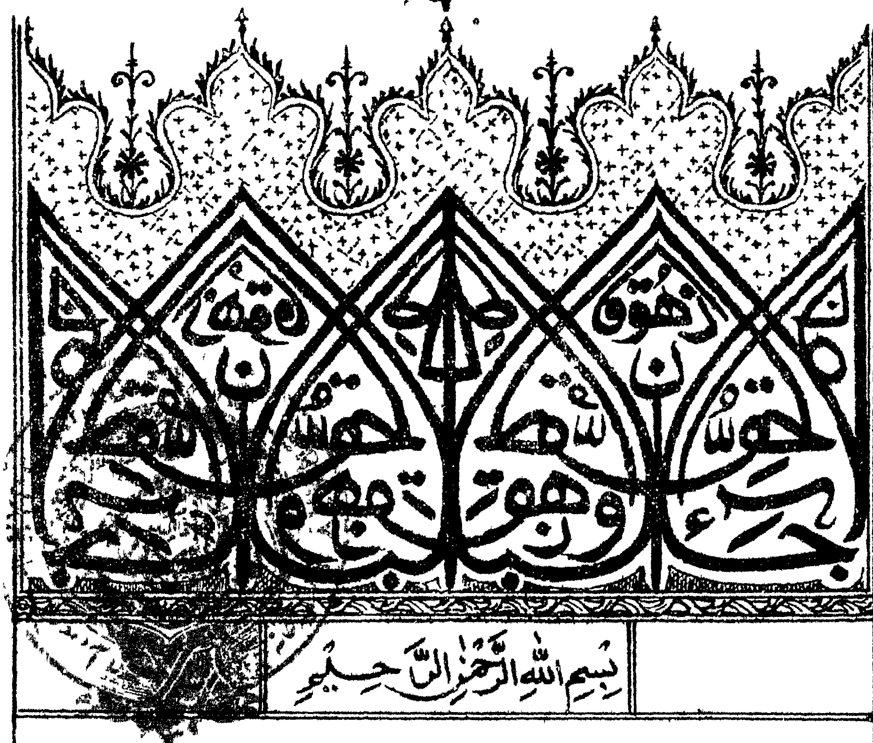
مقدمہ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اِس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق سنہ ۱۲۹۰ کے ہین کہ جسکا مصرع تاریخی بحکم حق برزبان جاری کے اوسی کتاب مین مرقوم ہی ع پکارا وٹھا ہاتف خرافات ہی - پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع بار دوم سنہ ۱۲۹۰ سے نہ ملا دین اسواسطے کہ جب معترض نے اِس سنہ ۱۲۹۷ فتح المبین کا چھپنا سنا تو گھبرا کر ظفر المبین کی عبارتین گھٹا بڑھا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چھپوا دیا غیر اس فریب سے کیا ہوتا ہی انشاء اسد تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چھاپی جائیگی تو بعد اضافۂ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب سے اوپر تحت قال لکھوا دیجائیگی

(۲) معترض نے جو چھبیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکھا ہی کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی سو مولف کتاب ہذا نے جملہ مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب و سنت سے بتا دیا ہی اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکھا ہی اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن و طعن کو جائز نہین رکھا ہی

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ مسمی بہ تنبیہ الوہابین

تمت



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد خاکسار ازلی محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن علی مراد آبادی غفر لہما اللہ ذو الایادی عرض کرتا ہے کہ ان دنون ایک کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف ہیری چند بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال براے نام مسلمان ہو کر نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مؤلف نے ایمہ سلف پر طعن وتشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہے جسقدر اوسکی زبان نے یاوری کی اوسقدر درگذر نہین کیا اور اپنے زعم مین یون سمجھا ہے کہ سب ایمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے چنانچہ سو مسلے فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہین اور چارون امامون خصوصًا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسلے مین یہی دعوا کیا ہے کہ امام صاحب نے اس مسلے مین قرآن یا حدیث کی مخالفت کی ہے اور ہر مسلے مین ایک حدیث اور کہین آیت بھی لکھدی ہے کہ یہ مسلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف ہے اور جو حدیث اور آیت اوس مسلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسلونکی وجہ سے

جسقدر راویون مین تغیر لکھا ہی اوسکو دیکھنے والے اوس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تغیرات درحقیقت قرآن
و حدیث پر ہو نعوذ باللہ کیونکہ کوئی مسلمان سچے مسلمون مین سے ایسا نہین کہ سبکا ماخذ قرآن و
حدیث نہ سمجھے مین علاوہ اونسے تغیر و اختلاف کی باعث ہوئی ہی حنفیون کیطرف بعض لوگون نے مغالطات
فرض کیے ہین کہ وہ مغالطے محض مصنوعی ہین حنفیہ اونکے ہرگز قائل نہین غرض حنفیکی ہی اوس سے
مخالف الظہر مبین ہو اصل وہی ہی اور حدیث مین واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
تحریف کردی ہی ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہی تو
دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہین کہتا کہ
کسیکو اونپر طعن کرنا نہین پہونچ سکتا اور اگر ایسی مخالفت مورد الزام ہی جیسا کہ یہ سمجھے ہین تو کوئی
متقدمین و متاخرین سے ایسا نہین کہ من وجہ مخالفت حدیث کی اوس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اونپر
طعن کرتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہین غرض من وجہ مخالفت
سے حقیت مذہب کی باطل نہین ہو سکتی اور اماموں پر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول پر
اعتراض ہوا جاتا ہی نعوذ باللہ منہ کہ اونھون نے مختلف طرق کیون بیان کیے یا ہر امر کی
تصریح قرار واقعی کیون نہین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جسقدر بعید ہوتا گیا اوسی قدر
راویون مین بوجہ عدم عصمت و اتفاق کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات شارع کی طرف سے
نہین فقط راویون کے سہو و نسیان پر مبنی ہین مگر اسمین بھی کلام نہین کہ اختلاف امت شارع
کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
ہو جائین گے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسیطرح اونکے غیر کو بھی سمجھنا
چاہیے کیونکہ تنقیح حدیث کی جیسی ان چارون اماموں نے کردی ہی ایسی کسی نے نہین کی اسیوجہ سے
جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہی الا ماشاء اللہ غرض کہ تقلید
اینکی کوئی معیوب امر نہین بلکہ اسکو برا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اسمین تو بڑے بڑے مصالح
دینوی و اخروی موجود ہین اور قاعدہ ہی کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام نکرے

وہ اوس صادر ہونا دشوار ہے پس حنفیہ کا التزام کرنا اسکو مقتضی نہین کہ تقلید کے وجوب مین کوئی نص
قطعی وارد ہے البتہ بعضے حنفیہ نے اسمین ایسا غلو کر لیا ہے کہ محققین اوسکو پسند نہین کرتے مین جیسے
فرقۂ ظاہری نے بخاری اور مسلم مین اس درجے کا غلو اور انتہا کیا ہے کہ اوسکے سامنے اوسکے خصم
کی حدیث بھی نہین مانتے ہین بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑھتا ہے تو برا جانتے ہین اور کہتے ہین
کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قرآن نہین سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑون برس کے بعد یہ کتابین تصنیف ہوئی
ہین راویون مین صحیحین کے خود اختلاف ہے ایک کی کچھ روایت ہے اور دوسرے کی کچھ ہے علی ہذا القیاس
بہت راوی ضعیف بھی موجود ہین ایک حکم کچھ بیان کرتا ہے اور دوسرا اوسکے مخالف کہتا ہے خود ثقہ
راویون کے مسلک مین بھی اختلاف پڑا ہوا ہے پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
ترجیح دیجائیگی ہان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور راوی
سے اسمین غلطی نہین ہوئی ہے تو اوس وقت وہ حدیث ناسخ ہو جائیگی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی
نے اپنے کانون سے سنا ہو اوسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہے مگر جب تک اوسکے راوی
اس کثرت سے روایت نکرین کہ اونکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اوسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہے بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے
زیادہ التزام کیا ہے اور قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پر بخاری کے
راویون کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہے حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام فلان
شخص کا ہے فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہے اور فاسق
فاجر سچ کہدیتا ہے کبھی جھوٹا بھی سچ بولتا ہے اسمین کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہو سکتا ہے قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا اصول
واقع ہے بسا امور قراین سے قوی ہو جاتے ہین گو راوی اوسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات
جسکو ثقہ نے روایت کیا ہو قراین سے ضعیف معلوم ہوتی ہے پھر خود حدیث مین اکثر
اختلاف کہ ایک شخص اوسکو منسوخ جانتا ہے اور دوسرا معمول بہ سمجھتا ہے ایک کے نزدیک ضعیف اور اوسکے

ایک امر پر ہی اور دوسرے کے نزدیک دوسرے امر پر مبنی ہی اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا تو ہم ایک طرف ہرگز رجوع نکرتے ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کر دیا ہی ورنہ ظاہر ہی کہ تقلید سے مقید ہونا ناگوار طبیعت کو گذرتا ہی بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تنقیح مین کافی نہین سمجھتے ہین خصوصاً متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہی اونکے اقوال تو ہم لوگ بادہوائی اور خانہ ساز باتین اونکی سمجھتے ہین پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہی اوسیقدر اوسمین شان حقیت زیادہ ہی اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پہونچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصاً اس کتاب ظفر مبین مین تو تعصب اسدرجے کا موجود ہی جسکا کچھہ پایان نہین ناظرین بالانصاف خود ملاحظہ کرلین گے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے بالکل بعید تھی اسلیے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر بوجہ اصرار بعض مخلص احباب کے مجبور ہو کر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدون تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر مسلے کا ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا چونکہ مؤلف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن و حدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم رح کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن و حدیث کے معنی بیان کرنے مین دھوکے دیے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا

الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیان اونکی ظاہر ہو گئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہو گئے اللہ تعالی اسکو مقبول خاص و عام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پونہچاوے آمین ثم آمین

قال ایک مغالطہ یہ ہی کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالے نے تو قرآن مجید مین جابجا یہی فرمایا ہی کہ اللہ اور اوسکے رسول کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے بخلاف بتلاتا ہی کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین ہی **اقول** یہ محض مغالطہ اور

افترا پردازی معترض صاحب کی ہی کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پہ چلنا فرض ہی اور حدیث پر جائز نہین بلکہ
حنفیہ اسکے مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن او رحدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث
ہی پس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہی مسمی ایک ہی یا فرق اجمال و تفصیل کا ہی حاصل دونون کا
ایک ہی یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہی مدعا ایک ہی غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت
نہین علی ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہین اور حنفیہ کے
نزدیک اوس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم مین لکھی ہو پس
مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اوسکے جواب مین آیتین اور حدیثین
پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب او رافترا ہی کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسئلہ
مخالف اسکے ہو اوسپر چلنا جائز نہین رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس حدیثین
اور آیتین لکھنی شروع کین اور کذب و افترا کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہی مطلق
خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
یعنی خلط ملط نکرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حال آنکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم مین ہی
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ
وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ
إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ
حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہی اور نیکی جنت کیطرف
پونہچا دیتی ہی اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہی او رقصد کرتا ہی سچ بولنے کا یہان تک کہ لکھا جاتا ہی نزدیک خدا
سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہی اور بدی دوزخ کیطرف پونہچا دیتی ہی
ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہی اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہی یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا

جاتا ہے انتہی اور صحیح مسلم مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
أتدرون ما الغيبة قالوا الله ورسوله أعلم قال ذكرك أخاك بما يكره قيل أفرأيت
إن كان في أخي ما أقول قال إن كان فيه ما تقول فقد اغتبته وإن لم يكن فيه ما تقول
فقد بهته یعنی ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہے فرمایا یاد کرنا تیرا اپنے بھائی کو
ساتھ اوس چیز کے کہ جو بری ہے کہا گیا بتلائیے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا
اگر وہ شی جسکو تو کہتا ہے اوسمین موجود ہے تو تونے اوسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہے اوسمین نہین ہے
پس تونے بہتان باندھا اوسپر انتہی اور ترمذی مین ہے قال إذا أصبح ابن آدم فإن الأعضاء
كلها تكفر اللسان فتقول اتق الله فينا فإنا نحن بك فإن استقمت استقمنا
وإن اعوججت اعوججنا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آدمی صبح کو اوٹھتا ہے تو
کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی ہے
تو ہم بھی سیدھے رہین گے اور اگر تو ٹیڑھی ہے تو ہم مین بھی کجی آجائے گی انتہی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی
کی عن ابن عمر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كذب العبد
تباعد عنه الملك ميلا من نتن ما جاء به یعنی ابن عمر رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہے بندہ دور ہو جاتا ہے اوس سے فرشتہ ایک میل بھر اوسکی بدبو
کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث ترمذی کی عن سفيان بن عبد الله الثقفي قال قلت
يا رسول الله ما أخوف ما تخاف علي قال فأخذ بلسان نفسه وقال هذا یعنی
سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ کون شی سب سے
زیادہ خوفناک ہے اون اشیا سے کہ جنکا مجھپر آپ خوف کرتے ہین کہا اونھون نے پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہے انتہی اور چوتھی حدیث ترمذی عن ابن
مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس المؤمن بالطعان ولا

بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش کہنے والا اور نہ بے شرم انتہی اور پانچوین حدیث ترمذی کی عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ نجات کیا شی ہی فرمایا قابو مین کر تو زبان اپنی اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث بخاری اور ترمذی کی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَتَوَكَّلْ لَهٗ بِالْجَنَّةِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے ضامن ہو جائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اوسکے واسطے جنت کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے کہ گمراہ ہو گئے آدمی پس وہ اون سب مین زیادہ گمراہ ہی انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسئلے کے لیے سند اوسکی رسول اللہ تک پہونچانی ضرور نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہین ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو بیچ اوسکے حَدَّثَنَا اور جو سوا اسکے ہی وہ وسواس ہی شیطانون کا۔

اقول جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہی وہ بھی قابل دید ہی خود اونھین کے اعتراض اول سے بڑا بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان جواب از ریسمان آہ دیکھو بخاری اور مسلم کو

کو اونھین بھی ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی
تابعی تک ہی پس اگر آپکی یہ غرض ہی کہ ہر مسلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض
تمام حدثیون کی کتابون پر ہوجائے گا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد
نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے نزدیک
اسناد دین مین سے ہی اور غرض اونکی یہ نہین کہ لفظ حَدَّثَنَا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان ہوگا بلکہ مراد
اونکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند بات لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو امام بخاری
تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے معترض صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت
نہین کہتے ہین اور خود تبع تابعین کی سند لاتے ہین اونکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا موقوف
یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین پتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راوی کا
نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علمانے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض مبتدعین
جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کیواسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بدین لوگ موضوع حدثین دین مین داخل نکرین
اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تو فقط ایمان دریافت کرلیتے تھے اور جتنے شروط ہین اون سے تعرض نہین کرتے تھے اب لوگون نے
اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنے ادنے باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ
دیتے ہین **حاصل تقریر** یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اوسکا تو معترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
دوسری بات جواب مین بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کردی حالانکہ اسناد ضروریات
دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس معترض صاحب نے
جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علے قاری کیطرف اس قول کی نسبت
ہرگز نہین ہی اونھون نے اپنا قول نہین کیا بلکہ امام شافعی کے اقوال اونھون نے نقل کیے ہین اوسمین اونکا
بھی اونکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وَقَالَ اَیْضًا کُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَی
الْقُرْاٰنِ مُشْغِلَۃٌ اِلَّا الْحَدِیْثَ وَاِلَّا الْفِقْہَ فِی الدِّیْنِ اَلْعِلْمُ مَا کَانَ فِیْہِ قَالَ

حَدَّثَنَا وَمَا سِوَاہُ ذَالِکَ وَسْوَاسُ الشَّیَاطِیْنِ یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہی کہ کل علوم
سوائے قرآن کے شغل دنیا مین ڈالنے والے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ ہی جسمین قَالَ حَدَّثَنَا
ہو اور ماسوا اسکے وسواس شیطانون کا ہی انتہی پس معترض صاحب نے نصف عبارت نقل کی جس سے
دھوکا ہوتا ہی کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حالانکہ وہ فقط ناقل ہین اونکا یہ مسلک ہونا کسی کی عبارت کے نقل
کرنے سے نہین سمجھا جاتا معترض صاحب حنفیہ کیطرف مغالطون کو منسوب کرتے ہین اور خود مغالطے
دیتے ہین پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہین بلکہ دین مین داخل ہی اسکے بعد
جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم مین حَدَّثَنَا ہی وہ تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہی کہ
مراد اس سے لفظ حَدَّثَنَا نہین ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہوگا خود امام شافعی کی بعض کتابین
حَدَّثَنَا سے خالی ہین علاوہ اسکے اونھون نے فقہ کو پہلے ہی مستثنی کر دیا ہی پس مراد امام شافعی کی
یہ ہی کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہی اور جو موافق قرآن
اور حدیث کے ہی وہ منجملہ دین کے ہی گو اوسمین لفظ حَدَّثَنَا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض
کیا جاوے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاویگا کہ خود اونکی بہت کتابون مین اسناد نہین پس اس سے
مراد اونکی یہ ہوگی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اوسکے راویون کو ہرگز برا
نہین جانتا بلکہ حنفیہ رُوات حدیث کو مانتے ہین اور اونکو متقی اور بزرگ جانتے ہین مگر معصوم نہین
سمجھتے برخلاف فرقۂ ظاہریہ کے کہ اونکے نزدیک حدیث کا راوی کل رواۃ قرآن سے بھی بڑھکر ہی
اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حَدَّثَنَا بیان کر دے تو پھر اوسکے مقابلے مین آیت قرآن کی بھی
نہین مانتے ہین اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہین
سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اونھون نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اوسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک
حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن مین جمہور روایت کرتے چلے آئے ہون اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے
ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائین پس ظاہر ہی کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث
متواتر کے ترک کی جائیگی اور اوسوقت یون نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

کے معنی نہین جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تقریر یہ ہے کہ اسناد مین فرقہ ظاہریہ نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہے کہ باقی طریقے یقین کے بالکل چھوڑ دیے
پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحۃً واسطے مخالفین اہل سنت و جماعت کے نکالا تھا اوسکے
بدعت حسنہ ہونیمین کلام نہین مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
و جماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری اور مسلم کے مقابلے مین اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو بھی اوسپر عمل کرنیکو خلاف اتباع نبوی سمجھتے ہین غرض کہ اونکے نزدیک
مدار اسلام کا اسناد پر ہے جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نکریگا اپنے زعم فاسد مین اوسکے واسطے
نعوذ باللہ ابد الآباد جہنم سمجھتے ہین حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے مین کچھ کلام نہین
اور بخاری اور مسلم مین ہے عن عایشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من احدث فی امرنا ہذا لیس منہ فہو رد یعنی عائشہ رض سے روایت
ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین مین نئی بات نکالے
کہ وہ اوسمین سے نہو پس وہ مردود ہے انتہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حادث امور بدعت ہوتے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے انتہی مختصراً اور طائفہ منصورہ کو صرف اہل حدیث
ٹھیرانا بعض کا قول ہے ہمیشہ حجت نہین ہوسکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث مین چارون
امام بدرجہ اولے داخل ہین کیونکہ اہل حدیث محض ناقلین کو نہین کہتے ہین بلکہ اصلی اہل حدیث وہ
لوگ ہین جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہون محض روایت سے کام نہین چلتا پس چارون امام
خصوصا امام اعظم حقیقی محدث ہین باقی محدثین کو اس درجے کی فقاہت حدیث حاصل نہین امام
شافعی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہے
عن ... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظہا
ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ

مِنْهُ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تر و تازہ کرے اللہ اوس بندے کو کہ میرے کلام کو سنکر
یاد رکھے اور نہ بھولے اور پہونچا دے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوٹھانیوالے حدیث کے فہیم نہین ہوتے
اور اکثر حامل اوسکے ہین کہ پہونچا دیتے ہین طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اون سے ہوتا ہے
انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہے عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ یعنی معاویہؓ سے
روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالے خیر دینے کا
ارادہ کرتا ہے اوسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہے اور مین تو تقسیم کرنیوالا ہون اور اللہ عطا کرتا ہے انتہی ان روایات
حدیثون سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شی ہے اور سمجھ اوسکی اور ہی شی ہے اگر محض ظاہر الفاظ
پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقاہت کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
تھے اخفا کو معنی جہر اور جہر کو معنی اخفا نہین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کنہ کو پہونچنا ہے فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہے نہین
بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھے گا چنانچہ قرآن شریف مین ہے لَقَدْ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی احسان کیا ہے اللہ نے مسلمانون پر
جبکہ بھیجا اونمین ایک رسول اونہین مین سے کہ پڑھتا ہے اونپر آیتین اوسکی اور تزکیہ کرتا ہے اونکا
اور تعلیم کرتا ہے اونکو کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
الفاظ پر نہین کیونکہ اللہ تعالے نے یہان چار درجے بیان کیے ہین پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا
جسمین ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوسپر ترقی کرکے دوسرا درجہ تزکیہ نفس کا
بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونون مرتبون سے بڑھکر ہے ارشاد کیا
پھر اوسکے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
اور مدارج بھی ہین مگر حضرات ظاہریہ بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ائمہ دین کے محروم ہین لیکن

انکار کرنا اونکا نص قطعی کا انکار ہی غرض حدیث اور قرآن دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہائے مجتہدین
رواۃ ظاہریہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین مین فہم کی ہی جن لوگونکو فہم حدیث نہین
محض راوی ہین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پہنچاوین اور نقل کر دین کہ
سمجھنے والے آپ سمجھ لین گے اس لیے حنفیہ چارون امامون سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث
مین نہین جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
ہین مگر ائمۂ اربعہ پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہین دیتے ہین حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اون
محققین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہریہ کے قول کو حجت نہین گردانتے کیونکہ اس
فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہین
ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جائے تو خوب
واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہین جیسا کہ یہ امر ترجمۃ
الباب مین بخوبی غور سے پیدا ہی علمانے کسقدر اوسکی تطبیق مین تکلف اور تاویلات کیے ہین البتہ امام
بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہین مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
قرآنی پیدا ہو جائے اونکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہریہ اوسکو پسند نہین
کرتے اور اپنے تخیلات محضہ مین خلاف حدیث جانتے ہین اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر
اکتفا کر کے دوسری صحیح صحیح حدیثون اور آیتون اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہین پس حنفیہ
درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون امامون پر ترجیح نہین دیتے اگر اسکا
نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو
اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسیطرح خلفائے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہین
اسکا نام تحقیر سمجھنا وضع الشیٔ فی غیر محلہ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رضہ اور امام حسین رضہ کی فضیلت
مین اسدرجہ کا غلو کیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور تمام صحابہ کو اونسے افضل نہین جانتے
اور اہل سنت وجماعت کا انکار فقط اونکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہٖ اونکی فضیلت کے منکر

نہین پس حنفی بجز امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق پر ہین البتہ اونکی فضیلت اور تقوی او رحدیث کا انکار محض جہالت ہی اسمین کوئی حنفی کرے یا شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہی حاصل کلام یہ ہی کہ طائفہ منصورہ کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَ اَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِیُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِیْ عِيَاضٌ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَّعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيُحْتَمَلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْهُمْ فُقَهَاءُ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُوْنَ وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰی مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَّكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور کہا امام احمد نے اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا مین کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ گروہ انواع مسلمین مین متفرق ہو بعضے اونمین کے بہادر لڑنیوالے اور بعضے اونکے فقہا اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور اونمین سے اور اقسام کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ مجتمع ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو اس سے بھی مراد بقول قاضی عیاض کے اہل سنت وجماعت ہین لے لیا اور باقی صورتین ترک کردین امام بخاری خود کہتے ہین کہ مراد طائفہ منصورہ سے اہل علم ہین اور امام نووی نے تمام فرقے اوسمین داخل کیے ہین معترض صاحب نے عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کردیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانتا ظاہر ہے نے اونکے ذہن نشین کردیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہین

حاشیہ: [illegible]

اور امام صاحب تو اہل حدیث سے نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھ دیا اور امام بخاری کا قول
چونکہ مخالف اونکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اوس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر سمجھتے غرض مغالطے
دینا معترض صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اسی سے ہیں **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایمہ خصوصاً حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مسائل دینیہ میں قیاس کرنا مشروع
ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی میں روایت ہی
معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے یعنی
قاضی و حاکم کر کر فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا
واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرونگا میں بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو (یعنی
صراحۃً کتاب اللہ میں) کہا پس حکم کرونگا میں بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
تو بیچ سنت رسول اللہ کے کہا اجتہاد کرونگا میں اپنی عقل سے اور نہ قصور کرونگا میں کہا معاذ
نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
جواب اسکا مین طرح پر ہی **اقول** حنفیہ اثبات قیاس میں فقط یہی حدیث نہیں لاتے
ہیں بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہیں مگر ظاہریہ قیاس کا مطلقاً انکار کرتے ہیں
حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہنچی ہیں ظاہریہ محض قیاس سے انکار
قیاس کرتے ہیں بخاری اور مسلم میں روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ فَاَصَابَ
فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو
اور ابوہریرہ رضی سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت
حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اوسکے لیے دو اجر ہیں اور جسوقت
حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مجتہد کو وقت صواب دو اجر ہیں ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

مجتہد کو استنباط مسائل مین خطا واقع ہوگی تو ایک اجر بسبب اجتہاد کا اوسکو ملیگا اور ظاہر ہے کہ اجتہاد
قیاس کو شامل ہے پس ثبوت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہو گیا اور دوسری حدیث
جسے بخاری اور مسلم مین روایت ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَھُوَ
اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہا اونھون نے ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس عرض کیا کہ ہمشیر میری نے حج کی نذر مانی تھی
اور وہ مر گئی ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اوسپر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا
کہا ہان فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض
ادا کیا جائے تو اللہ کا ادائے قرض بدرجۂ اولے چاہیے اور عمر رض نے ابو موسے اشعری کو جو خط لکھا
ہے اوس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ دارقطنی اور بیہقی مین روایت ہے اَلْفَہْمَ
اَلْفَہْمَ فِیْمَا یَخْتَلِجُ فِیْ صَدْرِکَ مِمَّا لَمْ یَبْلُغْکَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ اِعْرِفِ
الْاَشْبَاہَ وَالْاَمْثَالَ ثُمَّ قِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاعْمِدْ اِلٰی اَحَبِّہَا اِلَی اللّٰہِ وَ
اَشْبَہِہَا بِالْحَقِّ فِیْمَا تَرٰی الحدیث یعنی سمجھ سمجھ کر چلنا اوس چیز کو خلجان کرے قلب تمھارے مین
اوس شے سے کہ نہین پہونچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث مین پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر
اوسوقت قیاس کرو امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر
اوسکے ساتھ حق کے اوس چیز مین کہ رائے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
قیاس کرنا امور دین مین مشروع ہے اور علامہ تفتازانی نے تلویح مین لکھا ہے کہ عمل صحابہ سے
دو وجہین قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہین ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا وقت
نہونے نص کے متواتر ثابت ہے اگرچہ تفصیل اونکی آحاد کو پہونچتی ہے اور عادت حکم کرتی ہے کہ ایسا نہین

ہوتا مگر جبکہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاوے گو تعیین اوسکی ہمکو معلوم نہو اور
دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا ترجیح بعض مین بعض پر شایع ہو گیا ہی بغیر انکار
کے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت رائے کی عثمانؓ اور علیؓ
اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی وہ بعض صورتون مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے
شرائط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی انتہے اور جامع العلم مین
ابن عبد البر نے لکھا ہو لَا خِلَافَ بَيْنَ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي نَفْيِ
الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَإِثْبَاتِهِ فِي الْأَحْكَامِ إِلَّا دَاوُدَ فَإِنَّهُ نَفَاهُ فِيهِمَا جَمِيعًا
یعنی نہین اختلاف ہو درمیان فقہائے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توحید
مین اور ثابت کرنے قیاس کے احکام مین مگر داود ظاہری کہ اونھون نے دونومین قیاس کی
نفی کی ہی انتہے اور ابو داود مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ
عَادِلَةٌ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہی کہا اونھون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسرے حدیث صحیح تیسرے
احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہے
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون اونھین کے
حکم مین ہین اور علامہ حسن چلپیؒ حاشیۂ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہؓ نے بعد اختلاف کے قتال
مانعین زکوٰۃ مین حضرت ابو بکرؓ کی رائے کی طرف رجوع کیا اور ابو بکر صدیقؓ نے اول نانی
کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ کہنے
بعض انصار کے رجوع کیا اور عمرؓ نے اوس عورت کو جو مرض الموت مین تین طلاقین دی گئی ہو
اپنی رائے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین شاک
کیا پھر علیؓ کے قول کی طرف بوجہ قیاس کرنے اونکے اوپر شریک ہونے جماعت کے سرقہ مین

رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جب کہ اس نے اپنے باپ کیطرف سے حج
کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اوسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے
مقبول نہ ہوتا کہا اونسے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہے اسیطرح فرمانا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا عمر رض سے جبکہ اونھون نے بوسۂ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کلی
کرکے پھینک ڈالدو کیا تمکو اوس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین انتہے پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ
قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے
ثابت ہے البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی راے ہی کو
دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہے جتنی روایتین راے کی برائی مین وارد ہین
وہ یہی قیاس اور راے ہے جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات و
احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائے گا اور ایمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ داود
ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اونکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا ورنہ
کوئی مسئلہ اجماعی نہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ
اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ اونکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض
اطاعت سے حجت لائے مگر صحابہ نے اوس پر قیاس کیا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے
اور یہ آگ مین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسیوجہ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اطاعت نکرنے کو پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث اونکے
پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترمذی نے امام وکیع کی جو
روایت لکھی ہے وہ تبع تابعین کا قول ہے کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب
کے مسئلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز مکروہ نہین جانتے
تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہوجانے کا خوف
ہوتا تھا مکروہ جانتے ہین چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ نسبت وکیع کے جواب مین مذکور ہے اور حدیث

دارمی کی حسب مین قیاس کی مذمت ہی وہ مطلق قیاس نہین جیسا کہ ظاہر یہ کا مذہب ہی ورنہ احادیث
مین تناقض ہوجاوے گا اور تواتر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب دراسات نے جو لوائح کی
عبارت نقل کی وہ بلاسند کوئی حجت او سپر نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ کئی شخصون کی او سن ہانے
مین گذشتنی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہی شیعہ کا ایک عجب
پر اعتراض ہی چنانچہ نواب الاجاہ امیر بھوپال نے کشف الالتباس مین جواب اسکا لکھا ہی بعینہ نقل کیا
جاتا ہی یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب شیطان الطاق کی ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
کیونکہ یہ لوگ بسبب بے علمی کے عبارات ایمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا انسے
ممکن نہ تھا اسلیے ایمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ رضہ وغیرہ کو بلحاظ کثرت علم و
قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضایل اہلبیت مین اجازت
صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہی انتہے اور تفسیر کبیر کی عبارت سے
صاحب واسطے مغالطہ دہی کے اول چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہی وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰى
اَنَّ التَّكَبُّرَ عَلَى اللّٰهِ يُوْجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِيْدَ وَالْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاِدْخَالَ فِيْ زُمْرَةِ الْمَلْعُوْنِيْنَ
ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ النَّصِّ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ الْوَاحِدِيُّ
فِي الْبَسِيْطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اسپر واجب
کرتا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیاء سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو
ثابت ہوگیا یہ امر کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جائز ہی اور یہی مراد اوس
حدیث سے ہی جسکو واحدی نے بسیط مین ابن عباس سے نقل کیا ہی انتہے علاوہ اسکے اس قول
ابن عباس رض سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس ہی جسکی سند کلام شارع سے ماخوذ
نہوتی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہوجائے گا بلکہ خود ابن عباس رض نے کہ
جسوقت ابو ہریرہ رض نے تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ کی حدیث بیان کی اونکو بطور
قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس رض کے نزدیک جائز نہوتا تو خود قیاس نکرتے

کشف الالتباس

تفسیر کبیر

باقی رہا قول مدارک اور دراسات کا حال آنکا اونھون نے اسمین اجماع بیان کر دیا پھر بھی معترض
صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست
نہین هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اس کا کون قائل ہی جو معترض صاحب نے
ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہی کہ قیاس ائمہ کے مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیونکہ قیاس
خدا و رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہی نیا حکم قیاس سے برآمد نہین ہوتا چونکہ فرقہ ظاہریہ مقلد
امام داؤد ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون
مین تاویلات رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث
پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث کے جو جو مسئلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین اونپر
تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لین گے لیکن جو جو مسئلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین اونکے
لیے کیا کرین گے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنین گے
جواب اسکا یہ ہی کہ اگر کوئی شخص غور سے از راہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے
اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہی کسی مسئلے کے لیے بھی
کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین الخ **اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی
سے گفتگو شروع کی ہی اور حنفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم
ہو سکتا ہی کسی مسئلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور
بے معنی ہی معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب نے چند مسائل فروعی
کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہدینا بہت آسان ہی مگر
استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل فروعی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا ہونا
اوسکے شروط کہ جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی نفس معنی قرآن اور حدیث کے
سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہی اور اگر ہوگا تو رجماً بالغیب ہوگا اتفاقیہ

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائین ہون گی تو غیر مجتہد علما سے پچاس خطائین سرزد
ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر ملا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اجتہاد
کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن
اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا او
ہلا مرجہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی باتون پہ تعرض کرتا ع آدمیان گم
شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جب کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
مسئلہ معلوم نہو سکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے
کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست
ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے
کیونکہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ
نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضروری ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ
مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلیدی مسئلے کی تحقیق کی فکر
مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم
اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہو سکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اور ایسے
کہ یہ مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی
تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی راے فاسد سے اوس کو درست جاننا
اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل تو یہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایکو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی
ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا
نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً اگر بابین حدیث جو وارد ہی اوسمین کچھ خبرین مذکور ہین مگر

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ
اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون امامون نے اوسکی علتین جدا جدا
بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھ چیزون کے اورون مین بھی
حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے
ہین اسواسطے کہ وہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقۂ ظاہریہ کیواسطے
یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے
امام کے قول کے موافق سند پکڑ رہے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی
مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور
فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہوسکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم
فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو
مسائل فرعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن ہے
کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ
مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی
تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور
کوشش اوسکی تکلیف مالایطاق مین داخل ہوگئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن
لوگون کو درجہ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے سعی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبہ
اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین
پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا
صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائے گا تو خلاف آیۂ فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئے گا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

امور دین کا جو اوسکے امکان میں ہی خلاف آیہ لایکلف اللہ کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ علم کو فقط اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے خلاف ہی البتہ جو ایسا شخص ہو کہ گو اوسکو بالفعل ملکہ استنباط نہیں مگر لیاقت اور ذکاوت ایسی رکھتا ہی کہ اوسکو امید ہی کہ تحصیل کرے گا اور بعد تحقیق کو پہونچ جاوے گا اوس شخص کو وقت تک بعد تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زمانا ہمیشہ جو کچھ خصوصاً اطرات بلاد ہیں کہ بدیہیات قدما بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہیں اور بالکل اون سے امید نہیں کہ یہ لوگ کسی مسئلے میں پایۂ تحقیق کو پہونچ جائیں اونکے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کردے تو پھر دوسرے کو کب پہونچ سکتا ہی کہ اونکو تکلیف مالا یطاق میں ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ صریح ان الحکم الا للہ کے مخالفت کرے گا **قال** تفسیر نیشاپوری میں ضمن آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے مذکور ہی کہ اس آیت کی تفسیر میں اختلاف کیا ہی الخ **اقول** اس آیت کا مصداق ائمہ مجتہدین کو ٹھہرانا غایت درجے کی ناانصافی اور بیباکی ہی اور یہ سو اونکے ہی جو پاتیں اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اونکا ماخذ انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ بھی شرک ہی اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے احکام مستنبط کرتے ہیں کیونکہ ہو سکتے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید میں لکھتے ہیں اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا مفسدۃ کبیرۃ ونحن نبین ذلک بوجوہ احدھا ان الامۃ اجمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وھکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلھم والعقل یدل علی حسن ذلک لان الشریعۃ لا تعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان تأخذ کل طبقۃ عمن قبلھا بالاتصال ولا بد فی الاستنباط من ان

مذاهب المتقدمين لئلا يخرج [illegible] فيخرق الاجماع
ني عليها وليستعين في ذلك [illegible] ان جميع الصناعات
صرف والطب والشعر والكتابة [illegible] ة والصباغة لم تتيسر لاحد
الا بملازمة اهلها وغير ذلك [illegible] يقع وان كان جائزا في العقل
واذا تعين الاعتماد على اقاويل [illegible] فلابد من ان يكون اقوالهم
التي يعتمد عليها [illegible] بالاسانيد او مدونة في كتب مشهورة
وان يكون مخدومة [illegible] ب الراجح من محتملاتها ويخصص عمومها
في بعض المو [illegible] لقها في بعض المواضع ويجمع المختلف منها
ويبين علل [illegible] لم يصح الاعتماد عليها وليس مذهب في
هذه الا [illegible] بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة

یعنی ان [illegible] دن سے اخذ کرنے مین بڑی مصلحت ہے اور اون سے اعراض
کرنے [illegible] سکو کئی وجہون سے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ امت نے اجماع
کیا ہے [illegible] دم کرنے مین سلف پر اعتماد کرین پس تابعی صحابی پر اعتماد کرین
اور تبع تا [illegible] طرح ہر طبقے مین علما اپنے اگلون پر اعتماد کرین اور عقل اسکے
حسن پر [illegible] بت یہ ہے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے
اور نقل [illegible] مگر اسطرح سے کہ ہر طبقہ پہلون سے بالاتصال سند لیتا چلا آوے
اور استنباط ضرور ہے کہ متقدمین کا مسلک معلوم ہو تاکہ اونکے اقوال سے خارج ہو کر
خارق اجماع ہوجاوے اور چاہیے کہ اسپر بنا کرے اور پہلون سے استعانت کرے اسلیے
کہ تمام صناعتین ہین جیسے صرف اور نحو اور طب اور شعراء اور لہار پن بڑھئی گری اور سناری وغیرہ
حاصل نہین ہوتین بغیر صحبت [illegible] سے اور سوا اوسکے کہ [illegible] مستبعد ہے واقع نہین ہوا اگرچہ عقل جائز
[illegible] کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو پس ضرور ہے کہ اقوال اونکے جنپر اعتماد

کیا جاتا ہے اسناد صحیح سے مروی ہو اور محققین کی کتب مشہورہ مین جمع ہون اور راجح محتملات سے بیان
جاوے اور عام بعض مواضع مین خاص کہا جاوے اور بعض مواقع مین مطلق مقید کہا
اور مختلف اوس سے جمع ہون اور احکام کی علتین بیان ہون ورنہ اعتماد اوسپر صحیح نہو گا اور
مذہب ان زمانون اخیر مین اس صفت کا نہین ہے مگر یہی چار مذہب انتہی اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ
ان مذاہب اربعہ کا بہت بڑا اعتبار ہے اور مثل ائمہ مجتہدین اب ہونا دشوار ہے اور جو کچھ آپ از راہ نفسانیت و تعصب کے ان کی
منقصت اور عیب جوئی مین تقریر کرین سب مہمل و محض بیکار ہے اور قول امام فخر الدین رازی کا کہ مین نے کئی آیتین مخالف
اونکے مذہب کے پڑھین اونھون نے قبول نکین خدا جانے کون سے مقلد کے حق مین وارد
ہے اپنی رائے سے اونکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہے کوئی حجت اسپر نہین وجہ اوسکی
یہ ہے کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب دعوا ہو پیش کرے اور
فقط قصے کہانیون سے تو کام نہین چلتا ہان مقلدین ظاہریہ سے عجب نہین جو ایسی گفتگو
آئی ہو کہ وہ لوگ کہ یہ اسناد کے مقابلے مین قرآن نہین مانتے ہین فقط یہی جو کافی سمجھتے ہین
کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھتے تھے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول
بھی انکار تقلید پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اونھون نے حدیث [illegible] ہے کہ
اوسکے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم [illegible] صحیح پر
عمل کرنا ضرور ہے اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے مین نہین چاہیے [illegible] تسلیم کرتے
ہین کہ ہر مسلمان کو یون ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی [illegible] پائی نہین
گئی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اوسکے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہے تو [illegible] کے
موافق ہے علاوہ اسکے بعض مسائل مین حنفیہ کے یہان امام صاحب کے قول پر علاوہ بلکہ امام
ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہم اللہ کے موافق عمل ہوتا ہے تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات [illegible]
ہر مسئلے مین امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کے
مفتی بہ نہوتا حالانکہ ایسا نہین اور یہی مراد علامہ شامی کی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب قول [illegible]

بھی یہی معلوم ہوتا ہی کیون کہ وہ اوس تقلید کو برا کہتے ہیں جو بلا تمیز تقلید یون سمجھے کہ اس امام سے
خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صواب کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی نچھوڑونگا
اگرچہ خلاف پر دلیل قایم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی
کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور گو خلاف پر دلیل قایم ہو تقلید نچھوڑے اگر یہ عقیدہ مقلدین
کا ہوتا تو کوئی مسلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور من وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی مسلہ کسی مذہب کا
لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کا خود ظاہر یہی مصداق
ہین کیون کہ اپنی راے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے
ہین تو تکلیف مالایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہی اوسپر لازم جانتے ہین وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ
بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی راے سے جسکو چاہتے ہین
ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے مقابلے مین ایمہ کی راے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی
خدمت مین گستاخیان کرتے ہین ایسے لوگ تو موحد اور محمدی آپکو نعوذ باللہ مشہور کرین اور مسلمانونکو
مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا اونکو اس ورطۂ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
ایمۂ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جاے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ایمہ
یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ اونکو درجۂ
اجتہاد حاصل تھا اگر یا [illegible] صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار مین امام صاحب کے
مذہب کی تمام حدیثین [illegible] لاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر یہ قول امام
طحاوی کا ٹھیک منقول [illegible] تو اونھون نے باوجود علامۂ دہر ہونے کے تقلید کیون ترک
کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت [illegible] وی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہی
جنکو قرآن و حدیث سے مسا[illegible] ستنباط کی قوت نہین امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
نہین جانتے مبحث کچھ ہی مت[illegible] کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہمیہ ہرگز حجت نہین ہو
سکتے جب تک سند اوسکی امام [illegible] تک نہ پہونچا دو حاصل کلام یہ ہی کہ حنفیہ تقلید

شخص کو واجب نہین جانتے ہین محققین حنفیہ نے کہ جس مسئلے مین اونکو خلاف حدیث معلوم ہوا ترک کردیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہین اور تعجب ہی کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو جو قرن اول مین ہی نہین مانتے اور پھر اقوال ائمہ قرون ثلثہ کے حجت لاتے ہین ~ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا — اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ بحث مفصل لکھی ہے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون اامامون مین سے ایک کی تقلید اگر واجب نہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور مفسر اور فقیہ اونمین سے کسی کے بھی مقلد نہوتے جواب اسکا دو طرح ہے اول یہ کہ بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہین کہتا الخ

اقول معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنمین بعض ظاہر ہے یہ بھی داخل ہین بدون تحقیق لکھدیا ہے جتنے نام لکھے ہین سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل مین خلاف تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہین ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہین کہ خاص امام کا قول مستقل معمول بہ ہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہے چونکہ وہ مخفی تھا امام نے اوسکو ظاہر کردیا اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہین مگر درحقیقت تقلید خدا اور رسول کی ہے امام کی طرف نسبت مجازی ہے **قال** التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب شارع کا صادر نہین ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبوراً کرنا پڑا کیونکہ ایک ایک مسئلے مین اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اسصورت مین تو ارتکاب حرام مین بوجہ دوسرے قول کے شبہہ تھا مگر جب دونون قولون پر عمل کریگا تو اب یقیناً مرتکب حرام کا ہو جاوے گا اور اسی قسم کے مسائل مین تقلید ضروری ہے جو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہین اونمین تقلید محض بے اصل اور لغو ہے علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو تو لیا ہوا

اور فہیں سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ مانیں حالانکہ میں قرآن اور حدیث سے ایسا التزام مفہوم نہیں ہوتا اور حنفیہ پر باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے الزام دین بیہ حدیث توہم پہلے ہی اونکی رد میں لکھ چکے ہیں اور حجت اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کارد نہیں ہوسکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین نے ان ایمہ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیکھی لامحالہ تقلید شروع کی حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہیں اور واقف ہونیکے کئی صورتیں ہیں اگر ایسے امور ہیں کہ جن میں عام لوگ بھی شریک ہیں اور خاص بھی اونکو جانتے ہیں جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالی علیٰ ہذا القیاس زنا اور لواطت اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام وخاص کو معلوم ہے تو یہ کسی مذہب معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اسکا معتقد ہے البتہ جو امور کہ بغیر فکر اور اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص اونکے استنباط پر قادر ہو جیسے ایمہ مجتہدین اسکو اسمیں کسی کی تقلید کرنی نچاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اوسوقت اوس سے تکلیف بحث اور نظر کی بوجہ عجز کے بحکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ سے اوسپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہاں تقلید کی عبارتیں نقل کی ہیں سب جگہ اپنے مطلب کے موافق تصرف کیا ہے اور موافق معقولہ قائل کے پوری عبارت نہیں لکھی یہاں معترض صاحب لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کی چال چلے ہیں کوئی انکی بات مغالطے سے خالی نہیں ہوتی ناحق حنفیہ بیچاروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خود وسوسے کی ٹٹی میں شکار کھیل رہے ہیں نہ جانتے کہ آئی مرشناسم **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہیں کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

یہ بات غلط اور واہی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہے

اقول اللہ ری بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کر دیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ بدون مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کرسکتا معنی قرآن کے سمجھنے اور چیز ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شی ہی ہر شخص کا کام نہین یہ کام اوس شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد ہین سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق او مقید اور مجمل او مبین او ناسخ او منسوخ وغیرہ احکام خوب جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل او منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی اور خفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین آور معترض صاحب جو اجتہاد کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اونکے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعواہ ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مولانا عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہین اور اونکی جامعیت شہرہ آفاق تھی مجتہد نہ ہو سکے تو اورون کو بجز اپنے مونہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا آتا ہے غرض قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ اجتہاد اور استنباط مسائل فرعیہ کا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جسمین اتنے شروط پائے جائین اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی وَدُونَہٗ خَرْطُ الْقَتَاد

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرینوالا احوال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق روات کی کسطرح بہم پہونچائے گا جواب اسکا یہ ہی کہ پہچاننا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف

موضوع کا اٹھارہ قسموں سمیت موقوف ہی تحقیق رواۃ اور حال سند پر الخ **اقول**
کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہیں کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب
تک ہوتی یا اور کوئی صورت جس سے سلسلۂ اسناد وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمائیے
کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
نہین دی آپ اوس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعوا پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
کا التزام کیجیے ظاہر ہی کہ جب کسی کا قول ثابت کیا جاوے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت یا کتب
مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہو جاتا ہی چنانچہ عقد الجید مین لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق
ہین یا تو اوسکے واسطے سند پائی جاوے یا اوس کتاب مشہور سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون
ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین
کے اس لیے کہ وہ بمنزلۂ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اوسکا
مدون ہو اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون پس اوسکے
ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسی نے سنا نہو جیسے کتابین امام
محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا انکے اون کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین
اس لیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا بمنزلۂ تواتر اور خبر مشہور کے ہی کہ مثل اوسکے نہین محتاج
ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت
نہین فقط ظاہریہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے چوتھے مغالطے کے جواب مین جو ہمنے
دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
اسناد کی ضرورت نہین بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
پس معترض صاحب نے کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب کی شاید اسوجہ سے معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین آیت

نہین مانتے اور بوجہ نہونے اسناد کے انکار قرآن کا کردیتے ہین خدا ایسی اسناد سے
محفوظ رکھے جسپر یہ دیولنے اور فریفتہ ہین اور محض بنا بر اسناد کے لعن اور طعن او خلاف قرآن
سبھی کچھ کرتے ہین یا مجکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہین اسناد کی پرستش نکرنے لگین غرض کلام حنفیہ کا
اسمین نہین ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہین ہوسکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
فروعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی اوسمین صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہین چلتا
علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع مین اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات
طی نہین ہوئی جسنے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہی وہ اوسکے نزدیک
صحیح ہی اسیطرح ایک راوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لا باس کہدیا ہی
غرض اگر صحت اور ضعف حدیث ہی مین ہی فیصلہ ہوگیا ہوتا تو بھی آنسو پچھ جاتے دشوار ہی
تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کرین اگر ایک کے قول کو درست
کہتے ہین تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اوس سے بڑھکر ہی ایک شخص
کی راے مین مسائل مستنبط مین ایک مسئلے کا یقین ہی اور دوسرے کی راے مین دوسرا مسئلہ
مناقض اوسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلوۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
تحریم معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہین اور دار قطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم
نے بخاری کے بعض احادیث (مثل رباب وغیرہ ۱۲) مین کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونون کی
کے بعض رجال مین کلام ہی گو مسلم مین بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہین اور امام بخاری
شاگرد ابن حجر نے بخاری مین قریب اسّی آدمیون کے اور مسلم مین بعض اسکے ضعیف کہا ہی پھر تقریب
مین علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی مین سماع اونکا اپنے والد سے ثابت
کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہین پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا امر
درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہین آتا ہی
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ذرا دو چار مسئلے ہی معترض صاحب

اپنے اجتہاد کے پیش کریں ورنہ فقہاے مجتہدین کے شکر گذار ہوں اور طعن و تشنیع سے باز
آئیں دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں اَمَّا هٰذِهِ الطَّبَقَةُ
الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَالْاَثَرِ فَاِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَدُّهُمْ
فِي الرِّوَايَاتِ وَجَمْعِهِمُ الطُّرُقَ وَطَلَبِ الْغَرِيْبِ وَالشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ
اَكْثَرُهُ مَوْضُوْعٌ اَوْ مَقْلُوْبٌ وَلَا يُرَاعُوْنَ الْمُتُوْنَ وَلَا يَفْهَمُوْنَ الْمَعَانِيَ
وَلَا يَسْتَنْبِطُوْنَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَخْرِجُوْنَ رِكَازَهَا وَفِقْهَهَا وَرُبَّمَا
عَابُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاوَلُوْهُمْ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ السُّنَنِ وَ
لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغِ مَا اُوْتُوْهُ مِنَ الْعِلْمِ قَاصِرُوْنَ وَبِسُوْءِ الْقَوْلِ
فِيْهِمْ اٰثِمُوْنَ یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہے سو بے شک اکثر اونکے سعی کرتے ہیں
روایات ہی میں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اوس حدیث
سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہے اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے معنوںکو
اور نہیں استنباط کرتے اونکے اسرار کا اور نہیں نکالتے اون کے خزانہ اور فقاہت اور بسا اوقات
فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں اور اونپر مخالفت حدیث کا دعوا کرتے ہیں اور
نہیں جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسئلہ کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور فقہا کے
حق میں برے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں انتہے کچھ فقہ کا الگ ایک جزئیہ موجود ہے
اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہے تو مسئلہ مفتی بہ میں تمام حنفی شریک ہیں مگر معترض صاحب تو روایت
اور اسناد کو جب تک فقہ میں نہیں دیکھ لیں گے ہرگز اونکو اعتبار نہ آئے گا ورنہ اونکے مسالک کے
خلاف ہو جائے گا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے اقوال اونھوں نے
بزرگوں سے نقل کیے ہیں کوئی قابل اعتبار نہیں کیوں کہ کسی کتاب میں اسناد اونکی نہیں ہے
اسیطرح اسماء الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابیں سبکی سند لائیے
کہ یہ کتابیں تو نہیں شخصوں کی ہیں جنکی طرف منسوب ہیں ان سب کتابوں کے اور یوں کا کہیں بھی

بتاہنیں پس معترض صاحب کے قول سے کتابین اسماءالرجال وغیرہ کی سب بے سند ٹھیرین کیونکہ
سند کو وہ ضروری جانتے ہین پس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نرہے گی **قال**
اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف
ہون معنوان اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرین گے جواب
اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ایمہ آپسمین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر مین ایک دوسرے
کی ضد اونکو معلوم ہوتی ہین یہ سبب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی الخ **اقول**
حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ مین ایمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی
اور معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ
حاصل نہین قول شی دیگر ہی عمل شی دیگر دعوا سب کرتے ہین کوئی اوسکا مصداق دکھلانیوالا
سوائے ایمۂ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے
ہین ہم پوچھتے ہین کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی
لکھہ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثونکی ہی کہ ابن عباسؓ
فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف سفر وغیرہ شہر مین جمع کیا ہی اور ابن
مسعودؓ فرماتے ہین ہمنے سوائے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہین جمع کرتے تنہین دیکھا ہوجاتی
اسی طرح ایک صحیح حدیث مین صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبداللہ
ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہین دیکھا ان
دونونمین بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونون صحیح ہین علے ہذا القیاس بہت ایسی احادیث
ہین جنمین اختلاف ہی مگر ایمۂ اربعہ نے بالکل خلاف اوٹھا دیا ہی خصوصا مذہب حنفی مین تو
حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام اور مقلدین اونکے حدیث کو خوب
سمجھتے ہین اور ظاہریہ نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو
بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے آنکھین

بند کر لیتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہیں اسیطرح بہت قواعد اونکے جمہور کے خلاف ہیں جسکو ایمہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار کرے پھر ہم حیران ہیں کہ اسمین معترض صاحب کو کونسی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور اماموں کے اقوال سے فرار کرتے ہین کیا ایمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب ایمہ نے بتلایا ہی وہ کسی کو بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوئے ہین چنانچہ طب کے قاعدے تمام کتابون مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہی ہر دوا کی خاصیت اور ماہیت اور افعال و خواص بالتصریح موجود ہین اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر مطب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہی مگر معترض صاحب اگر ان کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گین تو اوس نسخے کی اور سنکھیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ آدمی کو علم شے کا ہوتا ہی جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطب دشوار ہی پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہی جتنا زیادہ رنگی اور قوی الحافظہ ہوگا اوتنا ہی علم طب اور مطب اوسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر ہوا کرین تو پھر بڑے طبیبون کو کون پوچھے خود کتابین دیکھکر دوا پی لیا کرین جیسے آج کل کے نیم حکیم خطرۂ جان ہین ویسے ہی حضرات ظاہریہ خطرۂ ایمان ہین دعوا یہ کچھ کہ جسے بوے اجتہاد پائی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا علم وسیع ہوگا اوتنا ہی قول اوسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب کی درایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی رح خیرات الحسان کی فصل بست وششم مین لکھتے ہین مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ وَلَا يَتَفَقَّهُ كَمَنْ يَجْمَعُ الْأَدْوِيَةَ وَلَا يَدْرِي مَنَافِعَهَا حَتّٰى يَجِيْءَ الطَّبِيْبُ كَذَا الْمُحَدِّثُ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ حَدِيْثِهِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْفَقِيْهُ یعنی جو شخص حدیث

خیرات الحسان فصل بست وششم

طلب کرتا ہی اور فقیہ نہین ہوتا مثل اوس شخص کے ہی کہ جمع کرے دوائونکو اور نہ جانے منافع اونکے یہانتک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہین پہچانتا وجہ حدیث کی یہانتک کہ فقیہ آوے انتہی اور فقہ کا اختلاف کچھہ مضر نہین اس لیے کہ اوسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر مسلہ مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہی الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف ہی کہ جسقدر چارون مذاہب مین بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے مذاہب مختلف کیون ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اوسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھہ معیوب نہین فقط معترض صاحب کے اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور یہہ غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغویات ہی محض واہیات ہی **قال** بتلائیے کہ متبع رائے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک مغالطہ متقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھہ درجے آسان ہی الخ **اقول** جناب معترض صاحب تمنے کچھہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اور ضعیف باتین بیچارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کر دین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید یہ فرضی صورتین ہون فقہانے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ نہ پڑھے اور نہ اوسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین انہوں ا

کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علماے سنت کے ہین دیکھ لین
اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کر لے اور ہدایہ
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اوسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر
مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کر دیا ہے مطلب ثبوت
سے ہے کہین ہو البتہ ضعف او صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہے اسکا خود محدثین نے بھی اعتبار
کیا ہے اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کر لیا ہے چنانچہ ترمذی مین لکھا ہے
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلَى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
مین بڑی کھری ہے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے انتہے پس تعجب ہے کہ خود تو صحیح کو محدثین
چھوڑ کر ضعیف پر عمل کر لین اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کر لین تو مقصود وار تکفیرین
نے ہر یکے ناصح برای دیگران + ناصح خود یافتم کم در جہان **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
اہل حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہین ہے اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدون نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمداً ترک کر دیا ہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور قائل نہونا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہے الخ **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہے کہ احتمال خطا اون سے
نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہے اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی احتمال خطا ہے
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہے اگر مجتہد عمداً کسی حدیث کو
کسی علت سے ترک کر دے اوسکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسئلہ استنباطی ہو اوسکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا او صواب ہر صورت مین ہوتا ہے مخالفت او موافقت کو اوسمین کیا دخل

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کہنے مین بھی نہایت ہی مشق ہی بیان صواب اور خطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال دانائی کیا حنفیہ ہر صورت مین خطا او صواب دو نون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین کہ ائمہ نے بعض مسائل مین بعضے احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کردیا ہی اور دوسرا ماخذ اوسکا قرار دیا ہی **قال**

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین اور اونکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت برے اعتقاد والا بیوقوف ہی اسلیے کہ بڑے بڑے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت مین رہتے تھے اونکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پہونچی ہی نہین تھین ان اماموں کو کیا پہونچی ہون گی الخ **اقول** حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہین کرتے کہ اونکو کل حدیثین بالیقین پہونچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری یا امام مسلم ہون کسی کی نسبت کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ اوسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین پس جسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسی طرح کوئی اس دعوے کو بھی نہین ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اسقدر حدیثین نہین پہونچین جسقدر امام بخاری وغیرہ کو پہونچی تھین پس معترض صاحب نے یہان دو مغالطے دیے ایک تو حنفیہ کی طرف سے کل حدیثون کا دعوا کر دیا اور دوسرے اوسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین بیان کر دین اور صحبت او سیر لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جو بات معترض صاحب نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل حدیثین صحابہ کو معلوم ہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک اونکو حدیثین نہین پہونچی تھین اس سے بھی معلوم ہوا کہ بہت سے حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اوسکی تصریح کر دی ہی پس

حنفیہ پر افترا

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ آکر مقیم ہوے تھے
اونکا علم حدیث کہان گیا کیا ظاہر یہ نے سیکھا اور کسیکو میسر نہوا لہذا امام صاحب کو کہ تمام
کوفے سے اعلم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب
کی مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث
جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہوا وسکو کہدیا کہ امام صاحب کو نہین پونہچی محض بے دلیل بات اور
رجم بالغیب ہی خدا ایسے سوء ظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول
موجود نہو مگر یون دعوا نہین کر سکتے کہ اوسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت حدیثین
صحیح دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کر دیا ہی کیونکہ محض صحت پر دار و مدار عمل
کا نہین ورنہ جمہور صحابہ سے خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا پس سب صحیح حدیثونکو واجب العمل
جانین تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور بر خلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ
باللہ موافق حدیث فقط ظاہریہ اپنے خیال مین ہون گے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ
مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصًا جو راوی اوس حدیث کے ہون اگر وہ اوسکے
خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
چاہیین کیونکہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہی مگر عرف
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی پس نے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کر لینا
حسن ظن تو ہی مگر حماقت اور تکبر سے خالی نہین ہے در میروزیر سلطان را + بوسیلت مگرد پیرامن
سگ و دربان چو یافتند غریب + این گریبان گرفت و آن دامن حاصل یہ ہی کہ معترض
صاحب دوسرون کے مغالطے فرضی نقل کرتے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے
ہین بلکہ اونکے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت
کار کیا ہی اونکی نظر مغالطون پر پڑ کر ڈال کر شیخی کی آڑ مین اون بیچارون کو پھانس لیتے ہین

اسکے بعد معترض صاحب نے سو مسئلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالاے طاق
رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ایمہ حدیث پر نہین بلکہ اس پردے
مین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث
کا ایسا کوئی مسئلہ نہین ہی جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو ویا اونھون نے کسی مسئلہ پر قرآن و حدیث
کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے
تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اوس حدیث
صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی راے پر ہی چنانچہ نمونہ از خروارے چند قول اونکے
یہان نقل کرتا ہون دیکھ لیجیے مسئلہ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث
کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ
وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور
تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا اسمین
امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی
اس لیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا تُلِیَتْ
عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اونکے نشانیان اوسکی
زیادہ کرتی ہین اونکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث
کی مطلق نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ
کے کتب مین ہین فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری اور
داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُولٰۤئِكَ
كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین کہ جنکے دلونمین اللہ نے ایمان کو ثابت
کر دیا ہی وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہی ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ

الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ یعنی نہین داخل ہوا ایمان تمھارے دلون مین قَالَتِ الْاَعْرَابُ
اٰمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا یعنی کہا بدوی نے جو منافق تھے ایمان لائے ہم تو کہدے
کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد و مطیع ہو گئے
اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت اونھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اوسنے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا ھَلَّا شَقَقْتَ
قَلْبَہٗ فَنَظَرْتَ اَصَادِقٌ ھُوَ اَمْ کَاذِبٌ یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تونے دل اوسکا
کہ وہ سچا ہی یا جھوٹا وَالْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ
یعنی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے
اور رسولون اوسکے کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی سندین
قرآن اور حدیث مین اوسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہی اور
امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک ایمان عبارت ہی تصدیق قلبی اور
اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق اور اقرار اور عمل کے ہین اور قرآن
اور حدیث مین بھی ایمان بایں معنی آیا ہی اسی وجہ سے حنفیہ اور شافعیہ مین اختلاف
کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہی یا نہین پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل ایمان کر چکے
اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی
ہین امام رازی شافعی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فَقَدِ احْتَجُّوْا بِھٰذِہِ الْاٰ
وَجْھَیْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ قَوْلَہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ
یَقْبَلُ الزِّیَادَۃَ وَلَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِبَارَۃً عَنِ الْمَعْرِفَۃِ
قَبِلَ الزِّیَادَۃَ یعنی تحقیق حجت گردانا اونھون نے اس آیت کو
یہ کہ قول اللہ تعالیٰ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا دلالت اسپر کرتا ہی کہ ایما
اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو الد

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب لیتے ہیں وہ ہرگز زیادتی اور کمی قبول نہیں کر سکتی جتنی آیتیں آپ نے بیان کیں سب میں ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکورہ مراد ہیں اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہیں تو بجا ہے سوان معنوں سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہیں کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائیں جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہے تو معنی آیت کے یہ ہوں گے جو تفسیر کبیر میں لکھے ہیں اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہیں وَالْوَجْهُ الثَّانِي مِنْ زِيَادَةِ التَّصْدِيقِ اَنَّهُمْ يُصَدِّقُوْنَ بِكُلِّ مَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَلَمَّا كَانَتِ التَّكَالِيْفُ مُتَوَالِيَةً فِيْ زَمَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوْثِ كُلِّ تَكْلِيْفٍ كَانُوْا يَزِيْدُوْنَ تَصْدِيْقًا وَاِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ مَنْ صَدَّقَ اِنْسَانًا فِيْ شَيْئَيْنِ كَانَ تَصْدِيْقًا لَهٗ اَكْثَرَ مِنْ تَصْدِيْقِ مَنْ صَدَّقَهٗ فِيْ شَيْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُهٗ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا مَعْنَاهُ اَنَّهُمْ كُلَّمَا سَمِعُوْا اٰيَةً جَدِيْدَةً اَتَوْا بِاِقْرَارٍ جَدِيْدٍ فَكَانَ ذٰلِكَ زِيَادَةً فِي الْاِيْمَانِ وَالتَّصْدِيْقِ یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہ ہے کہ وہ تصدیق کرتے ہیں کل اوس شی کی جو پڑھی جاتی ہے اون پر اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھیں تکلیفیں زمانۂ رسالت پناہ میں پے درپے اور یکے بعد دیگرے پس وقت حادث ہونے ہر تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہے یہ کہ جو شخص تصدیق کرے کسی انسان کی دو امر میں زیادہ ہے تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر میں تصدیق کرے اور قول جناب باری وَاِذَا تُلِيَتْ الخ یعنی جب وہ سن لیتے ہیں کوئی آیت جدید کرتے ہیں اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان میں اور تصدیق میں دوسری جگہ کہتے ہیں وَالْمَعْرِفَةُ وَالْاِقْرَارُ لَا يَقْبَلَانِ التَّفَاوُتَ یعنی تصدیق اور اقرار

کمی بیشی قبول نہین کرتی اور جس صفحے کا آپنے حوالہ دیا ہی اوسمین تو اونھون نے بلکہ اور کسی
جگہہ کہین ان معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی اور بیشی کو نہین لکھا بلکہ منع
کیا ہی چنانچہ عبارت اونکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا نزاع لفظی بتایا ہے
ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوے جو اونکو نفی
مجازی سے لینے پڑے سو جواب اوسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ نے لئے ہین
بلکہ میری راے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت درست معلوم ہوتا ہی اگر خوف طول
نہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی راے قرآن و حدیث سے
موافق زیادہ ہی مگر دو چار سندین اسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین اب
رہی حدیث سو اوسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی
بلکہ خود آپکی سند مین جو بخاری سے لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
زیادہ ہوتا ہی علاوہ اوسکے اسکا حدیث ہونا ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا بخاری کی عبارت مین قول پر ہی نبی پر نہین
گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہی اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
لکھتے ہین قَالَ الْإِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِيٌّ لِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْإِيمَانِ إِنْ كَانَ هُوَ
التَّصْدِيقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَإِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا فَكُلُّ مَا قَامَ
مِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اس لیے کہ مراد ایمان سے اگر
فقط تصدیق ہی تو یہ زیادتی اور کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہی تو یہ کمی اور بیشی قبول

فتح الباری شرح البخاری

عمدۃ القاری شرح بخاری

کرتی ہی پس جو دلیل قائم ہوا سپر کہ ایمان کمی اور بیشی قبول نہین کرتا سو مراد اوس سے اصل ایمان ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو اوس سے مراد ایمان کامل ہی جس مین عمل داخل ہی انتہی اور مجد الدین فیروز آبادی شافعی مذہب لکھتے ہین وانچہ مشہور ست کہ الْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین معنی چیزے صحیح نشدہ وآن از اقوال صحابہ وتابعین ست یعنی جو کہ مشہور ہی کہ ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی حدیث صحیح نہین آئی بلکہ اقوال صحابہ اور تابعین سے ہی انتہی اور شیخ الہند شارح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہین اوسکے بعد لکھتے ہین کہ حاصل کلام تحقیق یہی ہی کہ دونون طرف کی کوئی حدیث صحیح نہین آئی اور جتنے اقوال آپنے نقل کیے ہین ذرا غور سے اوسمین ملاحظہ فرمائیے کہین یہ لکھا ہی کہ ایمان بمعنی تصدیق یا تصدیق مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ اسکی تصریح کردی ہی کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہین اوسمین بھی تصریح کردی ہی کہ ایمان اقرار لسانی اور تصدیق جنانی اور عمل ارکانی ہی زیادہ ہوتا ہی بندگی سے اور ناقص ہوتا ہی گناہ سے اور قوی ہوتا ہی علم سے اور ضعیف ہوتا ہی جہل سے انتہی اور سلف کی عبارت مین جو قول وعمل فقط آیا ہی تصدیق کا ذکر نہین ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت مین کردی گئی ہی اور مجمع البحار کی عبارت جو آپنے نقل کی ہی اوس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہی اوسکو آپنے کیون قلم انداز فرمایا چنانچہ وہ عبارت یہ ہی اِلَّا الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ قَالُوْا نَفْسُ التَّصْدِیْقِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ الشَّرْعِیُّ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بِزِیَادَةِ ثَمَرَاتِهٖ وَبِهٖ التَّوْفِیْقُ بَیْنَ ظَوَاهِرِ النُّصُوْصِ وَاَقَاوِیْلِ السَّلَفِ یعنی مگر محققین اونمین سے پس تحقیق کہا اونھون نے صرف نفس تصدیق کا نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہی بسبب زیادتی

شرح سفر السعادۃ
مجمع البحار

ثمرون اپنے کی اوران معنی سے موافقت درمیان ظاہر نص اور اقوال سلف کے ہوگئے انتہے
باقی رہا قول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معصر اور مربی آپکے ہین اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
اوسی صفحے مین لکھتے ہین وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْإِيْمَانِ هُوَ زِيَادَةُ انْشِرَاحِ الصَّدْرِ
وَطُمَانِيْنَةِ الْقَلْبِ وَانْفِلَاجِ الْخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشادہ ہونے
سینے کی ہو اور اطمینان قلب کا اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہو انتہے سو اس زیادتی کے حنفیہ بھی
قائل ہین چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین لکھا ہو فَالتَّحْقِيْقُ اَنَّ الْاِيْمَانَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ
الرَّازِيُّ لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ مِنْ حَيْثِيَّةِ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ لَا مِنْ جِهَةِ
الْيَقِيْنِ فَاِنَّ مَرَاتِبَ اَهْلِهَا مُخْتَلِفَةٌ فِيْ كَمَالِ الدِّيْنِ یعنی تحقیق یہ ہو کہ ایمان
جیسا کہ امام رازی نے کہا ہو زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہین
کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہو اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہین کمال دین
مین انتہے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہین چنانچہ اسپر کلام الٰہی بھی دلالت کرتا ہو
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ اس لیے کہ مراتب عین الیقین کے رتبہ
علم الیقین سے فوق ہین اسیواسطے آیا ہو کہ سننا مثل دیکھنے کے نہین ہوتا اگرچہ بعضون کا
قول ہو کہ اگر حجاب بھی اوٹھا دیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو
بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہین زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
کیا گیا ہو واسطے اوس شخص کے کہ علم ہو اوسکو خانہ کعبے کا غیبت مین پھر اوسکو مشاہدہ اوسکا ہو حضور
مین اسی بنا پر پس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہو اس لیے کہ تصدیق ساتھ
طلوع آفتاب کے قوی تر ہو تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونون مساوی ہین
اصل تصدیق مؤمن بہ مین یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہو انتہے اسکے آگے لکھتے
ہین فَالْخِلَافُ لَفْظِيٌّ یعنی پس اختلاف اسمین لفظی ہو حقیقی اختلاف نہین انتہے اور
رد المعقول علی النہج المقبول مین لکھا ہو کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہین ہوتا نزدیک

عام حنفیہ کے لیکن فرق اوسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہی اس لیے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق قلبی سے کہ حد اذعان کو پہونچ جاوے اور اسمین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو حقیقت تصدیق کی حاصل ہو جائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی بر حال خود باقی رہے گی اوسمین کچھہ تغیر نہین آتا ہی اور دلیل ہماری قول جناب باری ہی وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنی جسوقت کہا ابراہیمؑ نے اے رب میرے دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کر دیتا ہی کہا کیا تو ایمان نہین لایا کہا ابراہیمؑ نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیمؑ کا وَلٰکِنْ لِیَزْدَادَ اِیْمَانِیْ ہوتا یعنی مگر اس لیے کہ زیادہ ہو جاوے ایمان میرا پس قول ابراہیمؑ کا لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ دلیل یقینی ہی اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہی اسیطرح قول اللہ تعالے کا اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالے نے ایمان ثابت کر دیا ہی اور ظاہر ہی کہ مثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالتمآبؐ کا حدیث ابو سعید مین ہونہ عن المنکر مین وارد ہی وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ دلالت کرتا ہی اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہو جاتا ہی جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی انتہے اور جوامع قادریہ مین لکھا ہی وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ دلیل یقینی ہی کہ ایمان کم و بیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی ہو جاتا ہی چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہی انتہے اور الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر مین ہی اِنَّ الْاِیْمَانَ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ حَیْثُ اَصْلِ التَّصْدِیْقِ وَالْاِذْعَانِ اِلَّا اَنَّهٗ یَقْوٰی وَیَضْعُفُ مِنْ جِهَةِ الْیَقِیْنِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور کم بھی نہین ہوتا ہی باعتبار اصل تصدیق اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہی باعتبار یقین کے انتہے البتہ محدثین کے قول پر شبہ وارد ہوتا ہی کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہی قَالَ الْاِمَامُ هٰذِهٖ فِیْ غَایَةِ الصُّعُوْبَةِ لِاَنَّ الْعَمَلَ

إِذَا كَانَ رُكْنًا لَا يَتَحَقَّقُ الْإِيمَانُ بِدُوْنِهِ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْإِيمَانُ فِي كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَاءَ بِمَعْنَى أَصْلِ الْإِيمَانِ وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ كَوْنُهُ مَقْرُوْنًا بِالْعَمَلِ كَمَا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ الْحَدِيثَ وَقَدْ جَاءَ بِمَعْنَى الْإِيمَانِ الْكَامِلِ وَهُوَ الْمَقْرُوْنُ بِالْعَمَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْمَنْفِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ الْحَدِيثَ وَكَذَا كُلُّ مَوْضِعٍ جَاءَ بِمِثْلِهِ فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ لَفْظِيٌّ لِأَنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى تَفْسِيرِ الْإِيمَانِ وَأَنَّهُ فِي أَيِّ الْمَعْنَيَيْنِ مَنْقُوْلٌ شَرْعِيٌّ وَفِي أَيِّهِمَا مَجَازٌ یعنی کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہے اس لیئے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اوسکے پایا نہ جائے گا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر نکلے گا اور جنت مین کیونکر داخل ہو گا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار نکیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولون اوسکے کے اور اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اوسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہی اور ایمان کامل وہ ہی جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول نبی علیہ السلام میں نہین زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ ایمان رکھتا ہی اور اسیطرح ہر جگہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیئے پس خلاف اس مسلہ مین لفظی ہی اس لیئے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کون سے دو معنون مین سے منقول شرعی ہی اور کون سے دو معنون مین مجاز ہی انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے یہ معنی اس لیے بیان ہوے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جاے کیون کہ معتزلہ نفس ایمان مین
عمل کو اصل کہتے ہین پس اس سے لازم آتا ہی کہ جو عمل ترک کرے اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا پڑے
حال آنکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہی پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
فقط نزاع لفظی ہی معنی مین نزاع نہین جہان قرآن اور حدیث مین عمل پر اطلاق آیا ہی
وہان ایمان کامل مراد ہی اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہی وہان فقط اصل ایمان مراد
ہی اور لغت بھی ان معنون کے مطابق ہی قاموس مین ہی اٰمَنَ بِہٖ اِیْمَانًا صَدَّقَہٗ یعنی ایمان
لایا وہ ساتھ اوسکے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لمعات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
الایمان مین ہی ثُمَّ نُقِلَ فِی الشَّرْعِ اِلٰی تَصْدِیْقِ الشَّارِعِ فِیْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَہٗ
وَھُوَ مَذْھَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ اِنْ لَّمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ وَھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ
اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ وَاَمَّا مَا یُحْکٰی مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَنَّ
الْاِیْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ فَالْمُرَادُ الْاِیْمَانُ
الْکَامِلُ لَا اَصْلُہٗ کَمَا اشْتَبَہَ عَلٰی اَقْوَامٍ مِّنَ النَّظَرِ فِیْ ظَوَاھِرِ عِبَارَاتِھِمْ وَقَدْ
صَرَّحُوْا بِمَا ذَکَرْنَا یعنی پھر نقل کیا گیا شرع مین طرف تصدیق شارع کے اوس چیز
مین کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہی یا مع اقرار کے اگر کوئی
مانع نہو اور یہ قول جمہور کا ہی یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے
منقول ہی کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہی پس مراد اوس سے ایمان کامل
ہی نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہہ ہو گیا ہی بعضون کو اونکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
کر دی ہی اونھون نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہی اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
الایمان مین ہی وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْہِ عَلٰی اَقْوَالٍ اَوَّلُھَا وَعَلَیْہِ الْاَکْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِیُّ
وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّہٗ مُجَرَّدُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ
بِالضَّرُوْرَۃِ یعنی اختلاف کیا ہی علما نے ایمان مین کئی قول پر اول اونکا اور اوسپر اکثر لوگ اور

مختار ہین مجرد تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اوسمین کہ جانا گیا ہی لانا ای
اشہہین انہ محققین ہین نہ المحتار ردا سکے بعد لکھا ہی اور نہین ظاہر ہوتی ہی مخالفت درمیان قول
ضروری اہما اوسمین تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اوامر اور نواہی کا کمال ایمان سے
ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کمی او بیشی ایمان
ہین لفظی ہی انتہے پس ہم حیران ہین کہ آپکو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شی باعث ہوئی
اول آپکو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے
کمی او ربیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
نے صریح مخالفت کی ادنی استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بین ہی اور یہ آیت سلف
سے آجتک کسی کو نہ سوجھی تھی فقط آپکو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپکو لکھتے
وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلم بند
کرون خیر قطع نظر اون کتابون کے جن کتابون کو آپنے لکھا ہی انھین مین غور کرتے تو جواب
موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے تو شرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نکرتا مگر آپنے
باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرأت کی ہی کہ آجتک کسی نے نہین کی تھی آپکو گفتگو سے تہذیبی
مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا یہ شیوہ نہین ورنہ بحکم ~ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست
جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑون کو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا ہوتا ہی اللہ محفوظ
رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک یہ
بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیے کہ فلانے بزرگ نے
مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین پر چارون طرف سے
نفرین اور ملامت ہونے لگی سچ ہی ~ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنۂ
پاکان برد + **قال** مسئلۂ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے ہی
جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ

فقہ کی کتابون مین ہی مسئلہ مُدَّۃُ الرِّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا عِنْد
پچھڑانے کی تیس مہینے ہین نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے
کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح تین آیتون کا بھی اور حدیث
پلانے کی مدت نہ زیادہ سے زیادہ دو برس ہی آخر **اقول** امام صاحب نے ہرگز صریح آیتون اور حدیثون کا خلاف نہین
کیا بلکہ امام صاحب نے اوسی آیت حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا سے کہ جس سے دو برس بھی لیے ہین اور
ڈھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھی ہی وَوَجْهُهٗ اَنَّهٗ تَعَالٰی
ذَكَرَ شَيْئَيْنِ وَضَرَبَ لَهُمَا مُدَّةً فَكَانَتْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِكَمَالِهَا كَالْاَجَلِ الْمَضْرُوْبِ
لِلدَّيْنَيْنِ اِلَّا اَنَّهٗ قَامَ الْمُنْقِصُ فِیْ اَحَدِهِمَا فَبَقِیَ الثَّانِیْ عَلٰی ظَاهِرِهٖ یعنی وجہ امام
صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے دو چیزون کو ذکر کیا (یعنی حمل اور رضاع) اور دونون کے واسطے
مدت بیان کی پس مدت ہر ایک کیواسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرض کیواسطے مقرر کیا جائے
مگر ایک مین ناقص کرنے والی شی موجود ہی پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے
مثال رد المحتار اور بنایہ مین یہ لکھی ہی اَجَّلْتُ الدَّيْنَ الَّذِيْ عَلٰی فُلَانٍ وَالدَّيْنَ الَّذِيْ
عَلٰی فُلَانٍ سَنَةً یعنی وقت معین کیا مین نے اوس دین کا جو فلان شخص پر ہی اور اوس دین کا جو
فلان شخص پر ہی ایک برس انتہے اس سے سمجھا جاتا ہی کہ دونون کیواسطے ایک ایک برس ہے چنانچہ تصریح
اسکی کتب مذکورہ مین موجود ہی اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید مین طحطاوی اور عنایہ مین یہ ہی
لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْهَمٍ وَخَمْسَةُ اَقْفِزَةِ حِنْطَةٍ اِلٰی شَهْرَيْنِ يَكُوْنُ
الشَّهْرَانِ اَجَلًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الدَّيْنَيْنِ بِكَمَالِهٖ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر میرے
ہزار درہم ہین اور پانچ گون گیہون ہین دو ماہ تک اس عبارت مین دو ماہ ہر ایک دین کی بکمالہ
اجل ہون گے انتہے اور منقص کی مثال حدیث عائشہؓ کی ہی کہ فرماتی ہین اَلْوَلَدُ لَا يَبْقٰی فِیْ
بَطْنِ اُمِّهٖ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ یعنی لڑکا نہین باقی رہتا ماں کے پیٹ مین زیادہ دو برس سے
انتہے چنانچہ یہ حدیث کتب مذکور مین موجود ہی اور دارقطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہین

چنانچہ تخریج زیلعی اور در مختار مین ہی وَمِثْلُهُ لَا يُعْرَفُ اِلَّا سَمَاعًا یعنی اس قسم کی حدیث سنی ہوئی ہی ہوتی ہی اور رد المحتار مین فتح القدیر سے نقل کیا ہی اسلیے کہ مقدرات کیطرف عقل ہرگز راہ نہین پا سکتی سمجہ کہا اوسمین بس ہوگی یہ حدیث حکم مین مرفوع حدیث کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر مین اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہین کیون کہ حدیث سے تخصیص آیت کی ہوگئی اور رضاع کی مدت وہی ڈہائی برس جسپر آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورتمین دو اعتراض واقع ہوتے ہین ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کردینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ لفظ ثَلٰثین کا ایک اطلاق مین ثَلَاثِین یعنی تیس اور اَرْبَعَة وَعِشْرِين یعنی چوبیس کے معنون مین استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سوال اول اعتراض کا جواب در المختار مین یہ لکھا ہی وَالْاٰيَةُ مُؤَوَّلَةٌ لِتَوَزُّعِهِمِ الْاَجَلَ عَلَى الْاَقَلِّ وَالْاَكْثَرِ فَلَمْ تَكُنْ دَلَالَتُهَا قَطْعِيَّةً یعنی آیت تاویل کی گئی ہی بسبب تقسیم کرنے اونکی اجل کو اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی دلالت اوسکی قطعی انتہے اور کہا رد المحتار شرح در المختار مین قوله الْاٰيَةُ مُؤَوَّلَةٌ اَيْ قَابِلَةٌ لِلتَّاوِيْلِ بِمَعْنًى اٰخَرَ فَلَمْ تَكُنْ قَطْعِيَّةَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمَعْنَى الْاَوَّلِ فَيَجُوْزُ تَخْصِيْصُهَا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ یعنی قول اوسکا الْاٰيَةُ مُؤَوَّلَةٌ کے معنی یہ ہین کہ آیت قابل تاویل کے ہی بمعنی دوسری کے پس یہ آیت اول معنی پر قطعی دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہے وقوله لِتَوَزُّعِهِمْ اَيِ الْعُلَمَاءِ كَالصَّاحِبَيْنِ وَغَيْرِهِمَا الْاَجَلَ اَيْ ثَلٰثِيْنَ شَهْرًا عَلَى الْاَقَلِّ اَيْ اَقَلِّ مُدَّةِ الْحَمْلِ وَهُوَ سِتَّةُ اَشْهُرٍ وَالْاَكْثَرِ اَيْ اَكْثَرِ مُدَّةِ الرَّضَاعِ وَهُوَ ثِنْتَانِ فَالثَّلَاثُوْنَ بَيَانٌ لِمَجْمُوْعِ الْمُدَّتَيْنِ لَا لِكُلٍّ وَاحِدَةٍ یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اونکے کے یعنی علما کے مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس ۳۰ ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وہ چھ ماہ ہین اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہین پس تیس ۳۰ ماہ بیان ہی دونون

مدتون کا نہ ہر واحد کا انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اونکی طرف اقل اور
اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس لینی مناسب
تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کردیا گیا ہی اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا
اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی ردالمحتار شرح درمختار مین لکھا ہی کہ حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ دو
مبتدا ہین اور ثَلٰثُوْنَ فِصَالُهٗ کی خبر اور حَمْلُهٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُهٗ کی خبر اپنے معنی حقیقی مین
اور حَمْلُهٗ کی خبر معنی مجازی مین ہی پس اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ مین واقع نہو
اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین مجازاً داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ
عَشَرَةٌ اِلَّا اثْنَيْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِيَةٌ مراد لیتے ہین ہان البتہ اسمین یہ شبہہ ہوتا ہی کہ یہ
استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا تکلف ہی بلکہ سوا استثنا کے
بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آئی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکرؓ جسوقت
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف
مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً یعنی جب چالیس برس کو پہونچے یہ کہا اور تفسیر سے معلوم
ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس پر موجود ہی ایسا بہت
استعمال آتا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے اگاہ نہونا ہی اور ایک شبہہ اسمین ہی وارد ہوتا ہی کہ حدیث عائشہ
آیت حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہی
کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت
کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اوسکے
باپ پر ہی اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہین اور امام شافعیؒ
درست کہتے ہین علی ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت
کا استحقاق نہین پس ان معنون سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق
مین خوب مطابقت ہو جاویگی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت
ابوبکر صدیق وغیرہم کے لیے لین جیسا کہ اکثر تفسیرون مین مذکور ہی خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق کے
حق مین نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وَقَالَ
الْاٰخَرُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ وَاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ اور دوسرون نے کہا کہ یہ
آیت حضرت ابوبکر صدیق اور اونکے والدین کے حق مین نازل ہوئی انتہی اور تفسیر احمدی مین
لکھا ہی وَقِیْلَ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ خَاصَّةً حَیْثُ کَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ
سِتَّةَ اَشْہُرٍ وَاَرْتَضَعَ بَعْدَہٗ حَوْلَیْنِ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ سِیَاقُ الْاٰیَةِ وَتَمَامُہَا
وَہُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اَلْاٰیَةَ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ
آیت خاص حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے
ہین اور دودھ پیا ہی اونھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور
خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالے کا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ آخر آیت تک ہی انتہی اور تفسیر
کبیر مین لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے
اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اونھون
نے دلیل اسپر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار
کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال
مین پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہو تا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال
کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع اونکا اسی مقدار
ہو پھر فرمایا اللہ تعالے نے اسی شخص کی تعریف مین یہان تک کہ جسوقت پونہچا وہ اپنی
جوانی کو اور پونہچا چالیس برس کو کہا اے رب میرے الہام کر تو مجھکو کہ شکر کرون تیری نعمت کا جو
مجھپر تو نے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہے یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس واجب ہوا
کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اونسے اس قول کو لیکن ابوبکر پس تحقیق کہا ہی

اونھوں نے اس قول کو قریب اس سن کے اس لیے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس
کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوے چالیس برس مین اور ابو بکر صدیق رض قریب
چالیس برس کے تھے اور اونھون نے تصدیق کی آپکی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے
کہ یہ آیتین صلاحیت رکھتی ہین کہ مراد انسے حضرت ابو بکر صدیق ہون اور جب صلاحیت رکھنا
ثابت ہوا تو اب ہم دعوا کرتے ہین کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رض ہی ہین انتہی پس اس صورت
مین اس آیت سے ہر شخص کیواسطے دو یا ڈھائی برس لینے درست نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
حال ہوگا اور درصورتے کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر مدت
پر قطعی نہوسکے بلکہ آیت موول ہو جاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
بیان ہو گئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیونکہ
ان معنوں سے تاویل کہلاتی ہی ہان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہین اگر شبہہ
ہوتا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہین سو یہ امام صاحب کے نزدیک
جائز ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر گزر چکی کہ مدت رضاع مین اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس
اسی آیت سے لیتے ہین اور امام مالک دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہین اور ایک روایت مین ایک
مہینہ اور ایک مین کچھ حد معین نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جبتک بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
اور بغوی نے معالم التنزیل مین حضرت علی رض سے روایت کی ہی کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رض
کی شان مین نازل ہوئی ہی انتہی پس اس صورت مین البتہ اقل اور اکثر مدت حمل اور رضاع کی
لینا درست ہو جائے گا کیونکہ قرینہ قائم ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت مین
کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہون اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف
ہی البتہ ان معنون سے بھی بیشک اسمین تاویل ہی پھر قطعی الدلالت نہین چنانچہ صاحب عنایہ
لکھتے ہین کہ تائید کرتی ہی اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
چھٹے مہینے مین وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان رض کے پاس لائی گئی پس آپنے مشورہ لیا

اوسکے رجم کرنے مین اور کہا ابن عباس رضؓ نے کہ اگر مین کتاب اللہ سے اسمین مخاصمہ کرون تو کرسکتا

ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباس رضؓ نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا آخر حضرت عثمان رضؓ نے چھوڑ دیا اوسکو انتہے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونو معنی خالی نہین امام صاحب کے معنی گو ظاہر ہین لیکن اونمین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے معنون مین بوجہ کمی ہیشی لینے کے تاویل ہو گئی یہی وجہ ہی کہ دو سال کے تعین مین کوئی حدیث صحیح مرفوع نہین آئی ہی بلکہ حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہی کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیسا کہ قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہی اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول ہی ایسے ہی امام صاحب کا قول ہی تصریح آیت مین دونون کے قول کی نہین لیکن سیاق آیہ مؤید مذہب امام صاحب کے ہی البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہی اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہی انتہے سو اس عبارت سے دو برس کا تعین کیسے ہو سکتا ہی بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہی مطلق ارضاع ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کین مائین تمھاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہی انتہے باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور دوسری آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ سو اسکا جواب تفسیر احمدی مین مذکور ہی وَبِالْحَقِيْقَةِ لَيْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِيْمَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ مِنْ عَدَمِ زِيَادَةِ الرَّضَاعِ عَلٰى حَوْلَيْنِ لِاَنَّهٗ قَيْدٌ لِوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا يَعْنِيْ اَنْ لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَالزِّيَادَةُ تَبَرُّعٌ مِّنْهَا اَوْ قَيْدٌ لِوُجُوْبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَى الْاَبِ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ يَعْنِيْ لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَلَا يُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ لَا يَجُوْزَ زِيَادَةُ الرَّضَاعِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اونکے لیے حجت نہین ہو سکتین اوس چیز مین کہ گئے ہین وہ طرف

بخاری و مسلم

تفسیر احمدی صفحہ ۱۱۱

اوسکے نہ زیادہ ہونے رضاع مین دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید ہین واسطے وجوب دودھ
پلانے ماکے اپنے بچے کو یعنی نہین واجب ہی والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو
سال اور زیادتی اُسکی طرف سے احسان ہی یا دو سال قید ہین واسطے واجب ہونے اجرت
دودھ پلائی کے والد پر بسبب قرینۂ قول اللہ تعالے کے اور والد پر ہی کھانا اور کپڑا اونکا یعنی
نہین واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اور نہین سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی
رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتین اس بارے مین ہین
کہ ماں کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہی رضاع
جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے
نہین نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہی اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہین اوسمین مطلق
رضاع سے حرمت ہی البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا
جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ لڑکپن مین ہی پینا معتبر ہی کیونکہ رضاع کیواسطے رضیع چاہیے
اور ظاہر ہی کہ جوان رضیع نہین ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری مین لکھا ہی وَجْہُ
قَوْلِہِمَا قَوْلُہٗ تَعَالٰے وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ
اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَقَالَ وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ وَالْجَوَابُ اَنَّ رِضَاعَ الْاُمِّ لَا تَتَعَلَّقُ
بِہٖ تَحْرِیْمٌ فَعُلِمَ اَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْکُوْرَ لَیْسَ ھُوَ فِصَالٌ فِی التَّحْرِیْمِ وَاِنَّمَا ھُوَ فِیْ وُجُوْبِ
النَّفَقَةِ عَلَی الْاَبِ یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونون آیتین ہین اور جواب یہ ہی کہ رضاع والدہ
کی ساتھ حرمت کے متعلق نہین ہوتی پس جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصال نہین جو حرام
کر دیتا ہی بلکہ یہ تو فقط نفقے کے واجب ہونے مین ہی والد پر انتہے مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ یہان
والدہ کا اور اوسکے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہی پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی بلکہ
حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہین ہی کہ جس سے
حرمت ثابت ہو جاتی ہی بلکہ یہان اس کا بیان ہی کہ دو برس تک عذر مین دودھ پلانا اون کو ضروری ہی

شرح قدوری

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سب کا اتفاق ہی کہ استحقاق اجرت کے دو برس ہین
چنانچہ قاضی خان اور بحر رائق مین اسکی تصریح کر دی ہی اور تبیین الحقایق مین لکھا ہی پس اس تقریر سے
جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا والد پر ہی نہ فصال مدت رضاع
کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہی اس صورت مین یہ بیان ہی کمتر مدت رضاع کا
نہ یہ کہ وہ واجب کر دیتا ہی حرمت کو بعد اوسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہی اور ارادہ
کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہی کہ
اللہ تعالی نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا رضامندی اپنی اور مشورے سے اور
ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے اوپر باقی رہنے مدت رضاع
کی بعد حولین کے اور اسیواسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے اوسپر اور دودھ
چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہی جسطرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہی دودھ چھڑایا ہو یا نہ انتہی
اور شرح قدوری مین لکھا ہی وَقَوْلُهُ تَعَالَى حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا لَيْسَ هٰذَا بَيَانًا
لِغَايَةِ الْفِصَالِ وَاِنَّمَا هُوَ بَيَانٌ لِاَقَلِّ مُدَّةِ الْاِنْفِصَالِ اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ
الْحَمْلِ وَالْفِصَالِ وَاَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ كَذٰلِكَ اَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْفِصَالِ
یعنی یہ اللہ تعالی کا قول انتہاے فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہی کمتر مدت فصال کا کیا نہین
دیکھتا تو کہ درمیان حمل و فصال کے فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی
کمتر مدت فصال کا انتہی اور تفسیر مدارک مین آیۂ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا کے بعد لکھا ہی زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی زیادہ کرین والدین دو برس
یا کم کرین اور یہ وسعت ہی بعد تعیین کے انتہی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہی فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا
صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ زَادَا عَلَى
الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ
پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اونپر نہین ہے

قاضی خان و بحر رائق و تبیین الحقایق

شرح قدوری

تفسیر مدارک

تفسیر کشاف

زیادہ کردین دو برس سے بالکل کردین اور یہ وسعت ہی بعد معین کرنے کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالکؒ کہتے ہین کہ دو برس سے
زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہین کیون کہ اسمین
خوب تغیر واقع ہوجاتا ہی کیونکہ ہر فصل کی عادت ہوجاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہوگی
اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
دشوار اور باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شی کھانے کی عادت
ہوجاوے اور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہوجاوے کیونکہ یہ چھ ماہ ادنے
مدت حمل کے ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہوسکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین
کی غذا اوسکی مان کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہوکر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی
ہی فطیم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی دیا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی
پس معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان
ہوا اسلیے یہان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی
علاوہ اسکے وہ آیت ثلثون شهرًا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اوسکی
اوپر ہمنے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
حدیث مین تو جسکی حرمت مین شبہ ہوجائے اوس سے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر
دلائل موجود ہین اس لیے امام صاحب نے احتیاطًا فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ
کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوسپر حرام ہوجائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی
تصریح کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت مین حرمت رضاع
مین احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح
ہوجائے کہ بیان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا پتہ بھی نہین آپکو حولین کا
لفظ دیکھکر شبہ ہوگیا اور مخالفت کا حکم لگادیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا ہی ملاحظہ فرماتے

حرمت رضاعی
احتیاط

تو بھی ایسے شبہے آپکو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپکو حنفیہ کی کتابون مین نظر ہوتی تو اونمین تو سب کچھ موجود ہی کوئی بات نہین چھوڑی جسقدر ہمنے لکھا ہی یہ ایک شمہ ہی اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب تک یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے حرمت متعلق ہوتی ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے کوئی دائی نہ ملے یا والدہ غریب ہو کہ دائی کو نوکر رکھ سکتا ہو یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو ضرور ہی ہرگز مخالفت نہین ہو سکتی بلکہ اسقدر اختلاف جو ہم نے بیان کیا اسیوجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہی ورنہ ایسے محققین اپنی طرف سے کوئی بات نعوذ باللہ منہا کہہ سکتے ہین جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہو جائے کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن وحدیث کی ہرگز نہین کی بلکہ اوسی سے اخذ کیا ہی چنانچہ خوب مدلل ہو گیا البتہ فتوی اسوقت درمختار مین دونون پہ ہی اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین پر ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی الاصح قولہما وھو مختار الطحاوی یعنی صحیح تر قول صاحبین کا ہی اور یہی مختار امام طحاوی کا ہی اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وعن ابی حنیفۃ روایۃ اخری کقول ابی یوسف ومحمد یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی ہی اور رد المحتار حاشیہ درمختار مین بھی اسکو ترجیح دی ہی اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت کیا ہی علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہی وبقولہما ناخذ یعنی ساتھ قول صاحبین کے ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہی ایک کے قول پر عمل ہی دوسرے کا متروک ہی اس سے اون پر کوئی اعتراض نہین آسکتا بلکہ اسکو من قبیل اختلاف امتی رحمۃ کے کہتے ہین صحابہ رضی اللہ عنہم مین بھی تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسکی جگہ مین بیان کرینگے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسئلہ ام

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل مان اور بہن اور بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کرلے اور صحبت کرے اونسے تو بھی اوپر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیان آدم کی موضوع ہین اولاد کے لیے اور وہ مقصود اس جگہہ بھی حاصل ہی الخ **اقول** آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسئلہ کچھ ہی اور آپ حدیث کچھ لاتے ہین حدیث مین تو یہ آیا ہی جو شخص اپنی مان یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوسکا کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اوسکی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات مین آیا ہی کَانَ الرَّجُلُ اِعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَاَنْکَرَ حُکْمَ الشَّرِیْعَۃِ فَکَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِکَ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَاَخْذِ مَالِهٖ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اوسنے حلال ہونے اس نکاح کا اور انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہوگیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپنے اوسکے قتل کا اور اوسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسئلہ اس حدیث کے مخالف کیسے ہوسکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی سب تعزیر مین داخل ہی نصاب التعزیر مین آیا ہی وَالْفَرْقُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْحَدِّ عَلٰی مَا فِی فتاوی نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْزِیْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰی رَاْیِ الْاِمَامِ وَاَنَّ الْحَدَّ یَنْدَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ وَالتَّعْزِیْرُ یَجِبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر رائے امام پر ہی اور فرق یہ ہی کہ حد شبہہ سے زایل ہوجاتی ہی اور تعزیر شبہہ سے واجب ہوجاتی ہی اور درمختار وغیرہ مین لکھا ہی وَیَکُوْنُ التَّعْزِیْرُ بِالْقَتْلِ یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر جب ہوگی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہوجاتی ہی چنانچہ

حدیث اِدرَءُوا الحُدُودَ بِالشُّبہَاتِ مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی ساقط کردیا کرو حدود کو شبہہ جہان تک استطاعت رکھتے ہو انتہے اسپر دلالت کرتی ہی کہ کچھ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرنا چاہیے باقی رہا شبہہ اسکے تعیّن کا سو کچھ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ ہر ایک نے استنباط کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی مجیب اسکا یہ فرمانا کہ پیغمبر کے حق مین یہ اعتقاد کرنا ہی کہ اونہون نے اس مسلے کو نہین سمجھا انتہے جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا شبہہ وارد کیا بیشک آپکے حق مین ہمارا ابھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے چنانچہ دیکھو خلاصۂ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے مین شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اوس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دوسرون کے جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہوگا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہین یا عمداً تغیر کردیا اور کہا عمداً نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمد اور غیر عمد کو کچھ دخل نہین بلکہ امام صاحب کے نزدیک نفس عقد ایسی شی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہو جاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پس امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اوس نے نکاح محارم سے کیا اور پھر وطی کی تو حد اوسپر واجب نہوگی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب ہو جائیگا البتہ اوسکو تعزیر اشد جو سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاسۃً دیجائے گی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہی اور وہ حدیث جسمین آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے آپنے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد ہوگیا ورنہ فقط نکاح سے یہ نہین لازم آتا کہ اوس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہین احادیث مین وطی کا ذکر ہی بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا کیونکہ سواے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین آئی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہی سو اسمین قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن مارنا اور مال لے لینا نہین ہی بلکہ یہ تو لوازمات کفر سے ہی پس صاحبین تو کہتے ہین کہ محارم محل عقد

فتح القدیر

نہین اور امام صاحب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہی اسلیے کہ جو نفی کرتے ہین
وہ باعتبار اس عاقد یعنی نکاح کرنیوالے کے کہتے ہین کہ اسکے لحاظ سے محل عقد نہین ہو سکتے اور جو محل
عقد کا ثبوت کرتے ہین اونکے نزدیک قطع نظر اس عاقد کے محل عقد ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
کو امام صاحب ثابت کرتے ہین خاص بنظر ناکح کے نہین کہتے اسیوجہ سے اوسکی علت یہ بیان کی کہ اونمین
قابلیت مقاصد نکاح کی ہی ورنہ ظاہر ہی کہ اس ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ ہی
امام صاحب کا مقصود ہی اسلیے کہ شبہہ وہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہی کہ یہان
شبہہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہی اسیوجہ سے امام صاحب اشد تعزیر اوسپر واجب کہتے ہین مگر
حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہان زنا سے محض ہی مگر اوسمین شبہہ
عقد واقع ہوگیا ہی پس مہر اور تعزیر ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہی اَیُّمَا امْرَأَةٍ
نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ
مِنْ فَرْجِهَا یعنی جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس اگر وہ وطی کرے
اوس سے پس واسطے اوس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اوسکے انتہے یہان انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہو جاویگی اس سے معلوم ہوا کہ نفس
عقد کو اتنا دخل ہی کہ حد ساقط کر دیتا ہی ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
باطل ہونے کے مہر لازم ہو گیا اور حد بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت نتھی
پھر نکاح محرمات باطل سے تو کسیطرح زیادہ نہین اسمین کیونکر شبہہ عقد نہوگا اور کیونکر حد ساقط نہوگی علیٰ
القیاس بروایت ابن عباس حدیث اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اوپر گذر چکی اور حضرت
عمر کا قول ہی لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقِیْمَهَا بِالشُّبُهَاتِ
یعنی البتہ اگر موقوف کردون مین حدود کو شبہات سے تو اچھا جانتا ہون اس سے کہ قائم کرون
مین اونکو شبہات سے انتہے اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوْا اِذَا اشْتَبَهَ عَلَیْكَ الْحَدُّ فَادْرَأْهُ یعنی کہا

اونھون نے جسوقت مشتبہ ہوجاوے تجھیر حد بسم توقف رکھہ اوسکوانتقرا او اصحاب ظاہر کہتے ہین
کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہین ہی کہ موقوف کردی جائے اوران آثار مین جرح کرتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ
منقول ہی اسلیے کہ بعض اوسکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھہ مضائقہ نہین اور یہان
موقوف بھی حکم مین مرفوع کے ہی اسلیے کہ واجب کو ساقط کردینا بعد ثبوت اوسکے شبہہ سے
خلاف مقتضائے عقل ہی بلکہ مقتضے عقل یہی ہی کہ بعد متحقق ہونے ثبوت کے شبہہ سے مرتفع نہو پس جبکہ اسکو صحابی
نے ذکر کیا تو اوسکو رفع ہی پر محمول کیا جائیگا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع ہوا ہی
کہ حدود شبہات سے ساقط کردیے جاتے ہین کفایت کرتا ہی اسیواسطے بعض فقہا نے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہی اور یہی یہ ہی کہ قبول کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ سے اس مسئلہ مین یقین ہوجاتا ہی کیونکہ جب ماعز سے آپنے باوجود اقرار صریح کے یہ فرمایا
کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھہ لگایا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تلقین کرتے تھے کہ کسی طرح
ہان کہدین اور اسکے دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اسکے کہ اونھون نے ہان کہا اور جھوٹا ورنہ جیسے
اقرار قرض کا کرلیا اوس سے آپنے کبھی یہ نفرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہوگئی ایسے
چور سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی مجکو تو گمان نہین کہ تو نے چوری کی ہو اور خلفا سے بھی اسی
قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی رض نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر پڑا
یا زبردستی کی ہو یا تیرے مولے نے تیرا نکاح کردیا ہی اور تو اوسکو چھپاتی ہی اور بہت اسکی نظیرین
ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہی پس حاصل ان سب تقریرون کا یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ
کرنا بیشک جائز ہی اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتمال کا فائدہ دیتی ہین
معلوم ہی کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار کے ثبوت ہوتا ہی جو یہان پایا گیا اور یہی ان
آثار کا حاصل ہی پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہوگئے اب اسمین کسیطرح کا
شک نکرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

البتہ کبھی بعض مواقع میں اختلاف تھا میں واقع ہوا ہی کہ آیا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہی یا نہیں
سو یہاں اتفاق قول ہے کہ یہ شبہہ ہی جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہو انتہی ملخص فتح القدیر اور
زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے رسالۂ القول الجازم
فی سقوط الحد بنکاح المحارم میں کی ہے پس امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہی
اگر اسکے اسمین شبہ ہی تو [illegible] دفع میں اسکے [illegible] اگر حدیث پیش ہوتی نہیں کی یا کسی آیت سے سند
لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ میں مذکور ہوا اسکی رد مین آپنے دو جواب لکھے
ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے خوش گفت سعدی در زلیخا الا کہنا چاہیے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ
اسمین محض آپنے اپنی راے کو دخل دیا ہی جب آپکو کوئی حدیث نہیں ملتی تو حنفیہ سے ایسی عداوت
کیوں ہی کہ خود آستین چڑھا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہیں پھر اس سے کچھ بحث نہیں کہ الفاظ او
معنی کو ربط ہو یا نہو بلکہ تا مقدور ربط کلام نہیں دیتے اتفاقیہ کہیں ہو جاے تو معذور ہیں
جب کچھ نہ بن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہیں
اور نہ حدیث کی انتہی جناب من قرآن او حدیث کی مخالفت سے حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہیں مگر
فرقہ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہیں خلاصہ یہ ہی کہ قرآن شریف میں نکاح
محرمات کے لیے کہیں حد نہیں آئی ہے باقی رہی حدیث سو اول تو وہ ہر تا کے واسطے ہی چنانچہ عبارت
لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیر ہی البتہ کسی حدیث میں رجم یا سو درے آئی
ہوں اور خاص اسی واقعہ میں ہو تو اوس وقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دینگے
اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہیں جو مثل
آپکے بے انصافی کریں اللہ ایسے تعصب سے بچاوے **قال** مسئلہ چہارم ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف
حدیث کے یہ ہی کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور فسوخ مثل نکاح اور طلاق او بیع اور اقالہ میں امام اعظم کے
نزدیک نافذ ہی ظاہرا و باطنا انتہی **اقول** آپکو بھی عجب خبط بود او رخلط کلام آتا ہی عام کو خاص
اور خاص کو عام کرنا آپہی کا کام ہے یہ حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہیں خاص

اموال مین ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہین
وَاحْتَجُّوا اَیِ الْحَنَفِیَّۃُ بِاَنَّ الْحَاکِمَ قَضٰی بِحُجَّۃٍ شَرْعِیَّۃٍ فِیْمَا لَہٗ وَلَایَۃُ الْاِنْشَاءِ فِیْہِ
فَیُجْعَلُ اِنْشَاءً تَحَرُّزًا عَنِ الْحَرَامِ وَالْحَدِیْثُ صَرِیْحٌ فِی الْمَالِ وَلَیْسَ النِّزَاعُ
فِیْہِ فَاِنَّ الْقَاضِیَ لَا یَمْلِکُ دَفْعَ مَالِ اَحَدٍ اِلَی الْغَیْرِ وَیَمْلِکُ اِنْشَاءَ الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ
یعنی اور حجت لائے حنفیہ باین طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ سے اوس چیز مین کہ اوسکو ولایت انشا
کی اوسمین ہی پس گردانا جاویگا حکم اوسکا انشا واسطے بچنے کے حرام سے اور یہ حدیث مال مین صریح ہی اور
نہین ہی گفتگو مال مین اسواسطے کہ قاضی نہین مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا طرف دوسرے کے
اور مالک ہوتا ہی نیا کرنے عقد نکاح وغیرہ وفسخ نکاح وغیرہ کا انتہے اور امام طحاوی لکھتے ہین وَذَہَبَ
اٰخَرُوْنَ اِلٰی اَنَّ الْحُکْمَ اِنْ کَانَ فِیْ مَالٍ وَکَانَ الْاَمْرُ فِی الْبَاطِنِ بِخِلَافِ مَا اسْتَنَدَ اِلَیْہِ
الْحَاکِمُ مِنَ الظَّاہِرِ لَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ مُوْجِبًا اِحْلَالَہٗ لِلْمَحْکُوْمِ لَہٗ وَاِنْ کَانَ فِیْ نِکَاحٍ اَوْ طَلَاقٍ
فَاِنَّہٗ یَنْفُذُ ظَاہِرًا وَبَاطِنًا وَحَمَلُوْا حَدِیْثَ الْبَابِ الَّذِیْ قَبْلَ ہٰذَا الْبَابِ عَلٰی مَا وَرَدَ
فِیْہِ وَہُوَ الْمَالُ یعنی اور گئے ہین دوسرے فقہا طرف اسکے کہ حکم اگر مال مین ہو اور واقع مین اختلاف
ہو اوسکے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہوگا یہ حکم واجب کرنے والا حلال ہونے اوسکے کا واسطے اوس
شخص کے کہ حکم کیا گیا ہی اوسکے لیے اور اگر ہوگا حکم نکاح مین یا طلاق مین تو تحقیق جاری ہوگا ظاہر
اور باطن مین اور حمل کیا اونھون نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہی اوپر اوسکے کہ وارد
ہوئی ہی اوسمین حدیث اور وہ مال ہی انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
مین وارد ہوئی ہی چنانچہ لفظ من حق اخیہ اور اقطع لہ قطعۃ من النار اس پر دلالت
کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ حدیث خاص ہی اوس حکم
مین کہ متعلق ہوتا ہی کلام خصم کے سن لینے سے اور گواہ اور قسم وہان نہون سو اسمین نزاع نہین
کیونکہ نزاع تو اوس حکم مین ہی جو گواہی پر مرتب ہوا انتہے کیونکہ الحن بحجتہ جسکے معنی خوب
گفتگو کرنے والے کے ہین جھوٹی بات کو بھی سچی کر دے اوس مین گواہ اور قسم کا کہین ذکر نہین جیسے

بخاری مع فتح الباری
صفحہ ۱۰۰۵
[illegible]

بخاری مع فتح الباری
صفحہ ۱۰۶
[illegible]

بخاری مع فتح الباری
[illegible]

اختلاف ہی البتہ اگر فقط اونکی گفتگو پر کفایت کی جائیگی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اسپر دال ہین
تو اوسوقت ظاہرا قضا واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہین کہتے البتہ جسمین گواہ اور
قسم ہو تو اوسمین امام صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
حدیث سے نہین نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہی اسلیئے کہ اسپر سب متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام مین خطا
نہین ہوسکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نووی جو محدثین مین سے
ہین اس بات کو تسلیم کرتے ہین بلکہ اسکو خاص کرتے ہین ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمین گواہ اور قسم
ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہی عام نہین البتہ فرق اتنا ہی کہ محدثین بینہ اور
یمین غیر اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام صاحب اموال مین خاص کرتے ہین غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظم رح اور امام محمد رح اسکو مقید کرتے ہین اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود سمجھ
لین گے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہی یا غیر اجتہاد کا علاوہ اوسکے حدیث حضرت علی رض کی جسکو آپ موقوف
بتلاتے ہین اور قابل حجت نہین کہتے اس معنی کی موید ہی اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہان
حجت نہین چنانچہ خلاصۃ الخلاصہ مین لکھا ہی وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
نہین ہی حجت نزدیک شافعی کے انتہے اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہی چنانچہ لمعات مین آیا ہی
وَمِنْ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ رض وُجُوبُ تَقْلِيدِ الصَّحَابِيِّ فِيمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام صاحب
کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہی اوس چیز مین کہ کہا اونھون نے انتہے اور اتقانی مین لکھا ہی اِعْلَمْ
أَنَّ تَقْلِيدَ الصَّحَابِيِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہی انتہے اور یہ جو آپ
لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہی سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہین ہی
بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین اوسکی عبارت منقول کے
بعد موجود ہی اگر ایسا نہوتا تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعف
ہوتا حالانکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ اونکی تصریح پر اوسکی صحت موقوف

نہین اور بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغۂ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ
یا ذَکَرَ فُلَانٌ تو یہ صحیح ہی اور جو صیغۂ مجہول لائے ہین جیسے قِیْلَ یا یُقَالُ تو اونکی صحت
مین البتہ کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی کوئی اصل اوسکی ہوگی پس ایسے شخصون کی
تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی کہ
کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ
تصریح اسکی مقدمۂ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین
کرتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف
کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اِلٰی مَا قَالَ ثُمَّ یَفْشُو الْکِذْبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر پھیل جاویگا
جھوٹ انتہی اور ظاہر ہی کہ آپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اوسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا پھر
تبع تابعین کا پھر اونکے بعد ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین
اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین
یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اوسمین اتنی بات
دیکھی جائین جب اوس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری
کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اون مین بھی سند اتصال ضروری ہی حاشا وکلا یہ فقط فرق تھا سرقہ
کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمد رح کے تعلیقات حکم مین اتصال کے ہین مثل امام بخاری کے
چنانچہ اتفاق جمہور علماے حنفیہ ومصنفین شافعیہ کا اسپر دلیل بین ہی اور تنقیح الاصول مین بحث
شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اسکے کسی مصلحت کے واسطے
جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اوسکے پابند ہو کر تحقیقات
سابق کسطرح ترک کر سکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر کہین مخالفت دیکھین تو
اوسمین تطبیق کر دین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرین گے تو پھر موافقت کسکی ہو

کون آئے گا پس جو مشہور ہوا کہ افعال صحابہ ہیں اور احادیث مرفوعہ ہیں حتی الامکان تطبیق دین
جیسا خلفاے راشدین کے فعل اور قول کی نسبت جو ہیں حدیث علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاے راشدین کا آئی ہے اور
ہو گا قول تو مشہور ہی ہے سند ہو گا علی بخصوص حضرت علی کے حق میں اقضاھم علی آیا وارد ہے
یعنی سب صحابہ میں زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں پھر یہ فرمانا حضرت علی کا کہ تیرے
گواہوں نے تیرا حق ثابت کیا صاف دلالت کرتا ہے کہ ایسے معاملات میں جو عقود سے تعلق رکھتے
ہیں ظاہر اور باطن میں قضا نافذ ہو جاتی ہے اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہے کہ
اموال میں وارد ہوئی ہے چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہے پھر باوجود ایسی ظاہر تطبیق
کے انکار کرنا انکو یون سمجھا تا ہے کہ جیسے فرقہ ظاہریہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علی بھی نہین سمجھے
اور ایسے ہی خلفا سے ساہت خطا کھیے یہ لوگ یون سمجھتے ہین کہ قول پیغمبر کے معنی جو ہم کہتے ہین
وہی مراد ہین اور سنے کی انکھی ٹانگ کھیے جاتے ہین انکے اعتقاد مین صحابہ مرفوع حدیث کے
بالکل مخالف تھے اسواسطے صحابہ کا قول نہین مانتے نؤمن ببعض ونکفر ببعض
یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہین ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہین انھین کے حق مین صادق ہے
چونکہ صاف صاف سب وشتم صحابہ کو کرتے ہوئے ڈرتے ہین اس لیے حدیث مرفوع کے پردے مین
بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان مین کر جاتے ہین فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہے جو صحابہ کے
خلاف قرآن و حدیث کے عمل کرنے پر قائل ہین اور انصاف مطلق نہین کرتے اپنی رائے
کو مقدم سمجھے ہوئے ہین یون نہین تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے مین قصور ہوا ہو گا
صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمین تطبیق دین کیا امکان ہے یا دوسرے کی بات مانین یہ تو
دور تک پہونچتے ہین اور ہم کوئی بات الزاما بھی کہین تو کہتے ہین توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کیون نہ کہین
کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہین دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوئے پر
عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہین کہ اگر امام صاحب سے قرآن اور حدیث کے معنی لینے مین

ایک ہزار میں سو غلطیاں ہوں گی تو دوسروں سے ہزار میں نو سو غلطیاں ہوں گی اور جن [illegible] بعض
بعض صحابہ کو معاویہ نخعی نے انکو سزا [illegible] بیش کرتے ہیں اب جو حدیث [illegible] ہی طرف [illegible]
اور یوں سمجھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی سمجھا [illegible] جواب دیئے کہ [illegible] متعدد ہوگئے [illegible] حدیث کے
مخالف دوسری حدیث صحیح کی اس وجہ سے ہوئی کہ انکو بہت حدیثیں نہیں پہنچی [illegible] ما لکا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہیں ماننا چاہیے [illegible] حدیث اور لوگوں [illegible] امام [illegible]
ع ببرین عقل و دانش بباید گریست بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق [illegible] و حدیث [illegible]
اور رسول نے حکم نہیں دیا کہ قرآن اور احادیث میں باوجود تطبیق اور موافقت عقل [illegible]
عقل کرنا ہاں جہاں تطبیق نہ ہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اسکو قبول کر لینگے اور [illegible]
تصور سمجھیں گے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسری الفاظ کو غور نہ کرنا بلکہ [illegible]
فرقہ ظاہریہ کا کام ہے عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انہیں کا شیوہ ہے [illegible]
سمجھتے ہیں کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہے دین میں اس سے مطلق کوئی کام نہیں [illegible]
دوسرا کہے تو اوس پر طعن کرتے ہیں چنانچہ ایک ظاہریہ کی نقل ہے کہ معقولیوں پر بہت طعن کیا کرتے [illegible]
کہتے تھے کہ ان لوگوں نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہے اکثر باتیں خلاف [illegible]
ہیں ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہے جو مخالف ہے کہا ایک ہو تو بتا
سکوں ہیں مگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہوں دیکھیے یہ سب منطقی [illegible]
کہ اجتماع نقیضین محال ہے اور اثبات اور نفی جمع نہیں ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہے قرآن اور حدیث [illegible]
کیونکہ دیکھیے لا الٰہ نفی ہوئی اور الا اللہ اثبات ہے انکو کلمہ بھی تو یاد نہیں ورنہ ایسی صریح [illegible]
نکرتے حاصل کلام یہ ہے کہ آدمی کو یوں سمجھنا کہ جو میں سمجھا ہوں دوسرا نہیں سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا ہے عین خطا ہے تمام کتابیں ائمہ اربعہ کے اختلافیات کی مع دلائل موجود
ہیں دیکھ لیجیے اور یہ نہ کیجیے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کے ایک طرف کی بات لکھدی اور دوسری طرف کو
چھوڑ گئے اور بے سمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہے اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین موجود ہین پیش کردینا اور ایسے ہی اقوال اونکے مقلدین
کے نقل کر دینا سراسر ہٹ دہرمی او کج بحثی ہے بلکہ اسمین قول اونکا چاہیے تھا کہ جنکو طرفین تسلیم کرتے
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو
کہ تحقیق امت نے اجماع کیا ہے اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کی پہچان نے مین پس تابعین
اعتماد کرین اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کرین تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین اعتماد کرین
پچھلے علما اگلے علما پر اور عقل اوسکی خوبی پر دلالت کرتے ہے اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر
ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر اس طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بالاتصال اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہو جاوے
اونکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کرین اوسپر اور استعانت کرے
اوس مین اون سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہون
اقوال اونکے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہے روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابون مشہور مین مجتمع ہون
اور یہ کہ ہون مخدومہ یعنی بیان کیا جاوے راجح محتملات اونکی سے اور خاص کیا جاوے عموم اونکا بعض
مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اونکا بعض جا اور جمع کیا جاوے مختلف فیہ اور بیان کیے جاوین
سبب اونکے احکام کے اور نہین تو صحیح نہوگا اعتماد اون پر اور نہین ہے کوئی مذہب اس زمانہ اخیر مین
اس صفت کا مگر یہ چار مذہب بالاسد مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت ہین نہین جائز ہے اعتماد
اوسپر انتہے مختصرا باقی تحقیق اس کتاب کی اول مین گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرما لیجیے اب امام
صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا مال کے جاری ہو جاتی ہے
شروع کرتے ہین فتح القدیر مین ہے کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہوگی
کہ جسمین قاضی کو انشاء عقد ممکن ہو کیونکہ اگر دوسرے کی عدت مین ہوگی یا مطلقہ الثلث غیر کی ہوگی
تو اس صورت مین قاضی کو انشاء عقد کا اختیار نہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک کا بغیر
عوض کے مالک نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہے اور اس صورت مین جھگڑا اٹھ نہین سکتا

مگر جب قضا باطن مین نافذ ہو اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہے گی تو پھر منازعت وطی کی طلب مین مکرر ہوگی
اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی پس ضرور ہوا پہلے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
کہدیا کہ مین نے تمہارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا اوسکے بعد لکھا ہی وقول ابی حنیفۃ رضہ اوجہ
یعنی اور قول امام صاحب کا دلیل زیادہ ہی انتہے اور امام طحطاوی لکھتے ہین فیثبت الحل عند اللہ تعالے
وان اثم المدعی اثم اقدامہ علی الدعوی الکاذبۃ یعنی پس ثابت ہوگی حلت
نزدیک اسد تعالے کے اگرچہ گنا ہگار ہوگا مدعی بگناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے دعوے کے
انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اوسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح
ہوتا ہی لایلزم من القول بحل الوطی عدم اثمہ فانہ اثم بسبب اقدامہ علی
الدعوی الباطلۃ وان کان لا اثم علیہ بسبب الوطی یعنی نہین لازم اتا قائل ہونے حلت
وطی سے نہ گنہگار ہونا اوسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اوسکے اوپر دعوا باطل کے
اگرچہ نہین گناہ ہی اوسپر بسبب وطی کے انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اوسکے ذمے پر رہیگا
پھر اوسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور طحطاوی مین لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین
سب کا اجماع ہی کہ جو شخص کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے پس قاضی
حکم کردے تو بایع کو وطی اوس کنیز کی حلال ہوگی اور اوس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے
اوسکے کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حالانکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی خلاصی پا سکتا ہی گو اوسکے مال کا تلف
ہی انتہے اسیطرح امام صاحب کہتے ہین کہ یہاں مابہ الفرق کونسی شی ہی جسسے یہاں وطی جائز ہو اور
وہان جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے یہاں بیان نہین ہوے ورنہ اس
بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور حدیث
کے بتلانا دو حال سے خالی نہین یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہین سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہی
مگر یہ احتمال تو ہم نہین لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو ایسی باتین دانستہ کہکے اپنے تئین دائرہ دین

طحطاوی جلد ۲ صفحہ ۰۰
بحر الرائق
طحطاوی جلد ۲ صفحہ ۰۰

اسلام سے خارج سمجھے ہان آپکے فہم مین خطا واقع ہوئی خیر یہ خطاے اجتہادی ہے اس مین آپ
معذور ہین خداے تعالے آپکو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرماوے آمین ثم آمین **قال**
مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی دو حدیثون کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ او کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہے مَنِ امْتَنَعَ
مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ
يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو
مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور سے اوسکا
عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا الخ **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ
حدیث پر آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین کانت تشتم کا لفظ اسپر دلالت
کرتا ہے کہ جو مکرر سب و شتم واقع ہوا اور عادت ہو جائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ
کے معنی ہین کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہین کہ ایکبار اوسنے شتم کیا ہو اور قتل کی گئی ہو
اور اگر ایکبار مراد ہوتی تو کانت شتمت ہوتا جس کے معنی ہین شتم کیا تھا اوسنے پس لفظ
حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف
نہین کہتے اس لیے کہ در المختار مین جسکی عبارت آپنے نقل کی ہے اوسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہے
قَوْلُهٗ وَبِهٖ اَفْتٰى شَيْخُنَا اَيْ اَبُو السُّعُوْدِ مُفْتِي الرُّوْمِ بَلْ اَفْتٰى بِهٖ اَكْثَرُ الْحَنَفِيَّةِ
اِذَا اَكْثَرَ السَّبَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ اِذَا ظَهَرَ
اَنَّهٗ مُعْتَادُهٗ وَمِثْلُهٗ مَا اِذَا اَعْلَنَ بِهٖ كَمَا مَرَّ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ ابْنِ الْهُمَامِ اِذَا
اَظْهَرَهٗ يُقْتَلُ بِهٖ یعنی قول صاحب در المختار کا اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہے ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود
مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہے ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جسوقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا کہ بیان کیا ہم نے
اوسکو صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جسوقت ظاہر ہو جاوے کہ یہ عادت اسکی ہے اور مثل اسکے
وہ صورت ہے کہ اعلان کرے ساتھ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہین قول ابن ہمام کے جسوقت ظاہر کرے اوسکو قتل کیا جاوے

بسبب اوسکے اثنے اور منتقی مین لکھا ہی اِذَا لَمْ یُعْلِنْ فَلَوْ اَعْلَنَ بِشَتْمِہٖ اَوْ اَعْتَادَہٗ قُتِلَ وَلَوِ امْرَأَۃً
یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اوسکی قتل کیا جاوے گا اگرچہ
عورت ہو انتہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث مین عادت
اور کثرت کیوجہ سے قتل ہی سواسکا امام صاحب انکار نہین کرتے امام صاحب غیر معتاد کیواسطے
یہ حکم بیان کرتے ہین کہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپنے نقل کی ہی اوسمین لفظ سَبَّ
کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قَتَلَ مُسْلِمًا سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسے ہی سَبَّ سے ایک ہی سب مراد
ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہی
بزنکہ لفظ کان فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین
بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس
چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اوسکے کرنے
والے کو قتل کرے انتہے اسکے بعد لکھا ہی فَقَدْ اَفَادَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ عِنْدَنَا قَتْلُہٗ اِذَا تَکَرَّرَ
مِنْہُ ذٰلِکَ وَاَظْھَرَہٗ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل
اوسکا جسوقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اسکو انتہے اور شرح قدوری کے فصل جزیہ مین لکھا ہی
کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک جماعت یہود کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی پس کہا اونھون نے اَلسَّامُ عَلَیْکَ
کہا عائشہ صدیقہ نے پس سمجھ گئی مین اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تم پر ہلاکت او لعنت ہو پس
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت کہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل
کام مین پس کہا مین نے کیا آپنے سنا نہین جو اونھون نے کہا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تم پر پس یہ گالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان
سے تو حلال ہو جاتا خون اوسکا حال آنکہ نہین قتل کیا آپنے اونکو انتہے اسیطرح کہا امام طحاوی
نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو علامہ عینی نے شرح بخاری

سبل السلام جلد ۲ صفحہ ۲۳۹
رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۲۹۵
شرح قدوری مطبوعہ ...
بخاری شریف
عینی جلد ۷ صفحہ ۹۱۵

مین ہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَيْكُمْ مع واو عاطف کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطف نہین بلکہ واسطے استیناف کے سر جملہ لائے ہین دوسرا شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوس کے قتل کا ذمہ کرتا ہی اوس نے اللہ اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا جس نے اوسکو دھوکے مین قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکو بجز دشنام کے آپنے قتل نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح بخاری مین پس اب جو بخاری کی حدیث کے اب عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے استنباط کون اوٹھا کے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح موجود ہو فقط اپنی راے کو اوسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون باز پرس کرتا ہی مگر فرداے قیامت اگر حق تعالے آپ سے حجت طلب کرے کہ کونسی وجہہ سے شیوۂ طعن تم نے اختیار کیا تھا پھر تو بغلین جھانکو گے آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ اگلا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ آپنے خیال مین کچھ سمجھین

قال ششم مسئلہ اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون سے یہ ہی جو کہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اِنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَاِنْ كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنیوالی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ کسبیان اپنی خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کر لیتی ہین تو حلال ہی امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتی ہی حرام ہی ہی انتہے اسی سبب سے امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد واجب نہین الخ **اقول**

جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہین سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل مین فرق نہین کر سکتے تو پھر
کیون ایمہ پر طعن کرتے ہین اور گنہگار ہوتے ہین آنکھین بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلپی
مین اجر مثل اور اجارہ فاسد مین یہ گفتگو کی ہی اور معترض صاحب نے اوسکو اجارہ باطل قرار دیا او
اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گیے اتنا بھی غور نفرمایا کہ اجارہ فاسد مین چلپی نے اختلاف لو
لکھا ہی زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہی اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہی
اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہین کہ اجارہ باطل وہ ہی کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ ہی
کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو کہ کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اوسمین فساد آیا ہی
ورنہ اصل مین وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سبکا ہی کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت
ہووے گا وہ باطل ہوگا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق اور متفق علیہ ہونے کے
وہ کون عاقل ہی کہ زنا کی اجرت کو حلال کہ سکے اور کسی ادنے عالم کی بھی یہ شان نہین کہ اوس مین
تامل کرے چہ جاے صاحب محیط و چلپی و رد محتار خصوصا جب نص صریح حدیث کی اوسمین وارد
ہووے پس بالضرورت واجب ہی کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنے عامی کو بھی
اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا تَأْخُذُهُ
الزَّانِيَةُ عَلَى الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِكَوْنِهٖ عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَهُوَ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ
الْمُسْلِمِيْنَ یعنی لیکن خرچی زانیہ کی پس وہ شی ہی کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اوسکا
نام اس لیے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہی اور حرمت اوسکی تمام مسلمانون کے نزدیک اجماعی
ہی انتہے لہذا ضرور ہی کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہون گے جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا
ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسد مین کرتا ہی اور حلت اجرت کا در صورت فساد قائل ہوا ہی
نہ در صورت بطلان پس سنیے وہ کہتا ہی کہ کسی نے کسی عورت کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور
یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام مین زنا بھی کرون گا سو اصل معقود علیہ خدمت ہی کہ امر حلال ہی اور شرط حرام
اسکے ساتھ لگ گئی ہی پس یہ اجارہ فاسد ہی نہ باطل اسکی اجرت مثل مین خلاف ہی خاصیت شروط حرام

کیونکہ اجرت مشروط و مسمی تو خبث سے خالی نہین بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے
جو دراصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آگئی لہذا مسمی بھی
خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو
نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اونکو ضائع نہ کیا اوسکی اجرت مثل دلائی اوسمین کیا قبح ہے خدمت
کے منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سو اینمین
کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہے اور حدیث مین اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
زنا کی اجرت کو حرام کیا ہے زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگرکھا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ مین لے اور یہ بھی شرط
کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اوسنے انگرکھا بھی سیدیا اور اوس شخص کے ساتھ مسدود زنا کا بھی ہوگیا پس اسصورت مین فقط
اجرت مثل یعنی انگرکھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اوسکو دلائے جائینگے اور دو روپے جو اجارہ کا
کے قرار پائے تھے رد کردیے جائینگے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو
قطعی حرام ہے اوسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اوس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ سینا جو
امر مباح کی ہے ہان اگر زنا کی خرچی بالکل دام اوسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہے وہ حرام نہین
پس اسیطرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے مین فضول
لگادی تھی وہ رد ہی ہوگئی کیونکہ اوس مسمے کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی
جسمین شرط زنا کا نام و نشان بھی نہین پس کسب البغی کو اوسمین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا اور
مصداق اس حدیث کا ہرگز یہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال اور طیب ہے ہان اجرت مسمے [illegible]
اَلْفَرْقُ وَثَبَتَ الْحَقُّ حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا مرعی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
زنا حرام ہے نہ کہ اجرت خادمہ بوجہ مباح کے بھی حرام ہو پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا
خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارہ فاسد ہو
بایںطور کہ اصل معقود علیہ خدمت تھی اور شرط زنا کی اوسمین ملائی ہو تو مسمی بوجہ شرط [illegible]

ہی جیساکہ معقود علیہ حرام تھا مگر بعد رد عمل خبیث ثابت ہو سکے کہ اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہووے تو
وہ درست ہی یہان وجہ کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کر دیا جسکے سبب مسمیٰ بھی
نہ دلایا گیا اور یہی نشان رد اجارہ کا ہی ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہوسکتی تھی
جب شارع نے مسمے یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس معقود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع
کا اجر مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے تخصیص کر کے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہان اگر
اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہو جاتی یا زنا کی رعایت اجرت مین ہوتی تو بھی بیشک
اجرت حرام ہوتی مگر یہان تو کوئی امر محرم موجود نہین نہ زنا کی اجرت دلائی ہی نہ اجارہ فاسد کا
مسمے دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت مباح کی ہوئی ہی وہ دلوائی ہی پس
اجرت حلال ہی اگرچہ کسب اصل اور سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہی حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارہ
فاسد تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہی ورنہ کیون
یہ امر پیش آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا
تو اس صورت مین اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمانا یا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب
غلو زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے اونکے زمانے مین ہوا ہی بہرحال صاحبین کو اس تقریر
امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اونھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہی کیونکہ زانی کو مقصود
زنا ہوتا ہی نہ دیگر منافع کہ وہ یا زوائد ہین یا جزو مقصود ہین بہرحال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
اختلاف زمانے پر محمول ہو سکتا ہی فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب
اس عبارت کے لیتے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہین ہو سکتے سیاق اور سباق کے
بالکل خلاف ہی گفتگو چلپی نے اجارۂ فاسدہ مین کی ہی معترض صاحب اوسکو اجارہ باطلہ بناتے
ہین جو سب کے نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اوسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنو نسے
اجارہ باطل ہو گا جس مین یہان بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے ان معنون سے اجارہ فاسد
ثابت کردین تو ہم [illegible] اونکی نذر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ کلیہ

خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین لکھا بلکہ صرف لغو بنایا ہی اور اب اس زمانے مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اوس وقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ تقریر در صورت وجود اجارۂ فاسد ہی اگر معین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کی صورت مین نہین لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین پس یا تو معترض صاحب ان معنون کو جو انھون نے عبارت چلپی سے اجتہاد فرمائے ہین ثابت کرین بشرطیکہ اون معنون سے اجارۂ فاسد بنجائے جس مین چلپی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین ورنہ ایسے بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بغیر مطلب سمجھے دخل نہ دیا کرین **قال** مسئلہ ہشتم اوہا یک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی تین حدیثون کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَيَجُوْزُ بَيْعُ الْكَلْبِ وَالْفَهْدِ وَالسِّبَاعِ الْمُعَلَّمِ وَغَيْرِ الْمُعَلَّمِ فِيْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہی بیع کتے کی اور چیتے کی اور درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوئے ہون یا بے سکھائے ہوئے **اقول** کہ علامہ عینی نے شرح بخاری مین فِيْهِ اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَرَبِيْعَةُ وَحَمَّادُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَدَاؤُدُ وَمَالِكٌ فِيْ رِوَايَةٍ ثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ رَبَاحٍ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَابْنُ كِنَانَةَ وَسُحْنُوْنُ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ الْكِلَابُ الَّتِيْ يُنْتَفَعُ بِهَا يَجُوْزُ بَيْعُهَا وَيُبَاحُ اَثْمَانُهَا وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّ الْكَلْبَ الْعَقُوْرَ لَا يَجُوْزُ بَيْعُهُ وَلَا يُبَاحُ ثَمَنُهُ وَاَجَابَ الطَّحَاوِيُّ عَنِ النَّهْيِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَغَيْرِهٖ بِاَنَّهٗ كَانَ حِيْنَ كَانَ حُكْمُ الْكِلَابِ اَنْ تُقْتَلَ وَكَانَ لَا يَحِلُّ اِمْسَاكُهَا وَقَدْ وَرَدَتْ فِيْهَا اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فَمَا كَانَ عَلٰى هٰذَا الْحُكْمِ فَثَمَنُهٗ حَرَامٌ ثُمَّ لَمَّا اُبِيْحَ الْاِنْتِفَاعُ بِالْكِلَابِ لِلْاِصْطِيَادِ

وَتَحْرِيمُ وَنَهْيٌ عَنْ قَتْلِهَا نُسِخَ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِهَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِهَا یعنی ثمن
کلب مین اختلاف ہی علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی
اور احمد اور داود اور مالک نے ایک روایت مین کہ قیمت کتے کی حرام ہی اور کہا عطا بن رباح اور ابراہیم
نخعی اور ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ مین سے کہ جن کتون سے نفع
لیا جاتا ہی اونکی بیع درست ہی اور قیمت اونکی مباح ہی اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہی کہ دیوانے کتے
کی بیع جائز نہین اور نہ دام اوسکے مباح ہین اور جواب دیا ہی علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو اس حدیث
مین اور اوسکے غیر مین وارد ہی یون طور کہ یہ ممانعت اوسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا
دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا اونکا اور تحقیق وارد ہین اسمین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر
تھا اوسکے دام حرام تھے پھر جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اونکے
قتل سے تو منسوخ ہوگیا حکم نہی بیع کا اور ونکے دام لینے کا انتہی ملتقطا اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہی
فَبِذِكْرِ الرُّخْصَةِ تَبَيَّنَ انْتِسَاخُ مَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ وَهٰذَا لِأَنَّهُمْ كَانُوا
أَلِفُوا اقْتِنَاءَ الْكِلَابِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ فِيهِمْ تُؤْذِي الصِّبْيَانَ وَالْغُرَبَاءَ فَنُهُوا
عَنِ اقْتِنَائِهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأُمِرُوا بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَنُهُوا عَنْ بَيْعِهَا
تَحْقِيقًا لِلزَّجْرِ عَنِ الْعَادَةِ الْمَأْلُوفَةِ ثُمَّ رَخَّصَ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَمَنَ مَا يَكُونُ
مُنْتَفَعًا بِهِ وَهُوَ كَلْبُ الصَّيْدِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ یعنی پس سبب بیان کرنے رخصت
کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اونھون نے الفت پکڑی تھی پالنے کتون کی اور تھے
کتے اون مین کہ تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی پالنے اونکے سے
پس شاق گذرا یہ امر اون پر پس حکم کیے گئے واسطے مارڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی بیچنے اونکے
سے تاکہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اونکو اوس کتے کی قیمت کی جس سے
نفع ہو اور وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ کا ہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم پیشتر تھا بعد
موقوف ہوگیا اس صورت مین ممانعت اور اجازت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہوجاویگی

اور اگر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثوں کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ دونوں طرف کی حدیثین صحیح موجود ہین اور یہ فیصلہ قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہے آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ ایک وقت مین آپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہے کہ پھر قتل کی ممانعت کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہے اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُھُمْ وَبَالُ الْکِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مار ڈالنے کتوں کا پھر فرمایا ان سے اور کتوں سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور کتے گلہ بکریوں کے انتہے البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہے جنمین شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود آپ عقلا خود غور کرلین گے کہ کون عقل اور نقل کے زیادہ موافق ہے ہان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہین تو جبتک اس بات کو ثابت نہ کردین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپنے فرمائی ہے یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی ہے ہرگز مدعا اونکا جو عدم نسخ ہے ثابت نہوگا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا کہ بیع کی ممانعت مطلق ہے وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہے ورنہ اختلاف دنیا ایمہ کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپکا کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اون سب حدیثوں سے شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض غلط ہے اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اس لیے کہ حنفیہ کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے جب کہین ان دونوں مین نہین ملتا تو اوسوقت قیاس صحیح کرلیتے ہین کہ جسپر اتفاق ہے اور سب ایمہ نے ایسا ہی کیا ہے بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہے کہ حتی المقدور جب حدیث ملے قیاس کو ترجیح نہین دیتے اسی واسطے کتب حنفیہ احادیث سے مالامال ہین فتح القدیر مین ہے

وَقَدِ اسْتَدَلَّ فِي الْاَسْرَارِ وَغَيْرِهِ مِنَ الشُّرُوحِ عَلٰى عُمُوْمِ بَيْعِ الْكَلْبِ بِاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَضٰى فِيْ كَلْبٍ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَلَمْ يُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ اَنْوَاعِ الْكِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا بیچ کتاب اسرار وغیرہ مین شروح سے اوپر عام ہونے بیع کلب کے باین طور کہ عبد اللہ بن عمرو رض نے روایت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے مین چالیس درہم کا اور نہ خاص کیا کسی قسم کو کتون کے اقسام سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كَلْبٍ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَذَكَرَهٗ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَخْصِيْصٍ فِيْ اَنْوَاعِ الْكَلْبِ بِالتَّضْمِيْنِ وَتَضْمِيْنُ الْمُتْلِفِ دَلِيْلٌ عَلٰى تَقَوُّمِهٖ وَمَالِيَّتِهٖ اَوْ نَقُوْلُ ثَبَتَ جَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِهٖ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ وَجَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ الْغَيْرِ الْمُعَلَّمِ سِوٰى عَقُوْرٍ بِقَوْلِهٖ وَمَاشِيَةٍ فَاِنَّ كُلَّ كَلْبٍ يَصْلُحُ لِحِرَاسَةِ الْمَاشِيَةِ اِذْ مِنْ عَادَتِهِ النُّبَاحُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ اَوِ السَّارِقِ انتہی یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتے مین چالیس درہم کا پس ذکر کیا اوسکو اونھون نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب مین ساتھ ضمان دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہے اوسکی قیمتی اور مال ہونے پر یا کہین گے ہم کہ ثابت ہوا جواز بیع کتے تعلیم یافتہ کا قول آنحضرت اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ سے اور جائز ہونا بیع کتے غیر معلم کا سوا دیوانے کتے کے قول آنحضرت وَمَاشِيَةٍ سے پس تحقیق ہر کتا صلاحیت رکھتا ہے بکریون کی نگہبانی کی اس لیئے کہ اوسکی عادت سے بھونکنا ہے وقت دریافت کرنے بھیڑیے کے یا چور کے انتہے اور کہا علامۂ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے ہین اور کہا اونھون نے کہ اسمین روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہے انتہے **قال** اس مسند کو امام اعظم رح کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہے **اقول** مقرر درست ہے کہ بیشک امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کیا بلکہ اونکے شاگردون وغیرہ نے لکھا ہے جیسے مسند امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کی ہے لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثین غیر معتبر ہین

صریح غلط ہے اس لیے کہ اس کتاب کو ابو المؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ مسندون سے جسمین مسند امام ابو یوسف و مسند امام محمد اور مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہے جمع کیا ہے چنانچہ سب نام اونکے ان نے مقدمہ کتاب میں لکھے ہین اور یہ بھی مقدمے مین لکھا کہ جب مینے بعض جاہلون سے ملک شام مین سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت روایت حدیث کے نسبت دیتے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہین اور امام صاحب چند حدیثون کے سوا نہین روایت کرتے تھے پس مجکو حمیت دینی آئی پس ارادہ کیا مین نے کہ جمع کرون مین پندرہ مسندون سے جنکو بڑے بڑے علماے حدیث نے جمع کیا ہے انتہے پس یہ کہنا آپکا کہ قاضی القضاۃ اور امام صاحب مین سلسلہ نداردہے محض بے اصل ہے آپنے اونکی کتاب نہین دیکھی فقط تاریخ سے جواب دیا اگر اونکی کتاب بھی ملاحظہ فرما لیتے کہ اون کتابون سے لکھا ہے جنمین واسطے کی ضرورت نہین تو ایسا ہرگز نفرماتے پس یہ حدیثین طبقۂ رابعہ کی باعتبار جمع کے ہین اور درحقیقت پہلی کتابون سے جمع کی گئی ہین چنانچہ اس کتاب کے مقدمے مین لکھا ہے ایسے ہی شاہ صاحب کی تحریر سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ فقط اتنا لکھتے ہین کہ بالفعل جو مسند امام مشہور ہے اسکو قاضی القضاۃ ابو المؤید خوارزمی نے جمع کیا ہے امام صاحب کی لکھی ہوئی نہین نہ یہ کہ اسکی حدیثین عیاذاً باللہ موضوع ہین پھر دعوا تو آپکا یہ کہ امام صاحب کو سترہ حدیثون کے سوا نہین پہونچین اور دلیل اوسپر عبارت لائے يُقَالُ بَلَغَتْ رِوَايَتُهُ إِلَى سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِيثًا أَوْ نَحْوِهِ یعنی کہا جاتا ہے کہ پہونچی روایت امام صاحب کی طرف سترہ حدیث کے یا قریب اوسکے اور ظاہر ہے کہ لفظ یقال واسطے ضعف اور قول بعض غیر معتبر کے لاتے ہین علاوہ اسکے روایت کرنا سترہ حدیثون کا اسکو مقتضی نہین کہ اونکو اور حدیث نہین ملی جو کہ دعوا آپکا ہے پس اس عبارت کو اپنے دعوے کی حجت لانا عین مغالطہ ہے پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت آپنے نقل کی ہے گو وہ بھی فرقۂ ظاہریہ مین سے ہین مگر اس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کردی اور کہا ہے کہ احتیاطاً یہ امر جو اہے کہ جلالکیا حاشا وکلا بعض صحابہ بھی مثل ابوبکر صدیق وغیرہ کے بوجہ احتیاط کے روایت کم کرتے تھے

حدیث اوروں سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا تھوڑی گرچہ جانا نہ جاتا اور آخر بقول آپ کے اگر لیاقت
فقاہت وثقاہت ودینداری کا اکثرت روایت اوراحادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام
بخاری ومسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہو جاتی کہ انسے کثرت روایت وتدوین احادیث
ثابت نہیں ہوتی حالانکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے سب امت پر مطلق فضل وبزرگی
ہے اسیطرح امام اعظم رح کی فضیلت وبزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہیں دیگر محدثین متاخرین
پر سمجھنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جیسے ہی کہ ابھی حدیث کی مدون ہوچکی تھیں اور فقہ کا استنباط
قرآن و حدیث سے شہرۂ آفاق ہوچکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی
حدیث کا انکار کرنا جیسے دن میں طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہے چنانچہ بحث اسکی تیرہوین مغالطے کے جواب
مین مفصل آویگی آخر یہ تمام مسائل کہان سے استنباط ہوے اور علم اصول اور فقہ کہان سے
اخذ کیا سبکا ماخذ قرآن اور حدیث ہے یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہین مانتے تو
اصول کیا ہے اصول بھی حدیث ہی سے ماخوذ ہے غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی حنفیہ کی یہان موجود
ہے کہین نہین امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہان تو یہ بات میسر ہی نہین بیچارے فرقۂ ظاہریہ
کس شمار مین ہین جو خلاف مجتہد اپنا مذہب جانتے ہین جسوقت روز ازل مین خدا کی طرف سے
مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور مقصد کلام تقسیم ہوا تھا حضرات نے یہ لوٹ لیمین تھے جو اسی
نعمت عظمی سے محروم رہ گئے بیچارہ پر یہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق کے پیچھے پڑنے مگر
کیا علاج قاعدہ ہے جو بزرگی میں بڑا ہوتا ہے اوسپر لوگون کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہے لقب امام اعظم رح کا تو
جانب اللہ تمام عالم مین مشہور ہوگیا ہے ظاہر یہ کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا ~ چراغے را کہ
ایزد برفروزد ❊ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد ❊ انکو رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد
کیون ہین ہزارون تدبیرین کین کہ کسی طرح انہین تفرقہ پڑے کہین نہ آنکی حدیثین ضعیف
ہین کبھی کہا کہ اپنی عقل سے یہ لوگ کہتے ہین کیون نہ کہین آخر افقہ الناس یہی لوگ ہین غیر
ذوی العقول تو نہین جو اپنی عقل کو بالاے طاق رکھدین خدا نے عقل اسیواسطے دی ہے کہ غرض کلام کی

سمجھا کرین اس ایجاب روایت محدثین ہوے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر
نہین ہان روایت انکی معتبر ہی اوسکے پرکھنے والے وہ لوگ ہین یہ لوگ فرقہ ظاہریہ مطلق نہین
سمجھتے [illegible] وجوب کے ہی یا واسطے مستحبات کے یا بیان جواز کیواسطے ہی علی ہذا القیاس نہی
تحریمی [illegible] اسکے سمجھنے نہین عتراض دینے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام
ہی یہ عبارتین کتابون کی جو نقل کرتے ہین اونمین ایسا خلط ملط کرتے ہین کہ عامی اوسکو دیکھکر
دھوکا کھا جاوے مہر البغی مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابین اس سے
بہری ہین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اونھون نے
ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہین لکھا یہ فقط آپکا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانونکا
لکھا ہی اسمین تو اونھون نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک مین
بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف کردے اوسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت
واجب ہی اور تیسری مین نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ اکثر علما ایک طرف ہوتے ہین
وہ اپنی عادت کے موافق جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے
ہین جہان چارون مذہب کے علما متفق ہون پس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت
نہین ہوتا بلکہ نہی تنزیہی کہنا اوس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباس رض سے
شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی
اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انتہی روایت کیا اوسکو
بخاری اور مسلم نے حالانکہ جسطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اوسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت
حجام کو بھی خبیث کہا ہی حالانکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی
لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایک مین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا معلوم
ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شی کی ممانعت ہو اوسکو خود کرین پس معلوم ہوا کہ جہان منع کیا ہی
اوس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت پکڑی

حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور حمل کیا اونھون نے احادیث نہی کو تنزیہہ پر اور منتفع ہونے پر بیچنے
کسب سے اور برانگیختہ کرنے پر عمدہ کامون کے اور شریف پیشون کے انتہے اسی قسم کی توجیہ بلی کی
قیمت مین بھی کی ہی چنانچہ سوال آیندہ کے جواب مین ہم لکھین گے پس یون ہی وجہ ہیکو مانع ہے
کرکتے کی قیمت مین یہ تقریر کرین کہ یہان بھی نہی تنزیہی ہی اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہی کہ
آدمی کو خصوصا شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہین کہ کتے اور بلی کو بیچتے پھر اکرین بلکہ عالی ہمت ہون
اور رذیل پیشہ اختیار نکرین اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے نکالنے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہریہ تو ہرگز یہ توجیہ سنتے گو کیسی ہی موافق عقل کے تھی پس مقلدین تو جو نص
مخالف قیاس کے آوے اوسکو اوسکے مورد پر رکھتے ہین اور اگر موافق قیاس ہو تو اوس مین
قیاس کرکے علت اوسکی نکالتے ہین اور فرقہ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہو اوسکو اوسکے
مورد پر رکھتے ہین اس لیے ربا مین جو حدیث وارد ہوئی ہی اوسمین فقط سونا چاندی گیہون جو
چھوارے نمک کا ذکر ہی قیاس نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین فقال اهل
الظاهر لا ربا في غير هذه الستة بناء على اصلهم في نفي القياس قال جميع
العلماء سواهم لا يختص بالستة بل يتعدى الى ما في معناها وهو ما يشاركها
في العلة واختلفوا في العلة التي هي سبب تحريم الربا في الستة یعنی کہا اہل ظاہر
نے نہین ہی سود سوا ان چھ چیزون کے بنا بر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس مین ہی کہا تمام
علماے جو سوا اونکے ہین کہ نہین خاص ہی ساتھ چھ چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اوسکے جو
انکے معنون مین ہی اور وہ وہ ہی جو شریک ہو انکی علت مین اور اختلاف کیا اونھون نے اوس علت
مین کہ جو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھ چیزون مین تھے اور ابن جریج راوی کو آپنے ضعیف
کہا ہی اور دلیل اوسپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہین جنکے یہان مرسل ہین دوسری وجہ سے
اگر قوت ہو جاوے تو اوسکو مانتے ہین ورنہ حجت نہین گردانتے اور تقریب مین تو ابن جریج کو ثقہ
فقیہ فاضل لکھا ہی اسکو آپ خلاف دیانت قصدا چھوڑ گئے بیشک تدلیس آپکی مذہب ہے مگر

ایسے ثقہ اور فقیہ ناشناسا ہیں بلکہ وہ مقبول ہیں چنانچہ سند آگے آتی ہے خیر ہمنے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی تو
قوت کثرت طرق سے ایسی ہی کہ کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا گو مرسل ہی تو کیا ہوا حال آنکہ حنفیہ
کے نزدیک مرسل بھی حجت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے وَقَالَ جُمْهُوْرُ
الْعُلَمَاءِ إِنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ مُطْلَقًا یعنی اور اسیواسطے کہا جمہور علما نے کہ تحقیق مرسل
حدیث حجت ہے مطلقاً انتہے اور مقدمہ مشکوۃ شریف میں ہے وَعِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ وَمَالِكٍ
اَلْمُرْسَلُ مَقْبُوْلٌ مُطْلَقًا یعنی اور نزدیک ابو حنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہے مطلقاً انتہے
اسکے بعد لکھا ہے وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ إِنِ اعْتَضَدَ بِوَجْهٍ آخَرَ مُرْسَلٍ أَوْ مُسْنَدٍ وَإِنْ كَانَ
ضَعِيْفًا قُبِلَ یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا مسند
اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہے انتہے اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہے وَالْأَصَحُّ التَّفْصِيْلُ فَمَا رَوَاهُ
بِلَفْظٍ مُحْتَمَلٍ لَمْ يُبَيِّنْ فِيْهِ السَّمَاعَ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْسَلِ وَأَنْوَاعِهِ وَمَا رَوَاهُ
بِلَفْظٍ مُبَيِّنٍ لِلْاِتِّصَالِ كَسَمِعْتُ وَأَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا وَأَشْبَاهِهَا فَهُوَ مُحْتَجٌّ بِهِ یعنی صحیح تر
یہ ہے کہ اسمیں تفصیل ہے جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اوسمیں
سننا پس حکم اوسکا حکم مرسل کا ہے اور اوسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ ایسے
لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہے واسطے اتصال کے جیسے سنا میں نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی
ہمسے اور مثل اسکے پس یہ حجت ہے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہاں دونوں قسمیں
معتبر ہیں اور مقدمہ بخاری شریف میں ہے وَأَمَّا الْمُرْسَلُ فَهُوَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَأَصْحَابِ الْأُصُوْلِ
وَالْخَطِيْبِ الْحَافِظِ أَبِي بَكْرٍ الْبَغْدَادِيِّ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ مَا انْقَطَعَ إِسْنَادُهُ
عَلَى أَيِّ وَجْهٍ كَانَ انْقِطَاعُهُ فَهُوَ عِنْدَهُمْ بِمَعْنَى الْمُنْقَطِعِ یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک
فقہا اور اصولیوں اور خطیب حافظ ابوبکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہے کہ منقطع ہو اسناد اوسکی
کسی وجہ پر ہو انقطاع اوسکا پس مرسل نزدیک اونکے بمعنی منقطع کے ہے انتہے اسکے بعد لکھا ہے وَمَذْهَبُ
مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيْفَةَ وَأَحْمَدَ وَأَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يُحْتَجُّ بِهِ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ

إِذَا اتَّصَلَ إِلَى الْمُرْسَلِ مَا يُعَضِّدُهُ احْتُجَّ بِهِ یعنی اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور احمد تینوں اماموں کا اور اکثر فقہا کا یہ ہی کہ مرسل ساتھ حجت پکڑی جاوے اور مذہب امام شافعی کا یہ ہی کہ جسوقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اوسکو حجت گردانی جاوے انتہٰے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل اور منقطع ایک شی ہی اور مرسل حجت ہی پھر آپکا لکھنا کہ مرسل اور منقطع حجت نہین محض بے اصل ہی اور رہی جو آپ فرماتے ہین کہ بمقابلہ صحیح کے حجت نہین سو مقابلہ محض آپکے خیال مین ہی ورنہ دونون حدیثین اپنی اپنی جگہ پر درست اور بجا ہین مطلق ایک دوسرے کے خلاف نہین چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی نہایت معتبر کتاب ہی اوسکو ہم نہین کہتے کہ مثل بخاری اور مسلم کے ہی البتہ جن احادیث سے اونہنے استخراج مسائل کیا ہے وہ احادیث بیشک صحیح ہین گو بعد کے لوگ اوسکو ضعیف کہین اونکے وقت مین ہرگز ضعف نہ تھا

قال مسئلہ ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی بَیْعُ السِّنَّوْرِ وَالسِّبَاعِ الْوَحْشِیِّ وَالطَّیْرِ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا کَانَ اَوْ لَمْ یَکُنْ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور کا جائز ہی نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا نہ سکھایا ہو الخ

اقول یہین مخالفت حدیث کی نہین آپنے کتابین نہین ملاحظہ فرمائین ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَهُوَ مَحْمُولٌ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَنْفَعُ اَوْ عَلٰى اَنَّهٗ نَهْيُ تَنْزِيْهٍ حَتّٰى يَعْتَادَ النَّاسُ هِبَتَهٗ وَاِعَارَتَهٗ وَالسَّمَاحَةَ بِهٖ كَمَا هُوَ الْغَالِبُ فَاِنْ كَانَ مِمَّا يَنْفَعُ وَبَاعَهٗ صَحَّ الْبَيْعُ وَكَانَ ثَمَنُهٗ حَلَالًا هٰذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً اِلَّا مَا حَكٰى ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَطَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ بَيْعُهٗ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِيْثِ وَاَجَابَ الْجُمْهُوْرُ عَنْهُ بِاَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فَهٰذَا هُوَ الْجَوَابُ الْمُعْتَمَدُ یعنی لیکن ممانعت بلی کی قیمت سے پس محمول ہی اسپر کہ نفع نہین دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہی تاکہ آدمی

عادت پکڑین اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھ دینے اوسکے جیسا کہ یہی التزام ہی اگر ہو اوس آیا سے کہ نفع دے اور بیچے اوسکو صحیح ہی بیع اور ہوگی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر نے ابو ہریرہ اور طاؤس او مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہی بیع اوسکی اور حجت لائے وہ ساتھ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہی اوس پر جو ذکر کیا ہمنے پس یہی جواب عمدہ ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان نہی تنزیہی ہی اور بیع بلی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جانتے ہین اس لیے ہم کہتے ہین کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے جسکا کام ہوتا ہی وہی اوسکی تہ کو سمجھتا ہی اپنا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ہان گھر کے اندر بیٹھ کے جس پر چاہے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قال مسئلہ نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی کہ جو در المختار مین لکھا ہی —

بِخِلَافِ الشَّاةِ الْمُصَرَّاةِ فَلَا يَرُدُّهَا مَعَ لَبَنِهَا أَوْ صَاعِ تَمْرٍ بَلْ يَرْجِعُ بِالنُّقْصَانِ

یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے تھن واپس کرے خریدار اوسکو ساتھ دودھ اوسکے کے یا ساتھ ایک صاع کھجورون کے بلکہ لیوے اوسکو کم قیمت کر کے انتہی **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان کیا ہی کہ حنفیہ نے حدیث مصراۃ کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا وکلا امام صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حالانکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل درآمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہو گی بلکہ اوسکو مورد خاص پر جسکی وجہ ہماری عقل مین نہین آتی محمول کیا جائے گا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم خاص کا ناسخ ہی بہر حال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص پر ترجیح دی ہی محض قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر بینون کا قیاس اور گمان ہی البتہ امام شافعی حکم

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ علم اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہی اور حق یہی ہی کہ
حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہی اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لهذا امام صاحب حنفی مذہب
حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصا اوس وقت جبکہ حکم خاص مین چند روایتین مختلف وارد ہون
اور بعض قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بدرجۂ اولی حکم عام قابل عمل ہوگا اور خاص
بوجہ تعارض علم کے صورت خاص پر محمول کیا جائیگا ترمذی شریف مین ہی عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ
عائشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
ہوتا ہی اور یہ حدیث صحیح ہی اسکا حاصل یہ ہی کہ مثلا کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
اوسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہی خود رکھلے تو وہ اوسکا مستحق ہی کیونکہ وہ شی جو اوسنے خریدی ہی
اگر ہلاک ہوجاتی تو اوسیکا مال ہلاک ہوتا جب وہ شی اوسکی ضمانت مین ہی تو جو منافع اوسکے ہونگے
اونکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور بائع کو وہ منافع واپس نکیے جائینگے بلکہ مشتری ہی بوجہ ضمان
کے اونکا مستحق ہی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مصرات جو اوسکی ضمان مین آگئی ہی اوسکا
دودھ مشتری کو مباح ہی اور وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہی پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہی کہ ان دونون حدیثون مین تعارض ہوگا حالانکہ دونو
حدیثین صحیح ہین پس حدیث الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کو بسبب جمہور امت کا عمل درآمد ہی چنانچہ قول امام ترمذی
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی حدیث مصرات پر ترجیح دی جائیگی اس لیے کہ اوسکے الفاظ مین نہایت
اختلاف ہی کیونکہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہی یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَيْرَ سَمْرَاءَ مرقوم ہی یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
ابوداود کی روایت مین مِثْلَ أَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحًا ہی یعنی برابر دودھ کے یا دونے اوسکے
گیہون دے پس اس مسئلے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اوسپر عمل نہ کیا جاویگا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اونکو خاص محل پر حمل کیا جاویگا لهذا امام صاحب نے تو اونکو

قصۂ شخصیہ پر حمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصیہ مین جو ہماری عقل مین نہین آتا
حکم فرمایا تھا اور یہہ درآمد دین کا خلاف قیاس پر نہین ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الخراج بالضمان
خود ارشاد ہو چکی ہے غرض امام صاحب نے اس باب مین حدیث صحیح پر جو معمول ہے تمام امت کے عمل
کیا اور امام شافعی نے اوسکو خاص کر لیا ہے اور امام صاحب نے اوس قضیۂ شخصیہ کو مخصوص کیا ہے
اونکی نظر مین اسکو ترجیح ہے انکی نظر مین اوسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہے اور عقود الجواہر المنیفہ
فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین ہے کہ عیسی بن ابان محدث نے کتاب الحجۃ مین لکھا ہے کہ حکم مصراۃ
کا اوس وقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہے جو زکوٰۃ
مین روایت ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کو بخوشی ادا کرے گا اوسکا اجر پاوے گا ورنہ ہم اوس سے زکوٰۃ اور نصف
مال اوسکا لین گے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو عمرو بن شعیب سے دربارۂ سارق ثمر غیر محرز
کے روایت ہے کہ اوس سارق کے چند دُرّے عقوبۃً مارے جاوین اور دو مثل اوس ثمر کا اوس سے
لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام مین ایسا حکم تھا یہان تک کہ ربا کو بھی اللہ تعالی نے منسوخ
کر دیا تو اشیاے ماخوذہ جنکے امثال ہین اپنے امثال کی طرف عود کر آئین اور جن کے امثال نہین
وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا تھا اور فرمایا
تھا کہ بیع مصراۃ کی فریب اور دغابازی ہے اور مسلمانون کو فریب دینا حلال نہین پس جس
شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہو گیا اوسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے ہوے
اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزاے مالی منسوخ ہو گئی اور اشیا نے اپنے
امثال یا قیمت کیطرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہے
بعض اوسکا ملک بائع مین قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری مین بعد شرا پیدا ہوا ہے کیونکہ اوس
کنی بار اوسکو دوہا ہے پس وہ دودھ جو ملک بائع مین تھا مبیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اوس
دودھ کی بھی بیع فسخ کیجائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصراۃ کیواسطے

قصۂ عیسی بن ابان [illegible]

بعد رد اوسکے کے سبب دودھ بعوض ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری کے رد کرنا واجب گردانا ہی اور دودھ
اوسوقت مین کل صرف ہوگیا ہی یا بعض پس مشتری لبن دین کا بعوض تمر دین کے مالک ہوگا پس
یہ صورت بَیْعُ الدَّیْنِ بِالدَّیْنِ مین داخل ہو جائیگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے بعد اسکے
بیع الدین بالدین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رض سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع
اَلْکَالِیْ بِالْکَالِیْ سے یعنی بیع دین سے بعوض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس قول کو جو مصرات مین مروی ہی منسوخ کر دیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بروایت ابو ہریرہ رض وغیرہ کے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ یعنی منافع بیع
کا بوجہ ضمان کے مشتری مستحق ہی اور علماء امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہی اور
تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اوسکو دودھ لے پھر اوسکے عیب پر سوا تصریہ کے
مطلع ہو جاوے تو وہ شخص اوس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اوسکا ہی اسیطرح اگر وہ بکری کوئی
بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اوسکی ہی اور تمہارے نزدیک یہ اوس
خراج سے ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطے مشتری کے مقرر فرمایا ہی
پس وہ صاع جسکو تم مشتری مصرات پر وقت واپس کرنے بکری کے بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو دو
حال سے خالی نہین یا تو بعوض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید حادث
ہوا ہی یا بعوض اوس دودھ کے کرتے ہو جو اوسکے تھن مین وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
صاع بعوض دونون کے ہی تو تم نے اوس حدیث کو ترک کر دیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ
اور بچے کا استحقاق بعد رد شاۃ ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونون کا حکم خراج کا حکم ہی جسکو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مشتری کے بوجہ ضمان بیع کے مباح کیا ہی اور اگر یہ صاع بعوض
اوس دودھ کے ہی جو اوسکے تھن مین وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج
کہا جاوے تو اس صورت مین ایک صاع دین بعوض لبن دین کے ہو جاویگا حال آنکہ بیع دین
بعوض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہین [illegible]

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہے اور تم فسخ حکم مصرات کے قائل ہونے مین غیر سے اولے ہو کیونکہ
تم لعن کو حکم خراج مین کرداتے ہو اور غیر ایسا نہین کرتا تھے پس معلوم ہوا کہ طرفین کا ماخذ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کوئی قیاس نہین کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہے پس معترض صاحب
کا طعن بے سود ہے اونکو ایسے ماخذ تو معلوم ہی نہین مگر دخل در معقولات ضرور دیتے ہین اور نہ
نہین جانتے کہ فیما بین حنفیہ و شافعیہ متنازع فیہ کونسا امر ہے جس سے اختلاف مسائل استنباطیہ
واقع ہوا ہے البتہ اوسمین گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یک قلم اوڑا
کے شافعیہ کا ماخذ لکھدیا اس سے بڑھکر اور کیا دھوکا اور فریب ہوگا اللہ تعالی ایسی فریب
دہی سے عوام کو بچاوے وہ بیچارے تو نئے مسلمان ہوتے ہین وہ کیا جانین کہ حنفیہ کس پائے
کا مسلک رکھتے ہین بظاہر اقوال انکو معترض صاحب کے اقوال دیکھکر یون ہی معلوم ہوگا کہ حنفیہ نے
محض قیاس کو دخل دیا ہے حاشا و کلا کوئی شخص اسوقت دنیا وی مین جو کہ ناپائدار ہین دیدہ و دانستہ
نے احتیاطی نہ کرتا تو امور دینی مین باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا
اختراع کیونکر کریگا عامی کی بھی یہ جرات نہین نہ کہ ائمہ کرام خصوصاً امام اعظم جنکا علم و فضل
اظہر من الشمس ہے اور جنکے مقلدین لاکھون اولیاے کاملین بدولت اسی تقلید کے ہوئے
کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہین جبتک کوئی ماخذ اوسکا نہ پایا جاوے خدا معترض
صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشے اور اونکی عفو تقصیر کرے خدا جانے
کہ ان لوگون سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہے جسکی سزا کیواسطے مطاعن ائمہ کرام اونکی
تقدیر مین لکھدئیے گئے ہین ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنہ پاکان برد
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا **قال** مسئلہ دہم اور
ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور در المختار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان مین لکھا
ہے وَجَبَ سُجُوْدُ السَّهْوِ لِمَا رُوِیْنَا وَلَا سَجْدَةُ تِلَاوَةٍ لِاَنَّهَا فِیْ مَعْنَی الصَّلٰوۃِ

الا عصر یومہ عند الغروب یعنی آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اوسیوقت مین دونون ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ہے مگر آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی نماز عصر کی تو البتہ جائز ہو انتہی **اقول** معنی اس حدیث کے امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اِذَا اَدْرَكَ مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ رَكْعَةً مِّنْ وَقْتِهَا لَزِمَتْهُ تِلْكَ الصَّلٰوةُ وَذٰلِكَ فِي الصَّبِيِّ يَبْلُغُ وَالْمَجْنُوْنِ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ يُفِيْقَانِ وَالْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ تَطْهُرَانِ وَالْكَافِرِ يُسْلِمُ فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ لَزِمَتْهُ تِلْكَ الصَّلٰوةُ یعنی جسوقت پاوے وہ شخص کہ واجب نہین نماز اوسپر مقدار ایک رکعت کے اوسکے وقت سے تو لازم ہی اوسکو یہ نماز اور یہ صورت لڑکے مین ہی کہ بالغ ہو جاوے اور مجنون اور بیہوش مین کہ افاقہ پاجائین اور حائض اور نفسا مین کہ پاک ہو جائین اور کافر مین کہ مسلمان ہو جاوے پس جو شخص انمین سے ایک رکعت پہلے خارج ہونے وقت کے پاوے تو نماز اوسپر واجب ہو جاویگی انتہی یعنی یہ حکم کافر وغیرہ مین ہی کہ ایسے وقت مین مسلمان ہو یا بالغ ہو کہ ایک رکعت کے مقدار وقت باقی ہو تو اس صورت مین نماز اوسپر واجب ہو جاویگی اور پوری نماز پڑھنی لازم ہوگی یا یہ معنی حدیث کے ہین جیسا کہ شرح مسلم مین لکھتے ہین اِذَا اَدْرَكَ الْمَسْبُوْقُ مَعَ الْاِمَامِ رَكْعَةً كَانَ مُدْرِكًا لِفَضِيْلَةِ الْجَمَاعَةِ بِلَا خِلَافٍ یعنی جو شخص کہ بعد کو ملے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پاوے تو وہ شخص جماعت کی فضیلت بلا خلاف پاویگا انتہی یعنی یا حدیث کو باعتبار فضیلت جماعت کے لیا جاوے کہ جسکو ایک رکعت بھی جماعت کے ساتھ ملجاوے گویا نماز پوری ملگئی اگر اس حدیث کے یہی معنی لیے جاوینگے کہ وقت طلوع آفتاب کے بھی نماز پڑھنی چاہیے تو یہ معنی دوسری حدیث کے جو مسلم مین آئی ہے مخالف ہو جاوینگے وہ حدیث یہ ہے وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ یعنی اور وقت نماز صبح کا طلوع فجر سے اوسوقت تک ہی کہ جب تک آفتاب نے طلوع نہ کیا ہو پس وقت طلوع کرنے آفتاب کے

ٹھہر جا تو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق یہ آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی جو عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہی ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً
حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ
حَتّٰى تَغْرُبَ وَهُوَ اِنَّمَا يُفِيْدُ عَدَمَ الْحِلِّ فِيْ جِنْسِ الصَّلٰوةِ دُوْنَ عَدَمِ الصِّحَّةِ
فِيْ بَعْضِهَا بِخُصُوْصِهٖ وَالْمُفِيْدُ لَهَا اِنَّمَا هُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ
بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَاِذَا
زَالَتْ فَارَقَهَا وَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا وَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ
فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَالنَّسَائِيُّ یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہانتک
کہ اونچا ہوا اور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہان تک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے
کو جسوقت مائل ہو یہان تک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہی اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
کی ہو حلال نہین نہ یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اسکا فائدہ دیتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتا ہی درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند
ہو جاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتا ہی تو نزدیک ہو جاتا ہی اوسکے
پھر جسوقت ڈھلجاتا ہی الگ ہو جاتا ہی اور جسوقت قریب غروب کے ہوتا ہی پھر شیطان اوسکے
پاس آجاتا ہی اور جب غروب ہو جاتا ہی جدا ہو جاتا ہی اور منع کیا ہی نماز سے ان وقتون مین روایت
کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہے اور یہ حدیثین اوس حدیث کے بعد وارد
ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وُرُوْدُ هٰذَا الْحَدِيْثِ
اَيْ حَدِيْثِ مَنْ اَدْرَكَ كَانَ قَبْلَ نَهْيِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْاَوْقَاتِ
الْمَكْرُوْهَةِ یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث مَنْ اَدْرَكَ کا تھا

جیسے ممانعت فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اوقات مکروہہ میں انتہے اس لیے امام طحاوی
اس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں چنانچہ رد المحتار میں لکھا ہے وَعَلٰی ہٰذَا لِلْإِمَامِ الطَّحَاوِی
قَالَ اِنَّ الْحَدِیْثَ مَنْسُوْخٌ بِالنُّصُوْصِ النَّاہِیَۃِ وَادَّعٰی اَنَّ الْعَصْرَ تَبْطُلُ اَیْضًا
کَالْفَجْرِ یعنی مردہ اور یہ بات ہے کہ امام طحاوی نے کہا ہے کہ تحقیق یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ احادیث
ممانعت کرنیوالی کے اور دعوا کیا اسکا کہ عصر بھی باطل ہو جاوے گا مثل فجر کے انتہے اور برہان
شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے وَشَدَّدَ الطَّحَاوِیُّ مُخَالِفًا لِلْإِمَامِ وَصَاحِبَیْہِ عَدَمَ
جَوَازِ عَصْرِ یَوْمِہٖ کَالْفَجْرِ وَسَائِرِ الْوَاجِبَاتِ مُدَّعِیًا اِنْتِسَاخَ کُلِّہَا بِالنُّصُوْصِ
النَّاہِیَۃِ وَلَا اِلْزَامَ الْعَمَلِ بِبَعْضِ الْحَدِیْثِ وَتَرْکِ بَعْضِہٖ یعنی اور زیادہ کیا امام
طحاوی نے در آنحالیکہ وہ خلاف کرنیوالے تھے امام صاحب و صاحبین کے نہ جائز ہونا اوس دن
کی عصر کا مثل فجر کے اور باقی واجبات کے اوس حال میں کہ دعوا کرتے ہیں وہ منسوخ ہونے کا ان
احادیث کا بسبب احادیث نہی کے ورنہ لازم آجائے گا عمل ساتھ بعض حدیث کے اور ترک بعض
حدیث کا انتہے اگر بالفرض منسوخ ہونے کو تسلیم کیا جاوے تو تعارض سے خالی نہیں اس لیے
کہ بعض حدیث میں نماز پڑھ لینا آیا ہے اور بعض میں ممانعت آئی ہے بسبب تعارض کے دونوں حدیثوں
پر عمل کرنا محال ہے اس لیے کہ قیاس جس حدیث کو ترجیح دے گا اوس حدیث پر عمل کیا جاوے گا
لمعات التنقیح میں ہے وَالْجَوَابُ اَنَّہٗ قَدْ وَقَعَ التَّعَارُضُ بَیْنَ ہٰذَا الْحَدِیْثِ وَبَیْنَ
الْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَۃِ فِی النَّہْیِ عَنِ الصَّلٰوۃِ فِی الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثَۃِ فَاِنَّہَا تَعُمُّ
الْفَرْضَ وَالنَّفْلَ وَلَیْسَتْ مَخْصُوْصَۃً بِالنَّفْلِ کَمَا زَعَمَتِ الشَّافِعِیَّۃُ وَحُکْمُ
التَّعَارُضِ بَیْنَ الْحَدِیْثَیْنِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْقِیَاسِ وَالْقِیَاسُ رَجَّحَ حُکْمَ ہٰذَا الْحَدِیْثِ
فِیْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ وَحُکْمَ النَّہْیِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ کَمَا ذَکَرْنَا وَلَیْسَتِ الْاَحَادِیْثُ فِی النَّہْیِ
عَنِ الثَّلٰثَۃِ مَخْصُوْصَۃً بِالنَّفْلِ کَالنَّہْیِ عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ کَمَا زَعَمَتِ
الشَّافِعِیَّۃُ لِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ صَلٰوۃٍ اَوْ نَسِیَہَا فَلْیُصَلِّہَا

رد المحتار علی الدر المختار

برہان شرح مواہب الرحمن کتاب الصلوۃ

لمعات التنقیح کتاب الصلوۃ

إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ وَقْتُهَا أَيْ أَوَّلُهُ وَبِهِ يُعَاقِقُ مَا بَيْنَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتِلْكَ الْأَحَادِيْثِ لِأَنَّ تَخْصِيْصَ خِلَافُ الظَّاهِرِ وَظَاهِرُ الْأَحَادِيْثِ النَّهْيُ عَنِ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ یعنی اور جواب یہ ہے کہ تحقیق تعارض واقع ہوا اس حدیث مین اور اون احادیث مین جنمین تین وقتون سے نماز کی ممانعت وارد ہے کیونکہ وہ شامل ہین فرض اور نفل کو اور نہین خاص مین نفل کے ساتھ جیسا گمان کیا ہے شافعیہ نے اور حکم تعارض کا درمیان دو حدیثون کے رجوع کرنا ہے طرف قیاس کے اور قیاس نے اس حدیث کے حکم کو جو صلوٰۃ عصر کے جواز مین آئی ہے ترجیح دی اور حکم نہی کو جو نماز فجر مین آئی ہے ترجیح دی جیسا کہ ذکر کیا ہم نے کہ احادیث نہی تین وقتون کی نماز کی نفل کے ساتھ خاص نہین جیسا کہ حدیث ممانعت نماز کی بعد فجر اور عصر کے خاص ہے ساتھ نفل کے چنانچہ گمان کیا اسکا شافعیہ نے بوجہ فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص سو جاوے نماز سے یا بھول جاوے اسکو پس چاہیے کہ پڑھے اوسکو جب یاد آوے اسواسطے کہ تحقیق یہی وقت اوسکا ہے یعنی اول وقت ہے اور اسی سے توفیق دیتے ہین فقہاے محدثین درمیان اس حدیث کے اور اون احادیث کے اسوجہ کہ تخصیص کرنا ساتھ نفل کے خلاف ظاہر کے ہے اور ظاہر احادیث کا نہی ہے فرائض اور نوافل سے انتہے اسیطرح کہا علامہ عینی اور علامہ ابن ہمام نے اور حدیث مین بھی جو علت ممانعت کی بیان ہے عام معلوم ہوتی ہے چنانچہ فتح القدیر کی عبارت مین ذکر اسکا ہو چکا ہے اسکے بعد لمعات مین لکھا ہے

وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَحَادِيْثُ النَّهْيِ نَاسِخَةٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ وُرُوْدُهُ قَبْلَ النَّهْيِ وَمُقْتَضَاهُ أَنْ يَبْطُلَ الْعَصْرُ أَيْضًا لٰكِنَّهَا عَلَّلْنَاهُ بِمَا ذَكَرْنَا فَجَوَّزْنَا فِي الْعَصْرِ هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ أَنَّ الْفَجْرَ لَا يَفْسُدُ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ یعنی کہا ہمارے بعض اصحاب نے حدیثین نہی کی ناسخ ہین اس حدیث کی اور تھا ورود اس حدیث کا قبل وارد ہونے نہی کے مقتضا اس قول کا یہ ہے کہ نماز عصر بھی باطل ہو جاوے لیکن ہمنے اسکی علت بیان کر دی ہے جائز رکھا ہمنے عصر مین اسکو اور تحقیق روایت کی گئی ہے امام ابو یوسف سے یہ کہ بیشک نماز نہین فاسد ہوتی طلوع آفتاب سے انتہے اور فتح المنان مین لکھا ہے کہ وقت فجر کا کامل ہے

پس جب نماز اوس وقت مین شروع کریگا کامل ہو واجب ہوگی پس جبکہ طلوع سے نقصان عارض ہو
جیسے نماز واجب ہوئی تھی ویسے ادا نہین ہوتی بخلاف عصر کے اسلیے کہ آخر وقت اوسکا ناقص ہے
کیونکہ وقت مکروہ ہے پس جبکہ شروع کریگا اسوقت مین تو ناقص واجب ہوگی پھر جبکہ غروب سے
نقصان عارض ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جاویگی انتہیٰ اسکے بعد چند دلائل اور
بیان کیے ہین پھر اخیر بحث مین لکھا ہے وَبِمَا ذَكَرْنَا عُلِمَ اَنَّ مَذْهَبَ الْحَنَفِيَّةِ مَبْنِيٌّ
عَلَى التَّحْقِيقِ وَالتَّدْقِيقِ وَاَنَّ قِيَاسَاتِهِمْ وَدَلَائِلَهُمُ الْعَقْلِيَّةَ لَيْسَتْ فِي
مُقَابَلَةِ النُّصُوصِ بَلْ لِتَرْجِيحِ بَعْضِ الْاَحَادِيثِ عَلَى بَعْضٍ كَمَا اَشَرْنَا اِلَيْهِ فِي
مَوَاضِعَ یعنی وجہ مذکور سے جانا گیا کہ بیشک مذہب حنفیہ کا تحقیق و تدقیق پر بنا کیا گیا ہے
اور یہ کہ قیاسات اونکے اور دلائل عقلیہ اونکے احادیث کے مقابل نہین بلکہ واسطے ترجیح دینے بعض
احادیث کے ہین اوپر بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ ہم بہت جگہ کر چکے ہین انتہیٰ اور شرح وقایہ
مین ہے فَالْقِيَاسُ رَجَّحَ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَحَدِيثَ النَّهْيِ فِي صَلٰوةِ
الْفَجْرِ وَاَمَّا سَائِرُ الصَّلٰوةِ فَلَا يَجُوزُ فِي الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثِ بِحَدِيثِ النَّهْيِ اِذْ
لَا مُعَارِضَ لِحَدِيثِ النَّهْيِ فِيهَا یعنی پس قیاس نے ترجیح دی اس حدیث کو نماز عصر
مین اور حدیث نہی کو نماز فجر مین اور لیکن تمام نمازین پس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بوجہ
حدیث نہی کے اسواسطے کہ حدیث نہی کرنے کا اون وقتون مین کوئی معارض نہین انتہیٰ اور
مرقات شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ جزو مقارن ادا کا سبب ہے وجوب نماز کا اور آخر وقت
عصر کا ناقص ہے اس لیے کہ وہ وقت ہے پوجے جانے آفتاب کا پس واجب ہوگی نماز ناقص جب ادا
کرے گا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کرے گا پس جب فساد بسبب غروب کے
آجاویگا تو فاسد نہوگی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے پرستش نہین
کیا جاتا پس کامل واجب ہوگی پس جب طلوع سے فساد طاری ہوگا تو فاسد ہو جاوے گی اس لیے
کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہین ہوئی پس اگر کہا جائے کہ یہ علت مقابل حدیث کے ہے پس نامقبول ہے

کہ جب احادیث مین تعارض واقع ہوا آپ قیاس نے اس حدیث کو نماز عصر مین ترجیح دی اور حدیث نہی کو
نماز فجر مین ترجیح دی لیکن اور نمازین بسبب نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بسبب حدیث ممانعت کے اسواسطے
کہ حدیث نہی کا اور نماز ون مین کوئی معارض نہین انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ یا تو ان احادیث سے وہ معنی
لیے جائین جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا انکو منسوخ کہا جاوے چنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہی یا
بوجہ تعارض کے بعض کو بعض پر ترجیح دیجاوے چنانچہ یہی مذہب امام صاحب کا ہی غرض مخالفت حدیث
کی کسی صورت سے لازم نہین آتی **قال** مسئلۂ نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث کے یہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی
عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی وَمَنْ أَفْلَسَ وَعِنْدَهُ مَتَاعٌ لِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ اِبْتَاعَهُ مِنْهُ فَصَاحِبُ
الْمَتَاعِ أُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ فِيهِ یعنی ایک شخص مفلس ہو گیا اور اوسکے پاس وہ چیز ہی جو اوس نے خریدی
تو اوسکا بایع اور قرض خواہون کے ساتھ مساوی ہی بیچ اسکے انتہی **اقول** عمدۃ القاری شرح
صحیح البخاری مین لکھا ہی کہ ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور ابن شبرمہ قاضی کوفہ اور وکیع بن الجراح
اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر رضی اللہ عنہم اسطرف گئے ہین کہ بائع قرضخواہون کے برابر ہی
اور جواب دیا ہی امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اسمین یہ ذکر ہی کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ پاوے اور جو
شی بیچی گئی ہی وہ بعینہ مال اوسکا نہین بلکہ بعینہ مال اوسکا پہلے تھا اب مال اوسکا بعینہ غصب کی ہوئی چیز
اور مستعار اور امانتین اور مشابہ اونکے ہی تو البتہ یہ مال اوسکا بعینہ ہی پس یہی شخص نسبت اور قرضخواہون
کے اوسکا مستحق ہی اور اسی بیان مین یہ حدیث آئی ہی اور ان معنون پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث جو
سمرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کوئی مال چوری گیا یا ضائع ہو گیا پس
پایا اوسکو بعینہ نزدیک کسی کے پس وہ شخص مستحق ہی اس مال کا اور خریدنے والا بیچنے والے سے قیمت پاوے
پیچھے لے انتہی ملتقطاً اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہین جو ظاہر پر لیتے ہین اس لیے
کہ جس حدیث سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہی وہ بھی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہی اور
معتبر ہی پس ضرور ہوا کہ معنی اس حدیث کے دوسرے ہون گے ورنہ تعارض ہو گا اور الفاظ حدیث سے جبتک کہ

مسئلہ نوزدہم

عمدۃ القاری شرح البخاری

تعارض منع ہو سکے اور کیا جائے ورنہ بعض معنی کو بعض پر ترجیح دیجائے گی جیسے جواب سابق میں بیان
ہوا اسی لیے اس حدیث کے یہ معنی بیان ہوتے یا یہ معنی ہوں گے جو نہایہ میں لکھے ہیں کہ خریدار
نے قبضہ بغیر اذن بائع کے کر لیا یا بائع کو شرط خیار تھا اس صورت میں بائع کو وہ شی واپس کر لینی چاہیے
انتہی غرض کہ جب اس حدیث کے دو یہ معنی ہو سکتے ہوں اور شان سیاق اور سباق بھی ہوں
اور موافق حق بھی ہوں تو پھر کون سی وجہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں معنی خلاف پیدا کئے جائیں اور وہ حدیث
جو امام صاحب مستدلات ہیں یہ ہے یعنی شرح ہدایہ میں لکھا ہے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی پس پاوے اوسکو نزدیک ایسے شخص کے جو مفلس ہے
پس مال اوسکا درمیان قرضخواہوں کے ہے انتہی یعنی سب قرضخواہ اوسمیں برابر ہیں پھر کہا علامہ عینی
نے پس اگر کہے تو کہ اسناد میں اسکے ابن عیاش راوی ضعیف ہے میں کہتا ہوں کہ تحقیق توثیق کی
ہے ابن عیاش کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصاف اور رازی نے پس اگر کہے تو
کہ کہا دارقطنی نے نہیں ثابت ہوتی یہ حدیث زہری سے مسند بلکہ مرسل ہے میں کہتا ہوں کہ مرسل
نزدیک ہمارے حجت ہے اور مرفوع بیان کیا ہے خصاف اور رازی نے اس حدیث کو اور قرآن شریف
کی آیت وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ یعنی اور اگر ہو وہ عسرت والا پس مہلت ہے غنا
تک انتہی اسپر دلالت کرتی ہے کہ اسکو فسخ بیع کر کے اپنی شی واپس کر لینی نہیں چاہیے یہی مطلب اس حدیث
کا ہے جسے امام صاحب لیتے ہیں اور معنی اوس پہلی حدیث کے یہ ہیں کہ جب بشرط خیار کسی شی کو بیع
کرے پھر خریدار مدت خیار میں مفلس ہو جاوے تو وہ مستحق ہوگا اپنے مال کا یعنی فسخ بیع کا اختیار ہوگا اور
یہی معنی لیے ہیں ایک جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم نخعی اور اہل کوفہ نے کہ
بائع برابر ہے اور قرضخواہوں کے ہر حال میں اور یہی روایت کی گئی حضرت علی سے اور صحیح کہا اس
روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہے خطابی نے اس قول کو ابن شبرمہ سے بھی انتہی ملتقطا اس
تقریر سے حدیثوں میں موافقت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکار جسکو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے لازم
آجائے گا **قال** مسئلہ گوہ جائز ہے اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا مخالف ہے

حدیثون کے سیر جوکہ ہدایہ اور شرح وقایہ اوکنز اور ردالمحتار شرح درالمختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہی وَعَصِيْرُ الْعِنَبِ اِذَا طُبِخَ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهٗ حَلَالٌ وَاِنِ اشْتَدَّ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ یعنی اور شیرہ انگور کا جب کہ پکایا جاوے یہان تک کہ اوسکی دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہجاوے تو حلال ہے اگرچہ اوسمین نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہ اور ابی یوسف کا ہی الخ

اقول امام صاحب کے نزدیک خمر لغت مین اوسکو کہتے ہین جو انگور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب کی اسپر پانچ دلیلین ہین اول یہ کہ اجماع ہی اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع ہی واسطے پانی انگور کے جبکہ اوسمین جوش اور تیزی آجاوے اور جھاگ اوٹھنے لگے چنانچہ ہدایہ اور زیلعی اور طحطاوی اور برجندی وغیرہ مین لکھا ہی لَنَا اَنَّهُ اِسْمٌ خَاصٌّ بِاِطْبَاقِ اَهْلِ اللُّغَةِ فِيْمَا ذَكَرْنَاهُ وَهُوَ النِّيُّ مِنْ مَاءِ الْعِنَبِ اِذَا غَلٰى وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ وَهٰذَا الْمَعْرُوْفُ عِنْدَ اَهْلِ اللُّغَةِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَتَسْمِيَةُ غَيْرِهَا مَجَازٌ یعنی واسطے ہمارے یہ دلیل ہی کہ خمر اسم خاص ہی ساتھ اجماع اہل لغت کے اوس چیز مین جو ہمنے ذکر کیا یعنی اور وہ کچا پانی انگور کا ہی جبکہ اسمین جوش اور تیزی آجاے اور جھاگ دے اور یہی معنی مشہور ہین نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے اور اسکے غیر کا خمر نام رکھنا مجاز ہی انتہےٰ پس امام صاحب فرماتے ہین کہ جو معنی باعتبار اصل لغت کے ہین اوسپر آیت کو حد اور قطعیت مین محمول کرین گے اور اطلاق خمر کا مسکرات پر بعد نزول آیت تحریم کے مجاز مستحدث ہی پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہی مجاز مستحدث پر حمل کرنا نہین چاہیے اور دوسری دلیل یہ ہی کہ عرب جنکی بہت بڑا اعتماد ہی اور سب سند اونکی لاتے ہین اپنے کلام مین خمر کو انہین معنون سے لائے ہین چنانچہ متنبی شاعر بھی اونہین مین سی ہی اوسکے شعر سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل خمر کی انگور ہی ہوتی ہی ؎ وَاِنْ تَكُ تَغْلِبُ الْغَلْبَاءُ عُنْصُرَهَا ✦ فَاِنَّ فِي الْخَمْرِ مَعْنًى لَيْسَ فِي الْعِنَبِ یعنی اگرچہ آبا و اجداد ممدوح کے اوسکے عنصر پر غالب تھے لیکن شراب مین وہ لذت ہی جو انگور مین بھی نہین مطلب یہ کہ ممدوح اپنے آبا و اجداد پر باوجود اونکے اصل ہونے کے بعض وجوہ

(حاشیہ) [illegible]

غالب تھی جیسے شراب لذت مین اپنی اصل سے کہ انگور ہی غالب ہے ترجیح ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ خمر لغت
سے بھی کہ بنت العنب اور بنت العنقود ہی معلوم ہوتا ہی کہ اصل اوسکی انگور ہی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ لفظ
خمر کا شراب انگوری کے واسطے خاص ہی کیونکہ دوسرے مسکرات کے نام مثل باذق
اور منصف ومثلث اور نقیع اور نبیذ وغیرہ کے آئے اور اسما کا اختلاف دلالت کرتا ہی کہ مسمیات
مین بھی اختلاف ہو اسیطرح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی اور پانچوین دلیل یہ ہی کہ قول جناب باری بھی
اِنِّی اَرَانِی اَعْصِرُ خَمْرًا یعنی مین اپنے آپ کو خواب مین انگور نچوڑتے دیکھتا ہون انتہی اسپر
دلالت کرتا ہی اس لیے کہ خمر سے یہان باتفاق مفسرین وعلماے متقدمین ومتاخرین انگور مراد
ہی من قبیل اطلاق کرنے مسبب کے اوپر سبب کے اور کلیات ابو البقا مین ہی کہ اصل اس اطلاق کی لا اتفاق
یہ ہی کہ سبب تو مسبب کیواسطے مطلقا استعارہ کیا جاتا ہی خواہ سبب مسبب کیواسطے خاص ہو یا نہو
مگر مسبب کو سبب کے واسطے جب لاتے ہین کہ اوس مسبب کا سبب دوسرا نہو جیسے لفظ خمر اگر خاص عنب کے
ساتھ نہوتا تو استعارہ نکرتے انتہی اور امام شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین لکھتے ہین
اِعْلَمُوا اَنَّ الْخَمْرَ تُطْلَقُ عَلٰی عَصِیْرِ الْعِنَبِ الْمُشْتَدِّ اِطْلَاقًا حَقِیْقِیًّا اِجْمَاعًا یعنی جان تو کہ اطلاق
خمر کا نچوڑی ہوے انگور پر جو تیز ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بالاجماع ہی انتہی اور تفسیر کشاف جار اللہ
زمخشری مین مرقوم ہی وَالْخَمْرُ مَا غَلٰی وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ مِنْ عَصِیْرِ الْعِنَبِ وَهُوَ
حَرَامٌ یعنی خمر وہ شی ہی کہ ابل آئے اور تیز ہوجاے اور جھاگ لے آئے نچوڑ انگور سے اور وہ حرام ہی
انتہی اور جو احادیث مین بعض شراب پر سواے انگور کے خمر کا اطلاق آیا ہی وہ باعتبار حکم کے ہی اور نہ
بلحاظ لغت کے معنی مین بتلائے گئے یا بطریق تشبیہ کے ہی چنانچہ کتاب الشرب فتح القدیر مین شیخ الاسلام ابن ہمام
لکھتے ہین وَیَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْحَمْلَ الْمَذْکُوْرَ بِطَرِیْقِ التَّشْبِیْهِ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِیْنَةِ مِنْهَا شَیْءٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ فِی الصَّحِیْحِ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ مَعَ
الْعِنَبِ بِثُبُوْتِ اَنَّهٗ کَانَ بِالْمَدِیْنَةِ غَیْرُهَا یعنی اور دلالت کرتی ہی اسپر کہ حمل ان حدیثون مین بطریق تشبیہ کے
ہی قول ابن عمر کہ حرام کی گئی شراب اور حال یہ کہ تھی شراب سے کوئی شی مدینے مین روایت کیا اسکو امام بخاری نے صحیح مین

یہ کہ ارادہ کیا ذخیرہ انگور کا بوجہ ثابت ہونے اس امر کے کہ تحقیق نبیذ میں منع آوے سکے اور شراب میں نہیں انتہی اور امام زیلعی نے تبیین الحقائق
شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ خمر کا اطلاق غیر انگوری پر احادیث میں مجازی ہے یا باعتبار حکم کے
ہے یعنی حکم اور شرابوں کا حکم شراب کا سا ہے یعنی اونکا پینا بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلیم احکام کے واسطے مبعوث ہوے تھے حقائق لغت وغیرہ بتلانیکو مبعوث نہیں ہوے انتہی
ملخصاً پس حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خمر اصل میں عام ہے باقی رہا قول صاحب
قاموس کا کہ عمومیت اصح ہے سو یہ بنا بر اونکے مذہب کے ہے چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث
سے لاتے ہیں وہی اونھوں نے بھی لکھدی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہیں دی یہاں فقط اپنی راے
لکھی ہے جس سے اونکے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوتی ہے ورنہ معنی لغوی تو وہی تھے جو اونھوں نے پہلے
بیان کر دیے اور یہ قول اونکا کہ مدینہ شریف میں اوسوقت انگور کی شراب نہ تھی بلکہ کھجور کی تھی مخالف
ہے بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس رض سے مروی ہے قَالَ حُرِمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ
حُرِمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی فرمایا حضرت انس رض
نے کہ حرام کی گئی ہم پر شراب جسوقت کہ حرام کی گئی اس حال میں کہ نہیں پاتے تھے ہم مدینے میں شراب
انگوروں کی مگر کم انتہی پس اوس حدیث مسلم کی سند لانے سے شبہہ پڑتا ہے کہ بالکل انگور کی شراب نہ تھی حالانکہ وہاں تھی
اگرچہ کم تھی جیسا کہ حدیث بخاری کی اسپر دال ہے پس حدیث مسلم کی سند لانا محض مغالطہ دینا ہے باقی رہا یہ امر کہ اہل معنی
مجاز کہتے ہیں اس لیے چاہیے کہ عام ہو سو جواب اوسکا یہ ہے کہ اس سے یہ نہیں لازم آتا کیونکہ سفید اور سیاہ گھوڑوں کو ابلق کہتے ہیں
اور سفید اور سیاہ کپڑے کو ابلق نہیں کہتے اسیطرح ثریا ستارے کو نجم بوجہ طلوع کے کہتے ہیں اور ہر طالع کو نجم نہیں کہتے
علی ہذا القیاس قارورہ قرار سے مشتق ہے کوزے کو قارورہ نہیں کہتے گو اوسمیں قرار پایا جاوے اسیطرح اسکی بہت نظیریں
ہیں پس امام صاحب کا قول کہ لغت میں خمر شراب انگوری کو کہتے ہیں اور حدیث میں بیان احکام ہے
لغت نہیں بہت درست ہے مخالف کسی حدیث کے نہیں بلکہ مطابق ہے البتہ اور شرابونکو مثل علاقے کے
یعنی نچوڑا انگور کا کہ پکایا جاوے حتی کہ دو تہائی سے کم جلجاوے یا مثل سکر کے یعنی خام پانی کھجور
کا جسمیں تیزی ہو جاوے اور جھاگ لے آوے یا مثل نقیع زبیب کے یعنی خام پانی خشک انگور کا بغیر پکے

اوس میں تیزی اور جھاگ پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہیں یہ چار چیزیں بالاتفاق
حرام ہیں البتہ چار چیزوں میں اختلاف ہی ایک تو چھوارے اور خشک انگور کا نبیذ اگر کچھ پکا لیا جاوے
اگرچہ اوسمیں تیزی آجائے اسقدر پینا اوسکا امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی
جس سے نشہ نہو و نہ حرام ہوگا چنانچہ رد المحتار میں ہی فلو شرب ما یغلب علی ظنہ
انہ مسکر فیحرم لان السکر حرام فی کل شراب یعنی پس اگر پیا اوس نے وہ نبیذ
کہ ظن غالب ہی کہ اوسمیں نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہی اس لیے کہ نشہ ہر شراب میں حرام ہوتا ہی
انتہے اور دلیل حلت نبیذ کی علامہ عینی نے شرح کنز میں یہ لکھی ہی لما روی عن ابی قتادۃ ان
النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تنتبذوا الزھو والرطب جمیعا ولا تنتبذوا الرطب
والزبیب جمیعا ولکن انتبذوا کل واحد منھما علی حدۃ رواہ مسلم والبخاری
وفی روایۃ الرطب بدل التمر وھذا نص علی ان کل واحد منھما علی الانفراد
یحل وھذا محمول علی المطبوخ منہ لان غیر المطبوخ منہ حرام باجماع
الصحابۃ رض وکذا ما روی عن انس رض ان الخمر حرمت والخمر یومئذ البسر
والتمر رواہ البخاری ومسلم فالمراد بہ غیر المطبوخ لان حکمہ حکم الخمر
فلھذا اطلق علیہ اسم الخمر وقد ورد فی حرمۃ المتخذ من التمر احادیث کلھا
صحاح فاذا حمل المحرم علی النی والمحلل علی المطبوخ فقد حصل التوفیق بین
الادلۃ واللہ تعالی اعلم یعنی اس سبب سے کہ ابو قتادہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیذ نہ بناؤ زہو اور رطب کا اکٹھا اور رطب و زبیب کا ساتھ زہو گدر کھجور
کو کہتے ہیں اور رطب پکی تر کو اور زبیب خشک انگور کو لیکن نبیذ ہر ایک کا علیحدہ کرو روایت کیا
اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت میں بدلے رطب کے تمر آیا ہی اور یہ حدیث صریح ہی اسمیں کہ
ہر ایک کا علیحدہ نبیذ بنانا درست اور حلال ہی اور یہ حدیث محمول ہی پکے ہوے نبیذ پر اس لیے کہ خام تو
باجماع صحابہ رض حرام ہی اسیطرح وہ حدیث جو انس رض سے مروی ہی کہ تحقیق شراب حرام کی گئی اور

شرب اوس پونڈے کہ گدر اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پس مراد اس سے خام ہے اسواسطے
کہ حکم اوسکا حکم شراب کا ہی اسی وجہ سے خمر اوس پر اطلاق کیا گیا ہی اور جو نبیذ تمر سے بنایا جاوے اوسکی
حرمت مین حدیثین صحیح صحیح وارد ہوئی ہین پس جبکہ حرام نبیذ کچا خام ہے اور حلال کو پختہ پر حمل کیا جاویگا
تو درمیان احادیث کے تطبیق اور توفیق ہو جاوے گی اور تعارض جاتا رہے گا انتہے دوسری نبیذ
شہد انجیر گیہون جو کا بھی امام صاحب اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور دلیل اسکی تبیین الحقائق
مین یہ ہی لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَغَيْرُهُمَا خَصَّ التَّحْرِيْمَ بِهِمَا وَالْمُرَادُ بَيَانُ الْحُكْمِ
اَیْ حُكْمُهُمَا وَاحِدٌ لَا اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا يُسَمّٰى خَمْرًا حَقِيْقَةً وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الطَّبْخُ
لِاَنَّ قَلِيْلَهٗ لَا يُفْضِيْ اِلَى الْكَثِيْرِ كَيْفَ مَا كَانَ یعنی بسبب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ شراب ان دو درختون سے ہوتی ہی وہ کھجور اور انگور ہی روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
وغیرہ نے خاص کی گئی تحریم اس حدیث مین ساتھ ان دو چیزون کے اور مراد بیان حکم کا ہی یعنی
حکم دونون کا ایک ہی نہ یہ کہ ہر ایک کو خمر حقیقۃً کہتے ہین اور اس نبیذ مین پکنے کی شرط نہین ہی اسلیے
کہ تھوڑا اسکا بہت کے طرف نہین پہونچاتا ہی کسیطرح کا ہو انتہے یعنی جیسے شراب مین یہ اثر ہوتا ہی
کہ قلیل پینے سے کثیر کی طرف طبیعت بیقرار رہتی ہی کیونکہ اسکی جتنی زیادتی کیجاتی ہی لذت آتی ہی
اسی لیے شراب کا تھوڑا بھی پینا منع ہی بر خلاف نبیذ کے کہ اوسمین یہ کیفیت نہین پس اسکا اسقدر
نوش کرنا کہ حد سکر کو نہ پہونچ جاوے جائز ہی پس نبیذ عسل کے واسطے یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ جو شراب نشہ لاوے حرام ہی اس سے اوسکا حرام ہونا ثابت نہین ہوتا چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری
مین شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہین کہا بعضون نے کہ جو شراب نشہ لاوے یعنی اوسکی شان سے
اسکار ہو خواہ اوسکے پینے سے نشہ ہو یا نہو مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ معنی اس حدیث کے نہین
کیونکہ شارع نے خبر دی ہی حرمت شراب کی جبکہ موصوف ہو ساتھ اسکار کے اور یہ اسپر نہین دلالت
کرتا کہ وہ شی حرام ہی جو کہ مستقبل مین نشہ لایا کرے انتہے پس کہنا قلیل نشہ والی تری کا اور کثیر اسکا [illegible]

نہیں بلکہ خاص خمر میں ہے اس لیے کہ عبد اللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہے کہ خمر
بعینہا حرام ہے اور مسکر ہر شراب کا حرام ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ خمر کا قلیل اور کثیر حرام ہے
نشہ کرے یا نہ کرے اور اسپر کہ اور شرابیں سوا خمر کے بوجہ اسکار کے حرام ہیں اور یہ امر ظاہر ہے سب
اگر کہے تو کہ وارد ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے جواب دینگے ہم
کہ طعن کیا ہے اس حدیث میں یحیی بن معین نے اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح تر یہ ہے کہ یہ موقوف ہے ابن
عمر پر اسیوجہ سے مسلم نے اسکو بطور ظن کے روایت کیا ہے اور کہا ہے نہیں معلوم ہوتی مجھکو مگر مرفوع اور اگر
اسکو بھی تسلیم کریں تو معنی اسکے یہ ہیں کہ جسکے کثیر میں نشہ ہو اوس شے کا حکم خمر کا ہے لیکن اور تیسری
قسم عصیر عنب کا جبکہ وہ پکایا جاوے اسقدر کہ دو تہائی جلجاوے اور ایک تہائی باقی رہے اگرچہ تیز ہو جاوے
امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے اور وجہ اسکی علامہ عینی نے شرح کنز میں بیان
کی ہے یہ مَرْوِیٌّ عَنْ اَبِی مُوسٰی رض اَنَّهٗ کَانَ یَشْرَبُ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ
الثُّلُثُ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَلَهٗ مِثْلُهٗ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ رَاٰی عُمَرُ
وَاَبُوْ عُبَیْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَی الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُوْ جُحَیْفَةَ
عَلَی النِّصْفِ وَقَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ سَاَلْتُ اَحْمَدَ عَنْ شُرْبِ الطِّلَاءِ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ
وَبَقِیَ ثُلُثُهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ قُلْتُ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ یُسْکِرُ فَقَالَ لَا یُسْکِرُ
لَوْ کَانَ یُسْکِرُ لَمَا اَحَلَّهٗ عُمَرُ رض یعنی اس لیے کہ روایت کی گئی ہے ابو موسی رض سے کہ وہ پیا کرتے تھے
وہ طلا کہ دو ثلث اوسکے جلجاتے تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
اور مثل اسکے نسائی نے ابو درداء رض سے روایت کی ہے اور کہا ہے امام بخاری نے کہ جائز کہا عمر اور ابو عبیدہ
اور معاذ رضی اللہ عنہم نے طلا پینے کو جبکہ تہائی باقی رہے اور پیا براء اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نے نصف پر
پیا ہے اور کہا ابو داود نے کہ سوال کیا میں نے امام احمد سے طلا پینے کا جبکہ دو تہائی اوسکے جلجاتے ہیں
اور ایک تہائی باقی رہے تب کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہیں ہے میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ
نشہ پیدا کرتا ہے فرمایا اگر نشہ پیدا کرتا ہوتا تو عمر رض اوسکو حلال نکرتے اور چوتھی قسم خلیط ہے جو کہ مشتمل

یعنی خمر کا حکم [illegible]

کھجور کو اکٹھا بھگونا جس میں ہو اوسکو پانی میں مالکن اِمام صاحب اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک حلال ہے اور وجہ اسکی علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق میں یہ لکھی ہے لِمَا رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيْبٍ فَنَطْرَحُهُمَا فِيْهِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَنَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عَشِيَّةً وَنَنْبِذُهُ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ سَقَانِي ابْنُ عُمَرَ شَرْبَةً مَا كِدْتُ اَهْتَدِيْ اِلٰى اَهْلِيْ فَغَدَوْتُ اِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ مَا زِدْنَاكَ عَلٰى عَجْوَةٍ وَزَبِيْبٍ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ لِاَنَّ الْمَرْوِيَّ عَنْهُ حُرْمَةُ نَقِيْعِ الزَّبِيْبِ النِّيِّ مِنْهُ وَمَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ عَنِ الْخَلِيْطِ فِيْمَا رَوَيْنَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى حَالَةِ الْقَحْطِ وَالْعَوَزِ لِئَلَّا يَجْمَعَ بَيْنَ النِّعْمَتَيْنِ وَجَارُهُ يَحْتَاجُ بَلْ يُؤْثِرُ بِاَحَدِهِمَا جَارَهُ وَالْاِبَاحَةُ كَانَتْ فِيْ حَالَةِ السَّعَةِ وَالْحَمْلُ مَنْقُوْلٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ رح یعنی بسبب اسکے جو روایت ہے عائشہ رض سے کہ کہا اونھوں نے کہ نبیذ کیا کرتے تھے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشکیزہ میں پس لیتے تھے ہم ایک مٹھی کھجور کی اور ایک منقی کی پس ڈال دیتے ہم وہ دونو کو اوسمین پھر اوسپر پانی ڈال دیتے پس صبح کو نبیذ بناتے تو آپ شام کو پیتے اور شام کو بناتے تو صبح کو نوش فرماتے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کی گئی ہے ابن زیاد سے کہا اونھوں نے پلایا مجھ کو ابن عمر نے ایسا شربت کہ گھر تک جانا دشوار ہو گیا پس دوسرے دن صبح کو میں انکی خدمت میں آیا اور اس کیفیت سے خبر دی فرمایا سوائے عجوہ کھجور اور خشک انگور کے نہیں دیا اور یہ حمل کیا گیا ہے پختہ پر اس لیے کہ روایت عبد اللہ بن عمر سے حرمت خام پانی منقی کی ہے اور جو کہ حدیث میں ممانعت خلیط کی آئی ہے محمول اوپر حالت قحط اور احتیاج کے ہے تاکہ جمع کریں دونعمتوں کو اور پڑوسی حاجتمند ہو بلکہ ایک اپنے ہمسائے کو دے ڈالے اور مباح ہونا خلیط کا وقت وسعت کے ہے اور یہ حمل کرنا منقول ہے ابراہیم نخعی سے انتہی یہ چاروں قسمیں جو کہ ابن ہیثم نے ذکر کیں ثابت ہیں امام صاحب اور ابو یوسف کے نزدیک حلال ہیں

شربت تمر و زبیب خلیط

حرمت زبیب خام

شراب خلیط

اسی وجہ سے اسمیں حد نہیں آتی چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے وَإِنْ كَانَ مُبَاحًا عِنْدَهُمَا
فَلَا يُحَدُّ شَارِبُهُ وَإِنْ سَكِرَ بِهِ یعنی پس اگر ہووے مباح نزدیک شیخین کے پس حد
مارا جائیگا پینے والا اوسکا اگرچہ نشہ آجائے گو نشہ حرام ہی پس مثال اسکی مثل زعفران
وغیرہ کے ہوگی کہ اگر زیادہ کھائی جاوے تو نشہ آجاتا ہی مگر کسی کے نزدیک حد نہیں آتی غرض کہ
حلال شی میں حد نہیں بالاتفاق گو اوسکی حلت اور حرمت میں کلام ہو اگر انگور کا پانی پیے گا
تو امام محمد وغیرہ کے نزدیک حد اس لیے آجاوے گی کہ اونکے نزدیک حرام ہی اور امام صاحب کے نزدیک اخیر
پیالہ جسمیں نشہ آجائے حرام ہی بسبب سکر کے مگر حد نہیں آتی اسلیے کہ حد نہ بوجہ حلال شی کے
شبہہ ہوگیا اور رد المحتار میں ہی قَالَ الْإِتْقَانِيُّ وَقَدْ أَطْنَبَ الْكَرْخِيُّ فِي رِوَايَةِ الْآثَارِ
عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بِالْأَسَانِيدِ الصِّحَاحِ فِي تَحْلِيلِ النَّبِيذِ الشَّدِيدِ وَ
الْحَاصِلُ أَنَّ الْأَكَابِرَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلِ
بَدْرٍ كَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ
كَانُوا يُحِلُّونَهُ وَكَذَا الشَّعْبِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَرُوِيَ أَنَّ الْإِمَامَ قَالَ لِبَعْضِ
تَلَامِذَتِهِ إِنَّ مِنْ إِحْدَى شَرَائِطِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنْ لَا يُحَرِّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ
وَفِي الْمِعْرَاجِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَوْ أُعْطِيتُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا لَا أُفْتِي بِحُرْمَتِهَا
لِأَنَّ فِيهِ تَفْسِيقَ بَعْضِ الصَّحَابَةِ وَلَوْ أُعْطِيتُ الدُّنْيَا لِشُرْبِهَا لَا أَشْرَبُهَا لِأَنَّهُ لَا ضَرُورَةَ
فِيهِ وَهٰذَا غَايَةُ تَقْوَاهُ اهـ یعنی کہا اتقانی نے کہ تحقیق طول دیا ہی علامہ کرخی نے روایت
آثار صحابہ اور تابعین میں ساتھ صحیح سندوں کے بیان میں حلال کرنے نبیذ تیز کے اور حاصل یہ ہے
کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدر مثل عمر اور علی اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو مسعود
رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے نبیذ کو اور ایسے ہی شعبی اور ابراہیم نخعی حلال کہتے تھے اور روایت
کی گئی ہی کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردوں سے کہ تحقیق شرائط اہل سنت اور جماعت سے
ایک یہ بھی ہی کہ حرام نہ جانے نبیذ سبو چوبین کی اور سراج الوہاج میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے فرمایا

اگر تمام دنیا بھی مجھکو دیجائے تو بھی حرمت نبیذ کا فتوا ندون کیون کہ اس مین بعض صحابہ کو نعوذ باللہ فسق کیطرف منسوب کرنا ہی اور اگر مجھکو اسکے پینے کیواسطے دنیا دین تو نہین پیون کا اس لیئے کہ اسکے پینے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی اور یہ کمال تقوی امام صاحب کا ہی انتہی اور درالمختار مین لکھا ہی کہ ابو حفص کبیر ان اشربہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہین پس کہا گیا اون سے کہ تمنے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی اجکل پیتے ہین واسطے فسق وغیرہ اور لہو و لعب کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر اسکے پینے سے نشے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونون حرام ہو جائینگے اور اوسکے واسطے بیٹھنا اور چلنا دونون حرام ہین انتہے غرض کہ یہ چار چیزین اگر کوئی شخص اسقدر پیے کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور جو نشہ آجائے تو حرام ہی اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہی مگر حد امام صاحب کے نزدیک لازم نہین آتی کیون کہ حد تو ادنے شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی اسی واسطے سے سکر کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد مین ایسی بیان کی کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے کیونکہ اور اقسام مین تفاوت ہوا کرتا ہی البتہ ہذیان کے معنی مین شبہہ ہوتا ہی کہ قول عمر رض اَلْخَمرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ کے منافی ہون کیونکہ شراب کی حرمت مین یہ قول وارد ہوا ہی اور امام صاحب نے بھی تحت حرمت شراب مین سکر کی تعریف یہ بیان کی ہی تو جواب اسکا یہ ہی جو فتح القدیر مین لکھا ہی لِاَنَّ الْمُتَعَارَفَ اِذَا كَانَ بِهٖ هٰذِي سُمِّيَ سَكْرَانًا وَتَأَيَّدَ بِقَوْلِ عَلِيٍّ رض اِذَا سَكِرَ هَذَى اس لیے کہ جب آدمی ہذیان بکنے لگتا ہی تو عرف مین سکران کہتے ہین اور قوت پائی ہی اس قول نے ساتھ قول علی رض کے جسوقت نشے مین آئے گا بیہودہ بکے گا انتہے یعنی جسوقت صحابہ نے مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کسقدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی راے مین جو آیا بیان کیا اور علی رض نے فرمایا جب نشے والا ہو گا بیہودہ بکے گا اور ہذیان بکنا افترا اور تہمت کرنے لگا اور مفتری کے واسطے کتاب اللہ مین اسی درے آئے ہین پس اس راے کو صحابہ نے اچھا جانا اور سبھون نے اتفاق کیا اور ظاہر ہو کہ جب مخامرت عقل ہو جاتی ہی تو ہذیان اوسکے واسطے

لازم ہی اصل ہذیان کی مخامرت ہی علامت مخامرت کی ہذیان ہی ورنہ مخامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور
حد صاحبین کے نزدیک کیونکر آ سکتی ہی نشہ باز کے قول کا تو حد مین اعتبار نہین کیونکہ اوسکے
فہم مین فتور آگیا اور اوسکے کلام کا اعتبار نہین رہا پس کیون کر اوسپر حد قائم ہو سکتی ہی جب تک کوئی
علامت نہ پائی جاوے اور یہ شخص مخامرت کسطرح جان سکتا ہی جب تک کہ کوئی علامت نہ
دیکھے ہان جب اعتقاد کرے گا کہ اگر یہ پیالہ پیون گا تو ہذیان پیدا ہو جائے گا البتہ اس سے باز رہیگا
اور آگے ترقی نہ کرے گا کہ اوس مین امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہی غرض آدمی کو اگر عقل ہی تو یہ
سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اوسکی کوئی نہ کوئی وجہ ہی اوس سے مخالفت لازم نہین آتی اور
جو محض لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیون نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے تو ایسے
شخص سے کچھ بحث نہین وہ تو بحث ہی سے خارج ہی اور وہ جو حدیث مین ممانعت آئی ہی سو وہ بروقت
مسکر ہونے کے ہی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہی
سائل نے عرض کیا ہان اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہی تو اس حدیث سے نہین
نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آئے وہ بھی حرام ہی گو اوسمین صلاحیت نشے کی ہو مگر جب تک نشہ نہ آئیگا
حرمت اوسکی ثابت نہین پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہین اور دوسرون کے نزدیک
بالقوہ معتبر ہی اسیواسطے امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکا نشہ ہو اوسی پیالے کا اعتبار ہوگا اور
مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوسقدر کھانا کہ جس سے بدہضمی نہو حلال ہی اور جس
لقمے سے بدہضمی آوے حرام ہی پہلے لقمے حرام نہین ایسی کپڑے مین نجاست لگے مثل خون کے
اگر تھوڑا ہو مفسد صلوۃ نہین اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفسد نماز ہوگا اور اخیر نجس کریگا
پہلا جز حرام نہوگا ایسے ہی جو شخص نفقہ اپنے اہل وعیال کو دیتا ہی حلال ہی پس اگر اسراف کریگا
تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلا حرام نہین اسیطرح کشتی مین بوجھ رکھا ہی اور اخیر کے بوجھ ایک
من رکھنے سے مثلا کشتی غرق ہو گئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجائے گا پہلے بوجھ
رکھنے والون سے کچھ سروکار نہین ایسی ہی اخیر کا پیالہ جو مسکر ہی حرام ہوگا پہلے پیالے حرام نہین

ہون گے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص خمر مین ہی چنانچہ تقریر علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یون کہیے کہ کثیر مین جو قلیل ہی جس سے نشہ آیا ہی وہ حرام ہی اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی پس مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اوس کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہی اور یہ معنی نہین کہ بغیر کثیر کے بھی قلیل حرام ہی جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جواب بطور تشنیع کے لاتے ہین اوسکا جواب ابو النصر بغدادی نے شرح قدوری مین لکھدیا ہی مارمیت بهذا القول اصحاب ابی حنیفة وانما السلف الصالح اردت بذلك ولو تمکنت التصریح بذلك لان اصحاب ابی حنیفة لم یبتدعوا فی ذلك قولا بل قالوا ما قاله ائمة اصحاب رسول الله علیهم السلام ووجوه التابعین وکیف یظن بعلی رض وبعمر وابن مسعود وابن عباس وعمار بن یاسر وعلقمة والاسود وابراهیم رضی الله عنهم انهم شربوا الخمر وغلطوا فی اسمها یعنی نہین طعن کیا تونے اس قول سے اصحاب امام صاحب پر بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہ تھے لیکن تصریح اونکے نام کی نہ کرسکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہین نکالا بلکہ وہ بات کہی جسکو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہی اور کیونکر گمان ہوسکتا ہی حضرت علی اور عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عمار بن یاسر اور علقمہ اور اسود اور ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھون نے شراب پی اور نام مین غلطی کی انتہے حاصل تقریر کا یہ ہی کہ اس مین کسی طرح سے مخالفت نہین ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سوء ادبی لازم آوے گی ہان البتہ فتوا اسمین بنظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہی اور صحیح یہی ہی کہ انکے پینے سے بھی حد لازم آتی ہی اور قلیل اور کثیر اونکا حرام ہی واللہ اعلم **قال** مسئلہ سیزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم رح اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ مین اور علامہ محمد نے زرقانی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہی کہ اعتکاف مین بیٹھنے والا داخل ہو بیچ جگہ اعتکاف کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے آخر **اقول** یہ منشا ظاہر تقریر

اور تاویل اوس مین نہ تھی اونکو آپ نے غیر ظاہر بتلایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر ہو گئے خدا جانے ظاہر آپکی اصطلاح مین کیا شی ہی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ظاہر آپنے اوسکو قرار دیا ہی جسکو الفاظ اور قرینہ مقتضی ہو وَلَا مُنَاقَشَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہین کہ معتکف مین جو جاے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اعتکاف بھی اوسیوقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض آپکی رائے ناقص ہی کوئی قرینہ اسپر دال نہین کیا جب آدمی اعتکاف کی نیت کرے اوسیوقت گوشے مین بھی اوسپر بیٹھنا ضرور ہی کیا شب کو اعتکاف کی نیت سے مسجد مین رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہی فقط معتکف مین داخل ہونے سے ابتداے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتہام ہی کہین ذکر اسکا صراحۃً یا ضمناً نہین جس کے الفاظ مقتضی ہوون یا کوئی قرینہ اوسپر دال ہو اوسکو مثل نص جاننا اور دوسرون پر طعن کرنا غایت درجے کی سفاہت ہی ؎ اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا + لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشہ نشینی منظور ہوتی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ مین تشریف لیجاتے تھے شب کو اوس مین داخل نہین ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہی کہ جب معتکف مین جانے کو بعد صبح کے ذکر کیا تو نیت پہلے تھی اور اعتکاف بیشتر کر چکے تھے معتکف مین اب داخل ہوے شاید آپکو اعتکاف کی لفظ نے دھوکا ہوگیا یہان اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہین اصطلاحی اعتکاف مراد نہین اور معتکف کا لفظ واسطے ان معنون کے قرینہ ظاہر ہی علاوہ اسکے جب تمام احادیث مین دس دن کا اعتکاف مذکور ہی تو اوس مین شب بالتبع ضرور آجاے گی چنانچہ محاورات عرب اور کلام مجید اسپر شاہد عادل ہی کہ جب ایام بولتے ہین تو راتین بھی مراد ہوتی ہین اور جب لیالی بولتے ہین تو دن اوس مین ضرور ارادہ کرتے ہین چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین اَلَا تَرٰى اِلٰى قِصَّةِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيْثُ قَالَ اَنْ لَا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَقَالَ اَنْ لَا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا وَالْقِصَّةُ كَانَتْ وَاحِدَةً

یعنی کیا نہین دیکھتا تو طرف قصہ زکریا علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے
تین دن مگر اشارون سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین شب برابر اور قصہ ایک
ہی تھا اسلیے یُقَالُ مَا رَأَیْتُکَ مُنْذُ اَیَّامٍ یعنی کہا جاتا ہی نہین دیکھا مین نے تجکو کئی
دن سے اور یَسُرُّ الْمَرْءَ مِنْ ذَھَبِ اللَّیَالِیْ یعنی خوش ہوتا ہی آدمی راتون کے گذرنے
سے انتہے پس جہان دنون کو ذکر کیا ہی وہان راتین بھی مراد ہین اور جس جگہ راتین ذکر کی ہین
وہان دن بھی مقصود ہین پھر کون سی وجہ ہی کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب دس دن
ذکر کیے اوس کی راتین بھی کاہ مراد ہون گی پھر اول شب نہ لینا محض دھینگا دھینگی ہی حدیث
سے ہرگز ثابت نہین اور اوس معنون کی طرف تو سواے دو تین شخصون کے جمہور امت گئے ہین

قال مسلہ چہار دہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی وَلَا یَتَنَفَّلُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ قَبْلَ الْفَرْضِ لِمَا فِیْہِ مِنْ تَاخِیْرِ الْمَغْرِبِ
یعنی اور نہ نفل پڑھے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اسمین مغرب کی نماز کو دیر
ہو جاتی ہی **اقول** باوجودیکہ حدیث مین لفظ لِمَنْ شَاءَ آیا ہی جسکے معنی ہین کہ جسکا جی چاہے
پڑھے کسی قسم کی تاکید نہین پائی جاتی بلکہ مثل اور نفل کے ہی پھر امام نووی کا یہ قول وَلَمْ یَسْتَحِبَّھُمَا
اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَمَالِکٌ وَاَکْثَرُ الْفُقَھَاءِ
وَقَالَ النَّخَعِیُّ ھِیَ بِدْعَۃٌ وَحُجَّۃُ ھٰؤُلَاءِ اَنَّ اسْتِحْبَابَھَا یُؤَدِّیْ اِلٰی تَاخِیْرِ
الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِھَا یعنی اور نہین مستحب جانا ان دونون رکعتون کو ابو بکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور دوسرے صحابہ نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور ابراہیم نخعی نے کہا ہی کہ یہ بدعت
اور حجت ان سب کی یہ ہی کہ استحباب اوسکا پونہچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت
اوسکے سے انتہے پھر ابو داؤد کی طاوس سے یہ روایت ہی کہ کہا اونھون نے سوال کیے ابن عمر
دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

مین کر پڑھتا ہوا انکو پھر یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر دو اذان مین نماز ہی اگر چاہے پھر

نخرجہ پھر تجھیز کا یہ کہنا کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا تاکہ آدمی وقت ممنوع کو یعنی جس مین نماز پڑھنی

منع ہی پہچان لین بعد اوسکے جلد مغرب پڑھنیکا حکم کر دیتے گئے انتہے بعبارۃ العینی شرح الہدایہ ملخصاً

پس یہ امر امام صاحب کے قول کی غایت درجے کی تایید کرتا ہی اس لیے ہم آپ کہتے ہین کہ مرتبات

پر صحیحین کے مت اڑ جایا کرو جب تک صحابہ اور ایمہ کے اقوال پر مطلع نہو جاؤ اسی وجہ سے امام

زیلعی تبیین الحقایق مین اسی مقام کی تحقیق مین لکھتے ہین وَاِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلٰی تَرْکِ الْعَمَلِ

بِالْحَدِیْثِ الْمَرْفُوْعِ لَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِہٖ لِاَنَّہٗ دَلِیْلُ ضُعْفِہٖ عَلٰی مَا عُرِفَ

فِیْ مَوَاضِعِہٖ فَمَا ظَنُّکَ بِفِعْلِ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ یعنی اور جس وقت اتفاق کر لین آدمی اوپر

ترک کر دینے عمل کے ساتھ حدیث مرفوع کے نہین جائز ہی عمل اوس حدیث پر اس لیے کہ یہ امر دلیل

ہی اوپر ضعیف ہونے حدیث کے جیسا کہ اوسکے موقع مین معلوم ہوا پس کیا گمان تیرا ہی ساتھ فعل

بعض صحابہ رضہ کے انتہے یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین

اور حدیث ابن حبان کا جواب فتح القدیر کی عبارت مین آتا ہی وہ یہ ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوس

حدیث کے جو ابو داؤد مین طاؤس سے مروی ہی کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے

قبل مغرب کے فرمایا نہین دیکھا مین نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہ ان دو

رکعتون کو پڑھتا ہوا اور رخصت تھی دو رکعتون کی بعد عصر کے سکوت کیا اس سے ابو داؤد نے اور

بعد اون کے منذری نے مختصر اپنی مین اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہونا ہی اور اس حدیث کا

معارض بخاری مین ہونا بعد شریک ہونے دونون حدیثون کے صحت مین اسکا مستلزم نہین کہ

بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت مین ترجیح خارج سے تلاش کرینگے اور یہ قول اوس

شخص کا ہی کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہی جو صحیحین مین ہی بعد اوسکے جو بخاری مین

ہی بعد اوسکے جو مسلم مین ہی اوسکے بعد جو حدیث ان دونون کی شرط پر ہو دوسرے محدثین سے اور پھر بعد

وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو یہ کہنا اوسکا قابل اعتبار نہین محض تحکم ہی اسی تعصب کی تقلید

کرنی جائز نہین اس لیے کہ اصح ہونے کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ راوی ان دونون کے موافق
شروط دونون کے ہین پس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابون سے کسی حدیث کے رواۃ ان
شرطون کو شامل ہین پھر حکم کرنا کہ ان کتابون کی حدیث اوس حدیث سے اصح ہی کیا عین بے انصافی
نہوگی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا یا فقط ایک کا کہ فلانے شخص مین یہ شرطین پائی جاتی ہین اوس
قبیل سے نہین کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہی کہ واقع مین خلاف اس کے ہو
حالانکہ مسلم اپنی کتاب مین بہت ایسے راوی لائے ہین جو عیب جرح سے سلامت نہین ایسے ہی
بخاری مین ایک جماعت ہی کہ اون مین طعن کیا گیا ہی پس مدار کار راویون کا علما کے اجتہاد اور رائے
پر ہی ایسی شروط مین سمجھنا چاہیے حتی کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسرے نے اوسکو لغو
سمجھا او دوسرے کی روایت اوسکے نزدیک واسطے معارضے اوس حدیث کے جو اوس شرط کو شامل ہی
کفایت کریگی ایسی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اوس کی توثیق بیان کی
قیاس کرنا چاہیے ہان قلب غیر مجتہد کا اور اوس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہین کیا اوس
چیز سے جس پر اکثر کا اجماع ہو تسکین پاجاتا ہی لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے مین اور عدم اعتبار
مین اور جو شخص کہ حال راوی سے خود آگاہ ہو رجوع اپنی عقل کی طرف کرتا ہی اور جب کہ ہمارے نزدیک
حدیث ابن عمر رض کی صحیح ہوئی تو یہ حدیث معارض ہوگی اوس حدیث کی جو صحیح بخاری مین ہی پھر
حدیث ابن عمر کی راجح ہو جائے گی اسوجہ سے کہ عمل اکابر صحابہ کا مثل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
موافق [illegible] ہی حتی کہ ابراہیم نخعی نے ممانعت کی ہی ان دو رکعتون سے اوس حدیث مین جسکو روایت
کیا ہی ابو حنیفہ نے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے کہ تحقیق منع کیا اونھون نے
ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نہین پڑھتے تھے بلکہ
اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیساکہ بعضون نے کہا ہی تو بھی البتہ ترجیح دیجاتی اوس صحیح پر اسی بیان
اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے ظنی ہوتی ہی لیکن واقع مین جائز ہی کہ صحیح
حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن مین جائز ہی کہ صحت کو بوجہ کثرت طرق کے

یہ پہونچ جاے اور ضعیف حدیث اسی وجہ سے حجت ہو جاے اس لیے کہ تعدد اوسکا قرینہ ثبوت نفس
الامری کا ہی کیس کیون نہین جائز ہی کہ صحیح الاسناد بوجہ اوس مرتبے کے جو دلالت اوسکے ضعف نفس الامری پر
کرتا ہو ضعیف ہو جاے اور حسن حدیث بوجہ دوسرے قرینے کے مرتبۂ صحت تک پہونچ جاے چنانچہ
ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اونکا مقتضی اس حدیث کو اور ایسی ہی
اکثر سلف کا اور امام مالک کا جو ستارۂ حدیث ہین واقع مین اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہی اور
وہ الفاظ جو ابن حبان نے صحیحین سے علاوہ بیان کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین قبل
مغرب کے پڑھین یہ معارض اوس مرسل حدیث ابراہیم نخعی کے نہین ہو سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان دو رکعتون کو نہین پڑھا اس لیے کہ یہ دو رکعتین جو آپنے پڑھین جائز ہی کہ قضا
اوس نماز کی ہون جو آپ سے فوت ہو گئی ہون اور یہ امر ثابت ہی روایت کی طبرانی نے مسند شامی مین
جابر سے کہ کہا اونھون نے سوال کیا ہمنے ازواج مطہرات سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا
تمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دو رکعتین قبل مغرب پڑھتے ہوے کہا اونھون نے نہین مگر ام سلمہ
نے کہا ان دو رکعتون کو ایکبار میرے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس سوال کیا مین نے کہ یہ نماز
کیسی ہی فرمایا قبل عصر کے دو رکعتین پڑھنی بھول گیا تھا اب دونون کو پڑھ لیا پس ام سلمہ کا آپسے
سوال کرنا اور صحابہ کا آپکے ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ لفظ سألنا جابر کا فرمانا اور لفظ
سألت نہین کہنا اسپر دلالت کرتا ہی کہ فقط جابر نے نہین دریافت کیا بلکہ اور صحابہ بھی اسمین شریک تھے
اس امر کا فائدہ دیتا ہی کہ یہ دونون رکعتین معہودہ نہ تھین اسیطرح صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیونکہ
خود ابن عمر نے حدیث اول نہین بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور ظاہر یہی ہی کہ یہ سوال
اونکا اسطرف اشارہ کرتا ہی کہ روایت ان رکعتون کی ظاہر ہو گئی تھی گویا اس قرن مین معہودہ نہ تھین پس پا
جواب اسکا آپکے ازواج نے جو کہ آپکے اعمال سے اسقدر واقف تھین کہ دوسرا اتنا نہین جانتا تھا یہ
دیا کہ آپنے نہین پڑھین اور ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ مین سے کسی نے نہین پڑھین لتے حاصل اس تقریر کا
یہ ہی کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جانچ پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان بزرگون نے

قبول کیا ہی اور عمل اوسپر کرلیا ہی علماے محدثین کی تقلید کرکے اوسپر اعتراض اور انکار بیجا ہے پس بعض ظاہریہ
نے جو اس تقریر منصفانہ کو متعصبانہ قرار دیا ہی شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لاتے ہین
کہ اونھون نے اس قول کو بدعت لکھا ہی محض بیجا ہی یا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطلب خود نہین سمجھے
یا شاہ صاحب کی عبارت مین قیاس مع الفارق کیا اور یہ کہنا اونکا کہ دوسرے نے ایسی جرأت نہین
کی تھی جمہور کے خلاف ہی مضحکہ صبیان ابجد خوان ہی یا شاء اللہ ایسا محقق ایک امر مدلل بیان کرے
کہ جسکا آجتک کسی سے جواب نہو وہ تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرات ظاہریہ جنکے اصول خلاف
جمہور ہین موافق بنجائین خود تعصب کے پتلے ہین دوسرون پر لعن کرتے ہین ہم دریافت کرتے ہین
کہ یہ کون سی بدعت ہی کوئی امر حدیث کے خلاف ہوا یا قرآن کے ہان یون کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
تعلیقاً ہی ظاہریہ نے اسمین ایسا غلو کیا کہ اسکو کالوحی من السماء تصور کرلیا اور اس بحث مین اگرچہ
شفاء العی ہین جسکو بعض حضرات ساکنین بھوپال نے تصنیف کیا اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی
لکھنوی نے اوسکی رد مین ابراز الغی لکھکے اوسکو مردود کردیا بہت کچھ زور مارا ہی لیکن بجز نقل عبارات مخالف
امام ابن ہمام کے اور کچھ اون سے نہوسکا یہ تو معلوم ہی اگرچہ بعض علما اس مقام مین ابن ہمام کے مخالف
ہین مگر اونکی تقریر مجتہدانہ اور دلیل محققانہ کا جواب شافی کسی نے نہین دیا حضرات ظاہریہ غیر مقلدین کا
دستور ہی کہ اگر جمہور صحابہ ایک طرف ہون اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہین کہ اوس مین فکر
کرین اور سوچین اور اقوال سلف دیکھین اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیرایے مین دریدہ صحابہ
کو سب کچھ کہدیتے ہین چنانچہ منشی نمونہ از خروارے اسی سوال مذکور کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ باوجودیکہ
جمہور صحابہ اور خلفاے راشدین ایک طرف ہین مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہین اگرچہ اصل
ایمان سے جو تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار ساقط بھی ہوجاتا ہی مگر یہ لوگ ان
کتابون کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے حنفیہ کے مذہب کی حقیت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین
کو اصح الکتب جانتے ہین پھر بھی وہ کچھ تحقیقات کی ہی کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
دے اور سچے دل سے مان لے ہمکو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی پڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیون طعن

کرتے ہین اپنے گریبان مین ذرا مونہہ ڈال کر دیکھین کہ اس صورت مین ایمان اونکا کہان جاوے گا
یہ امام پر طعن نہین اونکا بر صحابہ پر ہوگا نعوذ باللہ من ہذا المذہب **قال** مسئلہ پانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ در مختار اور فتاوی عالمگیری اور ذخیرۃ العقبی وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
وَلَوْ تَکَلَّمَ بَیْنَ السُّنَّۃِ وَالْفَرْضِ لَا یُسْقِطُھَا وَلٰکِنْ یَنْقُصُ ثَوَابُھَا وَقِیْلَ تَسْقُطُ یعنے
اور اگر کلام کرے درمیان سنت اور فرض کے نہین توڑتی سنتون کو اور لیکن کم ہوجاتا ہے ثواب اونکا
اور کہا بعضون نے ٹوٹ جاتی ہین الخ **اقول** یہ قول حدیث کے مخالف نہین اس لیے کہ جو کلام
فضول ہو اور ضروری نہو اگر واقع ہوا تو ثواب کم ہوتا ہے چنانچہ دارمی کی حدیث مین ہے فَإِنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ
کَلَّمَنِیْ بِھَا یعنی پس اگر کوئی حاجت ہوتی آپکو تو مجھ سے فرما دیتے انتہی یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ ضروری
بات کہنی مضایقہ نہین اسکا انکار کہین فقہ مین موجود نہین بلکہ جہان کلام کرنا مکروہ آیا ہے تو اوس سے
مراد وہی کلام ہے جو ضروری نہو جیسے لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ کلام غیر ضروری اکثر کیا کرتے ہین اس سے
کلام دینی اور ضروری مستثنی ہے ع کم گوی و بجز مصلحت خویش مگو * چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگو
قال مسئلہ شانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو ردالمحتار شرح
در المختار مین لکھا ہے وَحَاصِلُہٗ اَنَّ اضْطِجَاعَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
اِنَّمَا کَانَ فِیْ بَیْتِہٖ لِلْاِسْتِرَاحَۃِ لَا لِلتَّشْرِیْعِ یعنی حاصل اسکا یہ ہے کہ تحقیق لیٹنا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سواے اسکے نہین تھا کہ گھر اپنے کے واسطے آرام کے نہ
واسطے شرع بنانے کے الخ **اقول** یہان بھی مخالفت حدیث کی نہین مخالفت تو
جب ہوتی کہ کسی حدیث مین یہ تصریح ہوتی کہ یہ ارشاد تشریعی ہے بلکہ بسا اوقات آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے واسطے شفقت امت کے حکم فرمایا ہے لباس اور طعام وغیرہ کے
احادیث اس پر شاہد ہین اون سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان احکام کو بھی شرع مین
دخل ہے بلکہ امور دنیاوی کی تعلیم ہے چنانچہ امام مالک بھی اسی کے قائل ہین اور شرح سفر السعادۃ
مین لکھا ہے کہ امام مالک مانتے ہین کہ اگر واسطے استراحت اور رفع [illegible] کے لیٹنا نماز مین [illegible]

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آنکھ لگتی ہو تو لیٹ جانا بہتر ہی اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت

کا ہی اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہی وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا

نہ عبادت کے انتہے پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالف کیونکر

ثابت ہو سکتی ہی بلکہ اس صورت مین حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہو جائے گی

کہا قاضی عیاض نے ذَھَبَ مالکٌ وجمھورُ العلماءِ وجماعۃٌ من الصحابۃِ الیٰ

انّہٗ بدعۃٌ وروایۃُ الاضطجاعِ بعدَ رکعتی الفجرِ مرجوحۃٌ فیقدّم روایۃُ الاضطجاعِ

قبلھما ولم یقل احدٌ فی الاضطجاعِ قبلھا انّہٗ سُنّۃٌ فکذا بعدھما وقد ذکر مسلمٌ

عن عائشۃَ فان کنتُ مستیقظۃً حدّثنی والّا اضطجع وھذا یدلّ علیٰ انّہٗ لیس

بسنّۃٍ فانّہٗ تارۃً کان یضطجع قبلُ وتارۃً بعدُ وتارۃً لا یضطجع یعنی گئے امام مالک

اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہی اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتون

فجر کے مرجوح ہی پس مقدم ہو گی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل

فجر کے سنت ہی پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض

سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھ سے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ

وہ سنت نہین اور کبھی آپ لیٹتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹتے انتہے غرض کہ اسکو

فرض کہنا اور بغیر اسکے نماز مین فساد کا قائل ہونا جیسا کہ بعض ظاہریہ نے کیا ہی ہرگز کسی حدیث

سے ثابت نہین ہوتا ہی البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست

ہی جو پہلے ہمنے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی **قال** مسئلہ ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور

در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی ومن انتھیٰ الی الامام

فی صلوٰۃ الفجر وھو لم یصلّ رکعتی الفجر ان خشی ان تفوتہٗ رکعۃٌ و

یُدرک الاُخریٰ یصلّی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثمّ یدخل کیفی

مسئلہ ششم

فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص مسجد مین آوے اور دیکھے کہ فرضون کی جماعت ہو رہی ہے لیکن اوس شخص نے دو رکعت سنت نہین پڑھی تھی تو اس صورت مین اگر وہ ڈرتا ہے کہ میری سنتین پڑھنے سے ایک رکعت جماعت کی جاتی رہے گی اور ایک رکعت مل جاوے گی تو چاہیے کہ دو رکعت سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑھ لے پھر جماعت مین داخل ہو جاوے الخ **اقول**

جاننا چاہیے کہ فجر کی سنتون مین سب سنتون سے زیادہ تاکید آئی ہے بخاری اور مسلم مین ہے لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاھُدًا مِنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ یعنی نہین تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حفاظت کرنیوالے سنتون فجر سے اور کسی سنت پر انتہی اور مسلم مین ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین سنت فجر کی بہتر ہین دنیا و ما فیہا سے انتہی اور ابوداؤد مین ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ترک کرو دو رکعتون فجر کو اگرچہ نکالدے تمکو لشکر دشمن کا انتہی طبرانی مین عائشہؓ سے روایت ہے کہا مَا رَاَیْتُہٗ تَرَکَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فِیْ سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ وَلَا صِحَّۃٍ وَلَا سُقْمٍ یعنی نہین دیکھا مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ ترک کیا ہو دو رکعتون کو قبل نماز فجر کے سفر مین نہ حضر مین نہ صحت مین نہ مرض مین انتہی اور مسند ابو یعلی موصلی مین ابن عمرؓ سے روایت ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُکُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَاِنَّ فِیْھِمَا الرَّغَائِبَ یعنی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کے فرماتے تھے نہ چھوڑو فجر کی دو رکعتون کو اس لیے کہ انمین مرغوب چیزین ہین انتہی ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حتی المقدور اسکو نہ چھوڑے اسیلیے واسطے کمال اہتمام ان دو رکعتون کے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دو روایتین ہین ایک مین واجب اور دوسری مین سنت علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا ہے ذَکَرَ الْمَرْغِیْنَانِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

[Margin notes: عینی شرح ہدایہ ۔ بخاری و مسلم ۔ مسلم ۔ ابوداؤد ۔ طبرانی ۔ مسند ابو یعلی]

اَنَّهَا وَاجِبَةٌ یعنی روایت کی مرغینانی نے ابو حنیفہ سے یہ کہ وہ واجب ہی اور جامع محبوبی مین
لکھا ہی رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ صَلّٰی سُنَّةَ الْفَجْرِ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ
لَا یَجُوْزُ یعنی روایت کی حسن نے امام صاحب سے کہ فرمایا اونھون نے اگر سنتین فجر کی بلا عذر بیٹھکر
پڑھے گا تو نہین جائز ہی اور شرح موطا مین ملا علی قاری لکھتے ہین فَقَدْ رَوَی الطَّحَاوِیُّ
عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی
الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوةِ وَرَوَی اَیْضًا عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ نَحْوَهٗ یعنی پس تحقیق روایت کی امام طحاوی نے ابو درداء سے کہ وہ مسجد مین داخل ہوتے
تھے اور آدمی صف باندھے ہوے نماز فجر مین کھڑے ہوتے تھے پس دو رکعتین کو شہ مسجد مین
پڑھ لیتے تھے پھر آدمیون کے ساتھ نماز مین شامل ہو جاتے اور ابن مسعود رضہ سے بھی ایسی ہی امام
طحاوی نے روایت کی ہی انتہے پس اس سے معلوم ہوا کہ کسقدر تاکید ان دو رکعتون سنت فجر کی بابت
احادیث مین وارد ہی اور مزید برآن عمل صحابہ کا بھی موجود ہی پھر امام صاحب یہ بھی فرماتے ہین کہ
ایک جگہ اگر پڑھے گا تو نماز جائز نہو گی کیونکہ حدیث مین ممانعت ہی کہ جب اقامت ہو تو فرض کے
سوا اور نماز پڑھنے نہ چاہیے اگر مسجد سے علیحدہ دروازے وغیرہ پر پڑھ لے گا تو دونون فضیلتین حاصل
ہو جائینگی اور دو سنتین بھی ہو جائین گی اور نماز جماعت بھی فوت نہو گی بلکہ پوری نماز ملجائیگی
کیونکہ مسلم مین آیا ہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
اَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز کی پائی پس تحقیق اوس نے پوری نماز
پائی انتہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی آدمی کو ملجاوے گی تو بیشک کل نماز
اوسکو ملگئی اور تبدیل مکان سے احکام بدل جاتے ہین چنانچہ ابن عباس رضہ سے مروی ہی اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْاِقَامَةِ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ یعنی نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے وقت تکبیر کے گھر مین میمونہ رضہ کے انتہے پس اگر ایک مکان ہوتا تو عین وقت

جامع محبوبی

شرح موطا امام محمد

باب صلو ابن الرکعتین من الفجر اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ

عینی شرح بخاری

مسلم

تفسیر بخاری

تکبیر کے نماز کیوں پڑھتے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ حکم اور ہو جاتا ہے پھر اگر کوئی شخص دروازہ مسجد
جو کہ مسجد اور جماعت سے علیحدہ ہے دو رکعتیں پڑھے تو مخالفت کیا کی بلکہ مطابقت تو سب احادیث ہوئیں
یہیں اسی سے ہوتی ہے اور جماعت تو فقط کھانے کے خاطر بھی آدمی چھوڑ دیتا ہے
چنانچہ بخاری اور مسلم میں آیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ
اَحَدِکُمْ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَکَانَ ابْنُ
عُمَرَ یُوْضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَیُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَلَا یَاْتِیْھَا حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَاِنَّہٗ
لَیَسْمَعُ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت رکھا جائے کھانا
کسی کا تم سے اور تکبیر نماز کی ہو پس شروع کرو تم کھانا اور نہ جلدی کرے یہاں تک کہ فارغ ہو جائے
اور تھے ابن عمر کہ رکھا جاتا تھا واسطے اونکے کھانا اور تکبیر کہی جاتی تھی نماز کی پس نہیں آتے تھے
نماز کو یہاں تک کہ فارغ اوس سے ہو جاتے اور تحقیق سنتے تھے وہ قراءت امام کی اتنے پھر
سنتیں باوجود اتنی تاکید کے اور عمل صحابہ کے اور نہ ترک ہونے جماعت کے اگر نہ خاص کیجائینگی
تو اور کون سی صورت اس سے عمدہ ہوگی علاوہ اس کے خود حدیث میں گو ضعیف ہے سنتوں فجر
کا استثنا بھی موجود ہے ان احادیث اور عمل صحابہ سے اوسکی تقویت بھی ہوگئی اگر بالفرض
اتنی تاکید جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید واجب ہوں چنانچہ امام کی ایک روایت میں وجوب
ہے نہ ہوتی تو بھی عمل صحابہ اس تخصیص کے واسطے کافی تھا علی ہذا القیاس اگر عمل صحابہ بالفرض نہ ہوتا
تو بھی یہ تاکید کافی تھی پس جبکہ اتنے دلائل اور براہین احادیث او آثار سے مجتمع ہوں اور
استثنا کو اون سے تقویت بھی ہو جاوے پھر بھی آدمی انکار کرے تو گویا حدیث مرفوع کا
انکار کیا اور ہم کلام ابن ہمام سے جواب چودھویں میں مدلل کر چکے ہیں کہ ضعیف حدیث بوجہ قرائن
خارجہ کے قوی اور صحیح ہو جاتی ہے پس مخالفت ہرگز نہ ہوگی بلکہ عین موافق حدیث ہوگا **قال**
مسئلہ ہژدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور
کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وہ خصیات

الرَّجُلِ اَنْ يَّكُوْنَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مُسْلِمًا قَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً نِكَاحًا صَحِيْحًا وَ دَخَلَ بِهَا وَهُمَا عَلٰى صِفَةِ الْاِحْصَانِ یعنی اور محصن ہونا سنگسار ہونیکا یہ کہ ہو زانی آزاد عاقل بالغ مسلمان اور یہ کہ صحیح نکاح کرچکا ہو اور زانی اور زانیہ اوپر صفت محصن ہونیکے ہون الخ **اقول**

اسکے دو جواب ہین ایک یہ ہی کہ حکم رجم کا توریت سے موافق یہودیون کے دیاگیا تھا کیونکہ جب تک آیت رجم نازل نہین ہوئی تھی چنانچہ شرح موطا امام محمد مین ملا علی قاری لکھتے ہین وَالْجَوَابُ عَنْ رَجْمِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِلْيَهُوْدِيَّيْنِ اَنَّهٗ كَانَ بِحُكْمِ التَّوْرَاةِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ حُكْمُ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا نَزَلَ نُسِخَ ذٰلِكَ وَالْحُكْمُ بِالْمَنْسُوْخِ بَاطِلٌ یعنی جواب رجم یہودیین کا یہ ہی کہ یہ رجم حکم توریت سے پہلے نازل ہونے حکم قرآنی کے تھا پس جبکہ حکم نازل ہوا یہ حکم منسوخ کردیا گیا اور حکم منسوخ کا باطل ہی انتہے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وقت رجم کے احصان مین اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافق شرع کے تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ فرمایا اوسوقت سے اسلام شرط احصان ہوگیا

چنانچہ فتح القدیر مین ہی کہ اس حدیث کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اسطور سے بیان کیا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن محمد نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ نے اونھون نے روایت کی نافع سے اونھون نے ابن عمر سے اونھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جو شخص مشرک ہی وہ محصن نہین روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنی سنن مین اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہی جسکو بقیہ بن الولید نے عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہی اونھون نے علی بن ابی طلحہ سے اونھون نے کعب بن مالک سے کہ تحقیق اونھون نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مت نکاح کر اوس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تجھکو محصن نہین کردے گی اور یہ حدیث منقطع ہی اور تو جانتا ہی کہ انقطاع بعد عدالت راویون کے نزدیک ہمارے ارسال مین داخل ہو جاتا ہی بعض حدیث کی یہ حدیث شاہد ہی پس حجت ہوگی اور ظاہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

شرائط احصان

شرح موطا امام محمد

ترجمہ

فتح القدیر

کہ کیا بلائے ہو تم توریت مین شان رجم مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ رجم شرع مین تھا ایسہی بھی
ظاہر ہی کہ اسلام شرط نہ تھا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رجم نکرتے کیونکہ شریعت یہودیون کی
منسوخ ہوگئی تھی بلکہ جو خدا حکم نازل کرتا وہی حکم فرماتے اور سوال اون سے اسوجہ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ اونکو الزام دین کہ جو احکام تمپر نازل ہوے ہین اونکو ترک کرتے
ہو پس حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم مین موافق اونکے شرع کے تھا صادر ہوا پس ثبت رجم
رجم اس شرع مین ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہوگئی اور تاریخ
معلوم نہین ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قول پہلے ہی یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجح اس کا
چاہیے اور قول مقدم ہوتا ہی فعل پر انتہے ملتقطا یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی
اور رجم فعل ہی پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہی اس لیے کہ فعل مین تو
احتمال خصوصیت وغیرہ ہوتا ہی **قال** مسئلہ نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی وَلَوْ کَانَتِ الْعَصْرُ اَوِ الْمَغْرِبُ اَوِ الْفَجْرُ خَرَجَ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ
فِیْهَا لِکَرَاهِیَةِ النَّفْلِ بَعْدَهَا یعنی اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر نکلے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع
ہو موذن تکبیر مین واسطے مکروہ ہونے نفلون کے پیچھے ان کے یعنی ان نمازون کے **اقول** حدیث
ابن عمر کی دارقطنی مین مرفوع بھی آئی ہی چنانچہ مرقات شرح مشکوۃ مین ہی وَفِیْهِ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ اَخْرَجَهُ
الدَّارَقُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّیْتَ فِیْ اَهْلِكَ
ثُمَّ اَدْرَکْتَ فَصَلِّهَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِهٖ سَهْلُ بْنُ
صَالِحٍ الْاَنْطَاکِیُّ وَکَانَ ثِقَةً وَاِذَا کَانَ کَذٰلِكَ فَلَا یَضُرُّهٗ وَقْفُ مَنْ وَقَفَهٗ لِاَنَّ
زِیَادَةَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ یعنی اس مین حدیث صریح آئی ہی روایت کیا ہی اسکو دارقطنی نے
ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت نماز پڑھے تو اپنے مکان مین پھر پاوے
تو اوس کو سو پڑھ لے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ عبد الحق نے اس حدیث کو فقط سہل بن صالح انطاکی نے

مرفوع روایت کیا ہی اور وہ ثقہ تھے اور جب کہ ایسا ہوا لیس نہین ضرر کرتا موقوف بیان کرنا اوس شخص کا
کہ جسنے اسکو موقوف روایت کیا ہی اس لیے کہ زیادتی ثقہ کا مقبول ہی انتہی بحر نفل کی ممانعت
بعد فجر اور عصر کے صحاح ستہ سے ثابت ہی بخاری او رمسلم مین آیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ
الشَّمْسُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز صبح کے یہانتک کہ بلند
ہوجاے آفتاب اور نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہان تک کہ غروب ہوجاوے آفتاب انتہی آپ
فرمایئے کہ ان حدیثون کو ترجیح دیجائیگی یا اوس حدیث کو جس مین لفظ صبح موجود ہی حالانکہ اور
حدیثین مطلق آیا ہی سوا اون سے کچھ بحث نہین فقط اس صبح کی لفظ سے معترض صاحب کو شبہہ
پڑگیا اس لیے اوس کے جواب مین اوس سے زیادہ قوی حدیثین لائی گئین پس لازم ہی کہ اس صورت
مین احادیث صحاح ستہ کو اور دار قطنی کی حدیث کو جو کہ مرفوع آئی ہی اور صریح صبح کی نماز مین نفل سے
ممانعت کرتی ہی ترجیح دیجائیگی **قال** مسئلہ بستم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اوسکے شاگرد ابو یوسف محمد
کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی فَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِسَجْدَۃٍ بَطَلَ فَرْضُہٗ عِنْدَنَا یعنی اگر اوسنے پانچوین
رکعت کا سجدہ کرلیا تو باطل ہوے فرض اوسکے ہمارے نزدیک الخ **اقول** اگر لفظ مخالفت بطور تکیہ
کلام کے حسب عادت صادر ہوا ہی تو خیر ورنہ مخالفت اگر اسی کا نام ہی کہ جسمین منافات نہو تو البتہ ایسی
مخالفتین ہر جگہ موجود ہین اگر یہی محتمل ہی تو بندہ قرآن کی آیتون مین بھی دعوا مخالفت کا کرتے ہوے
کون مانع ہی ابھی تو آپکے قول سے امام صاحب اور صحابہ رض کی مخالفت حدیث سے معلوم ہوتی ہی آخر دیکہئے
درست آیا اس مخالفت کا صلہ بھی کچھ ملیگا سو وہ بجز ترقی مخالفت اور کیا ہوسکتا ہی اس سوء
ادبی کا نتیجہ یہی ہوا کہ دنیا اور دین مین رسوائی اپنے سر سے بیٹھے کچھ خوف خدا نہ آیا بھلا اتنا تو سوچا ہوتا
کہ جو صورت امام صاحب نے بطلان فرض کی بیان کی ہی وہی صورت بعینہ حدیث مین جواز فرض کے
ہی یا دوسری صورت بھی ہی امام صاحب کے نزدیک اگر قعدہ اخیر نہین کیا تو پانچین رکعت کے سجدہ

کرنے سے نماز باطل ہوگی کیونکہ قعدہ اخیر فرض ہے اور ترک فرض سے نماز باطل ہو جاتی ہے پس قعدہ اخیر
میں نہ بیٹھنا اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک شرط تھا اوسکو آپ چھوڑ گئے تاکہ ظاہر المخالفت
ہو جاوے اِنْ سَهَا عَنِ الْقَعْدَةِ الْاَخِيْرَةِ جو اس جملے کی شرط ہے اوسکو بھی آپ ذکر کرتے تب وہ حدیث بیان سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قعدہ اخیرہ ہوتا البتہ اوسوقت مخالفت ہو جاتی سو ایسی حدیث جس میں یہ
ذکر ہو کہ قعدہ اخیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بیٹھے اگر تا قیامت تلاش کیجیے تو بھی نہ ملی گی
لیس اس حدیث کو ایسی صورت پر حمل کرنا جسمیں ترک فرض لازم آئے کون سی حجت سے ثابت ہو سکتا ہے
بلکہ اس حدیث کا محمل صحیح ٹھیرانا مناسب ہے مگر آپ کا مطلب جو مخالفت امام صاحب ہے البتہ حاصل نہوگا گو
معنی حدیث کے اس سے عمدہ ہو جائیں گے پھر آپکو تو اسکی کچھ پروا نہیں فقط امام صاحب کی مخالفت کے
واسطے آپنے بہت حدیثوں کے عمدہ معنی چھوڑ کر مرجوح معنوں کی طرف میلان کیا ہے یہ وہ بات ہے کہ گو
حدیث اور قرآن چھوٹے مگر ایں کارشتہ مخالفت نہ ٹوٹے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد اور دوسری صورت جس میں نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ پوری ہو جاتی ہے
وہ یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ میں اوسکی عبارت منقولہ کے بعد لکھی ہے وَلَوْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ
يُسَلِّمْ عَادَ اِلَى الْقَعْدَةِ مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلْخَامِسَةِ وَسَلَّمَ وَاِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ
تَمَّ فَرْضُهٗ یعنی اور اگر بیٹھا چوتھی رکعت میں پھر کھڑا ہوا اور سلام نہیں پھیرا لوٹے طرف قعدے کے
بشرطیکہ نہیں سجدہ کیا ہے پانچویں رکعت کا اور سلام پھیر دے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا فرض
اوسکا پورا ہو گیا انتہے پس اس صورت میں اور پہلی صورت میں جسکو آپنے نقل کیا ہے فقط قعدہ اخیر کا
فرق ہے یعنی اسمیں بیٹھ چکا ہے اور پہلی صورت میں بیٹھا نہ تھا اس لیے نماز باطل ہو گئی تھی پس اس صورت
بہتر کو چھوڑ کر فقط مخالفت کے واسطے دوسری صورت کمتر کو اختیار کرنا اور حدیث کے معنوں کو واسطے
مغالطہ دینے عوام کے اپنی طرف سے متعین کر دینا آپھی کا کام ہے ؎ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو
اسیوجہ سے لمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے اِنَّ لَفْظَ الْحَدِيْثِ يَصْدُقُ مَعَ تَرْكِ الْقَاعِدَةِ
وَمَعَ فِعْلِهَا وَالثَّانِيْ اَصَحُّ وَاَقْرَبُ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ الْقَعْدَةَ

لمعات باب السہو ۱۲

الاخیرۃ بکونہا رکنا فحوات الصلوۃ علی تقدیر ترکہ بعدہ فہذا الحدیث مخصوص بصورۃ فعل القعدۃ الاخیرۃ یعنی تحقیق الفاظ اس حدیث کے صادق آتے ہین ساتھ ترک کرنے قعدے کے اور ساتھ کرنے اوسی قعدے کے اور دوسری صورت راجح زیادہ اور قریب تر ہی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدۂ اخیرہ کو بوجہ رکن ہونے کے ترک نہین کرتے تھے پس جائز ہونا بر تقدیر ترک قعدۂ اخیرہ کے بعید ہی پس یہ حدیث خاص ہی ساتھ واقع ہونے قعدہ اخیرہ کے انتہے اور ارکان اربعہ مین لکھا ہی ولا حجۃ فیہ للامام الشافعی لانہ حکایۃ حال ولا عموم لہ فیجوز ان کان قعد فی الرابعۃ یعنی یہ حدیث امام شافعیؒ کے لیے حجت نہین ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کی ہی اور عام نہین پس جائز ہی کہ بیٹھ گئے ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت مین انتہی پس باوجود دونون صورتون کے اور ترجیح صورت ثانی کے پھر بھی پہلی صورت مرجوح لینی تا کسیطرح مخالفت ثابت ہو جاوے غایت درجے کی بے انصافی ہی انصاف کہان سے آوے کہ آنکھون پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہی خداوند تعالے توفیق حق بینی کی عطا فرماوے اور راہ راست پہ لاوے **قال** مسئلہ بست و یکم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی ولا یشعر عند ابی حنیفۃ یعنی نہ زخم کیا جاوے اونٹ کو نزدیک ابی حنیفہ کے اس لیے کہ اونکے نزدیک اشعار مثلہ ہی یعنی تکلیف دینا ہی الخ **اقول** اشعار کی دو قسمین ہین ایک اشعار مسنون جسمین فقط کھال کاٹ دیجاتی ہی اور گوشت محفوظ رہتا ہی اس کو امام صاحب نے ہرگز مثلہ نہین فرمایا ورنہ امام صاحب کے نزدیک ختنہ اور پچھنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا البتہ جو حد مسنون سے تجاوز کرنا دستور ہو جائے گا تو اوس کو کون مسنون بتلائے گا مثلاً ختنے مین بالفرض اگر کھال کے سوا ایک ذرا سا گوشت کاٹنے کا دستور ہو جائے گا تو ہرگز سنت ادا نہو گی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائے گا سنت تو وہی ہی کہ فقط کھال کاٹی جائے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آئے گا پس امام صاحب ایسے اشعار کو جسمین گوشت نہ کٹے فقط کھال کاٹ دیجاوے جائز اور مستحب کہتے ہین

ارکان اربعہ

چنانچہ درمختار مین لکھا ہی فاما من احسنه بان قطع الجلد فقط فلا باس به یعنی جو شخص اشعار عمدہ طور پر اسطرح کرے کہ فقط کھال کاٹ دے سو کچھ مضایقہ اسکا نہین ہی انتہی اور طحطاوی شرح درمختار مین ہی قوله فلا باس به اراد انه مستحب لما قدمنا یعنی قول شارح کا فلا باس به ارادہ کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار مستحب ہی اوس وجہ سے جو پہلے ہمنے بیان کی انتہی علی ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابون مین اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہی ہرگز مثلہ نہین لکھا البتہ امام صاحب کے زمانے مین جو اشعار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کاٹ ڈالتے تھے اور جانور بوجہ گوشت کٹنے کے قریب بہلاکت پہونچتا تھا یہ اشعار بیشک خلاف مسنون ہی اسی اشعار کو امام صاحب نے مثلہ کہا ہی ورنہ مثلہ کی ممانعت احادیث صحاح مثل بخاری ابوداؤد و مسند امام احمد و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی تو ان اشعار مسنون مثلہ نہین ورنہ ختنہ وغیرہ سب مثلہ ہو جائینگے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہین چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی لان مراد ابی حنیفة لیس مطلق المثلة وانما مراده المثلة التی لا یباح فعلها وابو حنیفة رضی الله عنه ما کره اصل الاشعار وکیف کره ذلک مع ما اشتهر فیه من الآثار وقال الطحاوی انما کره ابو حنیفة اشعار اهل زمانه لانه رآهم یستقصون فی ذلک علی وجه یخاف منه هلاک البدنة لسرایته خصوصا فی حر الحجاز یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مثلہ سے مطلق مثلہ نہین بلکہ مراد اونکی وہ مثلہ ہی جسکا کرنا جائز نہین اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہین جانا اور کیونکر مکروہ جانینگے باوجودیکہ آثار مشہورہ اسمین وارد ہین اور کہا امام طحاوی نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگون کا اشعار مکروہ جانا اس لیے کہ اونکو اسطرح سے زیادہ اشعار کرتے ہوئے دیکھا جس سے خوف ہلاک ہوجانے جانور کا تھا خصوصاً گرمی مین ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے اوسکے کے انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مثلہ غیر مباح امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہی اور امام طحاوی کے قول سے معلوم

عینی شرح ہدایہ

ہوتا ہی کہ امام صاحب کے زمانے مین لوگ اشعار مین زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام
صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہی امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہین پس اسمین
فقط نزاع لفظی ہی جو اشعار کو مسنون کہتے ہین اونکے نزدیک وہی اشعار ہی جسمین گوشت کاٹنے
تک نوبت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہین وہ باعتبار اپنے زمانے کے کہ خلاف مسنون حد اعتدال سے
تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہین کہتے پس مخالفت مطلقہ نہوئی اور اشعار
ایسا مسنون نہین کہ اوسکی تاکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فقط ایکبار کیا ہی اسی لیے
ابن عباسؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے اسکے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ بیہقی نے عینی
مین بعد عبارت مذکورہ کے لکھی ہی بہرحال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہین ہو سکتا ہان افراط
تفریط بدعت ہو جاتی ہی **قال** راقم کہتا ہی کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابون مین درج
ہین صحیح صحیح حدیثون کے اسقدر مخالف ہین کہ مین شمار نہین کر سکتا انتہے **اقول** کیون افترا
پر کمر باندھی ہی خدا کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہی جیسا کہ آپکی موافقت ہی تو اوسکا ثبوت
آج تک کسی متعصب سے نہین ہو سکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا سا مونھ لیکر
رہ گئے مخالفت جسکا نام ہی اوس سے تو بعنایت الہی چارون مسلک محفوظ ہین ورنہ ان
چارون مذہب کی حقیت پر اجماع نہوتا ہان جس حدیث سے استنباط کیا ہی اوسکو چھوڑ دیجیے
پھر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہی اسکو مخالفت نہین کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہی کہ جہان تک آپکے
ذہن رسا کی مخالفت ہی پھر تو اوس مین امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہی جو ایسی حمایات
سے پیش آتے ہین ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مگر وہ مخالفت فی الحقیقت اوسکے ذہن
کی مخالفت ہی حدیث اور قرآن مین مطلق مخالفت نہین حالانکہ ایسی موٹی عقل والے تو اوسکو
مخالف ہی سمجھینگے جیسے ان لوگون نے مخالفتین شمار کی ہین فقط بیچارے عوام کے
واسطے دام تزویر ہی اور جو لوگ عاقل ہین وہ تو کاہے کو مخالفت جانینگے بلکہ اگر کہین بادی العقل
مین ظاہر مخالفت بھی پائینگے تو اوسکو مخالفت نہ کہینگے بلکہ کسی عالم سے اوس شبہہ کو

رفع کرینگے ایسے شبہات اکثر ہو جاتے ہین کیا قرآن اور حدیث مین نہین بہت آیتین اور حدیثین ایسے عقل والون کے نزدیک مخالف ہو جائینگی کوئی محدثین مین سے ایسے نہین جنکا قول کسی نکسی حدیث کے مخالف واقع نہوا ہو داؤد ظاہری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ تلامذہ ابن تیمیہ کے بہت اقوال قرآن اور حدیث کے مخالف ہین اگر زیادہ چون وچرا آپ کرینگے اور ہم متوجہ طعن ائمہ کے ہونگے تو ہم ان حضرات کی قلعی کھول دینگے افسوس باوجودیکہ محققین حنفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماخذ حدیث و قرآن سے بدلائل واضحہ ایسا مفصل بیان کردیا ہے کہ جسکو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لیگا اور ہرگز الزام لغویت کا نہ دیگا لیکن آپکی عقل پر تو پردہ تعصب کا پڑا ہوا ہے اقوال امام صاحب کی حقیت کیونکر معلوم ہوگی

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ✦ عیب نماید ہنرش در نظر ✦

قال مسئلہ بست و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اوس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا کہ حلال نہین الخ

اقول کہا علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق مین کہ ہماری دلیل قول اللہ تعالے کا ہے حلال کی گئین واسطے تمہارے پاک چیزین اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہو گیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہے پس حلال ہوگا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا نان خورش سرکہ ہے روایت کیا اسکو مسلم اور یہ مطلق ہے پس شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون کو اور مراد نہی سے جو کہ حدیث مین وارد ہے یہ ہے کہ شراب کا استعمال سرکے کا سا ہو باین طور کہ اوس سے نفع مثل سرکے کے لیا جائے مثل نان خورش بنانے وغیرہ کے پس اگر کہے تو کہ روایت کی ابو داؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابوطلحہ نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یتیم شراب کے وارث ہو گئے ہین فرمایا بہا دو اوسکو عرض کیا گیا سرکہ اوسکا نہ بنالین فرمایا نہین مین کہتا ہون روایتین اسمین مختلف آئی ہین ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا آپنے سرکہ بنالو اوسکا پس حجت نہین ہو سکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا اونھون نے پس

منع کیا جائیگا اور مکرر یہ ممانعت ابتداے اسلام مین تھی جسوقت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بابت خمر کے مبالغہ
فرماتے تھے واسطے زجر اونکے سے کے اور واسطے چھوڑا دینے عادت مالوفہ کے کیا نہین جانتا ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مٹکے توڑ دینے کا اگرچہ اب جائز نہین اسیطرح سرکہ بنانے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور شرح
مسلم مین لکھا ہے کہ یہ مذہب اوزاعی اور لیث کا ہے اور امام مالک سے بھی ایک روایت مین آیا ہے **قال**
مسئلہ بست وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین بعد دونون
سجدون کے جلسہ استراحت کا کرنا یعنی بیٹھکر اوٹھنا درست نہین الخ **اقول** کہا امام نووی نے کہا
اکثرون نے کہ یہ جلسہ مستحب نہین حکایت کی اس عدم استحباب کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن
عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور نخعی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن ہمام فتح القدیر
مین لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھا کرتے نماز مین اپنے
قدمون کی اونگلیون پر اور یہ کہنا ترمذی کا کہ عمل اس حدیث پر نزدیک اہل علم کے ہے اصل اس حدیث کی قوت کو
مقتضی ہے اگرچہ خاص اس طریق ترمذی مین ضعف واقع ہو گیا ہے اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت
کی ہے کہ وہ اوٹھا کرتے تھے نماز مین اپنے صدر قدمون پر اور نہین بیٹھتے تھے اور مثل اسکے علی سے اور ابن عمر اور ابن زبیر سے بھی
روایت کی ہے اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے تھے عمر اور علی اور اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے نماز مین اونگلیون ہی پر قدمونکی اور نعمان ابن ابی عیاش
سے روایت ہے کہ پایا مین نے اکثر صحابہ کو کہ جب اوٹھاتے سر کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور
تیسری رکعت مین کھڑے ہوتے اور نہین بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الرزاق نے ابن مسعود اور
ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہے اور بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ اونھون
نے ابن مسعود کو ایسا ہی دیکھا ہے پس اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرنیوالے تھے اور مالک بن حویرث سے کہ جن سے
بخاری نے روایت کی ہے زیادہ لازم پکڑنے والے صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اوسکے
جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہے ثابت ہو گیا پس تقدیم اوسکی واجب ہوگی اور اسی وجہ سے اسپر

عمل نزدیک اہل علم کے ہوگیا جیسا کہ معلوم کیا تو نے قول ترمذی سے اور توفیق درمیان ان احادیث
کے بہتر ہی پس حمل کیا جائے گا اوس حدیث کا جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی اوپر حالت کبرسنی
کے اور اسی لیے روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود میں مجھسے سبقت
مت کر جایا کرو اس لیے کہ جسقدر میں تم سے وقت رکوع کے سبقت کر جاؤنگا اوسی قدر تم پاؤگے
جب میں رکوع سے سر اوٹھاؤنگا تحقیق میں بھاری بدن والا ہوگیا ہوں روایت کیا اسکو ابوداود
نے انتہے **قال** مسئلہ بست و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ جنازے کی نماز میں پانچ
تکبیریں کہنی جائز نہیں اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو مقتدی متابعت اوسکی نہ کرے اور یہ مذہب امام
اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہی عبد الرحمن
بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا تھے زید بن ارقم تکبیریں کہتے ہمارے جنازوں پر چار اور تحقیق
اونہوں نے تکبیریں کہیں ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا میں نے اونسے کہ ہمیشہ چار تکبیریں
کہتے تھے اور آج پانچ کیوں کہیں پس کہا اونہوں نے کہ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں
کہتے انتہے **اقول** امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
مَنْسُوخٌ دَلَّ الْإِجْمَاعُ عَلَى نَسْخِهِ وَقَدْ سَبَقَ أَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ وَغَيْرَهُ نَقَلُوا
الْإِجْمَاعَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُكَبِّرُ الْيَوْمَ إِلَّا أَرْبَعًا وَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُمْ أَجْمَعُوا بَعْدَ
زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَالْأَصَحُّ أَنَّ الْإِجْمَاعَ بَعْدَ الْخِلَافِ يَصِحُّ یعنی یہ حدیث نزدیک علما کے منسوخ
ہی دلالت کرتا ہی اجماع اوپر نسخ اسکی کے اور تحقیق پہلے گذر چکا کہ ابن عبد البر وغیرہ نے نقل کیا ہی اجماع
کو اس امر پر کہ آج کے دن نہ کہی جائیں تکبیریں مگر چار اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اونہوں نے بعد زید بن ارقم
کے اجماع کر لیا ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اجماع بعد خلاف کے درست ہی انتہے اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ
میں لکھا ہی کہ صحت کو پہونچا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آخر نماز جو نجاشی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے پڑھی ہی چار تکبیریں اوسمیں کہی ہیں اور وقت وفات تک اسی پر ثابت رہے اور ابن بطال
نے ہمام بن حارث سے روایت کی ہی کہ عمر نے جمع کیا آدمیوں کو چار پر مگر اہل بدر کہ اون پر تکبیریں پانچ

اور چھ اور سات کہی جاتی تھین اور کہا ابن حزم نے محلی مین کہ عمرؓ نے چار تکبیرین کہین اور علیؓ نے
چار تکبیرین کہین اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیرین کہین اور عبد اللہ بن ابی اوفی نے
اپنے بیٹے پر چار تکبیرین کہین اور زید بن ارقم نے چار تکبیرین کہین اور ایسیہی براء بن عازب اور
ابن عمر اور ابوہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور صحیح ہوا ہی کہ تحقیق ابوبکر صدیقؓ
نے نماز پڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیرین کہین پس اگر زیادہ کیجاتین واسطے کسی کے
بسبب اوسکی شرافت کے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ اولے تھے اور نماز پڑھی عمرؓ نے
ابوبکرؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی صہیبؓ نے عمرؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی
امام حسنؓ نے علیؓ پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی عثمانؓ نے خبابؓ پر پس چار تکبیرین
کہین انتہے اور فتح القدیر مین ہی کہ روایت کی امام محمدؒ نے بواسطہ امام صاحب کے حمادؒ سے کہ
کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پانچ اور چھ اور چار تکبیرین کہا کرتے تھے یہانتک کے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اسیطرح ابوبکر صدیقؓ کی خلافت مین کیا پھر
عمرؓ خلیفہ ہوے پس لوگون نے ایساہی کیا پس فرمایا اون سے عمرؓ نے کہ تم لوگ گروہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جب تم مختلف ہو جاؤگے تو تمہارے بعد آدمی بھی اختلاف
کرینگے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہین پس اجماع کرو تم ایسی شی پر کہ تمہارے بعد جو آوین
وہ بھی اوسپر اجماع کرلین پس اجماع کیا رائے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر کہ معلوم کرین
آخر جنازے کو کہ جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوسی کو اخذ
کرلین اور اوسکے ماسوا کو ترک کردین سو غور کیا اونہون نے پس پایا آخر جنازے کو کہ اوسپر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین کہی تھین اور اس حدیث مین انقطاع ہی درمیان
ابراہیمؒ اور عمرؓ کے اور انقطاع ہمکو کچھ مضر نہین علاوہ اسکے امام احمدؒ نے اس حدیث کو دوسری
سند سے موصول بھی روایت کیا ہی اسیطرح چار تکبیرین مستدرک حاکم مین اور سنن بیہقی مین
اور طبرانی اور مسند کار وغیرہ مین آئی ہین اور بعضون نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم

ہین آئی ہی ناسخ کہا ہی اس لیے کہ راوی اوسکے ابو ہریرہ ہین اور اسلام اونکا اخیر مین ہی اور حق نسخ ہو
کیونکہ اسناد کا ضعف ضرر نہین کرتا ہی جبکہ تائید اوسکی ہو جاوے تو وہ صحیح ہو جانے کی اور یہان
تائید ہو گئی ہی اور وہ کثرت سے روایتون کا وارد ہونا اور تمام جہان مین منتشر ہو جانا ہی خصوصا
کثرت روایت صحابہ سے پس تحقیق وہ دلالت کرتا ہی کہ آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چار کا
تقرر ہو گیا تھا علاوہ اس کے حدیث ابو حنیفہ کے صحیح ہی اگرچہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے
بعد ثقہ ہونے راویون کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والون مرسل کے جسوقت وہ
قوت پا جائے تو صحیح ہی اور یہ ایسی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویون کے حاصل
ہو گئی ہی اور اس سے غالب ظن حقیقت کا ہی انتہی ملتقطا گو اسمین عبارت امام نووی کی کافی تھی
مگر سندا عبارت حنفیہ کی بھی لکھدی ہی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حنفیہ کے یہان بھی خوب تحقیق
کی گئی ہی **قال** مسلہ ثبت و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز
مین سورہ فاتحہ اور سورت پڑھنی درست نہین الخ **اقول** ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا
يُقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ الْقُرْاٰنُ لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا
لَهُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ
فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ یعنی اور نہ پڑھا جاوے جنازے کی
نماز مین قرآن بسبب اوس حدیث کے جو ابو ہریرہ سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جسوقت نماز پڑھو تم جنازے پر پس خالص کرو واسطے
اوسکے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داود نے اور بسبب اوس حدیث کے جو نافع سے مروی ہی کہا
اونھون نے تحقیق عبد اللہ بن عمر قرآن نہین پڑھتے تھے جنازے کی نماز مین روایت کیا
اسکو امام مالک نے انتہی اور فتح القدیر مین ہی لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ اِلَّا اَنْ يَقْرَأَهَا بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ
یعنی نہ پڑھے سورہ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اوسکو نیت ثنا سے انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین

ارکان اربعہ
الصلوٰۃ علی الجنازۃ

فتح القدیر
الصلوٰۃ علی المیت

مسئلہ سی و پنجم

ہو وَاِنْ قَرَأَ الْفَاتِحَۃَ عَلٰی نِیَّۃِ الدُّعَاءِ جَازَ وَلَیْسَ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ عِنْدَنَا قَالَ اِبْنُ بَطَّالٍ وَمِمَّنْ کَانَ لَا یَقْرَأُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ وَیُنْکِرُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَمِنَ التَّابِعِیْنَ عَطَاءٌ وَطَاؤُسٌ وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَابْنُ سِیْرِیْنَ وَابْنُ جُبَیْرٍ وَالشَّعْبِیُّ وَالْحَکَمُ وَقَالَ مَالِکٌ قِرَاءَۃُ الْفَاتِحَۃِ لَیْسَتْ مَعْمُوْلًا بِھَا فِیْ بَلَدِنَا فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ یعنی اگر پڑھی الحمد بنیت دعا سے جائز ہی اور نہین ہی نماز جنازہ مین پڑھنا قرآن کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطال نے اور اون شخصون مین سے جو جنازے کی نماز مین نہین پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ ہین اور تابعین مین سے عطا اور طاؤس اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور ابن جبیر اور شعبی اور حکم ہین اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جنازے کی نماز مین ہمارے شہر مین (یعنی مدینہ شریف مین) عمل نہین ہی انتہے اور کہا امام طحاوی نے وَلَعَلَّ قِرَاءَۃَ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ کَانَ بِطَرِیْقِ الثَّنَاءِ وَالدُّعَاءِ لَا عَلٰی وَجْہِ الْقِرَاءَۃِ یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جنازہ مین بطریق ثنا اور دعا کے تھا نہ بطریق قراءت کے انتہے حاصل یہ ہی کہ حنفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہین منع کرتے ہین بلکہ بہ نیت دعا و ثنا کی درست رکھتے ہین اور جن روایات مین پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کا ثابت ہوا اوسکو اسی پر محمول کرتے ہین پس مخالفت حدیث کی ان پر نہین لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہی **قال** مسئلہ بست و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین یہ لکھا ہی کہ نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی درست نہین الخ **اقول** اگر اسی حدیث مسلم کو معترض صاحب غور فرماتے تو اوس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول خلاف نہین بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہی کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین فَبَلَغَھُنَّ اَنَّ النَّاسَ عَابُوْا ذٰلِکَ وَقَالُوْا مَا کَانَتِ الْجَنَائِزُ

عینی باب الصلوٰۃ علی المیت

شرح مسلم نووی باب الصلوٰۃ علی المیت

علامہ عینی

شرح مسلم

حنفیہ پر اعتراض

صحیح مسلم

يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدُ یعنی پس خبر پونہچی ازواج مطہرات کو کہ صحابہ نے عیب جانا اسکو اور کہا نہین تھے جنازے کہ داخل کیے جاتے ہون مسجد مین انتہے اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ دستور نہ تھا اور نقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہین کہہ سکتے کہ ہمیشہ یون ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مسنون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانون کی جو مدینے شریف مین وفات پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد مین ضرور داخل کیے جاتے اور عائیشہ رض یون فرماتین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین نماز پڑھتے تھے تمام عمر مین کل دو شخصون کی نظیر [illegible] پھر صحابہ کا انکار کرنا اور معیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے کہ مسجد سے باہر پڑھنے پر امر قرار پایا تھا فتح القدیر مین ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ رض کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا اَجْرَ لَهٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے جنازے کی مسجد مین پس واسطے اوسکے کوئی اجر نہین انتہے اور یہ حدیث مستند ہے حجت لائے اسکی صحت پر علامہ عینی اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ مین اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہے وَصَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلٍ وَاقِعَةُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهٗ فَيَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ بِضَرُوْرَةِ كَوْنِهٖ مُعْتَكِفًا وَلَوْ سُلِّمَ عَدَمُهَا فَاِنْكَارُ الصَّحَابَةِ عَلَيْهَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ اِسْتَقَرَّ الْحُكْمُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلَى التَّرْكِ وَلَوْ لَا ذٰلِكَ لَا اَنْكَرُوْهُ عَلَيْهَا وَصَلٰوةُ الصَّحَابَةِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعُذْرِ دَفْنِهِمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہے عام نہین پس جائز ہے کہ ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے اور اگر تسلیم کیا جائے عدم ضرورت کو سو انکار کرنا صحابہ کا عائیشہ رض پر دلیل اسکی ہے کہ بعد اسکے ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہوتا تو انکار صحابہ نہ کرتے اور نماز صحابہ کی ابوبکر اور عمر رض پر مسجد مین بسبب عذر کے دفن ہوئے اونکے کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے تھی انتہے

فتح القدیر باب الصلوۃ علی المیت

برہان شرح مواہب الرحمن باب الصلوۃ علی المیت

اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اسی مقام پر لکھتے ہین وَعَلٰی کُلِّ تَقْدِیْرٍ اَلصَّلٰوۃُ عَلَی الْجَنَازَۃِ
خَارِجَ الْمَسْجِدِ اَوْلٰی وَاَفْضَلُ بِلَا وُجُوْبٍ لِلْخُرُوْجِ عَنِ الْخِلَافِ لَاسِیَّمَا فِی
بَابِ الْعِبَادَاتِ یعنی اور پر ہر تقدیر کے نماز جنازے کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہی بغیر
وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصًا باب عبادات مین انتہی اور امام مالک رح
کا بھی یہی مذہب ہی کہ مسجد مین نماز جنازہ نچاہیے **قال** مسئلہ نسبت و مفتیم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی کہ ہمارے حد مولا غلام اپنے کو مگر ساتھ اذن امام کے الخ **اقول** شرح
کنز الدقائق مین عینی نے لکھا ہی وَلَنَا مَا رُوِیَ عَنِ الْعَبَادِلَۃِ الثَّلٰثَۃِ مَوْقُوْفًا
وَمَرْفُوْعًا اَرْبَعَۃٌ اِلَی الْوُلَاۃِ الْحُدُوْدُ وَالصَّدَقَاتُ وَالْجُمُعَاتُ وَالْفَیْءُ وَعَنْ
عَلِیٍّ مِثْلُہٗ وَالْمُرَادُ بِمَا رُوِیَ التَّسْبِیْبُ بِالْمُرَافَعَۃِ اِلَی الْحُکَّامِ لَا الْمُبَاشَرَۃُ بِغَیْرِ
اِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ یَکُوْنُ ذٰلِکَ اِذْنًا مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِلْمَوَالِیْ بِاَنْ یُقِیْمُوا الْحُدُوْدَ
عَلَیْہِمْ وَعِنْدَنَا تَجُوْزُ اِقَامَتُہٗ لِلْمَوْلٰی بِاِذْنِ الْاِمَامِ یعنی اور ہماری دلیل وہ ہی جو
عبادلہ ثلثہ یعنی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت موقوف اور
مرفوع آئی ہی کہ چار چیزین حکام کے اختیار مین ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت اور
علی سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور مراد اوس سے جو مروی ہی سبب کرنا مولا کا ہی واسطے مرافعہ کی
طرف حکام کے نہ خود بغیر اذن امام کے حد قایم کرنا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موالی کو اذن دیا ہی
کہ حدود غلامون پر قائم کرین اور نزدیک ہمارے جائز ہی حد قائم کرنا مولی کو اذن امام سے انتہی
خلاصہ یہ ہی کہ یا تو انکو باعتبار سبب کے فرمایا کہ حکام کو اطلاع کر دیا کرین اور کچھ شفقت بوجہ مملوک ہونے کے
حدود مین نکیا کرین یا خود انکو فرمایا کہ تم حد قائم کیا کرو مگر اسمین اذن اور غیر اذن کا کچھ ذکر نہین پس ان
حدیثون سے جو عبادلۃ ثلثہ سے مروی ہین معلوم ہوا کہ حد مولی قائم کرے مگر امام کے اذن سے
ہو اگر بعد اذن امام کے حد قائم کرینگے تو بھی یہ حدیث حد قائم کرنے کی اذن پر صادق آئیگی
پس تطبیق سب احادیث مین ہو جائیگی آخر اسمین تو سب کا اجماع ہی کہ اگر مولی اپنے ہاتھ سے

عینی شرح ہدایہ

عینی شرح کنز الدقائق

حد نہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
اسی طرح یہان سمجھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہوگا البتہ اگر حدیث مین تصریح
ہوتی کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری احدیث سے
اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہی اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہی جو مصنف ابن ابی شیبہ
مین حسن بصری سے اور دوسری عطاء خراسانی سے اور تیسری عبد اللہ بن جریر سے اسی مضمون
کی آئی ہی گو مرفوع نہو مگر ایسے ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہین کہہ سکتے پس اگر حدیثون مین
جو صحیحین مین وارد ہی مولی کی ہی جانب اقامت حد دیکھی جائے مگر اذن امام ان حدیثون
سے اوس مین کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انکار نہین کرتی گو معترض صاحب کو انکار
ہی پس اس صورت مین تو بلا تکلف درست ہی اور اگر معنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہین اس
قسم کے محاورات بہت آتے ہین قرآن شریف مین ہی یَا هَامَانُ ابْنِ لِی صَرْحًا یعنی اے
ہامان بنا تو واسطے میرے ایک محل انتہے اور ظاہر ہی کہ بنانے والے معمار اور مزدور ہونگے
اور مثلاً قَتَلَ الْاَمِیْرُ فُلَانًا وَنَادَی الْاَمِیْرُ فِی النَّاسِ یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان
شخص کو اور منادی کی بادشاہ نے آدمیون مین انتہے ظاہر ہی کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے
اوسکی طرف نسبت کردی ہی اسیطرح ندا کرنیوالا اور شخص ہوتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کیطرف
نسبت کردیجاتی ہی غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام و نشان بھی نہین ورنہ بے انصافی
سے گھر مین بیٹھے جہان چاہو مخالفت کہدو ہان منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہی

قال مسئلہ بست وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کہے شوہر اپنی عورت کو حمل
تیرا مجھ سے نہین ہی تو نہین ہی لعان یہ مذہب ہی امام اعظم اور اونکے شاگرد زفر کا سوا امام اعظم
اور اون کے شاگرد زفر نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین
روایت ہی سہل بن ساعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور حمل ہوا
اوسکو تو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وحی اوتاری گئی ہی بیچ قصے تیرے

(حاشیہ: [illegible])

کے اور عورت تیری ہی کے پس لعان کی دونون نے یعنی میان بیوی نے

اقول

امام صاحب فرماتے ہین کہ اگر فقط حمل کا انکار کرے گا تو بوجہ عدم تیقن حمل نہوگا ہان اگر
زنا کا دعوا کیا یا یون کہا کہ یہ حمل زنا کا ہی اسصورت مین لعان آجائے گا کیونکہ زنا کو ذکر کردیا
پس امام صاحب کے نزدیک حدیث مین لعان بوجہ قذف کے ہی انکار حمل سے مین اب اوس حدیث
کو ہم لکھتے ہین کہ جسمین معترض صاحب نے تحریف کی ہی اور الفاظ سابق چھوڑ گئے ہین ناظرین با
انصاف خود ملاحظہ کرلین گے کہ اس حدیث مین انکار حمل کا پتا بھی نہین اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ
جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ
مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ اَوْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ شَاْنِہٖ مَا ذُکِرَ فِی
الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَی اللّٰہُ فِیْکَ
وَفِی امْرَاَتِکَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی تحقیق ایک شخص انصاری خدمت مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا آپس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اوس شخص کی کہ اپنی عورت کے
ساتھ کسی شخص کو پاوے کیا اوسکو قتل کرے یا کیا کرے آپس نازل کی اللہ تعالی نے اوسکی شان مین وہ
آیت لعان کی جو قرآن مین مذکور ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہی اللہ تعالی نے
تیرے اور تیری زوجہ کے قصے مین کہا راوی نے پس لعان کیا دونون نے مسجد مین انتہی اس عبارت کے
بعد راوی کا یہ قول ہی وَکَانَتْ حَامِلًا وَکَانَ ابْنُہَا یُدْعٰی لِاُمِّہٖ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ
اور لڑکا اوسکا اپنی مان کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہے پس ظاہر ہی کہ اوس شخص قاذف کا ہرگز یہ
دعوا نتھا کہ یہ حمل مجھسے نہین ہی بلکہ الفاظ زنا سے اوسنے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے دعوے سے لازم
آجاتا ہی کہ حمل کا بھی منکر ہی مگر اوس شخص کے کلام مین کہین کسی حدیث سے انکار حمل نہین ہان الفاظ زنا
بالتصریح موجود ہین چنانچہ اسی حدیث بخاری مین وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ کے لفظ سے قذف زنا کا ثابت
ہوتا ہی پس واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے یون کہنا کہ لعان فقط انکار حمل سے حدیث
مین وارد ہوا ہی ہرگز ہرگز کسی حدیث سے ثابت نہین پس اس مسئلے کو مخالف حدیث کے کہنا

ایکا میں مغالطہ ہے فَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا
وَلَنْ تَفْعَلُوا **اقال** مسلہ بست و نہم عینی شرح ہدایہ میں اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے
کہ پگڑی پر مسح کرنا درست نہیں اور یہ مذہب ہے امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک کا سو امام اعظم رح
اور امام شافعی اور امام مالک رح نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلے حدیث مسلم
میں روایت ہے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر
مسح کیا اپنی پیشانی کے بالوں پر اور پگڑی پر اور موزوں پر الخ **اقول** شرح سفر السعادت
میں لکھا ہے کہ امام محمد رح نے اپنی موطا میں تحریر کیا ہے کہ امام مالک رح نے کہا کہ ہمکو جابر رض کی خبر پہونچی کہ اون
لوگوں سے عمامہ پر مسح کرنے کو دریافت کیا کہا اونھوں نے نہیں جائز ہے جب تک پیشانی و سر پر
مسح نکرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ ابو عبید
کی دختر یعنی زوجہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور مسح کرتے ہوئے سر کا خمار علحدہ کر کے اور خبر
پہونچی ہمکو کہ اول عمامہ کا مسح مقرر تھا اوسکے بعد ترک کر دیا گیا اور منسوخ ہو گیا اور یہی ابو حنیفہ اور تمام
فقہا ہمارے کا قول ہے اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ اونھوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو
دیکھا کہ عمامے کو علحدہ کیا پھر مسح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں وَلَوِ اقْتَصَرَ عَلَى
الْعِمَامَةِ وَلَمْ يَمْسَحْ شَيْئًا مِنَ الرَّأْسِ لَمْ يُجْزِهِ ذَلِكَ عِنْدَنَا بِلَا خِلَافٍ وَهُوَ
مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اور اگر فقط عمامے کا مسح کیا اور سر کو
مطلق نچھوا تو نہیں کافی ہوگا نزدیک ہمارے بلا خلاف اور یہی مذہب ہے امام مالک اور امام ابو حنیفہ
اور اکثر علما کا انتہی پس معلوم ہوا کہ جمہور اسیطرف گئے ہیں اور بعض نے ظاہر لفظ سے اخذ کیا ہے مگر
اور حدیثوں میں برابر سر کا مسح ثابت ہوتا ہے اور کیوں نہو کہ قرآن شریف میں صریح مسح سر کا
حکم موجود ہے اور حدیث مسلم میں بھی جو کہ معترض نے نقل کی ہے پیشانی اور پگڑی پر مسح ثابت ہے
چونکہ بقدر فرض جو مقدار پیشانی ہے مسح کرنا ضروری ہے فقط بیان کرنا پگڑی کے مسح کا ضرور تھا
کہ معلوم ہو جائے کہ کل سر کا مسح پہلے اکثر آپ کیا کرتے تھے اب اگر بقدر فرض سر کا مسح ہو جاوے

شرح سفر السعادت
شرح مسلم جلد اول

اور باقی کوئی گو اس پر ہوتو بھی جائز ہی اسیوجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط پگڑی کو بیان جواز کے لیے
کچھ حصر کیواسطے نہین بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت مین ضروری ہی یا یون کہین کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کرکے پگڑی کو سر مبارک پر جمایا ہوگا راوی نے دیکھکر یون جانا کہ مسح
کرتے ہین غرض کہ بوجہ مخالف ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور جمہور
محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو اسی معنون سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرفسے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا پس اسقدر عقل سے کام لینا
حنفیہ کے یہان نہایت ضروری ہی اگر عقل اسکے کام نہ آئے تو پھر کس کام آسنے گی اسی کو توسط بین الافراط
والتفریط کہتے ہین **قال** مسلئہ امام کنز الدقائق مین لکھا ہی کہ ایک وقت مین دو نمازون کا جمع
کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض مین جائز نہین الخ **اقول** اس مین طعن
مذہب حنفیہ پر کسی طرحسے درست نہین ہی اسوجہ سے کہ اونھون نے بے دلیل حکم ممانعت کا نہین دیا
بلکہ اون کے پاس اس کے دلائل موجود ہین اور جو دلائل شافعیہ کے ہین اونکے جوابات بھی کتب حنفیہ
مین مرقوم ہین ذرا آنکھین کھولکے دیکھیے اور اندھون کی طرح بدزبانی نہ کیجیے چنانچہ علامہ زیلعی رح
تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ ہماری حجت وہ نصوص ہین جو اوقات کی تعیین کرتے ہیں مثل قول
اللہ تعالے کے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اور سوا اسکے آیتین اور حدیثین ہین پس ترک کرنا
اسکا جائز نہین جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعی الثبوت نپائی جائے اور کہا عبد اللہ
ابن مسعود رض نے قسم ہی اوس ذات کی کہ کوئی معبود نہین اوسکے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین
پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے
عرفے مین اور درمیان مغرب و عشا کی مزدلفہ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے
اور ابن عمر رض سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے نہین جمع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درمیان
مغرب اور عشا کے سفر مین کبھی مگر ایک بار اور اسقدر تاخیر کرنے مین کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے
اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تفریط ہی اور تحقیق فرمایا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

جمع بین الصلوتین

حدیث جمع میں شک
ابن مسعود

وسلم نے کہ سونے مین تفریط نہین ہی بلکہ تفریط (یعنی قصور کرنا) جاگنے مین ہی باین طور کہ تاخیر کیجاوے
نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابو جعفر نے کہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال مین کہ آپ سفر مین تھے دلالت کرتا ہی کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
مسافر اور مقیم کا پس جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے احتراز تفریط کے جمع نہین
کیا اور مطلب اوس روایت کا جس مین جمع آئی ہی اگر صحیح ہوجائے تو یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ظہر کے آخر وقت مین نماز پڑھی اور عصر کے اول وقت مین ایسے ہی مغرب اور عشا مین کیا پس جمع کرنا فعل مین ہوا
ایک وقت مین نہوا اور راوی نے جو تصریح کی ہی کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہوگیا تھا اوسکو مجازاً کہنا محمول
کیا جائے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہی جیسے قول اللہ تعالے کا فاذا بلغن اجلھن
فامسکوھن یعنی جب قریب اختتام عدت کے پہونچین تو روکو اونکو اس لیے کہ بعد عدت کے
روکنے پر قادر نہین ہوتا یا اس قول راوی کو اسپر حمل کرین گے کہ اونکو اس کا گمان ہوگیا اور اوسکی
نظیر وہ حدیث ہی جو جبرئیل علیہ السلام کی امامت مین مروی ہی کہ اونھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو ظہر کی نماز دوسرے دن اوسوقت پڑھائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کے نماز پڑھائی تھی یعنی
قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا یون کہین کہ راوی نے یہ گمان کرلیا کہ دونون نمازین ایک ہی
وقت مین واقع ہوئین اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہی جو نافع سے مروی
ہی کہا اونھون نے نکلا مین ساتھ ابن عمرؓ کے سفر مین اور آفتاب غروب ہوگیا تھا پس جب دیر
ہوئی تو مین نے کہا نماز رحم کرے اللہ تمپر پس دیکھا میری طرف اور چلے یہان تک کہ جب آخر شفق
کا وقت آیا تو اوترے پس نماز مغرب کی پڑھی پھر تکبیر عشا کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
نماز پڑھائی ہمکو پھر متوجہ ہوے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
جب سفر مین عجلت ہوتی یون ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہی کہا عبدالحق نے اور یہ
اسپر نص ہی کہ ہر ایک کو دونون نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اوس کے
پڑھا ہی اور کہا نافع اور عبد اللہ بن واقد نے کہ موذن ابن عمرؓ نے نماز کو کہا فرمایا چل یہان تک

کہ جب قریب غائب ہونے شفق کے وقت پہونچا اترے پس مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا یہانتک
کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا کی نماز پڑھلی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی سفر کی
ہوتی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ مین نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی صریح تر زیادہ ہی اور
ابن عمر سے وقت مین الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہین اور عبد الحق نے احکام مین ذکر کیا ہی کہ جو حدیث
ابن عمر سے ان دونون نمازون کے جمع کرنے مین مروی ہی اسناد اوسکی صحیح ہی اور راوی اوس کے
کل ثقہ ہین لیکن بعض مین وہم ہی اور صحیح اون سے روایت جابر کی ہی اور جو اوس کے معنون مین ہی اور
تحقیق کیا اونھون نے کہ ہر نماز دو نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
پڑھی ہی اور رہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابو الطفیل سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
غریب ہی اور کہا ابو داود نے نہین قایم ہی کوئی حدیث تقدیم وقت مین اور کہا حاکم نے حدیث ابو الطفیل
کے موضوع ہی و لیکن حدیث انس کی پس احتمال ہی کہ جمع کلام زہری سے ہو کیونکہ زہری حدیث کو
اکثر اپنے کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتی کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی مین ہی اور تحقیق انکار کیا
عایشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت مین جمع کرنے کو کہتا ہی اور حدیث اونکی پہلی ہمارے واسطے
بھی حجت ہی اس لیے کہ اوسمین سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہین اور یہ منافی اوس کے نہین جو
ہمنے کہا ہی اپنے کلام از پیچھی اور شرح سفر السعادت مین ہی کہ امام محمد نے اپنی موطا مین لکھا ہی کہ ہمکو عمر سے یہ
روایت پہونچی ہی کہ اونھون نے اپنے عاملون کو اطراف مین لکھ بھیجا اور ممانعت کی اونکو اس بات سے
کہ جمع کرین وہ دو نمازون کو ایک وقت مین اور خبر کردی اون کو کہ ایک وقت مین دو نمازین جمع کرنی
گناہ کبیرہ ہی اور بیان کیا ہی اس خبر کو ہمسے ثقات نے علاء بن الحارث سے اونھون نے مکحول سے
روایت کی ہی اور چونکہ تعیین اوقات قطعی اور متواتر ہی پس خبر آحاد اوسکے معارض نہین ہو سکتی بخلاف
افطار اور قصر صلوة کے سفر مین کہ دونو نص قرآنی سے ثابت ہین اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نے
عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے نہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ پڑھی
نماز کو اوس کے غیر وقت مین پڑھتے ہو مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہی اونکو مزدلفہ مین

شرح سفر السعادت

اور احادیث مین جمع کرنا ظہر اور عصر کو عرفات مین بھی آیا ہی اور یہ جمع کرنا بجہت ارکان حج کے تھا نہ بوجہ
سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہی کہ لوگون نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبد اللہ
نے کسی شب جمع کیا ہی سفر مین کہا نہین مگر مزدلفہ مین اور احادیث جمع تقدیم کی صحاح مین بہت
کم ہین اور روایت مین بخاری کے اختلاف ہی اسیواسطے بہت ائمہ اوسکے قائل نہین ہین پس
نزدیک ہمارے جمع تاخیر بعض وقت مین اور تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد جمع بین الصلوتین سے تاخیر کرنا اول نماز کا
اور گذارنا آخر وقت اوس کے مین اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اوسکے مین اور بعضون
نے اسکا جمع صوری نام رکھا ہی اس لیے کہ صورۃً جمع ہی حقیقۃً نہین اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
جو کہ حنفیہ نے جمع کرنا سفر مین ذکر کیا ہی باب استحاضہ مین حمنہ بنت جحش کی حدیث مین بھی ایسی
آیا ہی اگرچہ لفظ حدیث بعض روایات مین یہ ہی کہ وقت عصر مین پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر
ہی بوجہ اون دلائل کے جو مذکور ہوے اور بعض روایات مین تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہی کہ جمع
کرتے تھے تا کہ اپنی امت کو حرج مین نہ ڈالین اسوجہ سے ہی کہ اس مین وسعت ہی کہ اگر کسی کو
فراغت اور رفاہیت اول وقت مین ہو تو اول وقت پڑھے ورنہ تاخیر کرے اور آخر وقت مین ادا
کرے تا کہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جاری
کرنے مین ظاہر ہی اور امام محمد اپنی موطا مین کہتے ہین کہ ہمکو ابن عمر سے پہنچا ہی کہ اونھون نے مغرب
کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا اونھون نے یہان تک
کہ غائب ہو گئی شفق اور جامع الاصول مین ابو داؤد کی روایت نافع اور عبد اللہ بن واقد سے
آئی ہی کہ کہا موذن ابن عمر نے نماز کو فرمایا چل یا قبل غروب شفق تک پس اوترے اور نماز مغرب
پڑھی پھر انتظار کیا یہان تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشا پڑھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ مین نے کیا ہی تو جو مذکور ہوا جمع بین الصلوتین
مسافر کے واسطے تھا لیکن مقیم کے واسطے پس ترمذی کہتے ہین کہ بعض اہل علم جمع بین الصلوتین
مریض کے واسطے بھی کہتے ہین اور بعض بارش مین جمع کرنے کی طرف گئے ہین اور ترمذی نے

ابن عباس سے روایت کی ہے کہا ابن عباس نے مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ
فَقَدْ أَتَى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازوں کے بغیر عذر سے
پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے اور عمل اسی پر ہے نزدیک جمہور
امت کے کہ جمع نہ کیا جاوے درمیان دو نمازوں کے مگر سفر میں یا عرفے میں انتہے کلام الترمذی
اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع کیا درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کے مدینے شریف میں بلا خوف کے اور بغیر بارش کے
اور ایک روایت میں ہے بخوف کے سفر میں دریافت کیا ابن عباسؓ سے کہ کیوں ایسا کیا کہا
تاکہ مشقت اور تنگی میں امت آپکی نہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے جامع ترمذی میں اس حدیث
کو لائے ہیں اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کی ہے کہ کہا اونھوں نے کہ میری کتاب میں کوئی
ایسی حدیث نہیں کہ تمام امت نے اوسکے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث جمع کے بلا خوف اور بارش
کے اور حدیث قتل کرنے شراب پینے والے کی چوتھی مرتبہ اور نووی کہتے ہیں کہ یہ بات ترمذی کی حدیث
قتل میں مسلم میں ہے اسواسطے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہے اور عمل اوسپر کل امت کا متروک ہے لیکن
حدیث جمع بخوف و مطر کی سوا اوسکے بعضے بوجہ عذر مرض کے قائل ہیں اور بعضے مثل ابن سیرین اور
اشہب کے بحجت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قائل ہیں اوس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کرلے
اسیواسطے عدم حرج کی علت عرض وغیرہ بیان کرتے ہیں انتہے کلام النووی اور یہ حدیث
بھی نزدیک حنفیہ کے اوسی پر محمول ہے جو باب سفر میں بیان ہوئی باوجودیکہ اونھوں نے کہا ہے
کہ بعض پرکھنے والے حدیث کو بعض حدیثوں مسلم میں کلام ہے اور شاید یہ حدیث اوسی قبیل سے ہے
واللہ تعالے اعلم انتہے عبارت شرح سفرالسعادت پس اس سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مسلک بہت با احتیاط
ہے حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر بنظر احتیاط اور محدثین بھی لکھدیں جنسے معلوم ہوتا ہے
کہ امام صاحب کی راے موافق قرآن اور حدیث کے ہے اگر اسیکا نام مخالفت ہے تو پھر موافقت
مثل عنقا ہو جائے گی اور کہیں احادیث متعارض ہیں وجہ توفیق کی آپ سے بن نہ آنے کی

جسطرح تطبیق احادیث مین حنفیہ دیتے ہین دوسرے مذہب مین یہ بات نہین بلکہ بعض احادیث
کا ترک ضرور لازم آتا ہی اس تطبیق مین آدمی کی تسکین ہوجاتی ہی کہ عجب نہین جو راوی سے سہواً یا مجازاً
یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہی **قال** مسئلہ سی و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
امام اگر نماز مین قرآن دیکھکر پڑھے تو نماز فاسد ہوجاتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم رح نے
اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین ہی کہ امامت کروا تا تھا حضرت عایشہ کو ذکوان
غلام اون کا قرآن سے یعنی نماز مین قرآن دیکھکر پڑھتا تھا **اقول** چونکہ قرآن سے دیکھ کے
پڑھنے مین بعض صورتون مین عمل کثیر لازم آتا ہی اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہوجاتی ہی
گو اسکی تفسیر مین اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی امام ہو یا اکیلا پڑھے قید
امام اتفاقی ہی اور جس صورت مین عمل کثیر نہو تو حنفیہ کے نزدیک بوجہ تعلم من الخارج یعنی نمازی کا
بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہی اور ابن حزم نے محلی مین لکھا ہی وَهُوَ قَوْلُ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قُلْتُ وَهُوَ مَذْهَبُ الظَّاهِرِيَّةِ اَيْضًا
یعنی یہی قول ہی ابن مسیب اور حسن بصری اور شعبی کا مین کہتا ہون کہ یہی مذہب ظاہریہ کا بھی ہی انتہی اور
عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر کہے تو کہ ذکوان مولے عایشہ کا امامت اونکی رمضان
مین کیا کرتا تھا اور قرآن سے دیکھکر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد والمولے مین تو مین
کہون گا مین فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہی کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھکر
یاد کر لیتا تھا پھر کھڑے ہوکر نماز مین پڑھ دیتا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ہر دو شفعون کے درمیان
دو رکعتون کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا پس دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھکر پڑھتا ہی پس یا
اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس مذکور کی تایید یہ امر کرتا ہی کہ آخر قراءت قرآن شریف سے دیکھکر
نماز مین مکروہ تو ضرور ہی اور ہمکو عایشہ رض سے یہ گمان نہین کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہون اور اوس
شخص کے پیچھے نماز پڑھی ہون جو مکروہ نماز پڑھائے اور ابن عباس سے روایت کی گئی ہی کہ فرمایا اونھون نے
منع کیا ہمکو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کرین لوگ قرآن شریف دیکھ کے پڑھنے سے

ذکر کیا اس حدیث کو ابوبکر بن ابوداود نے مع اسناد کے انتہے **قال** مسلئہ سی و دوم فتاوی عالمگیریا وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام کے پیچھے صف مین اگر جگہ موجود ہی تو نماز اکیلے کی مکروہ ہی اور اگر جگہ نہین ہی تو نہین ہی مکروہ الخ **اقول** بخاری اور ابوداود مین ہی اَنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ رض پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درحالیکہ آپ رکوع مین تھے پس رکوع کیا ابوبکرہ نے پہلے اسکے کہ پہنچا مین صف مین پھر چلے طرف صف کے پس ذکر کیا گیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا آپ نے زیادہ کرے اللہ حرص تیری پھر ایسا نکر یا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکر انتہے غرض لا تعد کے کوئی معنی لیجیے کسی مین نماز کے اعادے کا حکم نہین بلکہ نہی تنزیہی پائی جاتی ہی اسیوجہ سے امام صاحب فرماتے ہین کہ نماز مکروہ ہوتی ہی اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ الْقَاضِیْ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِلٰی اَنَّ الْاِنْفِرَادَ خَلْفَ الصَّفِّ مَکْرُوْہٌ غَیْرُ مُبْطِلٍ وَقَالَ النَّخْعِیُّ وَحَمَّادٌ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَوَکِیْعٌ وَاَحْمَدُ مُبْطِلٌ وَالْحَدِیْثُ حُجَّۃٌ عَلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَاْمُرْہُ بِالْاِعَادَۃِ یعنی کہا قاضی نے جمہور اسطرف گئے ہین کہ اکیلا کھڑا ہونا پیچھے صف کے مکروہ ہی باطل نہین کرتا نماز کو اور کہا نخعی اور حماد اور ابن ابی لیلی اور وکیع اور امام احمد نے نماز کو باطل کر دیتا ہی اور یہ حدیث اونپر حجت ہی اس لیے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا اوس شخص کو نماز لوٹانے کا انتہے اور ملا علی قاری بھی لکھتے ہین کہ تورپشتی اور محی السنہ نے کہا ہی کہ اس حدیث مین اسپر دلالت ہی کہ اکیلے پیچھے صف کے کھڑے ہونے سے نماز فاسد نہین ہوتی انتہے اور یہ بھی لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی کو اون شخصون نے جنھون نے اسکو ذکر کیا ہی اسکی تصحیح کی ہی لیکن ابن عبد البر نے اوسکو مضطرب کہا ہی اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کہا ہی انتہے حاصل کلام یہ ہی کہ امام صاحب کا قول مخالف حدیث نہین بلکہ موافق ہی اور جمہور بھی اسیطرف گئے ہین چنانچہ کلام قاضی سے معلوم ہوا اگر آپ تو خلاف جمہور کے گئے ہین

بے شک آپنے حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہے ع زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن
بگڑا **قال** مسئلہ سی و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ محرم نہ پہنے کرتہ اور نہ پاجامہ
اور نہ عمامہ **فائدہ** ملا علی قاری حنفی نے مرقات شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ جب محرم کے پاس تہ بند
نہو پاجامہ ہی ہو تو وہ پاجامہ کو پھاڑ کر اسکا تہ بند بنا لیوے اور اگر پاجامہ ہی پہنیگا تو
اوسپر دم آوے گا یعنی جانور ذبح کرے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھے ہوے کو
سلی ہوئی شی مثل پاجامہ وغیرہ کے پہننا جائز نہین اور یہی مذہب امام مالک اور صاحبین کا ہے اور
ماخذ اونکا وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ اور طحاوی مین مذکور ہے سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَ
لَا السَّرَاوِیْلَاتِ الحدیث یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے
محرم پہنے پس فرمایا آپ نے نہ پہنے کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ انتہی پس امام مالک
تو اوس حدیث کا جسمین پاجامہ پہنے کو بوقت ضرورت اجازت ہے بالکل انکار کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت مین یہ الفاظ نہین ہین اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہین کہ
اگر ضرورت پڑے پاجامہ پہنے مگر کفارہ اوسکا آجائے گا گو یہ حدیث کفارے سے ساکت ہے مگر
اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیزین قبل از احرام حلال تھین اور محرم کو اونکی ممانعت
کر دی گئی اگر ضرورت اونکی پڑے تو مباح ہین مگر کفارہ ضرور آئیگا چنانچہ شرح آثار مین ہے
فَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِكَ وَنُبِیْحُ لَہٗ لُبْسَہٗ لِلضَّرُوْرَۃِ وَلٰکِنَّا نُوْجِبُ عَلَیْہِ مَعَ ذٰلِكَ
الْکَفَّارَۃَ فَلَیْسَ فِیْمَا رَوَیْتُمُوْہُ نَفْیٌ لِوُجُوْبِ الْکَفَّارَۃِ وَاِنَّمَا فِیْہِ اَنْ لَا
یَلْبَسُ الْخُفَّیْنِ اِذَا لَمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ وَلَا السَّرَاوِیْلَ اِذَا لَمْ یَجِدْ اِزَارًا وَلَوْ
قُلْنَا ذٰلِكَ کُنَّا مُخَالِفِیْنَ لِھٰذَا الْحَدِیْثِ نَعَمْ اَوْجَبْنَا عَلَیْہِمْ مَعَ ذٰلِكَ
الْکَفَّارَۃَ بِالدَّلَائِلِ الْقَائِمَۃِ الْمُوْجِبَۃِ لِذٰلِكَ وَاِنَّمَا الْخِلَافُ بَیْنَنَا
وَبَیْنَکُمْ فِی التَّاْوِیْلِ لَا فِیْ نَفْسِ الْحَدِیْثِ لِاَنَّا قَدْ صَرَفْنَا الْحَدِیْثَ عَلٰی

وَجْهٍ يَحْتَمِلُهُ وَلَا تُوجِبُوا عَلَى مَنْ خَالَفَ تَأوِيلَكُمْ خِلَافًا لِذَالِكَ الْحَدِيثِ یعنی پس ہم کہتے
ہین یہی اور مباح جانتے ہین واسطے اوسکے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہین ہم اوسپر وجوب
اسکے کفارے کو اور نہین ہی او سحدیث مین جو بیان کی ہی تمنے نفی وجوب کفارے کی اور ہم نہین کہتے
کہ نہ پہنے موزون کو جبکہ جوتیان نہ ملین اور نہ پائجامہ جبکہ تہبند نہو اور اگر ہم یہ کہین تو اس حدیث
کے مخالف ہوجائین گے ہم ہان واجب کرتے ہین ہم اوسپر باوجود اسکے کفارے کو بوجہ دلائل موجودہ
کے جو واجب کرنیوالے کفارے کے ہین اور جائز نہین ہے کہ خلاف درمیان ہمارے اور تمہارے
تاویل مین ہی نفس حدیث مین خلاف نہین کیونکہ ہمنے حدیث کو اون معنون مین بیان کیا ہی جنکی حدیث
محتمل ہی اور جو شخص تمہاری تاویل کے خلاف کہے اوسکو خلاف حدیث مت کہو انتہےٰ مختصرًا اور امام صاحب
سے بھی یہ دونون حدیثین عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ الامام ابی حنیفہ مین مروی ہین اور دونون
حدیثون مین یہی تطبیق دی گئی ہی ورنہ ہر منہی عنہ کے ارتکاب مین بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
پس ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہین کہ کفارہ بھی ساقط ہوجائے چنانچہ امام طحاوی نے اسکو خوب
وضوح وصفائی سے شرح معانی الآثار مین ثابت کیا ہی اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی مَنِ اسْتَطَاعَ
عَلَيْهِ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهِ **قال** مسئلہ سی وچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت کو امامت
عورتون کی کرنی مکروہ ہی الخ **اقول** برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ لَوْ كُنَّ يَعْلَمْنَ وَلِاَنَّ اجْتِمَاعَهُنَّ قَلَّمَا يَخْلُو عَنْ فِتْنَةٍ
یعنی بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ گھر اون عورتون کے بہتر ہین واسطے اونکے اگر جانین
وہ اور اس لیے کہ جمع ہونا اونکا کم خالی ہوتا ہی فتنہ سے انتہےٰ اسی قسم کی اور بہت حدیثین ابو داؤد وغیرہ
مین آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ عورت جسقدر گوشے مین اور چھپکر نماز پڑھے بہتر ہی مگر کسی حدیث سے
کراہت معلوم نہین ہوتی گو بعضون نے ان احادیث کے نسخ کا دعوا کیا ہی اور کہا ہی کہ جسطرح
عورتون کا مساجد مین آکر جماعت مین شریک ہونا موقوف ہوگیا اوسیطرح جماعت بھی اونکی موقوف
ہوگئی مگر اسمین کچھ کلام نہین کہ یہ طریقہ مسنون نہین بلکہ خلاف اولی ہی گو کراہت نہ سہی اعراف

علامہ ابن الہمام بھی گئے ہین اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدیر مین ہے ولا علینا ان نذہب
الی ذلک فان المقصود اتباع الحق حیث کان یعنی اور نہین واجب ہے ہمپر کہ جاوین طرف کثرت
جماعت کے اس لیے کہ مقصود اتباع حق ہی کہین ہو انتہے اور اگر زیادہ تفصیل وتحقیق منظور ہو تو تحفۃ الجلساء
فیما یتعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی معاینہ کیجاوے
تا رفع اشتباہ ہو جاوے **قال** مسئلہ سی و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ
کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے الخ **اقول** فتح القدیر مین اس مسئلے کے دلائل بہت ہین مگر
مختصر الحجہ بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ حدیث اور جو اوسکے معنون مین احادیث وارد ہین معارض نہین
اس قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے الایم احق بنفسہا من ولیہا یعنی ایم اپنے نفس کی زیادہ
مختار ہے ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے
موطا مین اور ایم وہ عورت ہے جسکا زوج نہو خواہ ثیبہ یعنی رانڈ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ
ہر ایک کے واسطے دونون (یعنی ولی اور عورت) مین سے ضمن مین لفظ احق کے حق ثابت کیا ہے اور
معلوم ہوا امر کہ ولی کو بعد رضا اوسکی کے سوا مباشرت عقد کے دوسرا فعل نہین پہنچتا ہے اور تحقیق
اوسکو اسمین ولی سے زیادہ مستحق کہا ہے پس اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو
اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہونے اختلاف کے اسکی صحت مین ترجیح ہوگی خلاف
دونون حدیثون ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہین اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسی کی خاص کیجاوے
باین طور کہ مراد ولی سے وہ ہو جسکے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث عائشہ
کی خاص کیجاوے ساتھ اوس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو مین کرے اور مراد باطل سے اوس کے نزدیک جو
غیر کفو مین نکاح بالکل صحیح نہین کہتا باطل حقیقۃ ہوگا اور اوسکے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہے لیکن اون کے
نزدیک ولی کو حق خصومت اور اختیار فسخ نکاح کا ہے باطل حکما ہوگا اور یہ بہت شائع ہے نصوص کے اطلاقات
مین اور اس صورت کا اختیار کرنا واسطے دفع معارضے کے واجب ہے علاوہ اس کے مذہب محدثین
کا اس حدیث کے مخالف ہے اسواسطے کہ مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نکاح بلا اذن ولی اپنے عورت کرلے گی

روایت ابن عباس کی

تو صحیح ہی حال آنکہ یہ مذہب اونکا نہیں ہی تمت ملخصًا اور بلمعات شرح مشکوۃ مین ہی کہ حجت ہماری حدیث
ابن عباس کی ہے الایم احق بنفسہا من ولیہا ہی اور قول اللہ تعالی کا کہ جسکے معنی یہ ہین پس
اگر طلاق دی اوسکو پس نہین حلال ہی واسطے اوسکے یہان تک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم
ہوا کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہی اور دوسرا قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہی اور نہ منع کرو اون کو
اس سے کہ نکاح کرین وہ ازواج اپنی سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتون کے اور منع کیا منع کرنے
اون کے سے اور ظاہر اوسکا یہ ہی کہ عورت خود اپنا نکاح کرلے تو درست ہی ایسا ہی ہی یہ قول اللہ تعالے
کا یعنی پس جب پہونچ جاوین وہ اختتام عدت پر پس نہین گناہ تمپر اوس چیز مین کہ خود کرین وہ معروف
کے ساتھ پس مباح کیا اللہ تعالے نے فعل اونکا اون کے نفسون مین بغیر شرط ولی سے اور تائید
کرتی ہی وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی جسوقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب دیا کہ میرا اولیا
مین سے اسوقت کوئی موجود نہین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اولیا تیرے سے کوئی ایسا
نہین جو مجھسے راضی نہو اور کہا واسطے لڑکے عمر بن ابی سلمہ کے اور تھی وہ صغیر کہ اوٹھو تم پس نکاح کرو پس
نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اونکے لڑکے کو بطریق مزاح کے تھا کیونکہ
تاریخ جاننے والون نے لکھا ہی کہ وہ صغیر تھے بعضون نے کہا ہی چھہ برس کے تھے اور بالاجماع ولایت ایسے
لڑکے کی صحیح نہین ہی اسیواسطے اونھون نے کہا کہ اولیا مین کوئی حاضر نہین اور حدیث ابوموسی مین
کلام کیا گیا ہی بایں طور کہ محمد بن الحسن رض نے روایت کی ہی امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شی ثابت ہی یا نہین کہا میرے نزدیک کوئی شی
اس مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور عایشہ رض کی حدیث مین بھی کلام ہی کیونکہ
وہ روایت سلیمان بن موسی کی ہی اور بخاری نے اونکو ضعیف کہا ہی اور نسائی نے کہا ہی اونکی حدیث
مین ضعف ہی اور امام احمد نے ابوطالب کی روایت مین کہا ہی کہ حدیث لا نکاح الا بولی قوی
نہین اور روایت مروزی مین کہا ہی مین اسکو صحیح نہین گمان کرتا ہون کیونکہ عایشہ رضنے برخلاف
اوسکے عمل کیا ہی کہا گیا امام احمد سے کہ پھر آپ اسکے کیون قائل ہین فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہین پھر

ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے اس حدیث کا انکار کیا انتہیٰ اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین کہا ہی وَقَدْ وَرَدَ فِی کُتُبِہِمْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ وَلَیْسَ لَہَا صِحَّۃٌ عِنْدَ اَہْلِ النَّقْلِ حَتّٰی قَالَ الْبُخَارِیُّ وَابْنُ مُعِیْنٍ لَمْ یَصِحَّ فِیْ ہٰذَا الْبَابِ حَدِیْثٌ یَعْنِیْ عَلٰی اشْتِرَاطِ الْوَلِیِّ یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابون مین احادیث بہت وارد ہین اور اونکے نزدیک صحیح نہین یہان تک کہ بخاری اور یحیی بن معین نے کہدیا ہی کہ اس باب مین کوئی حدیث صحیح نہین یعنی شرط ولی مین انتہیٰ غرض یہ ہی کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑکر ضعیف پر عمل کرنا نہین چاہیے بلکہ نفی کمال کی ان احادیث مین مراد لیجائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ کامل نکاح ولی سے ہوتا ہی اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہی اور حدیثین اسکی تائید کی بوجہ طول کے چھوڑ دین عاقل کو اسیقدر کافی ہی **ع** یک حرف بس ست گر شعور ست * ورنہ چو چراغ پیش کور ست *

قال مسئلۂ سی و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر قسم کھا کر خواہ حالت کفر مین توڑدے خواہ اسلام لاکر توڑدے وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم نہین **فائدہ** کہا طیبی نے نہین ہی صحیح نزد اوسکی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرونگا مین ایک رات مسجد حرام مین فرمایا پوری کر نذر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادائے نذر کے عمر رض کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہی کہ بوجہ طاعت ہونے کے آپنے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہی جو امام طحاوی نے عمرو بن شعیب سے اور اونھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی نذر وہی ہی جو حسبۃً للہ ہو پس ظاہر ہی کہ حالت شرک مین حسبۃً للہ نذر نہین ہوسکتی بلکہ معصیت ہوتی ہی اور نذر معصیت کی ممانعت مین بخاری وغیرہ مین احادیث موجود ہین اور معصیت اس لیے ہی کہ مشرک کی نیت سے اون اشیا کا

تبیین الحقائق

شرح زیلعی

کشف الحجاب ص

نسخہ مطبوعہ

تقرب ہوتا ہی جنکی وہ پرستش کرتا ہی اس لیے کوئی فعل مشرک کا اللہ کیو اسطے نہین ہوتا اسیوجہ سے
ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اسیطرف گئے ہین
گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہی مگر مشہور قول اونکا یہی ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَ
اَمَّا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَالْمَشْہُوْدُ مِنْ مَذْہَبِ
الشَّافِعِیِّ اَنَّ نَذْرَ الْكَافِرِ لَا یَصِحُّ وَھُمْ یُؤَوِّلُوْنَہٗ اَنَّہٗ اَمَرَہٗ اَنْ یَّفْعَلَ قُرْبَۃً
مُسْتَانِفَۃً فِیْ حَالِ الْاِسْلَامِ لَا عَلٰی اَنَّہُ الْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ یعنی لیکن قول آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا کہ ایفا کر اپنی نذر کا پس مشہور مذہب شافعی سے یہ ہی کہ نذر کافر کی درست نہین اور
شافعیہ اس حدیث کے یون معنی بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رض کو حکم دیا کہ حالت اسلام
مین عبادت مستقل کے طور پر کرین نہ اسطور سے کہ نذر سے واجب ہو گئی ہی انتہے غرض یہ ہی کہ اس
حدیث سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ نذر واجب ہونے کی وجہ سے فرمایا ہو بلکہ کئی احتمال ہین پھر
قرآن شریف مین لَا اَیْمَانَ لَھُمْ فرمانا جسکے معنی یہ ہین کہ کفار کے یمین نہین ہوتی اور بھی اس
مذہب کی تائید کرتا ہی اور باقی ابن ماجہ اور ابوداؤد کی دونون حدیثون مین کہین نذر کافر کی نہین پائی
جاتی بلکہ سیاق سے مسلم کی نذر ہی سو یہ مبحث سے خارج ہی پس قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا کہ امام
صاحب نے کوئی بات اپنی طرف سے نہین فرمائی حاشا و کلا بلکہ ماخذ اونکا قرآن و حدیث ہی ہی البتہ ترجیح
بعض کو بعض پر دینے مین اونسے اگر ایک غلطی ہو گی تو دوسرون سے پچاس ہونگی چونکہ احباب نے
اس کتاب کی تکمیل کیواسطے نہایت قلیل مدت ہمکو دی ہی اس لیے اختصار مجبوراً کرنا پڑا ورنہ اگر ایک
سال کی ہمکو مہلت ملتی تو پھر مذہب حنفیہ کے دلائل دیکھتے کہ کسقدر قرآن اور احادیث سے موجود ہین
اور راوی اونکا ذہن کہان پہونچا ہی اس لیے اکثر موٹی عقل والے جو باریک باتون سے بے بہرہ ہین مثل
آپ کے اونکے مذہب پر طعن کرتے ہین اون بیچارون کا کیا قصور اپنی عقل کے موافق کہتے ہین مگر
قصور یہ ہوتا ہی ہر سخن شناس نہ ای دلبرا خطا اینجاست اگر اونکو بھی عقل کامل عطا ہوتی تو مذہب
حنفیہ کو بسبب اسکی خوبی اور احتیاط کے اور مذاہب پر ترجیح دیتے خیر یہ مرحلہ طے ہو نہین سکتا

فتح القدیر فصل
فی الکفارہ

اختلاف امت مشیت ایزدی ہی ہمیشہ سے یون ہین چلا آیا ہی **قال** مسئلہ یہی و معتمم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ میت کی طرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی سو اس مسئلے مین امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
مسلم مین روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ مرے اور اوسپر روزہ ہو روزہ رکھے اوسکی طرف سے وارث اوسکا **اقول** لمعات شرح
مشکوٰۃ مین ہی وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى أَنَّهُ لَا يُصَامُ عَنْهُ وَبِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ
وَالشَّافِعِيُّ فِي أَصَحِّ قَوْلَيْهِ عِنْدَ أَصْحَابِهِ یعنی اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ میت کی طرف سے روزہ
نہ رکھا جاوے اور اسی کے قائل ہین امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح تر دونون
قولون مین جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہی انتہے البتہ مسکین کو کھانا بدلے ہر روز کے دینا چاہیے
چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ
وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ یعنی ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرا اور اوسپر روزے ماہ رمضان کے ہین پس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
اوسکی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح یہ ہی کہ یہ
حدیث ابن عمر پر موقوف ہی انتہے اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہی پائی جاتی ہی مشکوٰۃ شریف
مین اسطور سے آئی ہی إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ
يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ
رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
یا نماز پڑھے پس فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
مالک نے موطا مین انتہے پس اس حدیث سے روزے کی ممانعت پائی جاتی ہی اور پہلی حدیث
اوس حدیث صحیحین کی تفسیر ہی جسمین بلفظ صوم آیا ہی یعنی اوسکی طرف سے روزہ رکھنا کھانے

اوسکا تدارک کردیا ہی تبین جب مساکین کو کھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہوگیا تو گویا
اوس شخص نے اوسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبد اللہ بن عباس سے بھی صحیحین مین
روزے کی قضا مین وارد ہی مگر وہان لفظ صوم نہین بلکہ قضا ہی سو وہ کھانا دینے سے بھی حاصل
ہوجاتا ہی علاوہ اسکے عبد اللہ بن عباس جو راوی اس حدیث کے ہین مثل ابن عمر کے فرماتے ہین
چنانچہ فتح القدیر مین ہی وَقَدْ اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ رَاوِی الْحَدِیْثِ فِی
سُنَنِہِ الْکُبْرٰی اَنَّہٗ قَالَ لَا یُصَلِّی اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَفَتْوَی
الرَّاوِی عَلٰی خِلَافِ مَرْوِیِّہٖ بِمَنْزِلَۃِ رِوَایَتِہٖ لِلنَّاسِخِ یعنی تحقیق روایت کی ہی نسائی
نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے ہین اپنی سنن کبری مین کہ کہا اونھون نے نماز
نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتوی دینا راوی کا خلاف
مروی اپنے کے بمنزلے روایت کرنے اوسکی کے ہی ناسخ کے لیے انتہی پھر اسکے نسخ کی تائید مین علامہ ابن ہمام
نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہی قَالَ مَالِکٌ لَمْ اَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَلَا مِنَ
التَّابِعِیْنَ بِالْمَدِیْنَۃِ اَنَّ اَحَدًا مِّنْهُمْ اَمَرَ اَحَدًا یَصُوْمُ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یُصَلِّی عَنْ اَحَدٍ انْتَهٰی وَهٰذَا مِمَّا
یُؤَیِّدُ النَّسْخَ وَاَنَّہُ الْاَمْرُ الَّذِی اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَیْہِ اٰخِرًا یعنی کہا امام مالک نے نہین
سنا مین نے کسی صحابہ اور تابعین مین سے مدینے شریف مین کہ کسی نے اونمین سے حکم کیا ہو کسی کو کہ
کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہی کہ نسخ کی تائید
کرتا ہی وہ ایسا امر ہی کہ آخر مین شرع اسی پر قرار پائی ہی انتہی پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
دلائل حنفیہ کے بہت قوی ہین چہ جائیکہ مخالفت ہو استغفر اللہ حیر معترض صاحب جانین اور
اونکا کام جانے ع بر رسولان بلاغ باشد وبس **قال** مسئلہ سی و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ جس عورت کی شادی نہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکالدینا اور درے مارنے
دونون کام جائز نہین الخ **اقول** امام صاحب شہر سے نکالدینے کا انکار نہین کرتے بلکہ اسکی حد ہونیکا انکار کرتے ہین
اور اگر سیاستہ کیا جائے تو اوسکا امام صاحب کو اقرار ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ نے

تغریب کی ہے لیکن سیاسۃً تھی اور تغریب کا حد ہونا اگر تمام عالم بھی جمع ہوجاوے گا ہرگز حدیث اور آیۃ
سے ثابت نہو سکے گا ہان معترض صاحب اسکا حد ہونا اگر ثابت کر دینگے تو بیشک ہم صاحب کا مذہب
مخالف ہوجاتا بلکہ امام صاحب کے قول کی تایید علی رض کے ارشاد سے ہوتی ہے حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ
اَنْ يُنْفَيَا یعنی اون دونون کو فتنے کے واسطے جلاوطن کرنا کافی ہے یہ تفسیر الیاس ابراہیم نخعی سے
مروی ہے اور عمر رض کے قول سے بھی اسکے سیاسۃً ہونیکی تایید نکلتی ہے جبکہ ربیعہ بن امیہ بن خلف
کو اونھون نے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو وہ ہرقل سے جا ملا اور نصرانی ہوگیا پس فرمایا لَا اُغَرِّبُ
بَعْدَهٗ مُسْلِمًا یعنی اب کسی مسلمان کو مین جلاوطن نہین کرونگا اسلیے اگر تغریب حد ہوتی تو
نہ تھا کہ حضرت عمر اوسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاسۃً تھی اسکا امام کو اختیار ہے اگر مصلحت دیکھے
جاری کرے اور اگر مصلحت نہو موقوف کر دے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنیکی اجازت ہوتی ہے
اگر مصالح مقتضی ہون کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہان اسکا ثبوت ہے وہان مصالح مقتضی تھے اسیلیے
جلاوطنی کی گئی بلکہ تغریب حد کے ساتھ موقوف نہین اگر امام کی راے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف
فتنے اوسکے قرار پائی کہ اس شخص کا جلاوطن ہونا مناسب ہے تو بیشک امام کو اختیار ہے چنانچہ حضرت
عمر رض نے نصر بن حجاج کو کہ جوان اور نہایت حسین تھا جس سے عورتونکا فتنے مین پڑجانیکا خوف تھا
جلاوطن کر دیا تھا حالانکہ حسن ایسی شی نہین جس سے آدمی جلاوطن کیا جاوے مگر اسمین اونھون نے کوئی
مصلحت سمجھی اور اوس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے فرمایا تیرا گناہ کچھ نہین میرا گناہ ہے
اگر دار الہجرہ کو تجھسے نہ پاک کرون پس نکالدیا اور وہ شخص روم چلا گیا پس حضرت عمر رض نے قسم کھائی کہ
کسی کو جلاوطن نہین کرونگا بلکہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
شخص کی نسبت جسنے زنا کیا تھا اور محصن نہ تھا ایک برس کی جلاوطنی اور قائم کرنے حد کا حکم فرمایا صاف
دلالت کرتا ہے کہ جلاوطنی حد مین سے نہین کیونکہ عطف حد کا جلاوطنی پر ہے پس دونون مغایر ہون گے
اور یون کہنا کہ حد کا استعمال اپنی مسمی کے جز پر کیا گیا ہے اور دوسرے جز پر عطف ہے تو یہ امر بعید ہے اور
کوئی دلیل نہین جس سے یہ مجاز واجب ہوجاوے اور الفاظ حدیث جو ذکر کیے گئے ہین وہ اسکے منفیہ

نہین کیون کر جائز ہی کہ تغریب اسلئے مصلحت کے ہوا تہے علاوہ اسکے آیۃ الزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ سے یہ حدیث
منسوخ ہی چنانچہ شیخ الاسلام عینی اور علامۂ ابن ہمام اور امام زیلعی نے تصریح اسکی خوب مفصل کردی ہی
جسکا جی چاہے دیکہہ لے **قال** مسئلہ سی و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہی کہ واسطے ثبوت
رضاع کے فقط عورتون کی گواہی معتبر نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین روایت ہی عقبۃ بن الحارث رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق
اوس نے نکاح کیا یحیی کی ماں کو جو بیٹی تہی ابی اہاب کی پس آئی ایک عورت اور بولی مین نے دودہ پلایا ہی تم
دونون کو پہر پوچہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا پس جدا کردیا عقبہ نے
اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامۂ طیبی وغیرہ نے لکہا ہی کہ اکثر کے نزدیک یہ حدیث بطریق
احتیاط اور تقوی کے وارد ہی کیونکہ بطور اداے شہادت اور حکم قضا کے نہین آئی بلکہ فقط اخبار اور
استفسار تہا چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہین
ہوتا تبیین الحقائق مین علامۂ زیلعی نے لکہا ہی فَمَا ذَهَبْنَا اِلَيْهِ مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَفٰى بِهِمْ قُدْوَةً وَحَدِيْثُ عُقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا اَيْضًا فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ فَلَوْ كَانَتِ الْحُرْمَةُ ثَابِتَةً لَمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمَّا رَاٰى مِيْلَهٗ
طُمَانِيْنَةَ الْقَلْبِ بِقَوْلِهَا حَيْثُ كَرَّرَ السُّؤَالَ اَمَرَهٗ اَنْ يُفَارِقَهَا اِحْتِيَاطًا وَالدَّلِيْلُ
عَلَيْهِ اَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنْ ضِغْنٍ فَاِنَّهٗ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ سَوْدَاءُ تَسْتَطْعِمُنَا
فَاَبَيْنَا اَنْ نُطْعِمَهَا فَجَاءَتْ تَشْهَدُ عَلَى الرَّضَاعِ وَبِالْاِجْمَاعِ مِثْلُ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ
لَا تُثْبِتُ الْحُرْمَةَ فَعَرَفْنَا اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ تَنَزُّهًا وَاِلَيْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهٖ كَيْفَ وَ
قَدْ قِيْلَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِالتَّنَزُّهِ اِذَا وَقَعَ فِيْ قَلْبِهٖ اَنَّهَا صَادِقَةٌ یعنی پس وہ قول
جسکی طرف ہم گئے ہین مذہب عمر اور علی اور ابن عباس رض کا ہی اور اونکی اقتدا کافی ہی اور حدیث عقبہ رض
کی ہماری بہی حجت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دوبار اعراض کیا پس اگر
حرمت ثابت ہوتی تو ایسا نکرتے پہر جب آپنے اونکے قلب کا اطمینان عورت کے قول سے دیکہا

کیونکہ سوال مکرر کرتے تھے احتیاطاً حکم کردیا کہ اوسکو جدا کردین اور دلیل اس احتیاط پر یہی کہ یہ گواہی عورت
کی کینہ او بغض سے تھی اس لیے کہ اونھون نے کہا کہ آئی ایک کالی عورت ہمسے کھانا طلب کرتی تھی
ہمنے انکار کیا پس آئی وہ گواہی دینے رضاع پر اور بالاتفاق ایسی گواہی حرمت کو ثابت نہین کرتی ہے
پس معلوم کیا ہمنے کہ یہ حکم باعتبار احتیاط اور پرہیزگاری کے تھا اور طرف اسی کے اشارہ کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ سے (جسکا مطلب ہے کہ اب کیونکر اوس کے
پاس جاوٴگے حال آنکہ تمکو بھائی اوس عورت کا کہدیا گیا مقتضای مروت اور تقوے سے بعید ہی
اور ہم قائل ہین ساتھ تقوی اور احتیاط کرنے کے جبکہ اوس شخص کے قلب مین یہ امر واقع ہو جاوے
کہ یہ سچ کہتی ہوگی انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حدیث ہمارے موافق ہی مگر سمجھنے کو عقل چاہیے
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ **قال** مسئلہ جیلم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ نہین جائز بیع مدبر کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی فائدہ مدبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکو کہے مولا کہ میرے
مرنے کے بعد تو آزاد ہی آلخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا رِوَایَةُ ابْنِ عُمَرَ رض
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُدَبَّرَ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْهَبُ وَلَا یُوْرَثُ
وَهُوَ حُرٌّ مِّنَ الثُّلُثِ اِحْتَجَّ بِهٖ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُهٗ مِنَ الْاَئِمَّةِ وَرَوٰی اَبُو الْوَلِیْدِ
اَنَّ عُمَرَ رض رَدَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ فِیْ مَلَاٍ خَیْرِ الْقُرُوْنِ وَهُمْ حُضُوْرٌ مُتَوَافِرُوْنَ وَهُوَ
اِجْمَاعٌ مِّنْهُمْ اَنَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ لَا یَجُوْزُ وَمَا رَوَاهُ حِکَایَةُ حَالٍ فَلَا یُمْکِنُ الْاِحْتِجَاجُ
بِهٖ لِاَنَّهٗ یَحْتَمِلُ اَنَّهٗ کَانَ مُدَبَّرًا مُقَیَّدًا وَیَحْتَمِلُ اَنَّهٗ بَاعَ مَنْفَعَتَهٗ بِاَنْ اٰجَرَهٗ
وَالْاِجَارَةُ تُسَمّٰی بَیْعًا بِلُغَةِ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لِاَنَّهَا بَیْعُ الْمَنْفَعَةِ یُؤَیِّدُهٗ مَا رَوَاهُ
جَابِرٌ رض اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَاعَ خِدْمَةَ الْمُدَبَّرِ ذَکَرَهٗ اَبُو الْوَلِیْدِ وَیَحْتَمِلُ
اَنَّهٗ بَاعَهٗ فِیْ وَقْتٍ کَانَ یُبَاعُ الْحُرُّ بِالدَّیْنِ کَمَا رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَاعَ
حُرًّا بِدَیْنِهٖ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ ذَکَرَهٗ
فِی النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ یعنی ہماری حجت حدیث ابن عمر کی ہی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا مدبر بیچا نہ کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ موروث ہو اور وہ آزاد ہی تہائی
مال سے کہتے مگر ذکر کیا اس حدیث کو امام طحاوی اور سواے اونکے اور اماموں نے اور ابو الولید نے
[illegible] بیع مدبر کی [illegible] سامنے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور وہ صحابہ بہت موجود
تھے [illegible] صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ بیع مدبر کی جائز نہیں اور وہ حدیث جسکو روایت کیا ہی حکایت
[illegible] سے ممکن نہیں کیونکہ احتمال ہی کہ مدبر مقید ہو اور احتمال ہی کہ خدمت اوسکی
فروخت کی ہو اس طور سے کہ جسکو اجرت [illegible] کو مدینے شریف والوں کی لغت
[illegible] کی بیع اوس میں [illegible] تائید کرتا ہی اسکی وہ قول کہ روایت کیا
[illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت مدبر کی بیع کی تھی ذکر کیا اسکو ابو الولید
[illegible] احتمال ہی کہ [illegible] ایسے وقت میں بیع کیا ہو کہ جسوقت آزاد بھی بوجہ دین کے بیچ لیا
جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ آپنے ایک آزاد شخص کو بوجہ قرض
[illegible] بیع کر دیا پھر [illegible] اس قول اللہ تعالی سے یعنی پس اگر مدیون مفلس ہو تو تونگری کا انتظار کرنا چاہیے
[illegible] ہو گئی [illegible] اسکا ناسخ و منسوخ میں ہی انتہے خلاصہ یہ ہی کہ حدیث ابن عمر رضی کی عام ہی کہ مدبر
کی بیع نہ ہو اور یہ واقعہ خاص ہی علاوہ اسکے ہو سکتا ہی کہ مدبر مقید ہو یعنی وہ جس سے مثلا یون قید لگائی
جاوے کہ اگر اس مرض سے یا اس سفر یا فلان مرض سے انتقال ہو تو آزاد ہی اسکو مدبر مقید کہتے ہین
اسکی بیع بالاتفاق درست ہی اور مدبر مطلق کی بیع میں اختلاف ہی یعنی وہ شخص جس سے بلا قید یون
کہا جاوے [illegible] کے بعد تو آزاد ہی اور حدیث میں کہین تصریح اوسکی نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مدبر مطلق [illegible] کی ہو بلکہ مطلق مدبر ہی خواہ مدبر مقید ہو خواہ مطلق ہو لہذا حدیث کو بوجہ اجماع
صحابہ [illegible] حدیث [illegible] مدبر مقید پر محمول کرین گے پھر اجماع صحابہ کا موجود اور ادھر جابر رضی سے
[illegible] روایت کہ بیع [illegible] اور لغت اہل مدینہ بھی اسکے مؤید ہی اور ادھر قرآن کی آیت اور حضرت عمر
[illegible] ہر طرح سے عدم جواز بیع مدبر کی تائید کر رہا ہی اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اوسکا کچھ علاج نہین خدا
اوسپر رحم کرے جو عین موافقت کو مخالفت بتلاتے ہین افسوس کہ ان لوگون سے انصاف اٹھ گیا

ایسے مجتہدین کو مخالفت حدیث کا الزام دینا تو انکا تکیہ کلام ہی کیا اسلام اسی کا نام ہی اگر اس جرح وطعن
بزرگان دین سے یہ سمجھے ہوں کہ ہمارا نام بھی پانچویں سواروں میں لکھا جاوے سو یہ خیر وعافیت
بلکہ اولٹی بدنامی ہوگی ع بزور کوہ کندن ہمسر فرہاد نتوان شد ہزار ارباب ہنر از صد یکی مشہور سیگر د
قال مسلہ جہل ویکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اگر کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہو کر
دار الحرب سے دار الاسلام میں آجاوے تو اونکا نکاح نہیں رہتا ٹوٹ جاتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم
کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ کہا پھیر دی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی بیٹی ابی العاص بن ربیع کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ کیا نکاح اوسکا نیا
اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور حاکم نے **اقول** ابن ماجہ میں ہی ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رد ابنتہ زینب علی ابی العاص بن الربیع بنکاح جدید
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی زینب کو ابو العاص پر ساتھ نکاح جدید کے لوٹا دیا
اور اسیطرح ترمذی میں ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رد ابنتہ زینب
علی ابی العاص بن الربیع بمہر جدید ونکاح جدید اور علامہ عینی اور زیلعی نے شرح کنز
میں لکھا ہی فکان المثبت اولی من النافی علی ان ما رووہ غیر صحیح عند اهل
النقل فلا یعارض ما رویناہ الصحیح یعنی پس ثابت کرنیوالا حدیث اولی ہی نفی کرنیوالی سے
علاوہ اسکے وہ حدیث جسکو اونھوں نے روایت کیا ہی نزدیک اہل حدیث کے صحیح نہیں پس معارض
نہوگی اوس حدیث کے جسکو ہمنے روایت کیا ہی بسبب صحت اوسکی کے انتہے البتہ حجاج راوی میں
بعضوں نے کلام کیا ہی اوسکا جواب بھی انھیں دونوں کتابوں میں بعد عبارت مذکور کے موجود
ہی وقد وثقہ اهل النقل حتی خرج لہ مسلم یعنی تحقیق توثیق کی ہی حجاج کے محدثین نے
یہانتک کہ مسلم نے اوس سے روایت بیان کی ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ نکاح جدید کی حدیث قوی
ہی باوجود اس کے جمع کرنا دونوں حدیثوں میں حتی الامکان بہتر ہو لہذا بالنکاح الاول سے مراد

یہ لی جاوے کہ بسبب نکاح پہلے کے رد کر دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کرکے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لم
یُحْدِثْ شَیْئًا کے یہ معنی ہون کہ مہر جیسا تھا ویسا ہی رکھا اوسمین کمی بیشی نکی ورنہ اگر تعارض
ہوگا تو پھر حدیثین اثبات کی ترجیح دی جائین گی چنانچہ محققین کے کلام سے معلوم ہوا بلکہ محدثین کا
مذہب اس حدیث کے مخالف ہی کیونکہ اسمین بعد چھ برس کے لوٹا دینا آیا ہی اور اونکے نزدیک عورت
کی عدت مین اگر مرد مسلمان ہوجاوے تو لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز ہی ورنہ اگر عدت پوری ہوجاوے
اوس کے بعد زوج اسلام لاوے تو پھر لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز نہین رکھتے اور یہان تو چھ
برس کے بعد پہلے نکاح سے لوٹا دینے کی حدیث نقل کرتے ہین پس ظاہر ہی کہ عدت کے بعد لوٹا یا گیا ہی
اور طرفہ یہ ہی کہ نکاح اول کی حدیث کو ابن حجر بلوغ المرام مین اجود اسناد لکھتے ہین اور عمرو بن شعیب
کی حدیث پر جسمین نکاح جدید ہی محدثین عمل کرتے ہین حالانکہ اوسمین اور نہ کسی حدیث مین کہین ثابت
نہین ہوتا کہ عدت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا ہو یا وہ اسلام ایام عدت مین لائے ہون
اس تقریر سے غرض ہماری یہ ہی کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ جو حدیث اسناد مین کسی کے نزدیک بہ نسبت
اور حدیث کے عمدہ ہو وہ عمل بھی اوسی پر کیا کرے عمل اور شی ہی اور اسناد دوسری چیز ہی نفس اسناد کا
کھرا ہونا عمل کے لیے حجت نہین ہوسکتا یہ امر رائے مجتہد پر موقوف ہی جس حدیث کو اوسکا قیاس
صحیح ترجیح دے اوسپر عمل کرے **قال** مسئلہ چہل و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
قبل ذبح سر منڈانے سے دم یعنی جانور ذبح کرنا آتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک کا ہی الخ
اقول امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ ثَنَا الْخَصِيْبُ
ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا
مِنْ حَجِّهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ فَلْيُهْرِقْ دَمًا فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ يُوْجِبُ عَلٰى مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا
مِنْ نُسُكِهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ دَمًا وَهُوَ اَحَدُ مَنْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ مَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ اِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ
فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلَى الْاِبَاحَةِ فِيْ تَقْدِيْمِ مَا قَدَّمُوْا وَتَاخِيْرِ

مَا اَخَّرُوْا مِمَّا ذَكَرْنَا اَنَّ فِيْهِ الدَّمَ وَلٰكِنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَنَا عَلٰى اَنَّ الَّذِيْ فَعَلُوْهُ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى الْجَهْلِ بِالْحُكْمِ فِيْهِ كَيْفَ هُوَ فَعَذَرَهُمْ بِجَهْلِهِمْ وَاَمَرَهُمْ فِي الْمُسْتَاْنَفِ اَنْ يَتَعَلَّمُوْا مَنَاسِكَهُمْ یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے جو شخص مقدم کرے حج مین سے کسی شی کو یا مؤخر کرے پس جانور ذبح کرے یعنی یہ ابن عباس ہین کہ واجب کرتے ہین دم اوس شخص پر جو کسی رکن کو مقدم کرے یا مؤخر کرے حالانکہ ابن عباس اون میں سے ہین جنھون نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سوال کیے گئے کسی شی کا جو مقدم کی گئی ہو یا موخر امر حج مین سے مگر فرمایا آپنے کوئی گناہ نہین پس شرع سے نزدیک اونکے معنی اس حدیث کے یہ کہ تقدیم اور تاخیر جس سے دم آجاتا ہمنے ذکر کیا ہی اون لوگون کو مباح نھی بلکہ معنی اس حدیث کے نزدیک ابن عباس کے یہ ہین کہ جس فعل کو لوگون نے حجۃ الوداع مین کیا ہی وہ بسبب جاننی حکم اوسکے کے تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ حکم اسکا کیون کر ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو معذور رکھا اور حکم فرمایا کہ مناسک حج سیکھیں انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لا حرج کے معنی یہ ہین کہ کچھ گناہ نہین یہ معنی نہین کہ اسمین دم دینا بھی نہین آتا علاوہ اسکے یہ کہا نسے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا وہ قارن یا متمتع تھا مفرد نہ تھا اگر مفرد ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی اسپر تقدیم اور تاخیر مین دم لازم نہین آتا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہی معلوم کر تو کہ تحقیق افعال حج کے قربانی کے دن چار ہوتے ہین کنکریان مارنا اور ذبح کرنا اور سر مونڈانا اور طواف کرنا اور اختلاف کیا اونھون نے اس امر مین کہ یہ ترتیب سنت ہی یا واجب ہی پس ایک جماعت جنمین سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک ہین طرف وجوب کے گئی ہی اور کہا اونھون نے کہ مراد نفی حرج سے گناہ نہونا ہی بسبب عدم علم اور نسیان کے لیکن دم واجب ہی اور کہا علامۂ طیبی نے کہ ابن عباس نے مثل اسی کے حدیث روایت کی ہی اور دم واجب کیا ہی پس اگر نہوتی یہ بات کہ اونھون نے اس حدیث کے یہی معنی سمجھے اور جانا کہ یہی معنی مراد ہین البتہ نہ حکم کرتے بر خلاف اوسکے انتہی قال مسلہ چہل وسوم ہدایہ

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کا ہی الخ **اقول** نسائی مین ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی خالد بن الولید سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین حلال ہی کھانا گوشت گھوڑے کا اور خچر کا اور گدھے کا انتہی اور ابوداؤد مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور اسی طرح ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز نہین اور حرمت کو حلت پر ترجیح ہی اس لیے کہ کم سے کم کراہت تو ضروری ہوگی پس مذہب امام صاحب اور امام مالکؒ اور اوزاعی اور ابو عبیدؒ کا جو موافق مذہب ابن عباسؓ کے ہی حدیث کے مخالف نہین اور یہ حدیث جو حرمت مین وارد ہے صحیح ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے خوب مفصل شرح کنز الدقائق مین کردی ہی غرض کہ احتیاط کرنا بہتر ہی کیونکہ دونون حدیثون کے تعارض سے شبہہ حلت مین پڑ گیا ہی **قال** مسئلہ چہل و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی بیع مین جب ایجاب و قبول ہو جاوے تو بیع ہو چکی بائع اور مشتری کو بیع کے توڑ ڈالنے کا اختیار نہین لیکن اگر کچھ عیب نکل آوے یا جس چیز کو مشتری نے خرید کیا ہی اوسکو اوسنے دیکھا نہو تو بیع ٹوٹ سکتی ہی الخ **اقول** تفرق کی دو قسمین ہین تفرق بالابدان و تفرق بالاقوال پھر تفرق بالابدان بھی دو طرح پر ہوتا ہی ایک یہ کہ بعد ایجاب و قبول کے ہو دوسرے یہ کہ بعد ایجاب کے قبل قبول ہو اور حدیث مین کسی قسم کی تصریح نہین پس تفرق کو جو حدیث مین واقع ہی ایک قسم ابدان کے ساتھ خاص کر لینا اور پھر تفرق بالابدان کو بعد ایجاب و قبول ہی کے لینا اور پھر طرفہ یہ ہی کہ دوسرے معنی کو مخالف حدیث کے کہنا غایت درجے کی بلاہت اور سفاہت ہی اسپر کوئی دلیل برہانی تو درکنار اقناعی حجت بھی آجتک میسر نہین ہوئی کیا

تفرق بالاقوال عرب کے محاورے مین نہین آتا قرآن شریف مین نظیر اسکی موجود ہے وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا
یُغْنِ اللّٰهُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ یعنی اگر زوج اور زوجہ جدا ہو جائین گے تو اللہ تعالے ہر ایک کو اپنی
وسعت سے بے پروا کر دے گا انتہے اور ظاہر ہے کہ یہان تفرق سے مراد ابدانی تفرق نہین بلکہ
تفرق طلاقی ہے جو بالاقوال ہوتا ہے اور دوسری نظیر آیت کی یہ ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ
اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ یعنی نہین متفرق ہوے وہ لوگ جو کتاب دیے گئے ہین
مگر بعد اسکے کہ آئی اونکے پاس حجت واضح انتہے اسی طرح یہان بھی تفرق بالاقوال مراد ہے جیسا
تفسیر مین جانیے ملاحظہ فرمایئے چونکہ بعضون نے تفرق بالاقوال کا انکار کیا تھا کہ محاورہ عرب
مین نہین آتا اس لیے ہمنے قرآن شریف سے کہ ابلغ الکلام ہے دو نظیرین بیان کر دین پس سمجھیے
کہ تفرق مین کئی معنون کا احتمال تھا ہر فرقے نے حسب ترجیح قیاس و نظائر شرعی ایک معنی ہمین سے
اختیار کیے یہی وجہ اختلاف کی واقع ہوئی پس امام صاحب اور امام مالک اور ثوری اور نخعی اور ربیعہ
اور اہل کوفہ اور ایک جماعت اہل مدینے کی اور امام احمد ایک روایت مین اسطرف گئے کہ حدیث
مین تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے امام محمد موطا مین اسی حدیث کے بعد لکھتے ہین وَبِهٰذَا
نَاْخُذُ وَتَفْسِیْرُهٗ عِنْدَنَا عَلٰی مَا بَلَغَنَا عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ اَنَّهٗ قَالَ الْمُتَبَایِعَانِ
بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا عَنْ مَنْطِقِ الْبَیْعِ اِذَا قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُکَ فَلَهٗ اَنْ یَّرْجِعَ
مَا لَمْ یَقُلِ الْاٰخَرُ قَدِ اشْتَرَیْتُ فَاِذَا قَالَ الْمُشْتَرِیْ قَدِ اشْتَرَیْتُ بِکَذَا وَکَذَا
فَلَهٗ اَنْ یَّرْجِعَ مَا لَمْ یَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَعَامَّةٍ مِنْ
فُقَهَائِنَا یعنی اور اسی حدیث کا ہم اعتبار کرتے ہین اور تفسیر اوسکی نزدیک ہمارے جیسا کہ
پہونچا ہمکو ابراہیم نخعی سے یہ ہے کہ کہا اونھون نے بیع کرنیوالونکو اختیار ہے جبتک کہ دونون گفتگو
بیع سے علحدہ نہو جائین جبکہ بائع کہے کہ بیچا مین نے تجھے پس اوسکو اختیار ہے جب تک کہ دوسرا
یون نہ کہے کہ خریدا مین نے اور جب خریدنیوالا کہے کہ خریدا مین نے بعوض اسکے اور اسکے
پس اوسکو اختیار ہے کہ اس قول سے رجوع کرے جبتک کہ بائع نے یون نہین کہا کہ بیچا مین نے

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام فقہا ہمارے کا ہے انتہے اور تفرق بالابدان جو بعد ایجاب قبل قبول ہو
اوس میں بھی خیار ساقط ہو جاتا ہے اور اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں
چنانچہ عیسیٰ بن ابان نے کتاب الحجۃ میں اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں اور امام ابو یوسف
سے بھی یہی معنی مروی ہیں اَلْفُرْقَةُ الَّتِیْ تَقْطَعُ الْخِیَارَ الْمَذْکُوْرَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ هِیَ
الْفُرْقَةُ بِالْاَبْدَانِ وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ بِعْتُكَ عَبْدِیْ
هٰذَا بِاَلْفِ دِرْهَمٍ فَلِلْمُخَاطَبِ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ اَنْ یَّقْبَلَ مَالَمْ یُفَارِقْ صَاحِبَهٗ
فَاِذَا افْتَرَقَا لَمْ یَکُنْ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ یَّقْبَلَ وَهٰذَا اَوْلٰی مَا حُمِلَ عَلَیْهِ هٰذَا
الْحَدِیْثُ یعنی وہ فرقت جو ساقط کر دیتی ہے اوس اختیار کو جو احادیث میں مذکور ہے وہ فرقت بالابدان
ہے اور یہ اسطور پر ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں نے اپنے اس غلام کو بعوض ایکہزار درہم کے
فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار ہے قبول کر لینے کا جب تک کہ اپنے ساتھی
سے جدا نہیں ہوا پس جب دونوں جدا ہو جائینگے تو پھر اوسکو قبول کرنا نہیں پہونچتا اور یہ
معنی اولیٰ ہیں اون معنوں سے جنپر یہ حدیث حمل کیجاوے انتہے غرض کہ حنفیہ کے نزدیک تفرق
بالابدان اور تفرق بالاقوال دونوں مینا پس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا
دعوا جواب کا تھا وہ بالعکس ہو گیا اب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال** مسئلہ جہل
و بیحجم ہدایہ بحیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گائے کو ذبح کرے اور اوس کے پیٹ
میں سے مرا ہوا بچہ نکلے تو نہ کھاوے خواہ اوسکے بال ہوں یا نہوں الخ **اقول** عینی
شرح ہدایہ میں ہے وَالْجَوَابُ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّهٗ لَا یَصِحُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِهٖ
فَاِنَّهٗ یُرْوٰی ذَکَاةُ اُمِّهٖ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ فَاِنْ کَانَ مَنْصُوْبًا فَلَا اِشْکَالَ فَاِنَّهٗ
لِلتَّشْبِیْهِ وَاِنْ کَانَ مَرْفُوْعًا فَکَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَقْوٰی مِنَ التَّشْبِیْهِ مِنَ الْاَوَّلِ
عُرِفَ ذٰلِكَ فِیْ عِلْمِ الْبَیَانِ یعنی اور جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال
کرنا درست نہیں کیونکہ حدیث کی لفظ ذکات میں زبر اور پیش دونوں روایت کیے گئے ہیں پس اگر

منصوب لیا جاوے تو کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ یہ واسطے تشبیہ کے ہے اور اگر مرفوع لو تو بھی کچھ اشکال نہیں کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سے بھی زیادہ قوی ہے اسکا ذکر علم بیان میں کیا گیا ہے انتہے پس اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبح کرنا جنین کا مثل ماں کے ذبح کرنے کے ہے اور نصب کی روایت ان معنوں کے مرجح ہے کیونکہ اوسمیں بغیر تشبیہ کے کوئی دوسری صورت متصور نہیں اور رفع کی حالت میں بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہے چنانچہ قرآن شریف میں ہے وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ یعنی اور جنت کہ وسعت اوسکی مثل وسعت آسمانوں اور زمین کے ہے انتہے اور عرب زَیْدٌ الْاَسَدُ کہتے ہیں یعنی زید مانند شیر کے ہے اور کسی شاعر کا قول ہے ع وَعَیْنَاکِ عَیْنَاهَا وَجِیْدُکِ جِیْدُهَا + وَلٰکِنَّ عَظْمَ السَّاقِ مِنْکِ دَقِیْقُ یعنی اور آنکھیں تیری ای معشوقہ ہرنی کی سی آنکھیں ہیں اور گردن تیری مثل گردن ہرنی کے ہے لیکن ہڈی ساق کی تیری ہڈی سے باریک ہے انتہی اور اگر رفع کی صورت میں تشبیہ نہ لی جائے گی تو پھر معنی درست نہوں گے کیوں کہ اوسوقت معنی یہ ہوں گے کہ ذبح کرنا جنین کا اوسکی ماں کا ذبح کرنا ہے یعنی جنین کی ذکات کفایت کرتی ہے ماں کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ ذکاۃ الجنین مبتدا ہے اور ذکاۃ امه اوسکی خبر ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کَلَامُ زَیْدٍ کَلَامُ الْقَوْمِ یعنی کلام زید کا کلام قوم کا ہے یعنی اس کے کہ کلام زید کا کافی ہے کلام قوم کی کچھ احتیاج نہیں آور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوتے ہیں تو مبتدا کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہے یعنی پہلا لفظ مبتدا ہوا کرتا ہے اور دوسرا خبر پس اس قاعدہ عرب کے رو سے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبح کرنا کافی ہے ماں کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہیں حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہیں کہ فقط بچے کو ذبح کرنا کافی ہے اور ان معنوں میں جو امام صاحب لیتے ہیں کہ جنین کا ذبح کرنا مثل ماں کے ہے یعنی جیسے ماں ذبح کیجاتی ہے ویسے ہی جنین کو بھی ذبح کرنا چاہیے اسکے ذبح کا کوئی اور طریق نہیں ہے دونوں کا ذبح کرنا برابر ہے کوئی قباحت نہیں لازم آتی بلکہ قرآن شریف کے مطابق ہے کیونکہ کلام مجید میں میتہ کا کھانا حرام کیا گیا ہے اور میتہ اوس جانور کو

کہتے ہین جو بغیر ذبح کے مرجاوے اور پھر ذبح کرنا خداے تعالی نے شرط بھی کردیا ہی چنانچہ اِلَّا
مَا ذَكَّيْتُمْ سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ذبح کی ہوئی شی کھانی درست ہی ورنہ حرام ہی یہ خلاصہ تقریر علامہ
زیلعی کا ہی اور موطا امام محمد مین ہی عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ لَا تَكُوْنُ ذَكَاةُ نَفْسٍ ذَكَاةَ
نَفْسَيْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے ایک جان کا ذبح
کرنا دو جانون کے قائم مقام نہین ہوتا انتہے پس یہان موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک
بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہی نکلتی ہی وہ یہ ہی کہ بعد ذبح کرنے کسی جانور کے اسمین سے مرا ہوا
بچہ نکلے تو احتمال ہی کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر مرگیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سو صورت ثانی مین
موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہوسکتے ہین کہ ذکاۃ ام کی کافی ہی ذکاۃ جنین کو لیکن صورت
اول مین یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہونگے اسواسطے کہ اول تو وقت ذکاۃ ام کے وہ جنین نہین ہوسکتا کہ
جنین کہتے ہین زندہ بچے کو جو مان کے پیٹ مین ہو حالانکہ وہ یہان مردہ تھا پس ذکات ام کی بچہ
مردہ کو کیونکر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا مان کے پیٹ مین قبل ذبح کے مردار تھا اب بھی بعد پیدا ہونے
کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہان واسطے بچنے اس شبہہ حرمت کے معنی
حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق محاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط
بھی کی گئی پس یہان نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونون حدیثون کے
کسکا مذہب ہی مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ یعنی جو شخص شبہہ کی باتون سے
بچا سو بیشک اوسنے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلَى مَا لَا يَرِيْبُكَ یعنی
جس چیز مین شک ہو اوسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و ذوق
سلیم چاہیے ایسی باتین فرقہ ظاہریہ کی کب سمجھ مین آتی ہین ع ہزارون نکتے یہان
بال سے بھی ہین باریک + کہ جسکی عقل ہو موٹی وہ اسکو کیا جانے + **قال** مسئلہ چہل و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مہر مقرر کرے
اوسکی برس دن کی خدمت کرنی یا پڑھانا قرآن کا تو یہ مہر نہ ٹھہرا اوسکو کافی نہوگا اور مہر

مثل وبنا آوے گا الخ **اقول** علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے لَنَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَلَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَلَهٗ شَاهِدٌ يَعْضُدُهٗ وَهُوَ مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَلَا يَكُوْنُ الْمَهْرُ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ اَيْضًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ بَلَغَنَا ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَامِرٍ وَاِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَيُحْمَلُ كُلُّ مَا اَفَادَ ظَاهِرُهٗ كَوْنَهٗ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةٍ عَلٰى اَنَّهُ الْمُعَجَّلُ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْعَادَةَ عِنْدَهُمْ كَانَ تَعْجِيْلُ بَعْضِ الْمَهْرِ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ مَعْهُوْدًا وَجَبَ حَمْلُ مَا يُخَالِفُ مَا رَوَيْنَاهُ عَلَيْهِ جَمْعًا بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ وَكَذَا يُحْمَلُ اَمْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْتِمَاسِهٖ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ عَلٰى اَنَّهٗ تَقْدِيْمُ شَيْءٍ تَأَلُّفًا وَلَمَّا عَجَزَ قَالَ قُمْ فَعَلِّمْهَا عِشْرِيْنَ اٰيَةً وَهِيَ امْرَاَتُكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَهُوَ مُحْتَمِلٌ رِوَايَةَ الصَّحِيْحِ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا يُنَافِيْهِ وَبِهٖ تَجْتَمِعُ الرِّوَايَاتُ یعنی ہماری دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بروایت جابر نہیں مہر ہے کمتر دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے اور واسطے اس حدیث کے تائید کرنے والی وہ حدیث ہے جو علی رض سے مروی ہے کہ فرمایا نہ کاٹا جائے ہاتھ کمتر دس درہموں سے اور نہیں ہوتا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو بھی دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا امام محمد نے یہی حدیث ہمکو علی اور عبد اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رض سے پہونچی ہے پس وہ حدیث جسمیں ظاہر اوس درہموں سے کم مہر کا ذکر ہے حمل کیجاوے گی اوپر مہر معجل کے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عادت اونکی تھی قبل جماع کے کچھ مہر دیا کرتے تھے اور جب یہ امر مقرر تھا تو اون احادیث کا جو ان احادیث کے مخالف وارد ہوے ہیں مہر معجل پر حمل کرنا واجب ہوا تا کہ سب احادیث میں

تنفیق ہوجاوے اور اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
اسپر محمول ہے کہ کوئی شی واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
تو فرمایا آپنے اوٹھ اور اس عورت کو بس آیتین تعلیم کردی یہ تیری زوجہ ہوگئی روایت کیا اسکو
ابوداؤد نے اور یہی محمل روایت صحیح کا ہے کہ آپنے فرمایا ہمنے تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
کردیا کیونکہ یہ اوسکی منافی نہین اور اس گفتگو سے سب روایتین متفق ہوجائینگی انتہی ملتقطا
اور مبین الحقائق مین ہے واما قولہ علیہ السلام ملکتکہا بما معک من القرآن
فما فیہ دلالۃ علی ان القرآن جعلہ مہرا ولہذا لم یشترط ان تعلمہا
وانما قال بما معک من القرآن ای بسبب ما معک من القرآن لحدیث
ام سلیم وفیہ فکان صداق ما بینہما الاسلام وہو لا یصح صداقا بالاجماع
یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کردیا ہمنے تجکو اوسکا بسبب اوسکے جو تیرے
پاس قرآن ہے پس نہین دلالت اس قول مین قرآن کو مہر کیا ہے اور اسیوجہ سے یہ شرط نکی کہ اوسکو
تعلیم کردے بلکہ بما معک من القرآن فرمایا یعنی بسبب اوس کے جو تجکو قرآن آتا ہے کیونکہ
حدیث ام سلیم مین آیا ہے کہ مہر درمیان دونون کے اسلام تھا حالانکہ اسلام بالاتفاق مہر نہین
ہوسکتا انتہی خلاصہ تقریر دونون محققون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب دستور مہر معجل سمجھا جاے
چنانچہ ابوداؤد کی روایت مین ارشاد تعلیم ہے تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم مین ادا ہوجاوے گا چنانچہ
علی رضی اللہ عنہ سے آپنے پہلے کچھ مہر دلوادیا تھا حالانکہ مہر اونکا چارسو درہم بندھا تھا اسیطرح
یہان بھی آپنے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہین کہ اب مہر اور
دینا نہین آتا اسیقدر کافی ہے اسپر کوئی لفظ حدیث کا نہین دلالت کرتا ابوداؤد کی روایت سے قطع نظر
کیجاوے صحیحین کی روایت مین تو یہ لفظ نہین پس معنی یہ ہوے کہ قرآن شریف کی وجہ سے یعنے
کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کردیا جیسے ابوطلحہ کا نکاح بوجہ اسلام کے کردیا تھا پس مہر کیونکر
ساقط ہوسکتا ہے ہان اوس عورت نے جیساکہ بعضون نے کہا ہے ہبہ کردیا ہو تو بیشک ساقط

شرح مہذب

ہوجاویگا ورنہ حدیث سے کہین مستنبط نہین ہوتا کہ مہر اوس سے کم نہین رہا اور ہماری روایتین بسبب کثرت طرق کے مرتبۂ احتجاج او راستناد تک پہونچ گئی ہین اور امام نووی نے شرح مہذب مین کہا ہے کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہوجاتی ہے ذکر کیا اسکو علامہ عینی نے شرح کنز مین اور احادیث مین تطبیق عمدہ ہے یا ترک ہان اگر تطبیق نہو سکے اوسوقت مجبوری ہے علاوہ اسکے قرآن شریف مین بھی اسکی تایید موجود ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ یعنی حلال کی گئین تمپر عورتین ماسوا ان عورتون کے با ینطو رکہ طلب کرو تم بدلے مالون اپنے کے انتہے پس مقید کیا حلت کو طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ بغیر مال کے حلال نہین اور بعض ظاہریہ کے نزدیک تو ایک جو بھی اگر مہر ہو تب بھی نکاح درست ہے اور وہ عورت حلال ہوجاتی ہے حالانکہ ایک جو مال نہین ہے چنانچہ تبیین الحقائق مین لکھا ہے کہ کہا

تبیین الحقائق

بعض ظاہریہ نے جس شی کا ہبہ یا میراث سے مالک ہوجاتا ہے وہ شی مہر ہوسکتی ہے اگرچہ بیع مین ثمن ہونے کی صلاحیت نرکھتی ہو جیسے گیہون کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہریہ کا مہر کے بارے مین زیادہ فاسد ہے اس لیئے کہ ایک دانہ گیہون کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہین کرتا اسیوجہ سے اگر گرجاتا ہے تو اوسکو اوٹھاتے نہین اور اللہ تعالے نے نکاح بعوض مال کے مشروع کیا ہے اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئین تمپر ماسوا انکے باین طور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور نہین مشروع کیا بدون مال کے انتہی

قال مسئلہ چہل و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اوسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ قتل کریگا اپنے غلام کو قتل کرین گے ہم اوسکو اور جو شخص کہ کاٹیگا اعضا اپنے غلام کے کاٹین گے ہم اعضا اوسکے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ روایت ہے حسن بصری کی سمرہ سے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ مین اوسکے اوس سے ابو داؤد

اور نسائی کی روایت مین ہی کہ جو خوجہ کریگا اپنے غلام کو خوجہ کردا لینگے ہم اوسکو اور صحیح کہا حاکم نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جمہور کے نزدیک الا ماشاء اللہ متروک الظاہر ہی مرقات شرح مشکوۃ مین ہی کہا خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہی تا کہ لوگ قتل غلام سے بچین پس اس فعل پر اقدام نکرین جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے شراب پینے والے کے حق مین جسوقت شراب پیے درے لگاؤ پھر اگر پیے پھر لگاؤ پھر فرمایا چوتھی یا پانچوین مرتبہ مین اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسنے چوتھی یا پانچوین مرتبہ شراب پی تھی آپکی خدمت مین لایا گیا اوسکو قتل نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث کو محمول کیا ہی اوس صورت پر کہ پہلے غلام ہو پھر اوسکی ملک سے خارج ہوگیا ہو تو وہ حریت مین اوسکے برابر ہی اور بعضے سلف گئے کہ یہ حدیث منسوخ ہی قول اللہ تعالے سے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ یعنی حر بدلے حر کے اور غلام بدلے غلام کے انتہے کلام الخطابی اور حنفیہ اسطرف گئے کہ حر دوسرے شخص کے غلام کے قصاص مین قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک کہتے ہین کہ آزاد غلام کے قصاص مین قتل نہ کیا جائے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہی کہ غلام کا قصاص مولی سے نہ لیا جاویگا چنانچہ ترمذی شریف مین ہی لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ یعنی درمیان غلام اور مولی کے قصاص نہین قتل کرنے مین اور نہ ماسوائے قتل مین انتہی آن عبارتون سے معلوم ہوا کہ چارون اماموں کے نزدیک مولی اور غلام مین قصاص جاری نہین ہوتا اور حدیث یا تو منسوخ ہی یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد ہوئی ہی جیسا کہ شارب خمر مین زجرا فرمایا ہی **قال** مسلہ چہل وششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کردے کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اوسکو نکاح مین دیوے اور مہر کچھ نہ باندھین تو اس صورت مین نکاح دونون کا صحیح ہی لیکن دونون کو مہر مثل دینا آوے گا الخ **اقول** حدیث مین شغار کی

ممانعت ہی اسکا حنفیہ انکار نہیں کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہین شغار
مین تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط
بدلا نکاح کا نکاح سے ہوجاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر
مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آئیگا تو بیشک مخالف
حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب
بھی مخالفت ہوجاویگی اسمین کوئی عاقل کیا بلکہ ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر
ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق بین ہی ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
کا الزام دینا کمال سفاہت ہی ہ ابتک نہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ ÷ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ہان اس نکاح کی کراہیت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اس کے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور
فتح القدیر مین ہی إنَّ مُتَعَلَّقَ النَّهْيِ وَالنَّفْيِ مُسَمَّى الشِّغَارِ وَمَاخُوذٌ فِي مَفْهُومِهِ
خُلُوُّهُ عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُونَ بِنَفْيِ هٰذِهِ الْمَاهِيَّةِ
وَمَا تَصْدُقُ عَلَيْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّكَاحَ كَذٰلِكَ بَلْ نُبْطِلُهُ یعنی متعلق نہی اور نفی
کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو
قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور جو شی اسپر صادق آوے ہم نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** مسئلہ چہل و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے اور اگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
لوگون مین چند روز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین
برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین انتہی
اقول گری ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اوس کے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین
کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ بخاری

کی روایت مین ہے قَالَ سُوَیْدُ بْنُ غَفَلَةَ لَقِیْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ فَقَالَ اَخَذْتُ صُرَّةً فِیْهَا مِائَةُ دِیْنَارٍ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ یَّعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَیْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ یعنی سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اونھون نے پائی مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتمین پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کرو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اوس شخص کو جو اوسکو پہچانے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس فرمایا ایک سال اور مشہور کرو سو شہرت دی مین نے پس پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری اور ابوداؤد کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک سال ہی فقط آیا ہے بعضی حدیث مین مطلق تعریف آئی ہے کوئی مدت معین نہین ہے بعضے مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابوداؤد مین ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعَصَا وَالْحَبْلِ وَالسَّوْطِ وَاَشْبَاهِهٖ یَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ وَیَنْتَفِعُ بِهٖ یعنی جابر رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اوسکو اوٹھالے اور اوس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْ لَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَکَلْتُهَا یعنی انس رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھا لیتا انتہی خیر ان چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور ایک حدیث مین تو ایک دینار کیواسطے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون ان حدیث سے

بخاری صفحہ ۳۲۸
بخاری صفحہ ۳۲۸ مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۰
ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۳۷
ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۳۸
بخاری صفحہ ۳۲۸

ابوداود وعلله بالارسال
صفحہ ۲۰۳

معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا
چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ علی رضہ گھر مین آئے اور دونو صاحبزادے حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ عنہما رو رہے تھے فرمایا کیون روتے ہین حضرت فاطمہ رضہ نے کہا کہ بھوک سے روتے ہین
پس حضرت علی رضہ باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ رضہ کو
خبر دی اونھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اوس سے لیلو پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اوس نے لو اپنا دینار
اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت
فاطمہ رضہ سے اس امر کی اطلاع کی اونھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جاکے ایک درہم
کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین گرو
کردیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رضہ نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ رضہ نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھون نے پس وہ ہنوز اپنی جگہہ پر
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا ہے
ای علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمھارا ہمارے ذمے ہوا اوس
قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی پس ظاہر ہی
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو
کسی صورت سے ثابت نہین ہوسکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ

کوئی مقدار متعین لازم نہین جیسے شی ہو اوسکو اوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو
کم دن اور اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر شی کیواسطے ایک
ہی سال متعین ہی بلکہ مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اور سب صحیح حدیثون کی ہین بلکہ تعین
کر لینا خلاف حدیث ہی **قال** مسلہ نجاہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ بکری اور
گائے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہے الخ **اقول** تبیین الحقایق مین لکھا ہی
وَمَا رَوَاهُ كَانَ فِي دِيَارِهِمْ اِذَا كَانَ لَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَنَحْنُ نَقُولُ
فِي مِثْلِهِ يَتْرُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ عُثْمَانُ اَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا
ثُمَّ تُبَاعُ فَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا اُعْطِيَ ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ اونٹ گم شدہ کو نہ پکڑو
یہ اونکی ملک مین اوسوقت تھا جبکہ اونپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہین کہ ایسے
وقت مین چھوڑ دے اونکو اور اس پر دلالت کرتی ہی روایت عثمان رض کی کہ حکم دیا کہ اول اونکی
شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائین پس جسوقت مالک اونکا آوے قیمت اونکی دیجاے
انتہی اور امام نووی اس حدیث مسلم مَنْ اٰوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا
کی شرح مین لکھتے ہین وَيَجُوزُ اَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّةِ هٰهُنَا ضَالَّةَ الْاِبِلِ
وَنَحْوِهَا مِمَّا لَا يَجُوزُ الْتِقَاطُهَا لِلتَّمَلُّكِ بَلْ اِنَّمَا يَلْتَقِطُ لِلْحِفْظِ عَلٰى صَاحِبِهَا
یعنی اور جائز ہی کہ مراد یہان ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اوس چیز سے جسکا لینا واسطے
مالک ہونے کے جائز نہین بلکہ پکڑ لینا اوسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی
انتہی اور مبسوط مین ہی کہ یہ امر اوسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت دارونکا غلبہ تھا
کہ کسی خائن کا اوس پر قابو نہین ہوتا تھا جب اوسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن
ہمارے زمانے مین خائن کے دست اندازی کا خوف ہی پس اوسکے پکڑ لینے مین رعایت
اوسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی
ہی کہ شارع کا مقصود اوس کے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بتایا

لردیا ہی پس جب زمانے کا انقلاب ہوجائے اور وہ شی تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت مشکل
خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی انتہے علاوہ اسکے حدیث
سے چھوڑ دینے کا فقط جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین
ہوسکتی یہ آپکے فہم کا قصور ہی ہر جگہ مخالف حدیث کہہ دینا آپکا پرانا دستور ہی اس عجیب کی
عادت بد کو چھوڑ دیجیے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے **ع** سیاہ روشود انکس
کہ عیب بین گردد + چو خامہ بر سخن ہیچ کس مدانگشت **قال** مسلہ پنجاہ ونہم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام مین لانا اوسکا
درست نہین الخ **اقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
مالک ہوجاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیونکہ بخاری
مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطہ کا مسلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
سال تعریف کر پھر اوسکو خرچ کرلے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شی ادا کردے انتہے
اور مسلم کی روایت مین ہی پس خرچ کرلے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے
پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کردے اوسکو شی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم
ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اوسکا آوے فوراً اودیدے اگر خرچ بھی
کرلے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دارقطنی مین ہی فان
جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهِ اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَاتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَلْيُخَيَّرْ بَيْنَ
الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہیے کہ دیدے اوسکو اور اگر نہ
آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کردے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے
خواہ وہ شی انتہی اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کرلینا نہین چاہیے
البتہ اگر محتاج ہو خرچ کرلے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کردے اور صدقہ
بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہے کہ ابی بن کعب کی
حدیث حجت نہین ہوسکتی اس لیئے کہ حکایت حال ہے جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
فقر کو معلوم کرلیا ہو یا تو قرض کیوجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا آپنے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہو یہ ہمارے
نزدیک بھی جائز ہے امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
کرلیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حربی کا ہے بلکہ ظاہر یہی ہے اس لیے کہ دار الاسلام مین اوسوقت وسعت نہ
تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا اوسپر پوشیدہ نرہتا انتہے پھر قرآن شریف مین بھی آیا ہے وَلَا تَأْكُلُوا
أَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھاجاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہے پس حدیث اور قرآن سے
ثابت ہوگیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تلگا کسی کا مال کھانا نہین چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے
تو اوسکو صرف کرلے مگر اوسکے ذمے وہ شے رہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے
صدقہ بالاجماع ثابت ہے پھر حدیث مین بھی اوسکی تائید ہے پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث
خوب ہوجائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی بہیدہ سوچیے تو پھر اعتراض
کیجیے ع مزن بے تامل بگفتار دم **قال** مسلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اوسکا ہاتھہ کاٹنا واجب نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے بھی عمرو بن شعیب کے اُس حدیث کا جو کہ مسلہ چہل
و نہم مین ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گذرے **اقول** مسلہ ہدایہ کا تو یہ ہے جو
شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھہ اوسکا نہ کاٹا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو
ہاتھہ کاٹا جاوے معترض صاحب نے ہدایے کی اول صورت لکھی اور اوسکو حدیث جرین کے
مخالف ٹھہرایا ہم حیران ہین کہ معترض صاحب کے کچھہ دماغ مین بوجہ پیرانہ سالی کے خلل آگیا
یا روز ازل سے یہ بلادت اور کج فہمی ہن کی اونکے حصے مین آئی ہے غور کا مقام ہے کہ عدم قطع سرقہ درخت
مین ہے حفوظ جگہ یعنی جرین مین جو قطع ید حدیث مین وارد ہوا ہے او سمین تو ہدایہ مین بھی قطع ید لکھا ہے
اسمین تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب نے اسپر طعن کیا دعوا کچھہ کرتے ہین اور دلیل کچھہ لاتے

ہین اونکے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین مگر ان جاہل ان پڑھ لوگون کے بہکانے کو ایک
مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلے اسکے کافی ہی غالبًا معترض صاحبنے سو مسائل کی منت مانی ہی اسلیئے
اونھون نے واسطے ایفای نذر کے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اوسکو مخالف
اوس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب کھلیان کرتے ہیں
میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا اور کھلیان ایک
شی ہی جو مخالفت حدیث لازم آوے ع برین عقل و دانش بباید گریست آخر سو مسلون کا
التزام بھی تو ضرور ہی وہ کیونکر ہوسکتا ہی اونکو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہیے حنفیہ کے نزدیک بھی
جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے مین قطع نہین
چنانچہ ابوداود مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہی اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی قاموس مین حَمْلُ الشَّجَرِ
کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لٹکتا ہو پھر حنفیہ نے کیا قصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور
جرین تو وہ جگہ ہی جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہین اوسمین قطع ید ہی
چنانچہ ہدایے مین لکھا ہی وَالَّذِيْ يُؤْوِيْهِ الْجَرِيْنُ فِيْ عَادَتِهِمْ هُوَ الْيَابِسُ مِنَ الثَّمَرِ
وَفِيْهِ الْقَطْعُ یعنی وہ شی جسکو جرین ٹھکانا دے اونکی عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہی اور اوسمین
قطع ید ہی انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ
نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے مین قطع نہین اوسکی سند مین ابوداود کی حدیث ابھی
ہمنے لکھدی پس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت لیجیے مخالف پڑے گی اور وجہ
اوسکی یہ ہی کہ جرین محفوظ ہوتا ہی اور درخت محفوظ نہین ہوتا اسلیے سرقہ اوسمین صادق آتا ہی اور
اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے مین
تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغواے عوام کے یہ بھی لکھدیا مارے گھمنڈ

پھوٹے انکہ کون پوچھتا ہی ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا + الا یا ایّہا السّاقی
ادر کاسًا و ناولہا + **قال** مسلہ پنجاہ و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ حکم پڑی
ہوئی چیز کے اوٹھانیکا حل اور حرم کا برابر ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین
خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیون کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح
مسلم مین لکھا ہی قولہ نَہی عَن لُقطۃِ الحَاجّ یعنی عن اِلتقاطِہا للتملّک و اَمّا
اِلتقاطُہا للحِفظِ فقط فلا منع مِنہُ وقد اوضح ہذا صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیثِ الآخرِ ولا یحلّ لُقطتہا الّا لِمُنشِدٍ یعنی قول راوی کا
کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیون کے لقطہ سے مراد اس سے اوٹھا لینا اوس کا
واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اوٹھانا اوسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہین ممانعت اوسمین
اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے قول مین جو دوسری حدیث مین
وارد ہی کہ نہین حلال ہی لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین مین موجود
ہی اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہی کہ اس زمانے
مین حاجیون کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اوٹھا لینی چاہیے کیونکہ چوری مکے مین بہت پھیل
گئی ہی اور حسب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے باقی رہ جائے پھر بر تقدیر مشروعیت اوسکے
ضد اوسکی کسی مفسدہ کو متضمن پائی جاوے تو اوس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا برخلاف اون چیزون کے جو
کسی سبب سے جاری ہوئین اور راہ اوسکے باقی رہنے مین مفسدہ نہو جیسے طواف مین رمل اور
اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اوس
حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہی پس حاجیون کا لقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز ہوا خصوصا
آجکل تو مکہ معظمہ مین چوری کا ایسا شیوع ہی کہ اظہر من الشمس ہی گویہ کام وہان کے اہل احتیاج
اور غربا اور اراذل قوم کا ہی شرفا اس فعل سے محفوظ ہین مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری ہو جاتی ہی

سے بٹتے رہجاتے ہین اور ادائی کان حج بوجہ مفلسی کے اونپر دشوار ہوجاتا ہے اگر کوئی اوسوقت
اونکی ہمیانی اوٹھاکر شہو کرے اور اونکو ملجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
یا یہ امر اچھا ہے کہ اوسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اوسکو اوٹھالے ہمکو تو نقل اور
عقل سے اسکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہے چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اسکی تصریح ہے کہ صرف کو اوٹھا
لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کردینا اپنے اوپر
الزام لیناہے ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی * **قال** مسئلہ پنجاہ وچہارم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے
ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہے بعض قائل
ہین کہ قیمت اوسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہہ
جس سے حدود ساقط ہوجاتے ہین نرہے ابوداود مین ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ دِينَارٌ اَوْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سپر کے
جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی مین ہے عَنْ اَيْمَنَ قَالَ لَمْ يَكُنْ
تُقْطَعُ الْيَدُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَ
قِيمَتُهُ يَوْمَئِذٍ دِينَارٌ یعنی ایمن رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے نہین ہاتھ کاٹا جاتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اوسکی اوسوقت
ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہے وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ اَنَّهُ قَالَ لَا قَطْعَ
اِلَّا فِي دِينَارٍ اَوْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ یعنی تحقیق روایت کی گئی ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا
اونھون نے نہین قطع ہے مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی اور دوسری روایت نسائی

نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین دس درہم تھے انتہی اور نیز یہی روایت نسائی کی عطا سے ہے قَالَ اَدْنٰی مَا یُقْطَعُ
فِیْہِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ عَشْرَۃُ دَرَاھِمَ یعنی کہا اونھون نے ادنی اوسکا جس مین
ہاتھ کاٹا جاتا ہے قیمت سپر کی ہے اور قیمت ڈھال کی دس درہم تھا انتہی اسی قسم کی روایتین دارقطنی
اور مسند ابی حنیفہ اور طبرانی اور مسند امام احمد اور عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ مین آئی
ہین اور موطای امام محمد مین ہے وَقَالَ اَھْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْیَدُ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشْرَۃِ
دَرَاھِمَ وَرَوَوْا ذٰلِكَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَ
عَنْ عَلِیٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَآءَ الْاِخْتِلَافُ فِی
الْحُدُوْدِ اُخِذَ فِیْھَا بِالثِّقَۃِ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کمتر دس درہمون سے
اور روایت کیا اونھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمرؓ سے اور عثمانؓ سے اور علیؓ
سے اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور بہتون سے پس جبکہ حدود مین اختلاف ہو تو جو امر حدود مین
احوط ہو اوسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی اور فتح القدیر مین ہے کہ ابن خسرو نے امام محمد کے واسطے سے جو
حدیث روایت امام صاحب سے کی ہے کہ دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے یہ حدیث متصل
اور مرفوع ہے اور اگر موقوف ہے تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہے کیونکہ مقدار شرعی مین
عقل کو کچھ دخل نہین پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے انتہی اور بیضہ کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہے شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہین یہ تو سو الفہم ظاہر ہے کسی کا
بھی مذہب نہین ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین مین حکم دائر ہے وہ بیضے کے معنی خود
کے لیتے ہین ایسے ہی بعضی روایتون مین حبل کا لفظ بھی آیا ہے اوسکی تفسیر خود اعمش نے
جو راوی اس حدیث کے ہین کردی ہے وَالْحَبْلُ مِنَ الْحِبَالِ مَا یُسَاوِیْ عَشْرَۃَ دَرَاھِمَ
یعنی تحقیق بعضے رسیان دس درہمون کی قیمت رکھتے ہین انتہی خلاصہ تمام تقریر کا یہ ہے
کہ دس درہم کی چوری مین کسی کا اختلاف نہین اور کم مین صحابہؓ کا اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا لیس

دوین ایسی صورت لیوے جسمین کسی قسم کا شبہہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حدود ساقط ہوجاتی ہین اعتراض معترض صاحب کا بیجا ہی عقل ہو تو کچھ اون سے کہا جاوے اندھے کے آگے آنکھین کھونا ہی ع زفیض سبزہ بنیا بہ غنچہ کج طبعان ٭ کجا بہار کند سبز شاخ آہو را

مسلہ ۶۱ مسلہ بیت البول الصبی

قال مسلہ پنجاہ وپنجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پیشاب اگر کپڑے پر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا فائدہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام نہین کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہی کپڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہی لیکن امام شافعی کے نزدیک نجاست خفیفہ ہی اور اوزاعی کے نزدیک جبتک لڑکا دودھ پیتا ہی تب تک اوسکا پیشاب اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جاوے تو کپڑا پلید نہین ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہین کھاتا اوس کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہین سوا امام اعظم وغیرہ نے اس مسلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا الخ

مسلہ مذکور مین حنفیہ کا مذہب موافق حدیث کے ہی

اقول حنفیہ کے نزدیک اس حدیث مین نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چھڑکنے کے نہین چنانچہ دوسری حدیثون مین اسکی تفسیر موجود ہی مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِي حَجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ یعنی عایشہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود مین پیشاب کر دیا پس آپنے پانی منگوایا پس ڈالدیا اوسپر انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت مین ہی فَنَضَحَهُ عَلَى ثَوْبِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا یعنی پس ڈالا اوس پانی کو اوسپر اور نہ دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ دھونے مین مبالغہ جیسے اور نجاستون مین کیا جاتا ہی نہین کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے تاکید فعل کے واقع ہوا ہی اوسکی نفی سے فقط تخفیف دھونا باقی رہتا ہی اور بخاری مین ہی عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ یعنی عایشہ رضہ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپنے پانی
منگوایا پس بہایا اوسکو کپڑے پر انتہی اور شرح معانی الآثار مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ فَاُتِيَ
بِصَبِيٍّ مَرَّةً فَبَالَ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا یعنی عایشہ رض سے مروی ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا
فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپنے اسپر خوب پانی
ڈالدو انتہی اور دوسری روایت مین ہی وَاَتْبَعَهُ الْمَاءَ یعنی اسپر پانی بہا دیا انتہی پس
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چنانچہ شرح معانی الآثار مین
لکھا ہی وَاِتْبَاعُ الْمَاءِ حُكْمُهُ حُكْمُ الْغَسْلِ اَلَا تَرٰى اَنَّ رَجُلًا لَوْ اَصَابَ ثَوْبَهُ عَذِرَةٌ
فَاَتْبَعَهَا الْمَاءَ حَتّٰى ذَهَبَ بِهَا فَاِنَّ ثَوْبَهُ قَدْ طَهُرَ وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ اِزَارَكَ اَغْسِلُهُ قَالَ اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ
مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ فَهٰذِهٖ اُمُّ الْفَضْلِ فِيْ حَدِيْثِهَا هٰذَا اِنَّمَا يُصَبُّ عَلٰى بَوْلِ
الْغُلَامِ فِيْ حَدِيْثِهَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ اِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ
فَثَبَتَ اَنَّ النَّضْحَ الَّذِيْ اَرَادَهُ فِي الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ الْمَذْكُوْرُ حَتّٰى
لَا يَتَضَادَّ الْاَثَرَانِ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ اَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغَسْلُ اِلَّا
اَنَّ ذٰلِكَ الْغَسْلَ يُجْزِئُ مِنْهُ الصَّبُّ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ النَّضْحَ عِنْدَهُمْ هُوَ
الصَّبُّ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا
حکم دھونیکا ہی کیا نہین معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگجائے پس وہ شخص پانی
اوسپر ڈالدے یہان تک کہ وہ نجاست زائل ہو جائے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک
ہو گا اور ام فضل سے روایت ہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجکو دیجیے
کہ مین اوسے دھودون فرمایا پانی ڈالا جاتا ہی لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکی کا

ہیں تو ام الفضل میں جنسے یہ روایت ہی اور انہیں کی حدیث میں جو پہلی فصل میں مذکور ہوئی نضح
کا لفظ ہی پس ثابت ہوا کہ اول حدیث میں نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تا کہ دونوں حدیثیں متضاد
نہو جائیں پس ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی اسنے کہ نضح نزدیک اونکے بمعنی صب یعنے
پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہی انتہی ملخصا
پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہاں ہوا بے سمجھے بوجھے اعتراض کر دیا مغز سخن کو
نہ سمجھنا کام ہی عاقلوں کا نا قلوں کا سہ خاصہ ہر چند دو ولیک بمعنی نرسد سعی سودی ندہد چون
نبود استعداد **قال** مسئلہ پنجاہ وششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
پینا دوا کے لیے بھی حلال نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف
کیا ہی اُس حدیث کا جو کہ بخاری اور ترمذی میں روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرینہ میں سے
مدینے میں نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا مدینے کی پس
بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹوں صدقات کے اور فرمایا انکو پیو دودھ اونکا
اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورۃً اون کو اجازت دیگئی
اسکا امام صاحب بھی انکار نہیں کرتے بلکہ ضرورت میں تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
بھی مباح ہو جاتا ہی مثلا کوئی شخص حالت اضطرار میں مردار کا گوشت کہالے یا غایت تشنگی میں
یا حلق میں لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شی میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرلے
یا لقمہ اوتارلے مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہیں جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہوگئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہوجائے تو کیا مضایقہ ہی البتہ اگر
کسی حدیث سے یہ ثابت ہوجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
پلوایا ہی تو اوسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہوجائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا
محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار میں ہی قالوا اعال الابل

نجسة وحكمها حكم دمائها لا حكم ألبانها ولحومها وقالوا أما ما رويتموه
في حديث العرنيين فذلك إنما كان للضرورة فليس في ذلك دليل
أنه مباح في غير الضرورة لأنا قد رأينا أشياء أبيحت في الضرورات
ولم تبح في غير الضرورات وقد رويت فيها الآثار عن أنس أن الزبير
وعبد الرحمن بن عوف شكوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم القمل
فرخص لهما في قميص الحرير في غزاة لهما قال أنس فرأيت على كل
واحد منهما قميصا فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أباح الحرير
لمن أباح له لبسه من الرجال للحكة التي كانت لمن أباح ذلك فكان ذلك من
علاجها ولم يكن في إباحته ذلك لهم للعلة التي كانت بهم ما يدل
أن ذلك كان مباحا في غير تلك العلة فكذلك أيضا ما أباحه رسول الله
صلى الله عليه وسلم للعرنيين للعلل التي كانت بهم فليس في إباحته
ذلك لهم دليل أن ذلك كان مباحا في غير تلك العلل یعنی کہا اونھون
نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہے اور حکم اوسکا حکم خون اوسکا ہے نہ حکم دودہ کا اور گوشت کا اور
کہا اونھون نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا
اس مین اس امر کی دلیل نہین کہ وہ بلا ضرورت بھی مباح ہے کیونکہ بہت اشیا دیکھتے ہین کہ بوجہ
ضرورت مباح کردی گئی ہین اور بلا ضرورت مباح نہین ہین اور اوسمین احادیث مروی ہین چنانچہ
انس رض سے روایت ہے کہ زبیر رض اور عبد الرحمن رض بن عوف رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جون کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتہ پہننے کی انکے غزوہ مین اجازت فرمائی اور انس کہتے ہین
کہ مین نے دونون کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شخصونکو حریر پہننا
مباح کیا تھا سو بسبب اونکی خارش کے تھا پس یہ علاج اوسکا ہوا اور اس کی اس
علت سے جو اونکو لاحق تھی مباح کرنے مین دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اوس بیماری کے

بھی مباح ہی الیسا ہی اوس چیز کو کہ عرنین کے واسطے آپنے مباح کی تھی بوجہ بیماریون اون کی تھی
پس اونکے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اون بیماریون کے اورون کو بھی
جائز تھا انتہے اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہی اِسْتَنْزِهُوا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ
عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ یعنی بچاؤ پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب
قبر کا اوسی سے ہوتا ہی انتہے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو
حاکم نے ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہے اور
علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّى بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ فَيَعُمُّ جَمِيْعَ الْبَوْلِ
یعنی اسلیے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام یہ ہی
کہ حدیث عرنین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت
اباحت اوسکی مقتضی نہین کہ بلا ضرورت بھی جائز ہو جاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح
ہو جاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ
ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلا ضرورت
بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کر دیا جانتے ہین اور
کج فہمی سے سیدھا سا مطلب بھی اونکی سمجھ مین نہین آتا سہ کج رانتوان کرد [illegible] راست نتوان
کہ تیر نتوان ساختن از چوب کمانرا + **قال** مسلہ پنجاہ و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی حضرت
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیوے کتا
بیچ باسن ایک تمھارے کے پس چاہیے کہ دھووے اوسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین
یون ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تمھارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس مین کتا یہ ہی کہ دھووے

اوسکو سات بار پہلا اونکا ساتھ مٹی کے **اقول** بنایہ شرح ہدایہ مین ہی کہ دارقطنی نے
ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے
کے موںھ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابوہریرہ رض سے
مرفوع روایت کی ہی کہ جسوقت کتا کسی کے برتن مین موںھ ڈالدے پس چاہیے کہ اوسکو خالی
کریے اور تین بار دھو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابوہریرہ سے روایت کی
ہی کہ جب کتا برتن مین موںھ ڈالدے پس خالی کردو اوسکو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی
نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہی اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین معمر سے روایت
کی ہی کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین موںھ ڈالدیتا ہی فرمایا تین بار دھو ڈالا جاوے
پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا نہ ثابت ہوتا تو وہ فتوا اندے تے جو ابوہریرہ رض نے
دیا ہی اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کسطرح کہتے ہین کہ
تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی مذہب ابوہریرہ سے تین بار
ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہی کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے ٹھیک
بیان کی ہی اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہوجاوے گی اور اوس پر ترجیح
دیجاوے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ جسوقت کتون کے احکام
مین شدت کیجاتی ہی یہان تک کہ حکم اونکے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید
اوسوقت کے مناسب ہی اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہی پس یہ احادیث مرفوع جو ابوہریرہ رض
کی حدیث سے تایید یافتہ ہین سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہون گے پس سات بار کی
حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کردیا جاوے تو بھی
ابوہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث کے (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی ہین) عمل کرنا کفایت
کرتا ہی کیونکہ محال ہی کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی راے سے چھوڑ دین اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ خبر کی
کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہی لیکن باعتبار اوسکے کہ جسنے اوسکو رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی یا نہیں کہ اوس سے اگر قطعی الدلالت ہونا اوسکا
اپنے معنی مین پایا جاویگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہو جائے گی پس اس سے لازم آیا کہ اونھون
نے نہین ترک کیا اوسکو مگر بوجہ یقین کرنے اونکے کی نسخ کا کیونکہ نہین متروک ہوتی قطعی
مگر قطعی سے پس قول اونکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جائز ہی کہ اونکے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہو گیا ہو پس جب پہچانا تو نے اوسکو تو ہو گیا ترک کرنا اونکا سننے والے روایت کرنے اونکے
کے ناسخ کو بلا شبہہ پس دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہو گی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ بیچنا خواہ پک گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہی اور
مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ
نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد جوڑہ لگانے کے جیسا کہ کھجور مین نر مادگی کا
دستور ہی فروخت کرے پس پھل اوسکے واسطے بائع کے ہین مگر اوسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقا جائز معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید پکنے ثمر کی نہین ہی
اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی البتہ یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جیسا ثمر بالتبع درخت مین داخل ہو جاوینگے جیسے بناے
دار مکان کے خریدنے مین داخل ہو جاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جائز ہونا کہانسے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ بناے دار تو بلا شرط بھی داخل ہو جاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت مین داخل نہین ہوتا
پس جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہو جاتی ہی اوسکی تو علیحدہ بیع درست ہی اور جو شی بلا شرط نہین داخل
ہوگی اوسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے زیادہ استقلال ہوگا پس دوسری شی کے ساتھ جبھی جائز ہوگی
کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی درست ہو مثلا اگر گھر بیع کیا جائے تو اوسکا مال اوسمین داخل نہوگا جب
شرط نہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جائز ہی اس لیے شرط مین داخل ہو جائے گا ورنہ اگر شراب اور سور
وغیرہ حرام چیزون کی اگر شرط کرے گا تو بیع فاسد ہو جائے گی بوجہ اسکے نہ علیحدہ بیع اوس کی

حرام ہو پس بیع دار مین اوسی تمر کی شرط کیجاویگی جو علحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت مین
ثمر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہو کہ علحدہ بھی بیع اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
وغیرہ مین حدیث آئی ہو وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ
یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کا ہو جس نے غلام کو بیع کیا ہو انتہی اور
الفاظ مسلم کے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہو کہ اس مال کی علحدہ بیع بھی درست ہو کیونکہ
اگر مال شراب یا سور ہوگا تو بیع شرط سے فاسد ہو جاویگی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
بیع علحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علحدہ درست نہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہوگی پس معلوم
ہوا کہ ثمر کا بیع مین شرط کرنا اوسیوقت ہو جب اوسکی بیع علحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہو کہ کہا اونھون نے ایک شخص نے ایک باغ
کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی خاطر اوسمین
نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کردو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا
پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
فرمایا عمدہ بات سے انکار کرتا ہو پس باغ والے نے سنا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
اور کہا دام دونگا پس اگر یہ بیع درست نہوتی تو پھیر وا دیتے کیونکہ صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
معلوم ہوا کہ بیع اوسکی پکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ ہو کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہو
کہ پیشتر فروخت کیا ہو کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہو پس آفت اور نقصان کا اعتبار
اوسی وقت ہو جبتک پکا نہین کچا ہو اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی
رہا یہ امر کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہو تو پھر حنفیہ اوسکو کیون جائز رکھتے ہین اوسکا جواب
یہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہو کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
بیع ناجائز ہو اور اسکی سوا سب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ
کے نزدیک بھی ناجائز ہو پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحاح ستہ کی حدیث کے جو شرح

[حاشیہ: مسلم ترمذی عن ابن عمر — موطا امام مالک عن عمرہ بنت عبد الرحمن]

جواب مین مذکور ہی موافق ہو گیا اول ہم چند مسئلے بیان کرین جسمین سبکا اتفاق ہی اور جمیع امت اونکے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کرینگے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو معترض صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگا دیا ہی وہ مسائل متفق علیہ یہ ہین اسمین کسی کا خلاف نہین کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیع ناجائز ہی اور اسمین بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دینگے بیع ناجائز ہی اور پہلے شروع پکنے کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لینگے اور پھل بھی ایسے ہو گئے ہون کہ اون سے آدمی یا چوپایے منتفع ہو سکتے ہون اُسکے جواز مین کسیکو کلام نہین ایسیہی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح ہو جائے اوسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد سے محفوظ ہو جاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب اوسمین حلاوت شروع ہو جائے تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کے صلاحیت کے اوسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے یہ صورت حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین

فتح القدیر مین ہی کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خریدے پس ثمر اوسکا بائع کا ہی مگر جب مشتری شرط کرلے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط ست مباح کر دیا پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقاً بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ داخل ہونیکے واسطے اوسکے وقت شرط بیع کے بدو صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی ذکر اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم جواز کی علت واقع ہوا ہی بھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جانیگا اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پکو نکے دام دینے اور اونکے بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے کٹنے کے بیع کر دیتے ہین پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اونمین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہو جائے اور وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہی جسنے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہو جائے حالانکہ وہ قبل سیاہی کے عنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم

اوسکو بولتے ہین سو اس حدیث سے قطعاً معلوم ہوتا ہی کہ نہی اس سبب سے ہی کہ بیع عنب کی واقع ہو قبل
عنب ہونے کے اور یہ نہین ہوسکتا ہی مگر اس شرط پر کہ ہونے انگور تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پس
نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہو جاوے اور اسپر دلالت کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس مین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہی
پس معنی اس حدیث کے یہ ہوے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت
کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا پھلونکو منع کر دے اور وہ عنب نہون
توکسکی عوض مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہی اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
تو اوسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اوسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جسمین شرط
ہو کہ تا شروع پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دئے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اس بیع کو فاسد
کر دیا اور مطلق بیع جو اس نہی کو بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث
تابیر کی جس سے ہم استدلال لائے ہین عام نہین کہ اوسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہی تا کہ ترجیح
خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیجائے بلکہ ایک ... دوسری کو شامل نہین
حاصل یہ ہی کہ جس شی مین ہنوز صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
جائز ہی کیونکہ نہی اوسکو شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقاً فروخت کیا جاوے
اگرچہ حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جائے گی پس محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک
کے کوئی صورت باقی نرہی اور ہم قائل ہین کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی ملخصاً

قال مسئلہ پنجاہ ونہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جائز ہی بیچنا تر کھجورون کا
عوض سوکھی کھجورون کے برابر الخ **اقول** ابوداؤد مین ہی نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِيْئَةً یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور اودھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین و دارقطنی نے روایت کی ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہی ...

شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی فاذا صحت الزیادۃ یجب قبولھا علی المختار عند المحدثین فان کان الاکثر لم یروھا یعنی جسوقت صحیح ہو جائے زیادتی کسی لفظ کی تو واجب ہی قبول کرنا اوسکا موافق مذہب مختار کے نزدیک محدثین کے اگرچہ اکثر نے اوسکو روایت نہ کیا ہو انتہی اور نسیئہ بیع کرنا حنفیہ بھی ناجائز کہتے ہین پس یہ حدیث انکے موافق ہی مخالف نہین مخالفت تو معترض صاحب کی ہی کہ ہر جگہ بطور تکیہ کلام اس کی ایک رٹ چلی جاتی ہی اس سے کیا حاصل ہے جز اینکہ طعنہ زند خلق و خندہا اطفال **قال** مسئلہ شصتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر شہر والون کو تکلیف نہ ہو نہیے تو شہر سے باہر جا کر غلہ لانیوالے قافلے کو آگے ملکر اون سے غلہ خرید کرنے مین قباحت نہین الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک بھی بیع ممنوع ہی مگر اوسصورت مین ممنوع نہین جب شہر والون کو نقصان نہو اور بھاؤ سے زیادہ نہ لے یا اونکا دلال نہ بنے اگر اسمین سے کوئی صورت ہوگی تو موافق ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امام صاحب بھی جائز نہین رکھتے اور مکروہ تحریمی کہتے ہین چنانچہ احادیث کے مضامین سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ بوجہ ضرر کے ممانعت فرمائی ہے بلکہ ابن عباس ہر کے قول سے جو کہ فرماتے ہین کہ اوسکا دلال نہو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جسمین مضرت اوسکی ہو وہ فعل جائز نہین اور بطور الدین النصیحۃ کے اگر بلا ضرر وہ شی بکوادے تو اس مین کچھ مضائقہ نہین پس یہ صورت نہی مین داخل نہو گی چنانچہ بخاری نے اسکا باب باندھا ہی باب ھل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وھل یعینہ او ینصحہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استنصح احدکم اخاہ فلینصح لہ ورخص فیہ عطاء یعنی کیا بیع کرے شہر والا واسطے گانون والے کے بغیر اجرت کے اور کیا اعانت کرے اوسکی یا بھلائی چاہے اوسکی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نصیحت چاہے تو نصیحت کرے اوسکو اور رخصت دی اس بیع مین عطا نے انتہی آگے متعلق بخاری نے دو حدیثین بیان کی ہین ایک مین النصح لکل مسلم اور دوسری مین ابن عباس کا قول کہ دلال ہونیسے منع فرمایا ہے پس

بیان باب الربا

شصت ہفتم بیع حاضر للباد

بخاری جلد اول صفحہ ۲۸۸

معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر کہوادیگا تو مضایقہ نہین ایسے ہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہی
بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ یعنی جس شخص نے مکروہ جانا کہ شہری قصباتی
کی چیز کے بعوض اجر کے بیچ کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہی اور یہ بھی لکھا ہی وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنے
اسی کے قائل ہوے ابن عباس پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا جسمین ضرر
بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علی ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے
یہی علت بیان کی ہی کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہی اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا
کہ وہی بیع منع ہی جیسا دستور ہی کہ بھاو سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اسکا نقصان
کرادیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آوے گا تو اختیار
اوسکا ہی خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہی کہ اوسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع
نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین آکر اوسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہی اوسکی حدیث سے ہرگز نفی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ
لِكُلِّ مُسْلِمٍ کے موافق ہی اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین اونکے سمجھنے
سے کیا ہوتا ہی بلکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہی اور نقصان عقل
قائل سمجھا جاتا ہی ؏ زبان لاف رسوائی کند ناقص کمالان را + کہ ہر خاک بالا بر فشانی
بستہ بالان را **قال** مسئلہ شصت ونہم شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی
کہ مدینہ حرم نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی ان چار حدیثون کا الخ **اقول** علامہ توربشتی نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ مدینے کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپکی حرمت تعظیمی ہی جو احکام کہ متعلق حرم کے
ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہی کہ فرمایا آپنے درخت مدینہ کے پتے
نہ جھاڑے جائین مگر واسطے کھلانے چوپایون کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کسی حال مین

بخاری صفحہ ۲۹۸

مسئلہ حرم مدینہ

صحیح مسلم

درست نہین ہین رہا شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے مدینہ شریف
کے جانورون کے شکار کا انکار نہین کیا ہی اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار مدینے
مین کوئی حدیث ایسے طریق سے نہین پہونچی جسپر اعتماد کیا جاوے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا کہ تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے
سکوت نفرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار مین جزا انہونے سے بھی حرم مکہ سے فرق ہی
یہ فقط بعض کی راے ہی کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام مین ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ایمہ دونون مین
فرق کرتے ہین اور ان دونو حدیثون سے بھی معلوم ہوا کہ دونون کا ایک حکم نہین چونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوجاتے تھے اسلیے اوسکی زیب و زینت کیواسطے
ممانعت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر لیجائین گے تو زینت اوسکی جاتی رہے گی
اور اوجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونونکا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو فرماتے **قال**
مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین
ہی مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قومہ یعنی رکوع سے سر
اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا فرض نہین ہی الخ **اقول** فتح القدیر مین ہی
لِاَنَّ الْخَبَرَ يُفِيْدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مَا
انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ اَخْرَجَ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ
اَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فَاَبُوْ دَاؤُدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَعَلِمَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَمَرَهٗ
بِاِعَادَتِهَا لِيُوْقِعَهَا عَلٰى غَيْرِ كَرَاهَةٍ لَا لِلْفَسَادِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَيْهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ هٰذِهِ
الزِّيَادَةُ تَرْكُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُ بَعْدَ اَوَّلِ رَكْعَةٍ حَتّٰى اَتَمَّ وَلَوْ كَانَ
عَدَمُهَا مُفْسِدًا لَفَسَدَتْ بِاَوَّلِ رَكْعَةٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا يَحِلُّ الْمُضِيُّ

فِی الصَّلٰوۃِ وَتَقْرِیْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَدِلَّۃِ الشَّرْعِیَّۃِ وَعَنِ
الْمُسِیْءِ مَنْ تَرْکِہٖ اِلَّا عِنْدَ اَنْ تَلْزَمَہُ الْاِعَادَۃُ وَلَا اِشْکَالَ فِیْ وُجُوْبِ الْاِعَادَۃِ
اِذْ ھُوَ الْحُکْمُ فِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ اُدِّیَتْ مَعَ کَرَاھَۃِ التَّحْرِیْمِ وَاَنْتَ عَلِمْتَ
حَالَ الطُّمَانِیْنَۃِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنَ الْقَوْمَۃُ وَالْجَلْسَۃُ وَاجِبَتَیْنِ لِلْمُوَاظَبَۃِ
وَلِمَا رَوٰی اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَۃِ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ
اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِیُٔ صَلٰوۃٌ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ
فِیْھَا ظَھْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ قَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَلَعَلَّہٗ
کَذٰلِکَ عِنْدَھُمَا اَوْ یَدُلُّ عَلَیْہِ اِیْجَابُ سُجُوْدِ السَّھْوِ فِیْہِ ھٰمَا ذُکِرَ فِیْ
فَتَاوٰی قَاضِیْ خَانْ فِیْ فَصْلِ مَا یُوْجِبُ السَّھْوَ قَالَ الْمُصَلِّیْ اِذَا رَکَعَ وَلَمْ یَرْفَعْ
رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ حَتّٰی خَرَّ سَاجِدًا سَاھِیًا تَجُوْزُ صَلَاتُہٗ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ
حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَعَلَیْہِ السَّھْوُ وَیُحْمَلُ قَوْلُ
اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّھَا فَرَائِضُ عَلَی الْفَرَائِضِ الْعَمَلِیَّۃِ وَھِیَ الْوَاجِبَۃُ
فَیَرْتَفِعُ الْخِلَافُ وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَی الدَّلِیْلِ فِیْ کُلٍّ مِنَ الطُّمَانِیْنَۃِ
وَالْقَوْمَۃِ وَالْجَلْسَۃِ الْوُجُوْبُ یعنی تحقیق حدیث فائدہ دیتی ہے موقوف ہونے
نماز کا اوپر طمانینت کے اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شی اسمیں سے ناقص
کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان
کیا ہے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ رضی کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت
سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسواسطے کیا تھا تا کہ نماز
مکروہ تحریمی نہ ہو نہ یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو شی کہ اسپر دلالت کرتی ہے اگر زیادتی ان الفاظ
حدیث کی نہ بھی ہوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کو تا اختتام
نماز ہے اور اگر طمانینت نہ ہونا مفسد صلوۃ ہوتا تو پہلے ہی رکعت میں نماز فاسد ہو چکی تھی

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اولہ
شرعیہ مین سے ہی کہ نماز باطل نہین ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہی کہ اعتدال کے ترک
کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہی اور اسکے وجوب اعادہ مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی
ادا ہوگی اوسمین یہی حکم لوٹانیکا ہی حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسے
کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونون بھی واجب ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہی کہ نہین کافی ہوتی نماز اوس شخص کی جو رکوع اور سجود مین پیٹھ
اپنی سیدھی نہ رکھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی
واجب ہی اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہی چنانچہ فتاوای قاضی خان مین یہ
مذکور ہی کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا نہ اوٹھاوے اور سجدے مین بھول کر
چلا جاوے تو نماز اوس کی ہو جاوے گی لیکن اوسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہی
اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہی اسپر محمول ہوگا کہ فرائض عملیہ سے ہی اور فرائض عملیہ واجب
ہوتے ہین پس تینون کا اتفاق ہو جائے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کر لیا تو نے کہ
ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہی انتہے مختصراً پس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان
ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ نقصان فساد کو نہین کہتے بلکہ فساد کی صورت مین تو صلوٰۃ صادق ہی نہین
آتی یہان حدیث مین اوسکو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہی پس معلوم ہوا کہ رکوع مین اسقدر ٹھیرنا فرض
ہی کہ جسمین لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھیرنا جسکا نام اطمینان ہی وہ
فقط واجب ہی فرض نہین اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھیرے گا یا دونو سجدون کے درمیان مین خوب
نہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہوگا تو نماز اوسکی باطل نہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اوسپر واجب ہوگا چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی رکعتون
کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرما دیتے بلکہ باوجود اعتدال نہونے کے اوسکو باقی نماز ختم کرنے
دی اور بعد طریقہ اوسکا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزون کے نقصان سے نماز مین نقصان

اتا ہی ورنہ یون فرماتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہی علاوہ اسکے جیسے ان چیزون کا حکم فرمایا ہی اسیطرح
گھٹنون پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنے کا بھی تو حکم ہی حالانکہ
اسمین اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون کے برابر ہین پھر اس کے
کیا معنی کہ ایک کو فرض ہوا اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث
کے ہوگیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ
تیس معترض صاحب کو سواے اعتراض لا یعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین آتا کتاب
تو بالکل لگا و نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس بے استعدادی پر دعواے اجتہاد کی استغفر اللہ کبھی صحیح
کتاب کا مطلب اونکی سمجھ مین نہ آوے گا ؎ بے فہم اگر چشم بدوزد بکتاب ✚ نتواند دید بروی معنی
درخواب ✚ کی غور کنند در سخن بے مغزان ✚ غواصی بحر نیست مقدور حباب **قال** مسئلہ ثبوت
و پنجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شہر والے اگر گاؤن مین اپنی قربانی بھیج دین تو انکو
بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہی الخ **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ نماز
پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو بیشک
خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہین کہ شہر مین قربانی درست نہین چنانچہ بخاری
اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہین کی تھی
کہ اتنے مین دیکھا کہ قربانی ہوگئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی کہ
ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کرلی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ حدیث
مین جو ممانعت آئی ہی وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہی اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر میل چار کوس
بھیجکر قربانی کراوے تو اوسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہوگی حدیث کا مورد خاص شہر ہی
اوسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ زاد ہی حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی
جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر ہی کا ہی کہ
حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھیجوا دے جسمین قصر صلوۃ ہو تو

جائز ہی چنانچہ فتاوی قاضی خان مین یہ شرط لکھی ہو کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمین نماز کا قصر ہوتا ہی اگر پہلے نماز کے اتنی دور پر قربانی کرا دیگا تو ہرگز خلاف حدیث نہو گا پس حدیث کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہی اور نہایت نے بصیرتی سے بے بصیرت را انبا شد درحق و باطل تمیز ٭ کور کی اند عصائے سحر و اعجاز کلیم ٭

قال مسئلہ شصت و ششم فتاوی عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کرکے لکھا ہو کہ عقیقہ کرنا لڑکے اور لڑکی دونون کا مکروہ ہی نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر یہ ہی کہ کراہت سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا مین لکھا ہی

اَمَّا الْعَقِیقَۃُ فَبَلَغَنَا اَنَّھَا کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِی اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَسَخَ الْاَضْحٰی کُلَّ ذَبْحٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ شَھْرُ رَمَضَانَ کُلَّ صَوْمٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَۃِ کُلَّ غُسْلٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَتِ الزَّکٰوۃُ کُلَّ صَدَقَۃٍ کَانَتْ قَبْلَھَا کَذٰلِکَ بَلَغَنَا

یعنی لیکن عقیقہ پس معلوم ہوا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین تھا اور اول اسلام مین بھی کیا گیا پھر منسوخ کردیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کردیا رمضان نے ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوس کے تھا اور منسوخ کیا زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہمکو پونہچا ہی انتہی اور شرح موطا مین لکھا ہی وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَنَّھَا مُبَاحَۃٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا جائز ہی انتہی پس جب سب حدیثون مین تطبیق دیجائے گی تو بجز جواز کے اور کوئی صورت نہوگی بلکہ امام محمد تو کہتے ہین کہ ہمکو عقیقہ کا منسوخ ہونا پونہچا ہی سو منسوخ ہوا وجوب اوسکا ہوگا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہی وجوب کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا پس امام صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا خلاف حدیث ہوگیا معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ بالکل جاہل متعصب جانیگا کو بجائے خود جاہل مین وہ فاضل بے بدل ہین ہمین اس سے کیا ہوتا ہی **سوال**

حاشیہ: فتاوی قاضی خان — مسئلہ ارسال العقیقہ — مسئلہ ارسال العقیقہ — جواب مسئلہ مکروہیت عقیقہ — مسئلہ ارسال العقیقہ

قال دانش گر زند پیوسته نادان دو رنیست خفته دائم خویش را بیدار می بیند بخواب مسئلۂ شصت و ہفتم عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہین الخ مسئلۂ شصت و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز وتر کی تین ہی رکعت ہین الخ مسئلۂ شصت و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جب تین رکعت وتر پڑھے تو دو رکعت پڑھکر سلام نہ پھیرے الخ مسئلۂ ہفتادم عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ تین رکعت وتر مین دو رکعت پڑھکر تشہد مین بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھکر سلام پھیرے

اقول وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوے ہین مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی امر اسمین قرار نہین پایا تھا اور صحابہ اگرچہ اسمین مختلف رہے مگر تین رکعت وتر بہت سے احادیث اور آثار سے ثابت ہے چنانچہ دارقطنی مین حدیث آئی ہی قال لاتوتروا بثلث اوتروا بسبع او خمس الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تین نکرو سات یا پانچ کرو انتہی حال آنکہ تمام امت کا اجماع ہی کہ تین رکعت وتر کی جائز ہی اور مسلم مین عایشہ رض کی روایت سے ہی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ یوتر من ذلک بخمس لایجلس فی شیء منہا الا فی اخرہا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب مین تیرہ رکعت پانچ اونمین سے وتر کرتے اور کسی رکعت مین نہ بیٹھتے مگر اخر مین انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہی کہ ہر دو رکعت مین سلام پھیرتے تھے اور حاکم نے عایشہ رض سے روایت کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر ہی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث لایسلم الا فی اخرہن یعنی کہا حضرت عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے مگر آخر اونکے مین انتہی اور نسائی مین ہی قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایسلم فی رکعتی الوتر یعنی کہا عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے دو رکعتون وتر مین انتہی اور حاکم نے روایت کی ہی قیل للحسن ان ابن عمر کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال کان عمر افقہ منہ

وَكَانَ يَنْهَضُ فِي الثَّانِيَةِ بِالتَّكْبِيرِ یعنی کہا گیا حسن بصری رح سے کہ ابن عمر رض دو رکعتون
مین وتر کی سلام پھیرتے تھے فرمایا اونھون نے عمر رض اونسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے دوسری
رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہو جاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور سکوت کرنا حاکم کا اس
حدیث کی صحت پر دال ہی اور طحاوی اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
حبان اور مستدرک مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری مین
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا اسپر دال ہی کہ
ایک رکعت وتر نہین ہوتی ایسا ہی تیسری رکعت کو کہنا بھی اسیکا مقتضی ہی کہ تین رکعت
وتر ہین ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور موطا مین امام محمد رح کی آیا ہی
کہ ابو ہریرہ رض سے ابو عمرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طور سے پڑھتے تھے کہا
راوی نے ابو ہریرہ رض نے کچھ جواب نہ دیا پھر اوس نے سوال کیا پھر خاموش رہے پھر اوس نے
دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتا دون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز
پڑھ لیتا ہون اوسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سو جاتا ہون پس اگر رات کو اوٹھا تو
دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہو گئی تو وتر میرے ہو گئے انتہی اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رض تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہی
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّي تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ وَأَنَّ لِي
حُمْرَ النَّعَمِ یعنی عمر رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین
رکعت وتر کی چھوڑ دون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اوسکے ہون انتہی اور تیسری
حدیث موطا مین ہی عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَثَلَاثِ
الْمَغْرِبِ یعنی ابو عبیدہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے
وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور چوتھی حدیث موطا مین ہی عن

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْوِتْرُ كَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ یعنی عطا بن یسار سے
روایت ہی کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی انتہے اور پانچوین حدیث طحا
وی مین یہ ہی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ یعنی ابن مسعود
سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن
ابی شیبہ مین ہی حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ
عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ یعنی حسن بصری سے روایت ہی کہ
فرمایا اونھون نے اجماع کیا ہی تمام مسلمانون نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہین اونمین سلام
نہ پھیرا جاوے مگر آخر اونکے مین اور طحاوی مین ہی کہ ساتون فقیہ یعنی سعید بن المسیب اور عروہ
بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور
سلیمان بن یسار اور سوا انکے بڑے بڑے فقیہ اور صالح سبکا یہی مذہب ہی کہ وتر کی تین
رکعت ہین اور سلام فقط اونکی اخیر رکعت مین ہی انتہی ملخصًا اور فتح القدیر مین ہی کہ قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو دو رکعت ہین پس اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پڑھے
وہ رکعت وتر کر دیگی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہی اس قول مین یہ دلالت نہین کہ وتر ایک
رکعت علحدہ تکبیر سے چاہیے تا کہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیون کہ اسمین ان امور دو
سرا امر کا احتمال ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ وقت خوف صبح کے ایک رکعت متصل پڑھلی لیکن یہ
حدیثین اون صریح حدیثون کے کہان مقابل ہین جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے اور بہت
حدیثین ہین کہ بوجہ طول کے ہمنے ترک کر دین حال آنکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے
قائل ہین امام طحاوی نے کہا ہی کہ ابو خالد سے ہمکو حدیث پونہچی کہ کہا اونھون نے پوچھا ابو العالیہ
سے وتر کو دریافت کیا اونھون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہی
کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی یہ وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہمکو
پونہچی کہ انس نے ہمکو نماز پڑھائی تین رکعت کہ مین داہنی جانب تھا اور ام ولد اونکی پیچھے ہمارے تھی

کہ نہ سلام پھیرا مگر آخر رکعت میں انتہی مختصراً ان احادیث سے معلوم ہو گیا کہ وتر کے
تین رکعت ہیں زیادہ او رکم نہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دو رکعتوں میں وتر کے سلام پھیرنا نہیں
چاہیے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دو رکعتوں میں فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ
تین رکعت وتر کی اسقدر کثرت سے روایات ہیں کہ اگر اختصار منظور نہوتا تو اوسکی تفصیل میں
ایک دفتر ہو جاتا **ع** در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است * صد سال می توان سخن از زلف
یار گفت **قال** مسئلہ ہفتاد وکیم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصاب ہو
یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپے چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی نہو تو اوسکو زکوٰۃ دینی
درست ہے اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو الخ **اقول** جائے
غور او رمقام افسوس ہے کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسیوجہ سے کہ امام صاحب کے
مخالفت ہو جائے بدل دئے واہ ری جرأت **ع** مار از ین گیاہ ضعیف این گمان نبود چونکہ
اون دو شخصوں نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا تو تندرست
پایا یعنی سوال کرنا اونکا ناگوار گذرا قوی آدمی کو سوال درست نہیں اور یہی معنی اس ارشاد کے ہیں کہ
غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہیں یعنی سوال کر کے صدقہ لینا تو درست ہی نہیں ورنہ اگر قوی
کو زکوٰۃ دینا حرام او رناجائز ہوتا او رزکوٰۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں
نفرماتے کہ اگر چاہو تو زکوٰۃ دے دوں اس کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب کوریوں کی
کہ اگر حرام کھانا چاہو تو دے دوں کیا خوب امام صاحب کے اثبات مخالفت میں ایسے محو
ہوئے کہ یہ بھی خیال نرہا کہ انبیا کی طرف فعل حرام کی نسبت ہو جاویگی خیر کچھ ہو مگر مخالفت تو
اونکے ہاتھ سے نجائے **ع** شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی * گو مشت خاک ما ہم برباد
رفتہ باشد * حدیث میں زکوٰۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط آپنے نکالا ہے حدیث
کے بالکل مخالف ہے بلکہ ایسے معنی کہنے کمال بے ادبی ہے علاوہ اسکے کسی لفظ سے ان معنوں کا
استنباط نہیں ہو سکتا بلکہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

قوی شخص کو جائز معلوم ہوتا ہی مذہب حنفیہ کی تائید کے حدیث آپنے تصرف کر کے اور لفظ حرام اپنی
طرف سے زیادہ کرکے کیون لکھدی شاید یہ بھی کسی حدیث مین آیا ہو گا نعوذ باللہ من
اَنَّ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ آپکو یہ حدیث نہین پونہچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہین کہ جو شخص جھوٹ بات مجھپر لگاوے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلے چنانچہ کذابون اور
مفتریون کی وعید مین بہت سی حدیثین اول کتاب مین ہمنے لکھدین کچھ تو لکھتے وقت اپنے
خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سو مسلون مین سے ایک کم ہو جاتا تو کونسا عتاب الٰہی نازل ہوتا
اور اس جھوٹ کے نہ کہنے سے کونسا الزام آتا بلکہ اب تم اس دروغ گوئی کی بلا مین مبتلا ہو گئے
؎ خرد چو آخر لفظ دروغ بنید عین ٭ بداند اینکہ درو عاقبت ہزار بلاست ٭ حاصل کلام
یہ ہی کہ اس سے جواز معلوم ہوتا ہی اور جسقدر حدیثین اسمین وارد ہوئی ہین سب مین کلام اور
ضعف ہی چنانچہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اسی مقام پر مفصل بیان کیا ہی ترمذی مین
ہی قولہ اِذَا کَانَ الرَّجُلُ قَوِیًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ شَیْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَیْہِ اَجْزَءَ
مِنَ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ وَوَجْہُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَھْلِ الْعِلْمِ
عَلَی الْمَسْئَلَۃِ یعنی جب آدمی قوی اور محتاج ہو اور کوئی شی اوسکے پاس نہو اوسکو زکوۃ دیجاوے تو
اوسکو کافی ہو جاوے گی زکوۃ دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اس حدیث
کی نزدیک بعض اہل علم کے اوپر سوال کے ہی انتہی یعنی صدقہ سے مراد یہ ہی کہ سوال کرکے
صدقہ لینا درست نہین اور فتح القدیر مین ہی وَالْجَوَابُ اَنَّ الْحَدِیْثَ الثَّانِیَ دَلَّ عَلٰی اَنَّ
الْمُرَادَ حُرْمَۃُ سُؤَالِھِمَا لِقَوْلِہٖ وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَیْتُکُمَا فَلَوْ کَانَ الْاَخْذُ مُحَرَّمًا
غَیْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ لَمْ یَفْعَلْہُ یعنی اور جواب یہ ہی کہ حدیث دوسری اسپر
دلالت کرتی ہو کہ مراد ان دونون کے سوال کی حرمت ہی بسبب فرمانے آپکے اگر چاہو تم دونون
مین دیا گر لدینا حرام ہوتا اور اس سے زکوۃ ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکرتے
انتہی پس معلوم ہوا کہ موافق آیت اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الآیۃ اور مطابق اس حدیث کے

تندرست محتاج کو زکوٰۃ درست ہے **قال** مسئلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہے کہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک ضرب تو مونھ کے لیے اور ایک ضرب کہنیوں
تک ہاتھوں کے لیے الخ **اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہے انہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام قال التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونھ کے ہے اور
ایک ضرب واسطے ہاتھوں کے کہنیوں تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے
اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہیں اور طبرانی میں روایت ہے انہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ
للیدین الی المرفقین یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہیں
ایکبار مونھ کے لیے اور ایکبار ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک ہے انتہی اور مسند بزار میں
روایت ہے انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فی التیمم ضربتان ضربۃ
للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تیمم دو ضرب ہیں ایکبار مونھ کیواسطے اور ایکبار ہاتھوں کے واسطے کہنیوں تک ہے انتہی
اور ابوداود میں ہے عن عمار بن یاسر انہ کان یحدث انہم تمسحوا وہم مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصعید لصلوٰۃ الفجر فضربوا باکفہم
الصعید ثم مسحوا وجوہہم مسحۃ واحدۃ ثم عادوا فضربوا باکفہم
الصعید مرۃ اخری فمسحوا بایدیہم یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ صحابہ رض
نے مسح کیا درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صبح کیواسطے
پس ہاتھوں کو مٹی پہ مارا پھر مسح کیا مونھ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھوں کو مٹی پر مارا اپنے ہاتھوں
مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربیں ہیں معلوم
تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت میں بھی دو ضربیں ہوتی ہیں بلکہ یہ مٹی میں لتھے ہیں

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو طریقہ اوسکا بتلایا تا اونکے فعل سے
امتیاز ہو جاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح
مسلم کی کتاب التیمم مین کردی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیثین صحیح جسمین دو ضربین
مذکور ہین کیونکر متروک ہو سکتی ہین طحاوی مین ہے عن ابی الزبیر عن جابر قال اتاہ رجل
فقال اصابتنی جنابۃ وانی تمعکت فی التراب فقال اضرب ہکذا فضرب
بیدیہ الی الارض فمسح وجہہ ثم ضرب بیدیہ الی الارض فمسح بیدیہ
الی المرفقین وقال ہکذا التیمم یعنی ابو الزبیر جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ اونکے پاس
ایک شخص آیا پس کہا اوسنے مجھکو جنابت ہو گئی اور مین خاک مین لوٹا پس کہا اونھون نے کیا تو
گدھا ہو گیا جسطرح وہ لوٹتا ہے اوسیطرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رض نے زمین پر مارے
پھر موںھہ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا
تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور طبرانی کی معجم اوسط مین ہے کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین تین چار چار
مہینے قیام کرتے ہین اور ہم کوئی جنب اور حائض اور نفسا ہو جاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہے
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب موںھہ
کیواسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان سب احادیث سے
ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے مطابق حدیث کے نہ مخالف **قال** مسئلہ ہفتادو سوم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ تھوڑا دودھ پیوے خواہ بہت پیوے حرام کرتا ہے نکاح
اقول فتح القدیر مین ہے والجواب ان التقدیر مطلقا منسوخ صرح بنسخہ ابن عباس
حین قیل لہ ان الناس یقولون ان الرضعۃ لا تحرم فقال کان ذلک ثم نسخ و
عن ابن مسعود قال آل امر الرضاع الی ان قلیلہ وکثیرہ تحرم وروی عن ابن عمر ان القلیل یحرم
یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقا منسوخ ہے تصریح کی اوسکے نسخ کی ابن عباس نے جبکہ اونسے کہا گیا آدمی کہتے ہین

کہ ایکبار دو چھپینا حرام نہین کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا اور ابن مسعود رضہ سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون
نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کر دیتا ہی اور ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ
قلیل رضاع حرام کر دیتا ہی انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَۃَ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِیْلُہٗ
وَکَثِیْرُہٗ کَذَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَبُوْ یُوْسُفَ عَنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ رضاع سے وہ شی حرام ہو جاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو ایسہی روایت کیا
اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور استذکار مین لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور
ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاؤس اور مکحول
اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اونکی اصحاب اور ثوری اور لیث
اور اوزاعی اور طبری کا ہی انتہی اور ہدایۃ المجتہد نے کہا ہی کہ مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا دودھ
پینا اور بہت پینا حرام کر دیتا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصَّۃٌ وَمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہی

قال مسئلہ نہا دوچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی
کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹنا جائز
نہین الخ **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اوس چادر کو دیدیا
تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ حنفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ مین یہ
شرط لکھی ہی کہ جب اوسکو تسلیم کر دے گا اسوقت ہاتھ نہین کاٹا جائے گا اگر یہ صورت معترض
صاحب ثابت کر دین کہ اونکو تسلیم کر دیا ہو تو ہم بھی تسلیم کرین گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہے
اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَمْ یَثْبُتْ اَنَّہٗ سَلَّمَہٗ اِلَیْہِ
فِی الْھِبَۃِ ثُمَّ الْوَاقِعَۃُ وَاحِدَۃٌ فَکَانَ فِیْ ھٰذِہِ الزِّیَادَۃِ اِضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ
مُوْجِبٌ لِلضَّعْفِ وَیَحْتَمِلُ کَوْنَ قَوْلِہٖ ھُوَ صَدَقَۃٌ عَلَیْہِ وَکَانَ بَعْدَ الْاَمْرِ اِلَیْہِ

وَفِي ذٰلِكَ لَا يَكُونُ مِلْكًا لَهُ قَبْلَ الْقَبْضِ یعنی اور نہین ثابت ہی یہ امر کہ اونھون نے اوسکو
ہبہ مین سپرد کیا ہوا اور واقعہ ایک ہی پس اس زیادتی مین اضطراب ہی اور اضطراب موجب ضعف
ہی اور احتمال ہی کہ صدقہ کہنا اونکا بعد بچھانے چادر کے ہوا اور اسمین ملک قبض سے پہلے نہین
ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے کیونکر مخالف ہو سکتا ہی معترض صاحب اپنے ذہن
مین ایک بات خلاف حدیث متعین کر لیتے ہین اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہین
فقط مخالفت اونکے ذہن نارسا کی ہی فی الواقع تو مخالفت ہرگز نہین عقلا اسکو خوب جانتے ہین
اور معترض صاحب کی دھوکے بازیان بھی بخوبی پہچانتے ہین کہ معترض صاحب کی آنکھون پر
تعصب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی نخواہی بے بانہ بنے زبردستی ہر مسئلے مین الزام مخالفت
حدیث کا لگا دیتے ہین درحقیقت الزام سفاہت اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہین ؎
بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہی نصیبون سے تجھے اپنے گلا ہی **قال** مسئلہ ہفتاد و ہفتم شرح
وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سواے نماز وتر کے اور نمازون مین دعاے قنوت پڑھنی
جائز نہین الخ **اقول** احادیث مین دونون صورتین وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھا ہی اور نہین بھی پڑھا ہی پس جو حدیثین اس قسم کی ہین کہ
جنمین تصریح اس امر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا ہی یا وقت
حدوث حوادث کے پڑھتے تھے ان احادیث کی مفسر ہو جاوینگی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث مین
قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہی اوس سے یہ مراد ہی کہ وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے اور جن مین
قنوت کی نفی ہی اوس سے مراد یہ ہی کہ بلا حدوث کسی امر کے نہین پڑھتے تھے اور یہی مذہب حنفیہ
کا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْفَجْرِ قَطُّ إِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لِأَنَّهُ حَارَبَ حَيًّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَنَتَ يَدْعُوْ
عَلَيْهِمْ یعنی نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر مین ہرگز مگر ایک ماہ اسلیے
کہ ایک قبیلہ مشرکین سے محاربہ تھے قنوت پڑھتے تھے اونپر بددعا کرتے تھے انتہی کہا اعتے

[Margin notes: قنوت نماز فجر مین — ...مع طبرانی ...حدیث]

ابن ہمام نے ہذا الحدیث لا غبار علیہ یعنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد ہے انتہی اور مسلم میں ہے عن عاصم عن انس قال سألتہ عن القنوت قبل الرکوع او بعد الرکوع فقال قبل الرکوع قال قلت فان ناسا یزعمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت بعد الرکوع فقال انما قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہرا یدعو علی اناس قتلوا اناسا من اصحابہ یقال لہم القراء یعنی انس سے میں نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے میں نے کہا آدمی گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہے فرمایا نہیں قنوت پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک مہینہ (یعنی رکوع کے بعد) بد دعا کرتے اون لوگوں پر جنہوں نے آپکے صحابہ میں سے اون لوگوں کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ ہمنے انس سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے تمیموں پر مشرکین کے انتہی اور کتاب القنوت میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی صحیح ہے اسیوجہ سے انس صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہے کہ میں انس کے ہمراہ دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز میں اونھوں نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں مگر جبکہ دعا کریں یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت

سعد حدیث لا غبار علیہ

مسلم عن عاصم عن انس

کتاب القنوت

ابن ہمام

طبرانی

ابن حبان

احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی

کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
پڑھا اور ابو بکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور
ابن الزبیر رض سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابو بکر اور عمر رض
اور عثمان رض نے بھی ایسہی روایت کی ہی انتہی اور امام محمد رح نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید
سے روایت کی ہی کہ مین عمر رض کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس نہ دیکھا مین نے اونکو قنوت
پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی رض سے روایت کی ہی کہ جب اونھون نے فجر مین قنوت
پڑھا تو لوگون نے اوسپر انکار کیا پس فرمایا کہ ہمنے اپنے عدو پر بددعا چاہی تھی انتہی اور اوسمین یہ بھی ہے
کہ یہ امر آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور
ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہی وہ اوسوقت کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
دعا یا بددعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اوسکی تفسیر واقع ہوئی ہین علی ہذا
القیاس ابو داؤد مین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر محمول ہی کہ ایک مہینہ یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا اور نہ انس رض
سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
ایک مہینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اونسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہین
پڑھتے تھے اور خود انس رض نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہے مگر
معترض صاحب مخالف ہو گئے ف تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی **قال** مسئلہ مفتاد
وستم عینی شرح ہدایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی کہ وتر بیٹھ کر پڑھنے بھی اور سواری پر پڑھنے
بھی جائز نہین ہین انتہی **اقول** طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عن نافع عن

ابن عمر انہ کان یصلی علی راحلتہ و یوتر بالارض و یزعم ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل کذلک یعنی نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں
کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر میں ہے ابو حنیفۃ عن حماد عن مجاہد
انہ صحب عبد اللہ بن عمر من مکۃ الی المدینۃ یصلی علی راحلتہ یومی
ایماء الا المکتوبۃ والوتر فانہ کان ینزل لھما یعنی مجاہد سے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ
بن عمر کے ساتھ مکے سے مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر
فرض اور وتر پس تحقیق ان دونوں کے واسطے نیچے اترتے تھے انتہی پس تطبیق دونوں
حدیثوں میں یوں کیجائے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کیوجہ سے مثل کیچڑ پانی
وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہے عام نہیں پانی کیچڑ کے عذر میں تو فرض نماز
بھی سواری پر جائز ہے یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پنجگانہ کے واجب
ہوگی ہے پس دونوں حدیثوں میں تناقض نہ ہوگا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی
الآثار میں لکھا ہے فمن ھذہ الجھۃ عندی ثبت نسخ الوتر علی الراحلۃ یعنی
اسیوجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** مسئلہ ہفتاد
وہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی سے فجر کی سنتیں نہ پڑھی گئی ہوں تو پڑھنا
انکا اوسکو نہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہے الخ

اقول مسلم میں عمر بن عبسہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں
تشریف لائے میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے کہ وقت جائز نماز کا آپ
بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر ٹھہر جا نماز سے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور
فتح القدیر میں ہے کیونکہ سنتیں بعد نماز فجر محض نفل ہو گئی ہیں بنابراسکے کہ حدیث اونکے
واسطے وارد نہیں ہوئی ہو یا وارد ہے تو وہ معارض ہے بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہے جب تک کہ آفتاب نکل آوے پس یہ حدیث صحیح
کی اوس حدیث پر مقدم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین انتہی علاوہ اس کے ان دونون حدیثون
مین جو معترض صاحب نے لکھی ہین محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہین اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ یہ
حدیث ثابت نہین قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہے خصوصًا اوسوقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہے ایسی قوت نہین رکھتے جیسے کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
صبح کے سنتون کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **قال** مسئلہ ہفتاد وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے کہ استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہین ہے اھ مسئلہ ہفتاد ونہم ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز استسقا مین چادر پلٹکر اوڑھنی امام کو بھی اور قوم
کو بھی سنت نہین مسئلہ ہشتادم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ استسقا مین خطبہ نہین
ہے **اقول** فتح المنان مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم
مِدْرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشنے والا ہے بھیجتا ہے اوپر تمہارے مینہ
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثون مین طریقے استسقا کے مرقوم ہین اونمین نماز نہین ہے مگر
ایک صورت مین فقط نماز ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حد صحت
کو نہین پہنچی یا خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور سنت وہ ہے جسپر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور یہان نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہے فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفا
کیا اور نماز نہین پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی عمر اوسکو ترک نہ کرتے حال آنکہ ہوا اصحابہ کے روبرو
کیا گیا اور عمر رضہ کا نہ جاننا باوجود عموم بلوے کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعید ہی اور باوجود حاجت کے ترک کر دینا اور بھی بعید ہی اور پھر صحابہ رض کا تنبیہ نکرنا نہایت مستبعد ہی اور
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا مین جماعت نہین ہی یہ ہی کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہین ورنہ اگر ہر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیگا تو جائز
ہی بلکہ مستحسن ہی اور احادیث جو استسقا مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین اور اکثر طرق
جنمین خصوصیات اور کیفیات مذکور ہین خالی از ضعف نہین پس امام صاحب نے اوسکا خلاصہ اور
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہی اخذ کر لیا ہی اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہی بوجہ اخذ
اونکے کے امر متیقن کو اور فتوی نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہی اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
مین ہی کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فال کے تھا چنانچہ اسکی تصحیح مستدرک
جابر رض کی روایت سے کی ہی اور وہ صحیح حدیث ہی فرمایا اونھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر اسلیے قلب کی تا کہ قحط سالی منقلب ہو جاوے اور مطولات طبرانی مین انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدلکر ارزانی ہو جاوے اور مسند اسحق مین ہی کہ چادر کا قلب
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کیطرف منقلب ہو جاوے اور کتب اربعہ سے جو حدیث ابن عباس رض کی روایت
سے ہی اگر وہ خطبہ پر دلالت کرے تو کوئی اشکال نہین ورنہ ترمذی نے اوسکو صحیح کہا ہی مگر حاکم نے اوسپر
کیا ہی اور سکوت اونکا ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہی اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہی اور مسند امام احمد مین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی کہ استسقا کیواسطے تشریف
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمد رح نے خطبہ کو استسقا مین مسنون نہین کہا ہی تو معلوم ہوا
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہی اور تو نے معلوم کر لیا ہی کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف
نہین کہ بعض راوی اوسکے ضعیف ہو گئے بلکہ علتین ضعف حدیث کی اور بہت ہین انتہی مختصرا
خلاصہ تحریرات یہ ہی کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہین اور فی الواقع جب
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک استسقا مین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث

مین وارد ہی ورنہ عمر رضہ اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہرگز ترک نکرتے اور صحابہ رضہ ضرور متنبہ کر دیتے پس ترک
دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا عمر رضہ کا اور صحابہ رضہ کا سکوت کرنا اسپر دال ہی کہ طریقہ مسنون
یہی ہی وہ نہین گو فقط جواز اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہی وضو مین
بھی تو آخر ایک ایک بار اور دو دو بار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون
وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث
کے مطلق مخالف نہین حاشا و کلا پھر باینہمہ جو حنفیہ کو ثابت ہو گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ و جماعت کے ساتھ پڑھی گو ایکبار سہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور حنفیہ
نماز استسقا پڑھتے ہین مع جماعت و خطبہ و قلب ردا کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف
کیا محض خطا ہی اگر اختلاف ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ایمہ نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ وسعت شفقت
کے رکھا گیا ہی ورنہ شارع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندونکے واسطے بڑی بڑی
مصلحتین ہین ؎ دم مزن در احکام شریعت از راہ خطا ✤ ہر چہ بود از شارع ہمہ خیر است و صواب

قال مسلہ ہشتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت خواہ ثیبہ ہو خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پرانی باری
مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ رضہ سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن
و حدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب و سنت کا اوسپر نہین ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آویگا
اس حال مین کہ ہونگا اوسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ مین عائشہ رضہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم وہ ہی جو
میرے اختیار مین ہی پس غیر اختیاری مین مجکو ملامت نکر یعنی بعض سے قلب کی اختیار مائل
ہو انتہی اور خدا تعالی فرماتا ہی فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عدل

شرح نقایہ

نہین ہوسکے گا تو ایک ہی عورت کرو انتہی پس معلوم ہوا کہ ازواج مین خواہ باکرہ ہون خواہ ثیبہ برابری چاہیے
اور جس حدیث مین شروع نکاح مین باکرہ کیواسطے سات روز اور ثیبہ کیواسطے تین روز مین حنفیہ اسکا انکار
نہین کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اتنے ہی روز پہلی کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حدیث
اور قرآن لازم آئیگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح کیا اور تین روز
رہے اور فرمایا اگر تو چاہے تو سات دن رہون مگر سات سات دن اور ازواج کے پاس بھی رہونگا انتہی اسکا یہ مطلب
نہین معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام نہوگا بلکہ یہ فرمانا آپکا
پچھلی کے پاس بھی اسیقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہی کہ برابری چاہیے البتہ بوجہ ابتدای نکاح کے باکرہ کے پاس
سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہی اس حدیث سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اخذ کرنا کہ
دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب اور سوء فہمی سے نہین بجای انصاف ہی کہ جو عقل سے خالی ہون
اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کرین اور مخالفت حدیث کا الزام دین حال آنکہ جب ظواہر کو سمجھتے نہین
تو یہ مطلب حدیث کو موافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھین سے جاو ادنا صورۃ البشرۃ ولی ...
اینست + **قال** مسئلہ ہشتاد و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ مدعی کو قسم نہ دیجاے اور یہ
امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا پہلی حدیث مسلم اور ابو داود اور
نسائی مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
قسم اور گواہ پر اور کہا اسناد اسکی جید ہی دوسری حدیث ترمذی مین روایت ہی جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہ نقل کی اونسے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ
کے اور حکم کیا ساتھ اسی کے حضرت علی رض نے بیچ تمھارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح ہی **اقول**
مسلم مین ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس
بدعواھم لادعی ناس دماء رجال واموالھم ولکن الیمین علی المدعی علیہ یعنی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر آدمی موافق دعوی اپنے کے دیے جاینگے تو آدمیون کی جان اور مال
دعوی کر بیٹھینگے ولیکن قسم مدعا علیہ پر ہی انتہی اور بیہقی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ فرمایا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیکن گواہ لانے مدعی پر ہین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر انتہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ یعنی دو گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہوین تو ایک مرد اور دو عورتین ہون انتہی اور شاہد اور یمین کی حدیث کو علامہ عینی نے لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے اسکو ذکر کیا ہی اور سہیل نے اسکا انکار کیا ہی پس بعد انکار راوی کے حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہی کہ معنی اس حدیث کے یہہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار فقط بنسبت شاہد کے حکم کردیا اور کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونونکا جمع کرنا ایک شخص مین نہین پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد علی التعاقب ہوتی ہی اور اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہی مگر مدعی کی یمین پر کہان سے دلالت کرتی ہی بلکہ جائز ہی کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین عدم وجود اوسکا برابر ہی پس مدعا علیہ کی قسم پر رجوع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے مشہور احادیث پر انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین بعضون نے کلام کیا ہی اور قطع نظر اسکے اس حدیث مین بہت احتمال ہین پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کرکے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کردینا اچھا نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہوگیا کہ دو گواہ ضرور ہین مگر گواہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین ایک مین جمع نہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہونگے ایسے مدعی کی قسم کا اعتبار نہوگا پس اگر شرکت لیجائیگی تو منافی تقسیم کے ہوجائیگی پس باوجود احادیث مشہورہ کے اور دلالت قطعی اونکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنونکو حجت گردانا پھر مزید برآن امام صاحب کے مذہب کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہی مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین سمجھ مین نہین آتی کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی **قال** مسئلہ ہشتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ سورج گہن کی نماز ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہی الخ مسئلہ ہشتاد و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ نماز گہن مین خطبہ نہین ہی الخ مسئلہ ہشتاد و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ گہن کی نماز مین قراءت آہستہ پڑھنی چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کے الخ **اقول** فتح المنان

مین لکھا ہی والشیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اورد احادیث بروایات متعددۃ صحیحۃ وحسنۃ ومثبتۃ لمذہب الحنفیۃ وتکلم علی احادیث تعدد رکوع بانہا اضطرب فیہا الرواۃ فان منہم من روی رکوعین ومنہم من روی ثلث رکوعات فوجب ان یصلی علی المعہود وہو الموافق لروایات الاطلاق نحو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان کذلک فصلوا یعنی شیخ ابن ہمامؒ احادیث روایات متعددہ سے لائے ہین جو صحیح اور حسن اور ثابت کرنیوالی مذہب حنفیہ کی ہین اور کلام کیا ہی اونھون نے تعدد رکوع کی حدیثون مین بایطور کہ اونمین راوی مضطرب ہین کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہین اور بعضے تین رکوع کی پس واجب ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جاے اور وہ روایات مطلقہ کو موافق ہی مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتہی اور تبیین الحقائق مین ہی کہ ہماری حجت وہ حدیث ہی جو ابو داود مین قبیصہ رضؓ سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتین سورج گہن کی الحدیث اور روایت کیا ہی دو رکعتون کو ایک جماعت نے صحابہ رضؓ کی اونمین سے عبد اللہ بن عمرؓ اور سمرہ بن جندب اور ابو بکرہ اور نعمان بن بشیر ہین اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولی ہی کیونکہ اسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہی اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہی اور بوجہ کثرت راویون کے اور صحت احادیث کے اور موافق ہونے اسکے طریقہ معہودہ کو اور حدیث عائشہؓ اور ابن عباس رضؓ سے اون لوگون کی حجت قائم نہین ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہی کہ مذہب اون دونو کا برخلاف اسکے ہی اور جب مذہب راوی کا خلاف اسکے ہو جسکو روایت کرتا ہی تو وہ روایت حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت مین اور چار رکوع کیے ایک رکعت مین اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت مین اور چھہ رکوع کیے ایک رکعت مین اور آٹھ رکوع کیے ایک رکعت مین اور اس روایت کو اخذ نہین کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

۳ تبیین الحقائق باب کسوف

ملول ہوے اور اونھون نے اپنے سر کو اوٹھایا یا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک
اوٹھایا ہی پس اونھون نے بھی سر اوٹھایا یا اپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پس رکوع کیا پس ایسی دوسری بار اور تیسری بار کیا پھر
جو لوگ انکے پیچھے تھے اونھون نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہی پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کردی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف مین
ہوتے ہین کبھی ہو جاتا ہی کیونکہ عائشہ رض تو عورتون کی صف مین تھین اور ابن عباس رض لڑکون کی
صف مین تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف مین سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہی پس کل اور کا ایک مرتبہ مین ثابت ہونا محال ہی
پس معلوم ہوا کہ راویون سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضون نے کہا ہی کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھین کہ منجلی ہوا ہی یا نہین پس بعضون نے اسکو
رکوع گمان کر لیا پس اوسپر لفظ رکوع اطلاق کر دیا پس اون احادیث کی جو ہمنے روایت کی ہین یہ حدیثین
باوجود ان احتمالات کے معارض ہونگی انھی آپ وہ حدیث سنیے جسمین صریح فقط ایک رکوع کا ایک
رکعت مین کرنا ثابت ہی ابوداؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ
کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے بہت دیر تک پھر
رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا پس کھڑے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا اور بیٹھے رہے بہت
دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اوٹھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ہر رکعت مین فقط ایک رکوع کیا اور ابوداؤد اور نسائی مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم آپکی آواز نہ
سنتے تھے پھر رکوع کیا اطول رکوع کہ ہمکو کچھ آواز آپکی نہین آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدون سے زیادہ کہ
ہم آواز آپکی نہ سنتے تھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا انتھی مختصرا اور بخاری مین ابو بکرہ سے

باب کسوف

روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چادر کھینچتے ہوے نکلے یہانتک کہ مسجد مین تشریف لائے اور آدمی بھی مسجد مین جمع ہوے پس دو رکعتین
اونکو پڑہائین پس آفتاب روشن ہو گیا پس فرمایا آفتاب اور چاند دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے
ڈراتا ہی اللہ نے بندون کو پس جب ایسا ہو پس نماز پڑہو تم یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاے انتہی
پس یہ احادیث بعضی انمین سے صحیح ہین اور بعضی حسن ہین بعضی مین دو رکعتونکی تصریح ہی اور بعضی مین
یہ حکم ہی کہ اس نماز کو مثل نماز صبح کے جو اب تم پڑہ چکے ہو پڑہو پس اس حدیث سے بھی دو رکعتین معلوم
ہوئین اور بعضی حدیث مین تفصیل ایک رکوع کی ہی چنانچہ حدیث سمرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی مذکور
ہوئی اور دو رکعتونکی حدیث کو ایک رکوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہی اگر یہ رکوع سے زیادہ ہوتا
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تھا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑہو اوسوقت اسکی ضرور
تصریح کردیتے کہ اسمین رکوع دو ہین یا زیادہ ہین بلکہ جہان احادیث صحاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہی وہان مطلق نماز کو فرمایا ہی ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرور احتیاج
تھی پس معلوم ہوا کہ شارع کو فقط ایک رکوع مقصود ہی پھر آپکے فعل کی وجہ اختلاف بھی معلوم ہو گئی
اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک رکوع آپ نے کیا اور خود عائشہ رض اور ابن عباس رض کا مذہب بھی ثابت ہو چکا
کہ خلاف روایت ہی پس انہی وجوہ سے معلوم ہوا کہ سورج گہن مین ایک ہی رکوع کرنا چاہیے لہذا اگر
امام صاحب نے ایک رکوع کہدیا تو کونسا خلاف ہوا باقی رہا خطبہ اوسکی وجہ صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادای نماز اون لوگونکا رد کیا تھا جو کہتے تھے کہ بوجہ وفات ابراہیم کے کسوف
واقع ہوا ہی اسکا نام خطبہ نہین چنانچہ علامہ زیلعی تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبہ کا حکم نہین فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرمادیتے
اور حدیث مین جو آیا ہی اوسکی وجہ یہی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے بیان کیا تھا تاکہ اونکے
قول کو رد کردین کہ وہ کہتے تھے کہ کسوف شمس بوجہ موت ابراہیم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
تھے ہوا ہی پس فرمایا آپ نے کہ شمس اور قمر دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے کسی کی موت اور حیات سے

منکسف نہین ہوتے اور جو امر کہ اسکی عدم مشروعیت پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بعد روشن ہونے آفتاب کے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل نماز اور دعا کے خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدیر[1] مین ہی کہ خطبہ بوجہ قصد مشروع ہونیکے نہ تھا بلکہ واسطے دفع وہم اون لوگون کے جنھون نے گمان کیا تھا کہ کسوف بوجہ موت ابراہیمؑ کے ہوا ہی پس یہ خطبہ عارضی تھا انتہی اور مسند امام احمد اور مسند ابو یعلی مین ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی پس نہ سنا مینے آپ سے ایک حرف انتہی اور حلیہ[2] مین ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ مینے آپکے قریب نماز پڑھی اور قرارت نہ سنی انتہی اور شرح[3] معانی الآثار مین سمرہ رضؓ بن جندب سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہمنے انکی آواز نہین سنی انتہی اور شرح مسلم[4] مین امام نووی نے لکھا ہی کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی رحؒ کا) اور امام مالک رحؒ اور امام ابو حنیفہ اور لیث بن سعد اور جمہور فقہا کا یہ ہی کہ کسوف شمس مین آہستہ قرارت کیجاے اور حجت اونکی یہ ہی کہ صحابہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت تخمینا بقدر سورۂ بقرہ وغیرہ کے کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تو اوسکی مقدار بلا تخمین معلوم ہو جاتی انتہی **قال** مسئلہ ہشتاد و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گانوون مین جمعہ پڑھنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابو داؤد مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے الخ **اقول** ابن ابی شیبہ[5] نے علی رضؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین جمعہ ہی اور نہ تکبیر تشریق اور نہ نماز عید الفطر کی اور نہ نماز عید اضحی کی مگر شہر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہی اور دوسری حدیث عبد الرزاق[6] نے علی رضؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین تشریق ہی اور نہ جمعہ ہی مگر شہر جامع مین اور امام ابو یوسف نے اس حدیث کو املا[7] مین مسند اور مرفوع ذکر کیا ہی اگر یہ حدیث اونکے نزدیک مرفوع ثابت نہوتی تو اسکو مسند اور مرفوع نہ کہتے اور بھی اسکو علامہ عینی[8] نے شرح ہدایہ کی کتاب الجمعہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ امام ابو یوسف رحؒ امام حدیث ہین مجتہد ہین اگر ثبوت اسکے رفع کی نہوتا تو مرفوع ذکر نکرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر[9] مین کہا ہی کہ اقتدا علی رضؓ کی کفایت کرنا ہی

[1] فتح القدیر باب الکسوف
[2] حلیہ باب الکسوف
[3] شرح معانی الآثار طحاوی باب القراءۃ فی صلوۃ الکسوف
[4] شرح مسلم جلد اول صفحہ ۲۹۶
[5] فتح القدیر کتاب الجمعہ
[6] ہدایہ کتاب الجمعہ
[7] املا کتاب الجمعہ
[8] عینی شرح ہدایہ کتاب الجمعہ
[9] فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب الجمعہ

اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین ذکر کیا ہی کہ حذیفہ رض سے بھی یہی مروی ہی کہ گانؤن والون پر جمعہ نہین
بلکہ شہر والون پر ہی مثل مدائن کے اور اسوجہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت گانؤن تھے اور کوئی روایت
نہین آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو جمعہ کا حکم دیا ہو اگر واجب ہوتا تو اونکو حکم فرماتے
اور ہمکو شہرت اوسکی معلوم ہو جاتی اور حدیث ابن عباس رض کی حجت نہین ہو سکتی اسلیے کہ جواثی بحرین کے
قلعہ کا نام ہی چنانچہ اسکو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہی اور صاحب مبسوط نے کہا ہی کہ جواثی شہر ہی اور
شہر کو قریہ بولتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے لَوْلَا أُنْزِلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ
(یعنی کیون نہین اوتارا گیا یہ قرآن اوپر ایک بڑے شخص کے دونون قریون مین سے) اور وہ مکہ اور
طائف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ جواثی شہر کا نام ہی لفظ قریہ کا اوسپر اطلاق کیا ہی چنانچہ قرآن شریف مین
مکہ کو قریہ فرمایا ہی ایسا اطلاق بیشتر بہت تھا اور ابو عبید بکری نے بھی کہا ہی کہ جواثی بحرین کے شہر کا
نام ہی اور زمخشری نے نام قلعہ کا کہا ہی اور ظاہر ہی کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہین ہوتا ہی علاوہ اسکے
ن عباس رض فقط یہی فرماتے ہین کہ جواثی مین جمعہ ہوا اسمین یہ مذکور نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم کو بھی اسپر اطلاع ہو گئی تھی اور اونکو جمعہ پر قائم رکھا تھا علاوہ اسکے ابن عباس رض کے قول سے
لی رض کے قول کو ترجیح ہی پھر یہ حدیث مرفوع بھی آئی ہی اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہی کیونکہ یہ قیاسی
ین معلوم ہوتا یہی وجہ ہی کہ صحابہ رض سے اس امر کی کوئی روایت نہین کہ اونھون نے وقت فتح کرنے
رونکے گانؤن مین منبر رکھوائے ہون اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرتے تھے
معلوم ہوا کہ امام صاحب کا ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہی کسیطرح خلاف نہین اگر کچھ
ترض صاحب کی طبیعت مین اونکی طرف سے خلاف ہی ہوا کرے ہمکو اس سے کیا مطلب ہمارا
ملک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ایمہ مجتہدین و محدثین محققین کے ساتھ حسن ظن
یہ بیشک کسی نے مخالفت حکم شرعی کے نہین کی اور یہ جو اختلاف فروع احکام شرعی مین ہو گیا اسو
ت مرحومہ کیواسطے وسعت رحمت ہی اور شارع کی طرف سے اسمین بہت بڑی مصلحت ہی سب کا ماخذ
آن و حدیث سے نکلتا ہی و لکلٍ فی جہۃ لیکن ظاہریہ اس سے بے بہرہ ہین بے سمجھے بوجھے ہر کسی کو

مخالف حدیث کہدینا انکی خوہی اور بزرگان دین کو برا کہنا انکی گفتگو ہی یہ نہین سمجھتے کہ ۵ بر بلندان سخن بسوے خود دست * تف بسوی فلک بر روے خود ست * **قال** مسئلہ ہشتادو ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر اندھا جماعت کرا دے تو نماز مکروہ ہوتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ

اقول حنفیہ کے نزدیک اوس اندھے کی امامت مکروہ ہی جو احتیاط نکرتا ہوا اور کوچہ گرد ہو اور اگر عالم اور محتاط ہو یا سب مین افضل ہو او سوقت حنفیہ ہرگز مکروہ نہین کہتے بلکہ حجت اپنی یہی حدیث عبد اللہ بن ام مکتوم کی لکھے مین کتاب الاشباہ والنظائر مین ہی وَتُكْرَهُ اِمَامَتُهُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْلَمَ الْقَوْمِ یعنی اور مکروہ ہی اندھے کی مگر جبکہ مقتدیون سے زیادہ جاننے والا ہو انتہی اور بحر الرائق مین ہی فَاِنْ كَانَ اَفْضَلَهُمْ فَهُوَ اَوْلٰى وَعَلٰى هٰذَا حُمِلَ تَقْلِيْدُ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ لِاَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الرِّجَالِ الصَّالِحِيْنَ لِلْاِمَامَةِ فِي الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اَفْضَلُ مِنْهُ حِيْنَئِذٍ یعنی پس اگر نابینا افضل قوم ہو تو وہ سب سے امامت وہی بہتر ہی اور اسی پر محمول ہی امام کرنا ابن ام مکتوم کا اسلیے کہ مدینہ مین کوئی شخص تھا امامت کے لائق انسے بہتر نہین رہا تھا انتہی اور فتح المنان مین ہی اِنْ كَانَ مُقْتَدَى الْقَوْمِ وَعَالِمًا وَقَارِئًا لَا يُكْرَهُ وَقَدْ كَانَ شَيْخُنَا الْاَجَلُّ الْاَكْرَمُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْمُتَّقِيْ يَؤُمُّهُمْ اَصْحَابَهٗ مَعَ عَمَهٖ یعنی اگر ہو اندھا مقتدا قوم کا اور عالم اور قاری تو نہین مکروہ ہی اور تحقیق استاد ہمارے عبد الوہاب متقی امام ہوتے تھے اپنے یارونکے باوجود نابینائی کے انتہی اور محیط مین ہی اِذَا لَمْ يَكُنْ غَيْرُهٗ مِنَ الْبُصَرَاءِ اَفْضَلَ فَهُوَ اَوْلٰى یعنی جبکہ نابینا سے بصیر افضل نہو تو نابینا بہتر ہی انتہی اور بدائع مین ہی اِذَا كَانَ لَا يُوَازِيْهِ غَيْرُهٗ فِي الْفَضْلِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَهُوَ اَوْلٰى یعنی جسوقت فضلیت مین اور کوئی نابینا کے برابر نہو تو وہی بہتر ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نابینا کی امامت مکروہ نہین مگر اوسوقت مکروہ ہی جب احتیاط نکرتا ہو یا علم نرکھتا ہو عبد اللہ بن ام مکتوم ان باتون سے بری تھے بلکہ اوسوقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی مین تشریف لیگئے ہین اونسے بہتر کوئی نہ تھا علی رضی اللہ عنہ کو اہتمام مین چھوڑ گئے تھے اگر اسکا بھی اہتمام اونکے سپرد ہوتا تو اوس اہتمام مین کوتاہی ہوجاتی

مسئلہ ہشتادو ہفتم ... ابن الہمام ... فتح المنان ... محیط ... بدائع ... الاشباہ ... بحر الرائق

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کراہیت سے معلوم ہوتا ہی کہ مطلقاً نابینا کی امامت مکروہ نہین بلکہ بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہی پس اس مسئلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجہ کی نادانی ہی قیاس مع الفارق اسی کو کہتے ہین ہان خوب یاد آیا اگر رطب و یابس نہ بھرتے تو سو سلونکا التزام کیونکر ہو سکتا تھا کچھ معترض صاحب کو خیال نہین کہ کیا لکھتا ہون بے دیکھے انگل سے کام لیتے ہین سہ

سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی ✤ کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

قال مسئلہ ہشتاد و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ جو مچھلی کہ خود بخود مر جاوے اور اولٹی ہو جاوے کھانا اوسکا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ مین روایت ہی الخ

اقول ابو داؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَی الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْہُ فَکُلُوْہُ وَمَا مَاتَ فِیْہِ فَطَفَی فَلَا تَاْکُلُوْہُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز ڈال دے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو اور جو شی دریا مین مر جاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آجاوے پس نہ کھاؤ تم اوسکو انتہی اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا اونھون نے ہماری بازارونمین طافی مچھلی مت بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے طافی کی ممانعت مین احادیث مروی ہین اور تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَعَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ مِّثْلُہٗ وَھُوَ حُجَّةٌ عَلٰی مَالِكٍ وَّالشَّافِعِیِّ فِیْ اِبَاحَتِہِمَا الطَّافِیْ وَلَا دَلِیْلَ لَّہُمَا فِیْمَا رَوَیَا لِاَنَّ الْمُرَادَ بِمَیْتَةِ الْبَحْرِ مَا لَفَظَہُ الْبَحْرُ لِیَکُوْنَ مَوْتُہٗ مُضَافًا اِلَی الْبَحْرِ وَلَا یَتَنَاوَلُ مَا مَاتَ فِیْہِ بِمَرَضٍ وَّنَحْوِہٖ یعنی اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسی ہی روایت ہی اور یہ حدیث امام مالک اور امام شافعی پر حجت ہی کیونکہ وہ دونون طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہین اور حجت اونکی وہ حدیث جو اونھون نے روایت کی ہی نہین ہو سکتی اسلیے کہ مراد دریا کے میتہ سے وہ ہی کہ اوسکو دریا پھینک دے تاکہ موت اوسکی طرف دریا کے منسوب ہو جاوے اور نہین شامل ہی یہ حدیث اوسکو جو مرض وغیرہ سے مر جاوے انتہی پس معلوم ہوا کہ جو مچھلی دریا مین اولٹی ہو کر اوپر پانی کے آجاتی ہی وجہ اوسکی مرض ہوتا ہی دریا کی سردی گرمی سے

طافی نہین ہوتی اوسپر میتہ دریا کا صادق نہین آئیگا کیونکہ دریا کے میتہ سے یہ تو مراد نہین ہے کہ
دریا ہی مین مرے اگر باہر آکر مریگی تو بھی حلال ہے بلکہ دریا کی طرف جو نسبت کی ہے اوس سے مراد فعل دریا ہے
لہذا طافی پر میتہ دریا صادق نہین ہوگا پھر جب حدیث صحیح موجود ہے اور صحابہؓ کا بھی مذہب یہی
منقول ہے کہ اسکا کھانا نہین چاہیے اب کوئی اسمین جالت منتظرہ باقی نہین رہی معترض صاحب نے
تو خود ان صریح حدیثونکی مخالفت کی ہے اور دوسرون پر مخالفت کا اعتراض واہ سبحان اللہ یحبون
لی ولا یحبون لغیرہ نیک بھی عیوب نگران ہون سی عیب خود کوری ان۔ **قال** مسئلہ ہشتاد و نہم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیوے کہ وہ اوسمین کھیتی
کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کرلیوے تو جائز نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ
مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجارہ پر دینے
مین اختلاف ہے حسن بصریؒ اور طاؤسؒ کے نزدیک کسی حال مین درست نہین خواہ بعوض سونے
چاندی کے دے خواہ اوس کھیتی کی تہائی چوتھائی کے عوض دے کیونکہ حدیث مین زمین کے کرایہ کی مطلق
ممانعت آئی ہے اسلیے کسی صورت سے انکے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہین اور ربیعہؒ کہتے ہین کہ فقط بعوض سونے
چاندی کے درست ہے اور کسی شی کی عوض درست نہین اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ بدلے سونے چاندی وغیرہ
سوای طعام کے جائز ہے اور امام احمدؒ اور صاحبین اور بعضے مالکی اور شافعی کے نزدیک زمین بعوض سونے
چاندی کے اجارہ پر دینا جائز ہے اور مزارعت بالثلث والربع وغیرہ بھی جسکو مخابرت کہتے ہین درست ہے اور
امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ وغیرہما کے نزدیک سونے چاندی کپڑے کھانا اناج ہر شی کی عوض زمین کو
کرایہ پر دینا درست ہے مگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین کے کرایہ سے نکلے اوسکا تہائی یا
چوتھائی حصہ مقرر کرکے کرایہ پر دینا درست نہین ہے پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثین بیان
کردین پھر حدیث خیبر کا بھی شبہہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہے رفع کردین گے بخاری مین ہے
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانُوا يَزْرَعُونَهَا
بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا

بخاری صفحہ [illegible]

اَوْلِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ یعنی جابر رض سے روایت ہے کہ فرمایا اونھون نے لوگ
زمین کی زراعت بعوض تہائی اور چوتھائی اور آدھی کے کرتے تھے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے کہ خود اوسکی زراعت کرے یا مناسب ہے کہ مستعار دیدے پس اگر ایسا نکرے
تو زمین اپنی روک رکھے انتہی اور مسلم مین ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
نَهٰی عَنِ الْمُخَابَرَةِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے زمین کو کرایہ پر اوسکے حصہ کے عوض
دینے سے انتہی اور ابو داؤد مین ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ یعنی جابر رض سے روایت ہے کہ کہا اونھون
نے مینے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جو شخص زمین کو بعوض اوسکے حصے کے کرایہ پر دینا
ترک نکرے تو چاہیے کہ آگاہ کر دیا جاے خدا اور رسول کے ساتھ لڑنے کو انتہی اور دوسری حدیث ابو داؤد
مین ہے عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّ بَعْضَ عُمُوْمَتِهِ اَتَاهُ فَقَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اَنْفَعُ لَنَا وَاَنْفَعُ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَ
لَا يُكَارِيْهَا بِثُلُثٍ وَّلَا بِرُبُعٍ یعنی سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مخابرت کرتے تھے پس ایک چچا ہمارے آئے اور فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر سے جو ہمکو نافع تھا ممانعت فرمائی ہے اور اللہ اور رسول
اوسکے کی طاعت زیادہ نافع ہے کہا نافع نے دریافت کیا ہمنے کہ وہ کیا ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے خود زراعت کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو واسطے زراعت
کے دیدے اور نہ کرایہ پر دے اوسکو بعوض تہائی اور نہ چوتھائی کے انتہی اور خیبر کے معاملہ مین چھوٹ
جسکی حدیثا مین ممانعت بیان ہو چکی واقع نہین ہوئی چنانچہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین
لکھا ہے کہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر سے خراج مقاسمت تھا بطور احسان اور

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز ہی اسلیے کہ خراج کی دو قسمین ہین ایک تو خراج وظیفہ ہی اور وہ یہ ہی
کہ امام اونپر وظیفہ ہر سال کا مقرر کر دے اور اسقدر مقرر کرے کہ زمینین اونکی اوس مقدار کو اوٹھا سکین
اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہی اور وہ یہ ہی کہ اونسے بعض خارج زمین مثل نصف او ثلث وغیرہ کے
شرط کر لے اور دلیل اسپر یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اونکے واسطے بیان نہین فرمائی اگر
مزارعت ہوتی تو ضرور بیان فرما دیتے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہین اوسمین بیان مدت بھی
شرط کرتے ہین چنانچہ ہم بیان کرینگے اور دلیل اسپر بھی وہ حدیث ہی جو ابن عمر رضہ نے روایت کی ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہود نے سوال کیا کہ اونکو اسی زمین مین
اس طور سے رہنے دین کہ وہ اسکی زراعت کرین اور نصف اوسکا لے لیا کرین پس فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمکو اس زمین مین جبتک چاہینگے ٹہیرنے دینگے روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم اور امام احمد رح نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی کہ خراج مقاسمت تھا اور وہ
لوگ مسلمانونکے ذمی تھے اور ذمی کو جب اوسکی زمین پر برقرار رکھتے ہین تو وہ زمین اوسکی ملک رہتی ہی
اور جو شی اوسکی اراضی سے لیجاتی ہی وہ خراج ہوتا ہی انتہی بلا وجود یکہ صریح احادیث مین ممانعت آچکی ہی پھر بھی
معترض صاحب نے کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھکر امام صاحب کے پردہ مین صریح احادیث پر
طعن کیا ہی یہ کام کسیہ مسلمان کا تو معلوم نہین ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا
استنباط کہان گیا اور تقوی اور طہارت اور پاکدامنی کون اوٹھا کر لیگیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
سے بھی پہلا درمقام سمجھتے ہین اور کبھی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب نے اوسکے موافق کہدیا ہی ترک کر دیتے
ہین دوسرونپر الزام دیتے ہین حالانکہ قصور اپنا ہی **خلاصہ تقریر** یہ ہی کہ امام صاحب موافق
ان صریح احادیث کے مخابرت اور مزارعت کو جائز نہین رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
ہین کہ وہ بطریق احسان و مصالحت کے تھا معاملہ مزارعت نہ تھا کیونکہ کہین حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تا دم حیات اپنے جزیہ اونسے لیا ہو یا ابوبکر صدیق رض یا عمر رض نے کبھی جزیہ لیا ہو
اگر زمین کا نصف جو اونسے مقرر کیا تھا جزیہ نہوتا تو جسوقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اوسیوقت

اونسے جزیہ لیا جاتا حال آنکہ نہین کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ سوائے اس ضعف کے اور کچھ لیا ہو
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہی اور معترض صاحب مخالف حدیث کے کہیے تو
کیا عمل بالحدیث اسی مخالفت کا نام ہی سچ پوچھو تو ہمکو ایسی باتون سے خود تمہارے اسلام مین کلام ہی
مرا باور نمی آید ز روی اعتقاد * اینچنین بدکردن و دین ہمبر داشتن * **قال** مسئلہ نود دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابونمین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص ذی محرم کو کوئی چیز بخش دے تو اوسکو واپس لینی نہین آتی اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** بیہقی اور دارقطنی اور مستدرک مین روایت ہی
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتِ الْھِبَۃُ لِذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ یَرْجِعْ فِیْھَا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخش دیجاوے
تو واپس نلیجاوے انتہی پس یہ حدیث صریح دال ہی کہ ذی رحم محرم سے ہبہ لوٹایا جاوے اور جس حدیث مین والد کو
رجوع آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین کہ باپ کو لے لینا اور خرچ کر لینا جائز ہی جیسے اور اموال اولاد مین باپکو تصرف جائز
ہی یہ معنی نہین کہ ہبہ کا رجوع اور فسخ جائز ہی ورنہ یہ معنی اوس حدیث کے مخالف ہو جاوینگے پس حتی الامکان تطبیق
اولی ہی **قال** مسئلہ نود و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ جو شخص رات کو فرض
روزے کی نیت نکرے تو دن کو زوال کے وقت تک اوسکو نیت کرنی جائز ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو
امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** اس حدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ رمضان کے
روزے کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہی بلکہ جائز ہی کہ روزہ قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین مراد ہو انہین حنفیہ کے
نزدیک بھی رات سے نیت روزے کی ضرور ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ رات سے پہلے قبل غروب کے نیت کرنے
منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہان سے نکلی کہ رات کے بعد نیت درست نہین یہ صورت کیون نہین لیتے ہو
کہ رات سے پہلے دن مین نیت نہین چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ جو شخص رات سے روزے کی نیت نکرے
یعنی دن مین اگر نیت ہو بعد رات سے روزے کی ہو اوس وقت سے اگر روزہ رکھیگا اور یہ نیت نکریگا کہ میرا روزہ

مسئلہ نود و دوم

مسئلہ نود و سوم

شب سے ہی تو روزہ اوسکا نہین ہوگا اسصورت مین لفظ من لفظ صیام کے متعلق ہوگا لفظ ینو
کے متعلق نہوگا اسمین کوئی خرابی لازم نہین آئی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہوگئے اور کوئی دلیل اسپر نہین کہ
من اللیل کو لم ینو کے متعلق کیا جاوے بلکہ صیام جو قریب اوسکے ہی زیادہ استحقاق بوجہ قرب کے رکھتا ہی یا
اس حدیث مین کمال روزے کی نفی مراد ہو یعنی کامل روزہ اوسکا نہین ہوگا اور فضیلت روزے کی حاصل
نہوگی جبتک کہ رات سے نیت نکریگا جیسے وضو مین وارد ہوا کہ جو شخص بسم اللہ نہین کہیگا اوسکا وضو نہین
ہوگا اسمین نفی کمال کی ہی اور جیسے جار مسجد کی نسبت وارد ہی کہ جو شخص مسجد کے متصل رہتا ہو اوسکی
نماز سوا اوس مسجد کے نہوگی پس یہان بھی نفی فضیلت کی ہی اس قسم کی بہت احادیث وارد ہین
پس یہ دونون احتمال نہایت قوی ہین علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہونے مین کلام ہی ترمذی کے
نزدیک صحیح موقوف ہی اور اکثر اسکے موقوف ہونے کے قائل ہین بعض نے مرفوع کہا ہی پس جب [illegible]
اسقدر اضطراب ہوا اور دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہون تو اوسکو صحیحین کی حدیث اور قرآن پر ترجیح دینی
نہین چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا قوله تعالى وكلوا واشربوا حتى يتبين
لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الى الليل اباح الاكل
والشرب الى طلوع الفجر ثم امر بالصيام بعده بكلمة ثم وهي للتراخي فتصير العزيمة بعد
الفجر وروي انه عليه السلام امر رجلا ان اذن في الناس ان من اكل فليمسك
بقية يومه ومن لم يكن اكل فليصم یعنی ہماری دلیل قول اللہ تعالی کا ہی کھاؤ تم اور پیو تم یہانتک
کہ صبح صادق صبح کاذب سے نمودار ہوجاوے پھر تمام کرو روزے کو رات تک خدا تعالی نے کھانے اور پینے کو
طلوع صبح صادق تک مباح کیا ہی پھر حکم کیا ہی روزہ کا بعد اوسکے ساتھ لفظ ثم کے اور لفظ ثم واسطے
تراخی اور مہلت کے آتا ہی پس عزم روزے کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگون مین پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھالیا ہو پس چاہیے کہ
باقی دن رکا رہے اور جسنے کچھ نہ کھایا ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھلے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام
نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک شخص اسلمی کو حکم فرمایا کہ لوگون مین کہدو کہ جسنے کھالیا ہی پس چاہیے کہ باقی دن میں رہے
اور جسنے نہین کھایا ہی پس چاہیے کہ روزہ رکھے اسلیے کہ آج کا دن عاشوریکا ہی اس حدیث مین
اس امر پر دلیل ہی کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہونے اوسکے کے روزۂ رمضان سے واجب تھا اسواسطے
کہ باقی دن نہ کھانے کا اوسی روز مین حکم ہوتا ہی جو مفروض متعین ہو برخلاف قضای رمضان کے
اگر اوسمین افطار کرلے تو یہ حکم نہین پس معلوم ہوا کہ جسپر روزہ کسی دن کا متعین ہو اور رات سے
اوسنے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہو جائیگی اور یہ بنا بر اسکے ہی کہ روزہ عاشوریکا
واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو منع کیا ہی اوس حدیث سے جو بخاری اور مسلم مین معاویہ رض سے
روایت ہی کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشوریکا ہی نہین فرض کیا گیا
ہمپر روزہ اوسکا پس جو چاہے تم مین سے روزہ رکھے رکھلے مین تو روزہ دار ہون پس روزہ رکھا آدمیون
نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگونکو جنھون نے کھالیا تھا حکم
قضا کا نہین دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا بایں طور مردود ہی کہ معاویہ رض فتح مکہ کے سال ایمان لائے
ہین پس اگر اونھون نے اس حدیث کو بعد اسلام اپنے کے سنا ہی تو ظاہر ہی کہ سن نو یا دس ہجری مین
سنا ہوگا پس سننا بعد منسوخ ہونے روزۂ عاشورا کے روزۂ رمضان سے تھا تو معنی اس حدیث کے یہ ہوئے
کہ بعد واجب ہونے رمضان کے روزۂ عاشورا فرض نہین تا کہ اس حدیث مین اور اون حدیثونمین
جو صریح روزۂ عاشورا کی فرضیت پر دلالت کرتی ہین تطبیق ہو جاے اور اگر قبل اسلام لینے کے سنا ہی
تو جائز ہی کہ پہلے فرض ہونے روزۂ عاشورا کے سنا ہو اور عاشورا کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
ہو گیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عاشوریکا روزہ قریش زمانہ
جاہلیت مین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھتے تھے پس جب آپ مدینہ مین تشریف
لائے عاشوریکا روزہ رکھا اور حکم کیا اسکے روزیکا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا جو چاہے
روزہ رکھے اور جو چاہے ترک کرے اور ہونا لفظ امر کا مشترک درمیان استحباب و وجوب کے ممنوع ہی اور اگر تسلیم
کیا جاے پس قول عائشہ رض کا کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے

دلیل اسپر ہی کہ یہان لفظ امر واسطے وجوب کے ہی کیونکہ یہ بات یقینی ہی کہ اختیار دینا اس اعتبار سے
نہین کہ پہلے مستحب تھا اسلیے کہ اب بھی مستحب بلکہ مسنون ہی پس اختیار دینا اس اعتبار سے ہی کہ پہلے واجب
تھا اسیطرح اوس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے
کہ باقی دن نہ کھایا جاوے فرضیت معلوم ہوتی ہی پس ثابت ہو گیا کہ فرضیت روزہ کے اعتبار کرنے نیت کے
بعض دن مین منع نہین کرتے پس مقدم کرنا اوس حدیث کا جو ہمنے روایت کی ہی مخالفین کی روایت کی ہوئی
حدیث پر واجب ہی اسواسطے کہ صحیحین کی حدیث اونکی حدیث کی نسبت قوی ہی بھی ہم اوسمین اختلاف
صحت رفع بھی نقل کر چکے ہین پس لازم آیا اس سے کہ مراد اوس سے نفی کمال کی ہی جیسے لا وضوء
لمن لم یسم وغیرہ مین نفی فضیلت مراد ہی یا مراد یہ ہی کہ اوسنے رات سے روزہ ہونیکی نیت نکی پس جائز
کہ وہ من اللیل ہی متعلق لفظ صیام دوسرے کے ہوگا متعلق لفظ یبیت کے نہین پس دن مین جو نیت کرے
اوسکا روزہ رات سے ہی روزہ ہوگا انتہی **قال** مسئلہ نود و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
زمین سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ بہت کوئی اوسمین سے دسوان حصہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام
نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی الخ **اقول**
بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس چیز مین کہ سیراب کیا اوسکو آسمانی و چشمون نے یا عثری ہی
حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجا
آب پاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور مسلم مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما
سقت الانہار والغیم العشر وفیما سقی بالسانیۃ نصف العشر یعنی فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین کہ سیراب کرین اوسکو نہرین اور بارش دسوان حصہ ہی
اوس زمین مین کہ سیراب کیجاوے سانیہ سے بیسوان حصہ ہی اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسے
رکھتے ہین کیواسطے لاتے ہین انتہی اور عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز رح اور مجاہد اور نخعی سے رو

کی ہے کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اوگاوے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہے انتہی تسلیط اور
ابن ابی شیبہ رح نے عمر بن عبد العزیز رض اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے پس ان احادیث
سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین عشر دینا آتا ہے کیونکہ ان احادیث مین مطلق مقدار کا بیان
نہین بلکہ عام ہے قلیل اور کثیر سبکو شامل ہے پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہے وہ زکوٰۃ تجارت
مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زیلعی نے تبیین مین اسکی تصریح
کردی ہے بلکہ لفظ صدقہ کا اوسمین موجود ہے اور صدقہ زکوٰۃ مین بولتے ہین اور خراج زمین پر عشر کا اطلاق
آتا ہے علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہے اور بنایہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے کہا ہے کہ قوی تر
مذہبون کا اس مسئلہ مین مذہب ابو حنیفہ رح کا ہے باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر با اینہمہ اعتبار
اور دعوی بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے فرمایا مسائل محقق کو نمانتا حق کو نہ پہچاننا
ہے جب لعر حق کو نمانا تو اوسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی پٹی آنکھون پر بندھی ہے اور مخالفت امام صاحب کا
دل مین ٹھنی ہے ہر بات مین بوی نفسانیت آتی ہے ہر سخن مین اکابر دین کے ساتھ بدظنی پائی جاتی ہے

ف گیرم کہ تمام مصحف از برداری ✽ با آن چہ کنی کہ نفس کافر داری ✽ سر را بزمین چہ می نہی بہر نماز ✽ آنرا بہ نہ کہ در سر داری ✽

قال مسئلہ نود و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر صاحب نصاب کو بیچ برس کے ملنا اور
مال اوسی جنس کا ملجاوے تو اوس مال کو پہلے مال مین شامل کر دے اور زکوٰۃ کل کی ادا کرے اگرچہ اوس مال پر
جو کہ پیچھے حاصل ہوا ہے برس نہ گذرا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف
کیا ہے اوس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** بیان
شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہے وَلَنَا فِي الْمُسْتَفَادِ مِنَ الْجِنْسِ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تُؤَدُّوْنَ فِيْهِ زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ فَمَا حَدَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى
يَجِيْءَ رَأْسُ الشَّهْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فَهٰذَا يَقْتَضِيْ اَنْ يَجِبَ الزَّكٰوةُ فِي الْحَادِثِ عِنْدَ مَجِيْءِ
رَأْسِ السَّنَةِ وَمَا رَوَاهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَلَئِنْ ثَبَتَ فَالْاَمْرُ فِيْهِ مَبْنِيٌّ فِيْ مَذْهَبِنَا لِاَنَّا نَقُوْلُ
لَا يَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ مَالٍ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ اِمَّا اَصَالَةً اَوْ تَبَعًا كَمَا فِي الْاَوْلَادِ وَالْاَرْبَاحِ

یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے مستفاد مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ تحقیق سال مین
ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کرو تم زکوۃ مالون اپنے کی اوسمین پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جاے پس وہ چیز
زکوۃ تو نہین یہانتک کہ آجاے وہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پس یہ حدیث اس امر کو مقتضی ہی
کہ حادث مین زکوۃ وقت شروع اوس سال کے ہو جاتی ہی اور وہ حدیث جو اونھون نے روایت
کی ہی ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو اوسمین وہ امر نہین جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم
کہتے ہین کہ نہین واجب ہی زکوۃ مال مین جبتک اوسپر ایک سال نہ گذرے یا تو اصالۃً یا بالتبع جیسے
درمیان سال کے بچے جانورونکے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوۃ پورے سال کی آجاتی ہی انتہی

قال مسئلہ نود و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز مین امام سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ
ربنا لک الحمد نہ کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان
دو حدیثونکا الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا ما روی ابو ھریرۃ وانس بن مالک
رضی اللہ عنھما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا
ربنا لک الحمد رواہ البخاری ومسلم قسم بینھما والقسمۃ تنافی الشرکۃ وما رواہ محمول
علی حالۃ الانفراد وکان الطحاوی رحمہ اللہ یختار قولھما وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ
رحمہ اللہ تعالی یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہی جسکو ابوہریرہ رض اور انس رض نے روایت کیا ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے پس تم ربنا لک
الحمد کہو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان
امام اور مقتدی کے تقسیم کر دی ہی اور قسمت کرنا منافی اشتراک کے ہی (یعنی اگر امام دونون کہیگا تو
تقسیم نرہیگی) اور وہ حدیث جو صاحبین نے روایت کی ہی حالت انفراد پر محمول ہی اور امام طحاوی
اختیار کرتے تھے مذہب صاحبین کا اور اسی کی امام صاحب سے بھی ایک روایت ہی انتہی پس جس
روایت مین امام صاحب سے امام کو تحمید کہنا نہین آیا اوسکی بنا اوس حدیث مذکور پر ہی کہ اسمین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے تسمیع اور مقتدی کے لیے تحمید مقرر کر دی ہی اور قول فعل یہ

مقدم ہوتا ہی پھر نعل مین یہ بھی احتمال ہی کہ حالت انفراد مین ہوا اور حسب روایت مین امام کو دونون جائز ہیں
اوسکی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کہ ظاہر اعام نہین معلوم ہوتا ہی غرض امام صاحب سے دونون
روایتین موجود ہین اور دونونکے ماخذ صحیح احادیث ہین پھر مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجھکے
اندھا بنجانا اور اپنا جہل مرکب جتانا ہی ع باپڑھا مثال نیشتر کنند مجم کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا + **قال** مسلم
نوو ی شرح مسلم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانون تک ہاتھ اوٹھاوے اور عورت
مونڈھون تک اوٹھاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ
اقول مسلم مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ
دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَضَعَهُمَا حِيَالَ اُذُنَيْهِ الْحَدِيْث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ
اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتونکو جب نماز مین داخل ہوئے تکبیر کہی اور
کیا دونون ہاتونکو مقابل کانونکے انتہی اسی طرح ابوداؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہے
اور مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے
روایت ہی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی تَكُوْنَ
اِبْهَامَاهُ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت نماز پڑھتے
اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہوجاتے انتہی اور دارقطنی کی
روایت مین ثُمَّ لَمْ يَعُدْ بھی ہی جسکے معنی ہین کہ پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے اور مستدرک اور سنن بیہقی
اور سنن دارقطنی مین انس رض سے روایت ہی قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ
فَحَاذٰی بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ الْحَدِيْث یعنی کہا اونھون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
تکبیر کہی پس مقابل کیا انگوٹھونکو دونون کانونسے انتہی اور حاکم نے کہا ہی اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط
بخاری اور مسلم کے ہی اور ابوداؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے
روایت ہی قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی
تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ شَحْمَتَیْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم جسوقت تکبیر کہتے شروع نماز کے اوٹھاتے ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے قریب لو کان کے
ہوجاتے پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے انتہی پس جب اسقدر صحیح احادیث سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کانون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے اور بعضی حدیثونمین مونڈھون تک آیا ہی لہذا تطبیق ان احادیث مین دی
جاتی ہی پس ایک وجہ ہی جو شرح معانی الآثار مین مذکور ہی کہ وائل بن حجر سے روایت ہی کہ مینے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کانونکے وقت تکبیر ہاتھ اوٹھاتے دیکھا جب اگلے سال مین آیا تو وہ لوگ لباس
سرمائی پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاتے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر مونڈھون تک
ہاتھ اوٹھایگا تو کچھ مضایقہ نہین اور اگر ہاتھ کھلے ہوئے ہون اور بوجہ جاڑے کے کپڑے مین لپٹے نہون تو
کانون تک اوٹھانے چاہیئن جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھائے پس دونون حدیثونمین
تطبیق ہوگئی کہ بوجہ جاڑے کے جہانتک قابو ہو ہاتھ اوٹھالے اور زیادہ تکلیف نکرے اور اگر کوئی عذر
نہو تو ہمیشہ کانون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے اور علامہ ابن ہمام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہی کہ
جب انگوٹھے کانون کی لو کے متصل ہونگے تو ہتیلی مونڈھونکے مقابل ہوجائیگی پس روایتونمین تطبیق
ہوجائیگی کیونکہ جب ہتیلی مقابل مونڈھونکے ہوئی تو یون کہنا صادق ہوا کہ ہاتھ مونڈھونکے برابر تھے
اور کانونکے فروع کے بھی مقابل ہونگی انگلیان ہاتھونکی پہونچ جائینگی تو دوسری روایت فروع کی بھی صادق
آجائیگی اور انگوٹھے بھی لو کے برابر رہینگے پس تینون روایتین مطابق ہوجائینگی چنانچہ ابو داؤد مین
وائل بن حجر سے روایت ہی اَنَّهُ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ
فَرَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْهِ وَحَاذٰی بِاِبْهَامَیْهِ اُذُنَیْهِ یعنی تحقیق اونھو
نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسوقت نماز کے لیے کھڑے ہوئے پس اوٹھائے دونون
ہاتھ اپنے مقابل مونڈھون اپنے کے اور مقابل کیا انگوٹھون اپنے کو کانون اپنے سے انتہی اس حدیث
سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ دونون حدیثونمین تعارض نہین بلکہ روایت مین بعضون نے ہاتھ کا مقابلہ
مونڈھون سے اور کسی نے کانون سے بیان کردیا فقط لفظونکا فرق ہی مدعا ایک ہی چنانچہ اسی روایت نے
دونون روایتونکو جمع کرکے بیان کردیا ہی پس مذہب حنفیہ کا حدیث سے زیادہ مطابق ہی [illegible]

ذرا تو انصاف کرین کدورت تعصب سے اپنے دل کو صاف کرین راہ راست پر آوین کجی کی طرف نجاوین ع
بسوے راستی دل را ہدایت کن کہ میباشد * عصاے آبنوسی بہر سیل سر اعمی را * **قال** مسئلہ نود و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قعدۂ دوسرے مین اوسیطرح بیٹھے جسطرح سے کہ پہلے قعدہ مین
بیٹھتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہی ابو حمید ساعدی کی
اون دو حدیثون کا جو کہ مسئلہ نود و ششم مین قریب گذرین **اقول** مسلم مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی وَکَانَ یَفْرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بچھایا کرتے تھے قدم اپنا بایان اور کھڑا رکھتے تھے قدم اپنا داہنا انتہی اور شرح مسلم مین ہی فِیْہِ حُجَّۃٌ
لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمَنْ وَافَقَہٗ اَنَّ الْجُلُوْسَ فِی الصَّلٰوۃِ یَکُوْنُ مُفْتَرِشًا سَوَاءٌ فِیْہِ جَمِیْعُ
الْجَلَسَاتِ یعنی اس حدیث مین امام ابو حنیفہ کیواسطے اور اوسکے واسطے جو موافق اونکے ہی حجت ہی کہ
تحقیق بیٹھنا نماز مین پیر بچھا کر ہی تمام جلسون مین برابر ہی انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد نے
وائل بن حجر سے روایت کی ہی اَنَّہٗ نَظَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فَسَجَدَ
ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی یعنی اونھون نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز پڑھتے ہوئے پس سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھے پھر بچھایا پیر بایان اور کھڑا کیا داہنا انتہی اور مسند
امام احمد مین رفاعہ بن رافع رض سے روایت ہی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ لِلْاَعْرَابِیِّ
فَاِذَا جَلَسْتَ فَاجْلِسْ عَلٰی رِجْلِکَ الْیُسْرٰی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
واسطے اعرابی کے پس جب بیٹھے تو پس بیٹھ اپنے بائین پیر پر انتہی اور نسائی مین ابن عمر رض سے
روایت ہی اَنَّہٗ قَالَ مِنْ سُنَّۃِ الصَّلٰوۃِ اَنْ یَنْصِبَ الْقَدَمَ الْیُمْنٰی وَاسْتِقْبَالُہٗ بِاَصَابِعِہَا
الْقِبْلَۃَ وَالْجُلُوْسُ عَلَی الْیُسْرٰی یعنی تحقیق اونھون نے فرمایا نماز کی سنت سے ہی یہ امر کہ کھڑا
کیا جاوے قدم داہنا اور رو انگلیان اوسکی طرف قبلہ کے ہون اور بائین پیر پر بیٹھنا چاہیے انتہی
پس ان احادیث سے امام صاحب کا مذہب ثابت ہوگیا کہ دونون قعدے برابر ہین اور تخاریج بخاری کی
حدیث مین محمد بن عمرو بن عطا ہین اونکو ابو حمید ساعدی سے اس حدیث کا سماع ثابت نہین ہی

درمیان مین کوئی رجل مجہول ہے اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابوجعفر طحاوی
نے شرح معانی الآثار کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوٰۃ کیف ہو مین اسکو مفصل لکھا ہی غرض
یہ حدیث خالی از اختلاف نہین علاوہ اسکے اس طرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہین لہذا ان
احادیث کو ترجیح ہو اور ترمذی نے بھی باب کیف الجلوس فی التشہد مین کہا ہی کہ اسپر اکثر اہل علم کا عمل ہی اور تورک کو
کہا ہی کہ اسپر بعض اہل علم کا عمل ہی **قال** مسئلہ نود وسے فتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ آٹھ رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہی لیکن اگر آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھے تو جائز
نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
مسلم مین روایت ہی سعد بن ہشام سے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک تو آٹھ تک بھی مکروہ
نہین مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکروہ ہین اور حدیث مین مسلم کے جو آیا ہی وہان اور
صورت ہی یہ صورت نہین کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت مین واسطے تشہد کے بیٹھنا بھی
ضرور ہی اور حدیث مین وہ صورت کہ اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نہین بیٹھے
آٹھوین رکعت مین بیٹھے تھے پس اس مسئلہ کو مخالف کہنا حالانکہ اسمین دوسری صورت ہی محض
بیجا ہی علاوہ اسکے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ اتِّفَاقَ الْاَئِمَّةِ عَلَی الْقُعُوْدِ
عَلٰی کُلِّ شُفْعٍ لِمَا رَوَیْنَا دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ نَاسِخَةٌ اَوْ اَنَّہٗ مِنْ خَصَائِصِہٖ یعنی تحقیق اتفاق
کرنا سب اماموں کا اوپر بیٹھنے کے ہر دو رکعتون مین بسبب اوس وجہ کے جو ہم بیان کر چکے دلیل ہی اوپر منسوخ
ہونے اسکے کے یا یہ کہ وہ خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی انتہی چونکہ اعداد رکعات نماز
اختلاف کثیر ہی اور ہر ایک نے جو اوسکے نزدیک قوی ہی اوسپر عمل کیا ہی اسلیے امام صاحب کے نزدیک افضل
چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے ہین اور امام شافعی کے نزدیک دو رکعت ہین اور صاحبین کے نزدیک رات
مین دو اور دن مین چار ہین اور سب کی استدلالات احادیث سے موجود ہین خود احادیث اسمین مختلف
آئی ہین اور وجہ اختلاف امام نووی نے شرح مسلم مین یہ لکھی ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف خود
عائشہ رضہ سے ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہی راویون سے یہ اختلاف ہو گیا ہی پس احتمال ہی کہ گیارہ رکعت تو اغلب

ہین اور باقی روایات عائشہ رض کی وہ نادر اور کبھی واقع ہوئی ہون انتہی اسی اختلاف کی وجہ سے ایکو ترجیح دینے کی ضرورت پڑی اور مسلم کی روایت کو کہ اوسمین آٹھ رکعت بلا قعدہ کے ہین اوسکے منسوخ یا خاصہ ہونیکے قائل ہوئے اور محیط مین لکھا ہی وَالْاَصَحُّ اَنَّ الزِّیَادَۃَ لَا تُکْرَہُ لِمَا فِیْھَا مِنْ وَّصْلِ الْعِبَادَۃِ وَھُوَ اَفْضَلُ یعنی صحیح تر یہ ہی کہ آٹھ رکعت سے زیادہ مکروہ نہین اسلیے کہ اوسمین اتصال عبادت کا ہی اور وہ بہتر ہی انتہی **قال** مسلہ نود و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین برابر کی سورتین پڑھے کم زیادہ نہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا ہی سو امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی صَلٰوۃِ الظُّھْرِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ فِی کُلِّ رَکْعَۃٍ قَدْرَ ثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً الحدیث یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے ہر رکعت مین انتہی پس امام صاحب نے اگر اس حدیث کے موافق کہدیا تو کیا گناہ ہوا پھر یا اینہمہ خلاصہ مین لکھا ہی کہ امام محمد کا قول بہتر ہی افسوس کہ اسکو نہ دیکھا اور اندھو نکی طرح بیدھڑک اعتراض کر بیٹھنا کیسی عداوت اور نفسانیت ہی کیا یہی آدمیت ہی ؎ نباشد نکتہ گیری آدمیت ٭ کہ کار سگ بود آہو گرفتن ٭ **قال** مسلہ نود و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتون مین آدمی کو اختیار ہی خواہ چپکا رہے (یعنی کچھ نہ پڑھے) خواہ پڑھے خواہ سبحان اللہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلہ مین بھی خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کی اوس حدیث کا جو کہ ابی قتادہ رض کی روایت سے مسلہ نود و ہشتم مین اوپر مذکور ہوئی **اقول** امام محمد رح کے موطا مین روایت ہی کہ عبد اللہ بن مسعود امام کے پیچھے صلوۃ جہریہ و سریہ مین پہلی اور پچھلی دو رکعتون مین قرارت نہین کرتے تھے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو اول کی دو رکعتون مین الحمد اور سورت پڑھتے اور اخیر کی دو رکعتون مین کچھ نہین پڑھتے تھے انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین روایت ہی کہ علی رض اور ابن مسعود رض نے فرمایا پہلی دو رکعت مین قرآن پڑھ اور اخیر کی مین سبحان اللہ پڑھ انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت بطریق وجوب نہ تھی بلکہ بطور استحباب کے تھی اور یہی امام صاحب کا

مسلہ ہدایہ مین لکھا ہی اَلّا اَنَّ الافضل اَن یَقرأ یعنی مگر بہتر یہی کہ قرارت کرے انتہی گو حدیث مذکور عائشہ رضہ سے غریب ہی مگر دوسری روایت اوسنے غریب نہین بنایہ مین لکھا ہی رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَائِشَۃَ عَن قِرَاءَۃٍ فِی الاُخرَیَینِ قَالَت اِقرَأھَا عَلٰی جِھَۃِ الثَّنَاءِ یعنی روایت ہی کہ ایک شخص نے عائشہ رضہ سے سوال کیا دو رکعتون اخیرین مین قرارت کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ بطور قرارت کے الحمد کا پڑھنا نہین چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھلے پس اس سے بھی استحباب نکلا پس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہوسکتی ہی ہان اگر کوئی وجوب ثابت کرے تو ہو جائیگی مگر امام صاحب کی پھر کیا تخصیص ہی خود صحابہ رضہ کا مذہب ہو تو ویسی ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہین کہہ سکتے بلکہ ادنی صحابی کا قول بھی حجت ہوتا ہی اسیوجہ سے کسی حدیث سے اخیرین مین وجوب ثابت نہین ہوتا بلکہ ان حدیثون سے خود واضح ہو گیا کہ استحبابًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور بعضی مرجوح روایتون میں حسن نے امام صاحب سے نقل کی ہی کہ قرارت فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہی اور اگر تسبیح نہ کہی اور قرارت نہ کی تو گنہگار ہوگا اگر بھول کر ترک کریگا تو سجدۂ سہو لازم آجائیگا اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام نے اس روایت کو احوط لکھا ہی واللہ اعلم و علمہ اتم **قال** مسلہ عدم فتاوی عالمگیریا مین لکھا ہی کہ بسم اللہ اور آمین نماز مین پکار کر کہنی مکروہ ہی اور جامع الرموز مین محیط سے نقل کر کے لکھا ہی کہ نماز مین آمین آہستہ کہنی سنت ہی اور پکار کر کہنی مکروہ ہی اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ امام اور مقتدی نماز مین آمین آہستہ کہین اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہی سو امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی ان اکثر حدیثون کا الخ **اقول قولہ** پہلی حدیث ابوداؤد الخ **اقول** پہلی حدیث مسند امام احمد کی عَن وَائِلِ بنِ حُجرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیھِم وَلَا الضَّالِّینَ قَالَ اٰمِین وَاَخفٰی بِھَا صَوتَہٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پہونچے ولا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا

ع

بہ

نسم

[illegible]

ع

[illegible]

آواز ہی کو انتہی **قولہ** دوسری حدیث آہ **اقول** حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث کا راوی بشر ابن رافع ہی تقریب مین لکھا ہی کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہی اور ابن القطان نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ بشر بن رافع ابو الاسباط نجرانی ضعیف ہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ وَفِي إِسْنَادِهِ بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ ضَعَّفَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَعِينٍ یعنی یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسکی اسناد مین بشر بن رافع ہی ضعیف کہا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد اور یحیی بن معین نے انتہی **قولہ** تیسری حدیث آہ **اقول** اس حدیث مین بھی وہی بشر بن رافع راوی ضعیف ہی پس حدیث قابل حجت نہین اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاے تو اسکے دو جواب ہین اول یہ ہی کہ انجاح الحاجہ مین لکھا ہی

کہ انکار کرنا ابو ہریرہ رض کا ترک جہر پر اسوجہ سے ہی کہ شاید اونکو حدیث اخفا کی نہین پونہچی انتہی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ اسی حدیث سے اخفا بھی ثابت ہوتا ہی کیونکہ آدمیونکا چھوڑ دینا بجز اسکے کہ اونکو اخفا ثابت ہو گیا ہو ممکن نہین اسلیے کہ آدمی ابو ہریرہ رض کے وقت مین صحابہ اور تابعین تھے پس اکثر کا چھوڑ دینا گو بعض صحابہ نے مثل ابو ہریرہ رض وغیرہ کے ترک نکیا ہو اس پر دال ہی کہ اسکی کوئی اصل ضرور ہی پس اس حدیث سے بھی اخفا کو ثابت ہی اور کیون نہو ابتک احادیث اخفا کی برابر محدثین اپنی کتابو نمین روایت کرتے چلے آئے ہین چنانچہ دوسری حدیث مسند ابو داود طیالسی مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پونہچے آمین کہی اور آہستہ کیا آواز کو انتہی پس جب ابو ہریرہ رض کے زمانہ مین صحابہ نے جہر آمین چھوڑ دیا تو پھر امام صاحب کا کیا قصور ہی جو اونھون نے واسطے اخفا کے ارشاد فرمایا حالانکہ مرفوع صحیح حدیثین اخفا کی موجود ہین **قولہ** چوتھی حدیث آہ **اقول** تیسری حدیث مسند

ابو یعلی مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پونہچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** پانچوین حدیث آہ **اقول** چوتھی حدیث طبرانی نے معجم مین روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب ولا الضالین پر پہنچے تو آمین کہی اور آہستہ کہی انتہی ہمنے دونون حدیثون موقوف کے
جواب مین مرفوع حدیثین لکھی ہین علاوہ اسکے پانچوین حدیث بخاری نے بلا سند بیان کی ہے اور حضر
صاحب لکھتے ہین کہ روایت کیا بخاری نے اسکو حال آنکہ بخاری نے کہین روایت اسکی نہین لکھی لعنۃ اللہ علی
الکاذبین ہے چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد پھر دوسری غلطی معترض صاحب نے یہ کی کہ ضمیر کا
مرجع جہر آمین ٹھیرایا حال آنکہ مطلق آمین کیطرف ضمیر پھرتی ہے اور معنی یہ ہین کہ ابن عمر آمین کو ترک نہین
کرتے تھے اور لوگونکو آمین کہنے پر برانگیختہ کرتے تھے اور نافع کہتے ہین کہ مینے ابن عمر رض سے آمین کی حدیث
مرفوع سنی تھی پس اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قایل ہین مگر جہر اس سے
ثابت نہین ہوتا ہان ابن زبیر رض کے فعل سے ثابت ہوتا ہے اسیلیے ہمنے اخفا کی مرفوع حدیث لکھدی
ہے **قولہ** چھٹی حدیث آہ **اقول** پانچوین حدیث محلی مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین پر پہنچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** ساتوین حدیث آہ **اقول** چھٹی حدیث ترمذی
مین ہے عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس آمین کہی اور پست
کیا آواز کو انتہی **قولہ** آٹھوین حدیث آہ **اقول** ساتوین حدیث تہذیب الآثار مین ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ
ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِاٰمِيْنَ یعنی ابو وائل سے روایت ہے کہ عمر رض اور علی رض
بسم اللہ جہر سے نہین پڑھتے تھے اور نہ آمین مین جہر کرتے تھے انتہی **قولہ** نوین حدیث آہ **اقول** یہ حدیث
ضعیف ہے کیونکہ حجیہ بن عدی کندی جو اسکے راوی ہین اونکو تقریب مین لکھا ہے کہ خطا کرتے تھے
پس جس حدیث مین ایسے سے خطا واقع ہوا اوسکی حدیث قابل حجت نہین ہے وجہ یہ ہے کہ علی رض کا فعل عدم جہر ہے
چنانچہ ابھی ہمنے حدیث صحیح تہذیب الآثار سے نقل کی ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو علی رض ترک جہر
نکرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب العلل مین لکھا ہے کہ مینے اپنے باپ سے سوال کیا کہ یہ حدیث

تیسی ہی اونھون نے کہا ھٰذَا عِنْدِیْ خَطَأٌ یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہی اور یہ ابن ابی لیلی
سے ہی اور اونکا حافظہ خراب تھا انتہی لہذا وہ حدیث جسمین یہ مذکور ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ آمین پکار کر نہین کہتے تھے زیادہ
معتبر ہوئی اور یہ حدیث جو معترض صاحب نے نقل کی ہی اوسکے مقابلہ مین صحیح نہ ٹھیری **قولہ**
دسوین حدیث الخ **اقول** آٹھوین حدیث سنن دارقطنی مین ہی عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ
اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ یعنی علقمہ
اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی ہین جب
ولا الضالین پر پہنچے آمین کہی اور اخفا کیا آواز اپنی کو انتہی اور وہ حدیث جسکو معترض صاحب نے
عبد الجبار کی روایت سے بیان کی ہی منقطع ہی کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی چنانچہ ترمذی مین لکھا ہی
سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْهِ وَلَا اَدْرَكَهٗ
یُقَالُ اِنَّهٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْهِ بِاَشْهُرٍ یعنی مینے امام بخاری سے سنا ہی وہ کہتے تھے عبد الجبار
نے اپنے باپ سے سنا نہین اور نہ اونکا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے از
انتہی علاوہ اسکے دو چار دس یا پانچ بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سنا ہو تو اسکا ہمکو انکار
نہین اسلیے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تعلیم امت کے آیت اور دعا کو پکار کر پڑھ دیا کرتے تھے
چنانچہ بعض صحابہ رض کی بھی یہی عادت تھی کہ واسطے تعلیم مقتدیون کے کبھی کبھی پکار کر قرأت فرماتے جیسا کہ حافظ
ابن قیم جوزی زاد المعاد مین بسند صحیح نقل فرماتے ہین فَاِذَا جَهَرَ الْاِمَامُ اَحْیَانًا لِیُعَلِّمَ الْمَأْمُوْمِیْنَ
فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ فَقَدْ جَهَرَ عُمَرُ بِالْاِفْتِتَاحِ لِیُعَلِّمَ الْمَأْمُوْمِیْنَ وَجَهَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ
فِیْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِیُعَلِّمَهُمْ اَنَّهَا سُنَّةٌ وَمِنْ هٰذَا اَیْضًا جَهْرُ الْاِمَامِ بِالتَّاْمِیْنِ وَهٰذَا مِنَ
الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِیْ لَا یُعَنَّفُ فِیْهِ مَنْ فَعَلَهٗ وَلَا مَنْ تَرَكَهٗ وَهٰذَا كَرَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی
الصَّلٰوةِ وَتَرْكِهٖ یعنی امام واسطے تعلیم مقتدیون کے دعای قنوت کو وقت نزول نازلہ کے کبھی پکار کر پڑھے تو کچھ
مضایقہ نہین چنانچہ حضرت عمر رض نے شروع کیا فاتحہ کو پکار کر تاکہ تعلیم ہو مقتدیون کو اور حضرت ابن عباس نے

بھی نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پکار کر پڑھی تا کہ مقتدیونکو تعلیم ہو کہ اس محل پر پڑھنا اسکا سنت ہی اور
اسی قبیل سے ہی پکار کر کہنا امام کا آمین کو اور یہ اختلاف مباح ہی کہ اسکے عامل اور تارک کو برا نہ کہا جاوے
اور یہ مثل رفع یدین کے ہی نماز مین کہ کرنا اور نکرنا اوسکا جائز ہی انتہی پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد قرارت فاتحہ کے آمین بنظر تعلیم پکار کر فرمائی تھی کہ تا سمجھ جاوین کہ اس محل پر آمین کہی جاتی ہی
ورنہ جتنی احادیث دعا اور قرارت اور تسبیح کی سماعت مین آئی ہین سب سے جہر ثابت ہو جاویگا حالانکہ
کوئی بھی جہر کا قائل نہین **قولہ** گیارھوین حدیث آہ **اقول** نوین حدیث مستدرک مین حاکم نے
اخفای آمین کی روایت کی ہی اور اوسکو صحیح الاسناد کہا ہی اور جہر کی روایت مین حاکم اور بیہقی کے
بشر بن رافع ہی اور وہ راوی ضعیف ہی پس حدیث جہر کو علی شرط الشیخین کہنا حاکم کا اور حسن کہنا
مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہوگا **قولہ** بارھوین حدیث سے اکیسوین حدیث تک **اقول**
دسوین حدیث روی ابو داود وغیرہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آمین وخفض بہا
صوتہ یعنی روایت کیا ابو داود طیالسی وغیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی
اور پست کی ساتھ آمین کے آواز اپنی انتہی اس بارھوین حدیث سے اکیس تک کسی سے جہر ثابت نہین کیونکہ
بلال رض کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی اور امام کی آمین ایک وقت مین ہو اسمین
جہر کا نشان بھی نہین اسیطرح اور حدیثو نمین فقط آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہی جہر کی اوسنے
بو بھی نہین آتی اسلیے تمام فقہا اور محدثین ان احادیث کو فضائل آمین مین بیان کرتے ہین اور
اگر کسی نے جہر کے باب مین بیان کر دیا تو یہ فقط اوسکا اجتہاد ہی ہم پر حجت نہین کیونکہ لفظ قول سے جیسا کہ بخاری مین ہی یہ
استنباط کرنا کہ جہر مراد ہی فقط اپنے مذہب کی تائید ہی حدیث کے الفاظ ان معنی سے ہزارون کوس دور ہین
ورنہ قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے جہر ثابت ہو جاویگا اسیطرح احادیث
مین وارد ہی کہ جب صبح کو اوٹھو تو یون کہو اور جب سونے کو لیٹو تو یہ کہو اور جب کھانا کھاؤ تو یہ کہو تو
جب قرآن ختم کرو تو یہ کہو اور جب پاخانہ سے نکلو تو یہ کہو سب اون دعاؤنکا جہر سے پڑھنا ثابت
ہوگا اسیطرح جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو حدیث مین آیا ہی تم ربنا لک الحمد کہو

ایسے ہی التحیات پڑھنے کیواسطے بھی لفظ قولوا آیا ہی بعض قعدہ مین التحیات پڑھا کرو ان تمام کو جہر سے پڑھنا
کیون نہین مسنون کہتے اور اونکے آہستہ کہنے کو کیون مسنون کہتے ہو حالانکہ قولوا و قل انمین بھی موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے معترض صاحب کا استدلال کرنا محض مغالطہ اور فریب دہی عوام ہی ایسیہی یہود کا حسد کرنا
اسپر موقوف نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے ہون بلکہ بعض اوقات واسطے تعلیم کے جہر فرماتے تھے کیا یہ امر
یہود پر ظاہر نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ سے اونکا حسد کرنا متصور ہی ہو تو جتنے اقوال اور افعال جو نماز مین
صادر ہوتے تھے کیا اونکا علم نہ تھا اور آمین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ بعض اوقات جہر کرتے تھے کیا بعض
اوقات کا جہر اونکے علم کیواسطے کافی نہوگا اسیوجہ سے اونکو حسد تھا کہ یہ لوگ نماز مین آمین ضرور کہتے ہین اور
ہم لوگ آمین کی فضیلت سے محروم رہتے ہین جہر پر کچھ حسد موقوف نہین اور احادیث اخفا کی اسکی موید ہین
اور خود معترض صاحب نے ابوہریرہ رض کے قول سے ثابت کیا ہی کہ لوگون نے آمین چھوڑ دی پس صحابہ اور تابعین کا
چھوڑنا بھی الحقیقت دال ہی کیونکہ مطلقا چھوڑ دینا خواہ سرا ہو خواہ جہرا اگر لیا جائیگا تو یہ صحابہ سے نہایت بعید ہی اسلیے
کہ مطلق آمین مین سبکا اتفاق ہی اور احادیث مین بھی فضائل اوسکے موجود ہین گو سرا اور جہر مین اختلاف ہی
پس معلوم ہوا کہ صحابہ آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور جو ابوہریرہ رض نے ترک جہر کو معیوب سمجھا تو اسکا
تعجب نہین صحابہ مین اس قسم کا اختلاف رہا ہی پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا آہستہ کہنا
اور اسیطرح صحابہ سے ثابت ہوا پس جو شخص آہستہ کہنے کو برا سمجھیگا اوسمین اور یہود مین کچھ فرق نہوگا
گیارھوین حدیث طحاوی کی عن ابی وائل قال کان عمر و علی لا یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم
ولا بالتعوذ ولا بالتامین یعنی ابو وائل رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عمر رض اور علی رض بسم اللہ
اور اعوذ باللہ اور آمین مین جہر نہین کرتے تھے انتہی بارھوین حدیث بخاری اور مسلم کی عن
انس قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر و عمر و
عثمان فلم اسمع احدا منہم یقرا بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی انس رض سے روایت
کہ کہا اونھون نے نماز پڑھی مینے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیچھے ابوبکر و عمر و عثمان رض
کے پس نہین سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم انتہی اور تیرھوین حدیث مسلم میں ہی

قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا
یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ
قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انس رضہ نے کہ نماز پڑھی مینے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر رضہ اور عمر رضہ اور عثمان رضہ کے پس تھے وہ شروع کیا کرتے ساتھ الحمد کے اور نہین ذکر کرتے
بسم اللہ کو اول قرارت مین اور نہ اوسکے آخر مین انتہی چودھوین حدیث ابن ماجہ مین انس رضہ سے
روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ کے پیچھے نماز پڑھی سب اخفا کرتے تھے
بسم اللہ کا انتہی پندرھوین حدیث نسائی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ جہر
نہین کرتے تھے بسم اللہ مین انتہی سولھوین حدیث دارقطنی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی سترھوین حدیث مسند امام احمد کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی اٹھارھوین حدیث
صحیح ابن حبان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضہ اور عمر رضہ الحمد للہ رب العالمین کو جہر سے
کہتے تھے انتہی اونیسوین حدیث مسند ابویعلی موصلی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رح اور
عثمان رضہ نماز جہریہ مین قرارت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے انتہی بیسوین حدیث طحاوی
اور معجم طبرانی اور حلیہ ابونعیم اور مختصر ابن خزیمہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رح اور عثمان رضہ
بسم اللہ کو آہستہ کہتے تھے انتہی اور ان کتابون مین اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہین بخاری اور مسلم
مین اور نیز روایات موجود ہین اور فتح القدیر مین ہی قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ وَرُوِّیْنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِیِّ
اَنَّہٗ قَالَ لَمْ یَصِحَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَھْرِ حَدِیْثٌ یعنی کہا شیخ ابن تیمیہ نے
ہمکو دارقطنی سے روایت پونہچی ہی کہ کہا اونھون نے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ
مین صحیح نہین آئی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمٰن مین ہی کہ جب دارقطنی مصر مین گئے تو اون سے
بعض مصریون نے سوال کیا کہ بسم اللہ کے جہر مین کوئی کتاب تصنیف کر دیجیے پس ایک جزو اونھون نے
تصنیف کیا پس بعض مالکیون نے اونکو قسم دلائی کہ ہمکو اسمین سے صحیح حدیث بتلا دیجیے کہا جہر کی

باب صفۃ الصلوٰۃ مع بیان

حدیث کوئی صحیح نہین ہی انتہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی کہ نعیم مجمر کی
روایت معلول ہی اسواسطے کہ جہر بسم اللہ مین آٹھ سو صحابہ اور تابعین سے جو ابوہریرہ رض روایت کرتے ہین
فقط یہی اکیلے راوی ہین اور کسی ثقہ سے ابوہریرہ رض کے اصحاب مین سے یہ امر نہین ثابت ہوتا کہ ابوہریرہ رض کی
حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر بسم اللہ کرنا معلوم ہوتا ہو پس بخاری اور مسلم نے اعراض کیا ہی
ذکر بسم اللہ سے ابوہریرہ رض کی حدیث مین جسکو روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کیا ہی کہ ابوہریرہ رض
تکبیر لیتے تھے ہر نماز فرض اور نفل مین پس تکبیر کہتے وقت قیام کے پھر تکبیر کہتے وقت رکوع کے الحدیث پھر
فرمایا جب فارغ ہو جاتے کہ قسم ہی اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہی مین زیادہ مشابہ ہون تمسے
ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپکی تا دم حیات رہی ہی اور اس حدیث مین اور
اور احادیث صحیحہ مین ابوہریرہ رض سے بسم اللہ کا ذکر نہین اور اس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ راوی نے ابوہریرہ رض
پر وہم کر لیا ہی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی وَعَنْ حَدِيْثِ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ اَنَّهُ مَعْلُوْلٌ
فَاِنَّ ذِكْرَ الْبَسْمَلَةِ فِيْهِ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهٖ نُعَيْمٌ مِنْ بَيْنِ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض وَاَنَّهٗ حَدَّثَ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِهٖ
فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ صَاحِبَا الصَّحِيْحِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا وَاحِدٌ مِنْهُمَا مَعَ شِدَّةِ حِرْصِ الْبُخَارِيِّ عَلٰى
مُعَارَضَةِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ بِالْاَحَادِيْثِ مَهْمَا اَمْكَنَهٗ بِدَلِيْلِ مَا اَشْحَنَ بِهٖ صَحِيْحَهٗ یعنی اور جواب
حدیث نعیم مجمر کا یہ ہی کہ یہ حدیث معلول ہی کیونکہ بسم اللہ کے ذکر کرنے مین اصحاب ابوہریرہ رض سے نعیم مجمر ہی متفرد
ہوے ہین اور یہ کہ وہ حدیث ابوہریرہ رض سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر بسم اللہ کا کرتے تھے
اور تحقیق اعراض کیا ہی اس ذکر سے حدیث ابوہریرہ رض مین بخاری اور مسلم نے اور کسی نے دونو مین سے اوسکو
ذکر نہین کیا ہی باوجود شدید ہونے حرص امام بخاری کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابو حنیفہ کے ساتھ احادیث کے
جسقدر اونکے امکان مین ہی اوس دلیل سے کہ جس سے اپنی صحیح کو اونھون نے بھر دیا ہی انتہی پس احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوا کہ جہر بسم اللہ مین نہین کرنا چاہیے اور بعض روایات مین آنے کی وجہ یہ ہو کہ واسطے تعلیم
کبھی جہر کر دیتے ہونگے جیسے کبھی ظہر کی نماز مین کوئی آیت آواز سے پڑھ دیتے تھے یا بوجہ قرب کسی نے بسم اللہ

سن لی ہو کیونکہ آہستہ پڑھنے مین بھی بعض اوقات قریب کے لوگونکو مسموع ہوجاتا ہی الکینو حدیث
امام ابو جعفر طحاوی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی مین عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہا اونھون نے
باپ میرے نے مجکو نماز مین بسم اللہ کہتے ہوئے سنا پس کہا مجھسے ای بیٹا یہ بدعت ہی بچنا بدعت سے اور کہا صحابہ
زیادہ برا جاننے والا بدعت کا ہمنے کسیکو نہین دیکھا اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھی اور ساتھ ابو بکر رضہ کے اور ساتھ عمر رضہ کے اور ساتھ عثمان رضہ کے پس کسیکو مینے بسم اللہ پڑھتے
نہین سنا پس نہ کہنا جہر بسم اللہ کو جسوقت تو نماز پڑھے پس کہہ الحمد للہ رب العالمین انتہی عدم جہر آمین و
بسم اللہ کی ہم کہانتک حدیثین لکھتے جائین اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھکر اس جواب کو ختم کرین ورنہ
بہت طول ہوجائیگا معترض صاحب نے علقمہ کی حدیث مین حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے کا انکار کیا ہی
حالانکہ ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہی حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ أَبُو السَّكَنِ الْكُوفِيُّ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ
لَهُ حُجْرٌ أَبُو الْعَنْبَسِ يَرْوِي عَنْ عَلِيٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَوَى عَنْهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ یعنی حجر
ابن عنبس ابو السکن کوفی ہی اور وہ وہ شخص ہی جسکو حجر ابو العنبس کہا جاتا ہی وہ روایت کرتے ہین علی رض
اور وائل بن حجر سے اور اونسے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہین انتہی پس اگر شعبہ نے ابو العنبس اونکو
کہدیا تو کیونکر اونکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی کہ حجر کی کنیت ابو العنبس
ہونے پر ابن حبان نے کتاب الثقات مین جزم کیا ہی اور کہا ہی کہ کنیت اونکی مثل نام باپ اپنے کے ہی اور
قول بخاری کا کہ کنیت اونکی ابو السکن ہی اسکے منافی نہین کہ کنیت اونکی ابو العنبس بھی ہو کیونکہ ایک
شخص کی دو کنیتین ہونے سے تو کوئی چیز مانع نہین انتہی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ مین معترض
صاحب نے یہ لکھی ہی کہ شعبہ نے علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہی اور حدیث مین نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ
زیادتی ثقہ کی مقبول ہی چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قَوْلُهُ وَزَادَ فِيهِ عَلْقَمَةَ
لَا يَضُرُّ لِأَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ وَلَا سِيَّمَا مِنْ مِثْلِ شُعْبَةَ یعنی یہ کہنا بخاری کا
کہ شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا ہی کچھ مضر نہین اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی خصوصًا شعبہ جیسے راوی سے
انتہی تبین شعبہ جو امیر المؤمنین حدیث مین مشہور ہین اگر اونھون نے زیادتی علقمہ کی کی تو کیا خطا ہوئی

اور تیسری علت اسمین یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ کی خطا اخفاء آمین کی روایت کرنے مین ہی کیونکہ صحیح جہر کی روایت ہی اسکا جواب بھی علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قُلْتُ تَخْطِیَةُ مِثْلِ شُعْبَةَ خَطَاءٌ کَیْفَ وَھُوَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ یعنی کہتا ہون مین شعبہ کی طرف خطا کی نسبت کرنی خطا ہی کیونکر سو حال آنکہ وہ حدیث مین امیر المؤمنین ہین انتہی **حاصل کلام** یہ ہی کہ ایسے شخصون کی طرف خطا کی نسبت کرنی روایات احادیث کو درہم برہم کر دینا ہی بسبب ایسے لوگ خطا کرنے لگے تو پھر کسکی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ انکی روایت کی مؤید اور روایتین مرفوع اور موقوف موجود ہین سب کو فقط اپنے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے تسلیم نکرنا انصاف سے بعید ہی ورنہ ہر طرح ان روایات کو قوت ہی اگر فقط شعبہ مین کچھ شبہہ ہی تو اونکی محامد سنیے ترمذی کی کتاب العلل مین ہی حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَیْدٍ یَقُوْلُ مَا خَالَفَنِیْ شُعْبَةُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا تَرَکْتُهٗ قَالَ قَالَ اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ قَالَ لِیْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اِنْ اَرَدْتَ الْحَدِیْثَ فَعَلَیْکَ بِشُعْبَةَ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ مینے حماد بن زید سے سنا کہتے تھے کہ نہین مخالفت کی میری شعبہ نے کسی شی مین مگر مینے اوسکو چھوڑ دیا اور کہا اونھون نے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھسے حماد بن سلمہ نے کہا اگر حدیث کا ارادہ ہو تو شعبہ کو لازم پکڑ انتہی اور یہ بھی ترمذی مین ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ نَا ابْنُ مَھْدِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْیَانَ یَقُوْلُ شُعْبَةُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ یعنی امام بخاری کی روایت سے ہمکو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہین کہ مینے سفیان ثوری سے سنا کہتے تھے کہ شعبہ حدیث مین سب مسلمانون کے سردار ہین انتہی اور یہ بھی اوسی ترمذی مین آیا ہی کہ ہمسے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے کہا او مینے یحیی بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثون کو زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہین یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہین ان حدیثون مین اور کہا یحیی نے شعبہ کو رجال کا علم فلان عن فلان زیادہ تھا اور سفیان صاحب الابواب تھے انتہی پس معلوم ہوا کہ شعبہ سفیان سے علم رجال مین زیادہ تھے اور بڑی حدیثونکو اونسے زیادہ یاد رکھتے تھے پس سفیان کی حدیث جو جہر مین واقع ہی شعبہ کی حدیث پر جو اخفا مین وارد ہوئی ہی ترجیح نہین رکھتی اور امام نووی نے تہذیب الاسماء مین

لکھا ہی کہ شعبہ بڑے محدثین اور کبار محققین سے ہین اونھون نے حسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہی اور
انس بن سیرین اور عمرو بن دینار اور سبیعی اور خلائق بیشمار سے روایت کی ہی اور اونسے اعمش اور
سختیانی اور محمد بن اسحق تابعین نے روایت کی ہی اور سفیان ثوری اور ابن مہدی اور وکیع اور
عبد اللہ بن المبارک اور یحیی القطان اور خلائق بیشمار نے کبار ائمہ مین سے اونسے روایت کی ہی اور اجماع
کیا ہی اونھون نے اوپر امام ہونے اونکے کے علم حدیث اور احتیاط اور اتقان اور جلالت قدر مین کہا امام احمد بن
حنبل نے شعبہ کے زمانہ مین اونکے مثل حدیث مین اور عمدہ اونسے کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی رح نے اگر
شعبہ نہوتے تو حدیث عراق مین پہچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد رح نے شعبہ امت واحدہ ہین علم حدیث
اور احوال رواۃ مین انتہی مختصراً پھر جای تعجب ہی کہ شعبہ اخفای آمین کی حدیث بیان کرنے سے
مخطی ہو گئے حالانکہ اسمین اونکی کوئی خطا نہین البتہ ظاہر ہی کہ مخالفانہ بیان کر دینے مین جو چاہیے تھی
ورنہ حدیث مین کوئی نقص نہین ہی اور یونکا علم اونکو اور حافظہ اونکا بہت قوی ہی پس اونکی طرف
ایسا گمان کرنا للہ عتساف اور بالکل خلاف انصاف ہی اور چوتھی وجہ ضعف کی معترض صاحب نے
یہ بیان کی کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اگر معترض صاحب شازی کی کتاب الحدود دیکھتے تو ایسا
زبان سے نہ نکالتے چنانچہ اوسمین لکھا ہی وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ
عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ یعنی علقمہ نے اپنے باپ سے
سنا ہی اور وہ عبد الجبار سے بڑے ہین اور عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی انتہی پس معترض صاحب نے
عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو ابن ماجہ مین جہر آمین کی نسبت آئی ہی (حالانکہ عبد الجبار کی
عدم سماع مین اتفاق ہی) حجت گردانی اور علقمہ کی روایت جو متصل ہی اوسکو بعض اشخاص کے
مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سبحان اللہ کیا انصاف اسی کا نام ہی کہ حق کو ناحق کر دینے
التزام ہی لیکن معترض صاحب دل مین کہتے ہونگے ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا ؛
اور خود نواب صاحب امیر بھوپال جو معترض صاحب کے بڑے معتمد اور مستند ہین اپنی کتاب
مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھتے ہین سماع علقمہ از ابیہ ثابت ہست پس حدیث سالم از

از انقطاع یعنی سماع علقمہ کا باپ سے ثابت ہی پس حدیث اخفاء آمین کی انقطاع سے سلامت
ہی انتہی باقی رہا یہ امر کہ شعبہ سے جہر کی بھی روایت ہوا اسکا ہم کب انکار کرتے ہیں ہم تو خود کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اسیوجہ سے صحابہ رضی میں اختلاف ہوا بعضوں نے اوسکو بوجہ ہمیشہ ثابت
سمجھا اور اکثر نے اوسکو بوجہ تعلیم جانا چنانچہ اکثر آدمیوں کا قرأت فاتحہ میں ترک کر دینا خود اسپر دال ہی کہ
اونھوں نے اخفا کو ترجیح دی ہی پس دارقطنی کی جہر کو ترجیح دینا ہمکو کچھ مضر نہیں وللناس فیما یعشقون
مذاہب ✦ اور بعض صحابہ رضی کے اہتمام سے خود ہویدا ہی کہ انکی رائے میں جہر کو ترجیح تھی اور اکثر نے ترک بھی کر دیا
اور جہر نہیں کرتے تھے بلکہ آمین میں اخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ رضی اسقدر اہتمام نفرماتے ص
بیخودی بے سبب نہیں غالب ✦ کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہے ✦ اسیواسطے علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر
میں لکھا ہی کہ مصنف نے حدیث اخفا کو ترجیح دی اور دارقطنی نے حدیث جہر کو اگر ہمارے نزدیک جہر کو قوت ہو تو خفض
میں یوں تاویل کر دیتا کہ مراد اوس سے عدم قرع عنیف ہی پس علامہ ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
کہ وہ خود اسمیں متردد ہیں چونکہ اونھوں نے اس تاویل کو معلق بالشرط کیا ہی پس جب شرط کا وجود نہ پایا گیا تو مشروط
بھی معدوم ہو گیا اور اگر اس قول سے یہ مراد لیجائیگی کہ اگر میرے پاس دلیل خفا ہوتی تو دونوں میں یہ توفیق دیتا
تو خلاف مقصود ہو جائیگا کیونکہ کہیں اونکے کلام سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ
ترجیح اخفا کو ہی معلوم ہوتی ہی کیونکہ اونھوں نے لکھا ہی کہ اگر یہ امر تمام ہو جائے تو حدیث میں انقطاع ہوگا
علاوہ اسکے انقطاع کو اونھوں نے اپنی کتاب میں حجت گردانا ہی بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت ہی
پھر اسکو معلق بھی کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک انقطاع اسکا ثابت نہیں پھر اونکی تطبیق سے
معلوم ہوتا ہی کہ فقط اخفا کے لفظ میں اونھوں نے تاویل کرنے کو معلق کیا ہی اور جہر میں جو معنی بیان
کیے ہیں وہ خلاف جہر نہیں برخلاف معنی اخفا اور خفض کے کہ اونمیں محض تاویل ہی کیونکہ عدم
قرع عنیف جہر کو جو ضد اخفا کی ہی شامل ہی پس معنی اخفا و خفض کے عدم قرع کیونکر ہو سکتے ہیں
جبتک جہر کو خوب قوت نہو البتہ اوسوقت ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں ورنہ اسکی تاویل
بعید اور خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے میں کیا کلام ہی پس اشارہ ہذا کا طرف دلیل جہر کے

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر اوسمین تاویل کیے کیا معنی ہونگے پھر تو جہر مین یون تاویل کیجائیگی کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہی جسکو خود بھی آپ نے تسلیم کیا ہے پس یہ معنی اخفا کو شامل ہوجائینگے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجوح ہوجائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا مین تاویل کرتے ہین جہر مین کیون نہین کرتے کہ مراد اوس سے عدم اخفای شدید ہی اور یہ تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہی علامہ ابن ہمام اسکے ہرگز قائل نہین اسیواسطے اونھون نے معلق کر دیا ہی پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہی کہ جہر کو ترجیح نہین پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ کے ہم یون تاویل کر دیتے پس معترض صاحب کو یہ عبارت سفید نہ پڑی اور اونکا حدیث مین تاویل کرنا محض لغو ہوا کسی لغت مین اخفا اور خفض کے معنی جہر کو شامل نہین قاموس مین دیکھ لیجیے کہ اخفا کے معنی مین کیا لکھا ہی اَخْفَاہُ سَتَرَہٗ وَکَتَمَہٗ جب لغت سے اخفا کے معنی ستر اور کتم کے ہوئے اوسکو اپنے قول کی پاسداری سے بدل دینا اور بخلاف متبادر لینا آپ ہی کا کام ہی کیا فقط راوی کے خبر دینے سے جہر ثابت ہو سکتا ہی حال آنکہ وہ خود کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخفا کیا خواہ مخواہ اوسمین تاویلات رکیکہ کرنے کی کونسی ضرورت ہی اونکو اس امر کا علم تھا کہ آپ آمین کہتے ہین ورنہ اخفا کہنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد پڑھی کیا اوسکو جہر لازم ہوگا اور خصوصًا اوس وقت جب تصریح بھی کر دی کہ اخفا کیا پھر اوسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہی جو اپنی فقط رای سے حدیث کو خراب کرتا ہی اور دوسرونکو رای کا الزام دیتا ہی ایسے بیّن الفاظ کو کوئی بیوقوف بھی بدل کر اونکے برعکس معنی نہ لیگا ہان البتہ جسکو جہل مرکب ہو اوسکا کیا علاج کہ وہ معذور ہی ؎ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ ❊ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ❊ اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ آثار مین کلام کیا ہی کہ اثر صحابہ رض کا حجت نہین یہ عجیب بات ہی خود تو اثر صحابہ رض سے استدلال کرتے ہین کہین ابو ہریرہ رض کے قول سے سند ہی اور کہین ابن زبیر رض سے اور پھر دوسرونکو اوسکی استدلال سے منع کرتے ہین حال آنکہ حنفیہ کے یہان موقوف حدیث حجت ہی چنانچہ چوتھے مسئلہ کے جواب مین تحقیق اسکی بیان ہوچکی ہی علاوہ اسکے مرفوع حدیثین جو اس جواب کے شروع مین ہمنے لکھی ہین موقوف کی مؤید ہین اور موقوف مرفوع کی مؤید ہی

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تائید کرتی ہی پھر بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے
بھی انکار کرنا ہی پھر دوسرا جواب یہ لکھتے ہین کہ یہ روایتین طبقہ رابعہ کی ہین یہ قول اونکا مناقض اوس
قول کے ہی جو مسئلہ ہفتم مین اونھون نے لکھا ہی کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے
بھی طبقہ ثالثہ مین طحاوی کو داخل کیا ہی پس یہان اوسکو طبقہ رابعہ کہتے ہین حال آنکہ قول اونکا مخالف
حجۃ اللہ البالغہ اور خود اونکی تصریح کے ہی سچ کہا ہی دروغگو را حافظہ نباشد اور تیسرا جواب معترض صاحب
لکھتے ہین کہ روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ہمنے مانا کہ یہ روایت غریب ہی مگر اور روایتین کثرت سے
موجود ہین ایک دوسرے کی تائید کرتی ہین اسیواسطے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ طحاوی
نے ابو وائل سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے علی رض اور عمر رض آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور امام محمد
کتاب الآثار مین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے آمین کو اخفا کرنا چاہیے اسیطرح عبدالرزاق
نے مصنف اپنی مین روایت کی ہی پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین کہ جہر بعض اوقات مین واسطے تعلیم تھا
جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قرأت آیت سنا دیتے تھے حالانکہ اسکے واسطے
جہر نہ تھا کہ سنت دوامی ہو جاوے ورنہ عمر رض اور علی رض ترک نہ کرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے
برخلاف اوسکے حکم نہ دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا قول بے اصل نہیں عمر رض اور علی رض سے
بھی یہی روایت ہی اور یہ روایت صحیح ہی اسکے رجال ثقہ ہین بخلاف ابن ماجہ کی حدیث کے جو علی رض سے
مروی ہی وہ ضعیف ہی چنانچہ تحقیق اسکی شروع مین بیان ہو چکی پس معلوم ہوا کہ علی رض سے جہر کی روایت
محض بے سند ہی ہرگز لائق ماننے کے نہین بلکہ صحیح اونسے عدم جہر ہی اور صحیح مسلم کی روایت جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ عمر رض سبحانک اللہم کو جہر سے پڑھتے تھے مرسل ہی چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین
لکھا ہی وهو مرسل یعنی ان عبدة وهو ابن ابی لبابة لم یسمع من عمر یعنی یہ روایت مرسل ہی
اسلیے کہ عبدہ نے عمر رض سے نہین سنی ہی انتہی پس عدم جہر کی روایت جس طرف جمہور ہین بہت صحیح ہی اور روایت
مرسل سے معترض صاحب کا حجت پکڑنا لغو ہی مگر معترض صاحب کیا کرین الغریق یتشبث بکل حشیش [illegible]
آدمی کیا نہین کرتا جب قوی حدیث ہاتھ نہین آتی تو قوی کا ضعیف بھی مقابلہ کر بیٹھتے ہین اور تقلید

نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہین آتے اونکی تقلید کو ایسا واجب جانتے ہین کہ صحیح صحیح حدیثونکو اونکے
مقابل مین بامل کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہین خود ضعیف اور منقطع اور مرسل حدیث کو حجت نہین جانتے مگر جب قول
نواب صاحب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہین تو پھر ضعیف ہی کی طرف دوڑتے ہین ورنہ وہ بھی اگر
قابل حجت اور کالوحی من السماء سمجھکر پیش کرتے ہین پھر اپنے قواعد ممہدہ سے بھی قطع نظر کر لیتے ہین غرض
کسی جگہ اونکے برخلاف نہین کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل اونکے نزدیک نہایت سہل بات ہے زبان سے
کہنے کی دیر ہے مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق مین سم قاتل تصور کرتے ہین مبادا اونکی مخالفت سے
دال مین کالا ہو تو سلسلہ آمدنی پلاؤ قورمہ کا تہ و بالا ہو ۵ مقلد ہو تو ایسا ہو موحد ہو تو ایسا ہو ٭
ہی تقلید اوسکی فرض العین جسکے پاس مال ہو ٭ اسکے بعد معترض صاحب نے آیت قرآنی مین کلام شروع کیا ہے
کہ ادعوا ربکم سے استدلال درست نہین کیونکہ دعا ہونا آمین کا تابعی کے قول سے ثابت ہوتا ہے حدیث اور قرآن
سے ثابت نہین **جواب** اسکا یہ ہے کہ الفاظ دعا توقیفی نہین ہین اگر کوئی شخص دعا مانگے اور وہ دعا قرآن
اور حدیث مین نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہوگی علاوہ اسکے حدیث مین آمین کہنا آیا ہے اگر اسکے معنی دعا نہین
یا بلفظ اسماء الٰہی سے نہین تو کیا نعوذ باللہ مہمل لفظ کا شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہے بلکہ آمین کے معنی قاموس وغیرہ مین
استجب اور کذلک فلیکن اور کذلک فافعل کے ہین اور آمین کو اسماء الٰہی مین سے بھی لکھا ہے پس دو حال سے
خالی نہین دعا ہوگی یا اسماء الٰہی سے ہے ہر صورت سے اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے
اخفا ہی مین دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ آمین دعا ہے اور دوسری یہ کہ آمین اسماء الٰہی سے ہے پس اگر دعا ہے
تو اخفا اوسکا واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے دعا کرو پروردگار اپنے سے زاری اور آہستگی سے اور اگر
اسماء الٰہی سے ہے تو بھی اخفا واجب ہے اسلیے کہ خدا تعالی فرماتا ہے اپنے پروردگار کو دل مین یاد کرو پس اگر
وجوب ثابت نہوگا تو نہ کم ہوگا استحباب سے اور ہم بھی اسیکے قائل ہین انتہی پس تابعی کا قول خلاف قرآن
اور حدیث نہوا بلکہ حدیث اور لغت اوسکے قول کی تائید کرتا ہے اور دوسرا جواب معترض صاحب کا کہ کسی تفسیر مین
اس آیت کی تفسیر مین اخفاء آمین نہین لکھا عجب مہمل اور بے معنی قول ہے تفسیر والونے جب دعا کا
اخفا کرنا اس آیت سے ثابت کر دیا تو اب کیا ضرور ہے کہ مسائل متعلقہ کو بھی مفسر لکھے البتہ امام فخرالدین رازی نے

اخفای دعا مین اسی آیت کی تفسیر مین بہت دلائل بیان کیے ہین اوسکے بعد امام صاحب کی بھی حجت بیان کر چکی
ہی چنانچہ بھی اونکی عبارت ہمنے نقل کی ہی اب اخفای دعا کے دلائل بھی سنئیے تفسیر کبیر مین ہی جاننا تو کہ اخفا
دعا مین معتبر ہی اور اسپر کئی دلیلین ہین اول تو یہی آیت ہی کیونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ جناب باری نے
دعا کا حکم دیا ہی اوس حال مین کہ وہ دعا مخفی ہو اور ظاہر امر کا وجوب ہی پس اگر وجوب حاصل نہو تو اقل درجہ
استحباب ہوگا پھر خدای تعالی نے اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست نہین رکھتا اور
ظاہر یہ ہی کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ خدا دوست نہین رکھتا اون لوگونکو جو حد سے تجاوز کر جاین اون دو امرونکے
ترک کرنے مین (کہ وہ دونون تضرع اور اخفا ہی) پس اللہ اونکو دوست نہین رکھتا اور محبت اللہ کی ثواب
[عب]ارت ہی پس معنی یہ ہوئے کہ جو شخص دعا مین تضرع اور اخفا کو ترک کرے پس اللہ اوسکو ثواب نہین دیگا
[ا]وسکی طرف احسان کریگا اور جو شخص ایسا ہوگا وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہوگا پس ظاہر ہوا کہ قول
[خدای] تعالی کا انہ لا یحب المعتدین بطور تہدید شدید کے ہی اوپر ترک کرنے تضرع اور اخفا کے دعا مین
دوسری حجت یہ ہی کہ اللہ تعالی نے زکریا کی تعریف کی فرمایا جبکہ ندا کی زکریا ع نے پروردگار اپنے سے ندا آہستہ
[یع]نی چھپایا اوسکو بندون سے اور خالص کیا اوس دعا کو واسطے اللہ اور اوس ندا کی وجہ سے خدا کی طرف منقطع ہوا
حجت تیسری وہ حدیث ہی جسکو ابو موسی اشعری نے روایت کیا ہی کہ صحابہ رض ایک غزوہ مین تھے بلند آوازی
پس لگے کہنے تکبیر اور لا الہ الا اللہ آواز سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کرو اپنی جانون پر
[کی]ونکہ تم نہین پکارتے بہرے کو اور نہ کسی غائب کو تم تو سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہی اور چوتھی
حجت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ایک خفی دعا برابر ہی ستر دعای جلی کے اور دوسرا قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر ذکر کا خفی ہی اور بہتر رزق کا وہ ہی جو کافی ہو جا انتہی پس ان براہین اور قرآ[ن]
سے ثابت ہو گیا کہ دعا مین اخفا مستحب ہی اور بعض اوقات مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا
مسموع ہوئی ہی وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہی ورنہ احادیث مین تناقض ہو جائیگا اسکے بعد حضرت صاحب نے
[آ]یت مین بھی تاویل شروع کی ہی فرماتے ہین کہ اس آیت مین اخفا سے مراد نہ بہت چلانا ہی اور نہ بہت آہستہ
[پڑھ]نا ہی اور آیہ لا تجہر بصلاتک اوسکی سند مین بخاری کی روایت سے لائے ہین کہ آیہ یہ دعا مین

نازل ہوئی ہی اور ہم کہتے ہین کہ یہ آیت نماز کے حق مین وارد ہوئی ہی چنانچہ بخاری و مسلم مین عبد اللہ بن
عباس رضی سے روایت ہی قَالَ نَزَلَت وَرَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مُختَفٍ بِمَکَّۃَ کَانَ اِذَا صَلّٰی
بِاَصحَابِہٖ رَفَعَ صَوتَہٗ بِالقُراٰنِ فَاِذَا سَمِعَ المُشرِکُونَ سَبُّوا القُراٰنَ وَمَن اَنزَلَہٗ وَمَن
جَاءَ بِہٖ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجهَر بِصَلَاتِکَ اَی بِقِرَاءَتِکَ
فَیَسمَعَ المُشرِکُونَ فَیَسُبُّوا القُراٰنَ وَلَا تُخَافِت بِهَا عَن اَصحَابِکَ فَلَا تُسمِعُهُم وَ
وَابتَغِ بَینَ ذٰلِکَ سَبِیلًا یعنی فرمایا ابن عباس رضی نے کہ یہ اوسوقت نازل ہوئی ہی کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین چھپے رہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو قرآن
آواز سے پڑھتے پس مشرکین سنتے برا کہتے قرآن اور اوسکے بھیجنے والے اور لانیوالے کو پس فرمایا اللہ تعالیٰ
واسطے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نماز مین جہر نکرو یعنی قرات نماز مین پکار کر نکرو پس مشرک
اور قرآن کو برا کہینگے اور اپنے اصحاب سے قرات کو پوشیدہ مت کرو بلکہ اونکو سناؤ اور طریقہ اوسط
کرو انتہی آپ لفظ بخاری کے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز مین نازل ہوئی ہی اور مذہب مختار
امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی لٰکِنَّ المُختَارَ الاَظهَرُ مَا قَالَہُ ابنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ
یعنی لیکن مذہب مختار اور ظاہر تر وہی ہی جو ابن عباس رضی نے کہا ہی انتہی اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ
کہی دور فرمائی ہین اگر آمین کا دعا ہونا تسلیم کیا جاوے تو بھی اس حکم سے اسیقدر مستفاد ہوتا ہی کہ آمین کو
چلا کر نکہنا بلکہ میانہ آواز سے کہین جو کہ نہ بہت بلند ہو اور نہ بہت پست **جواب** اسکا یہ ہی کہ کسی لغت یا
خفیہ کے معنی نہین ہے اگر تم سچے تھے تو کسی معتبر کا قول کیون نہین نقل کرتے ہو فقط اپنی رائے سے قرآن کے
الفاظ کو بدلنا شروع کر دیا حالانکہ قرآن مین رائے سے معنی کہنے پر نہایت وعید آئی ہی علاوہ اسکے تفسیر
ابو سعود مین اسی آیت کی تفسیر مین لکھا ہی فَاِنَّ الاِخفَاءَ دَلِیلُ الاِخلَاصِ یعنی اسلیے کہ اخفا کرنا
دلیل اخلاص کی ہی انتہی اور تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَالخُفیَۃُ الاِسرَارُ بِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ اَقطَعُ
لِعِرقِ الرِّیَاءِ یعنی معنی خفیہ کے پوشیدہ کہنے اوس دعا کے ہین اسلیے کہ آہستہ کہنا زیادہ قطع کرنیوالا رگ ریا کا ہی
انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی وَخُفیَۃً اَی سِرًّا قَالَ الحَسَنُ بَینَ دَعوَۃِ السِّرِّ وَدَعوَۃِ

الْعَلَانِيَةِ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا وَلَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَجْتَهِدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يُسْمَعُ لَهُمْ صَوْتٌ إِنْ كَانَ إِلَّا هَمْسًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُوْلُ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَكَرَ عَبْدًا صَالِحًا وَرَضِيَ فِعْلَهُ فَقَالَ إِذْ نَادٰى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ط یعنی خفیہ کے معنی سر ہین کہا حسن بصری نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے ستر حصہ ہین اور تحقیق تھے جمیع مسلمان کوشش کرتے دعا مین اور نہین سُنی جاتی تھی آواز اونکی آواز نہین تھی مگر آہستہ درمیان اونکے اور پروردگار اونکے کے اور یہ اسلیے کہ خدای تعالی فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے خشوع کرتے ہوئے اور آہستہ اور تحقیق اللہ تعالی نے بندہ صالح کا ذکر کیا اور اوسکے فعل سے راضی ہوا پس فرمایا جسوقت دعا کی اوسنے پروردگار اپنے سے دعای خفی انتہی اسیطرح تفسیر کشاف وغیرہ مین لکھا ہی پس باوجود اجماع لغت اور تفسیر کے معترض صاحب وہی تاویل کیے جاتے ہین جو جہر کو شامل ہو اور اپنی رای کے مقابل سبکو بالای طاق رکھدیا اگر ذرا انصاف کی کسی کو تلاش ہو تو معترض صاحب کے یہان سے لوٹ باندھے ہزارون چالین چلتے ہین مگر کوئی چال اونکی قرآن اور تفسیر کے مقابلہ مین نہین چلتی اس آیت مین گفتگو کرکے نہایت مضطرب ہوگئے ہین برابر تاویلون پر کمر باندھے ہین حیلے پر حیلہ کرتے ہین مگر حق بات مخفی نہین رہتی کوئی عاقل ان تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتا مگر وہ مجبور ہین کیا کرین حالت مخمصہ اور اضطرار مین آدمی معذور ہوتا ہی اسکے بعد فرماتے ہین کہ اگر فرض بھی کیا جاے کہ اس آیت سے مراد ایسی آہستگی ہی جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین کا اس سے مستثنی اور مخصوص ہوسکیگا

جواب اسکا یہ ہی کہ جبتک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کردینگے کہ جہر آمین اور بعض دعاکا بعض وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہوسکتی ہم بعض اوقات جہر کے دعا کے خود قائل ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ رضی کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خاص وقائع مین ثابت ہی اوس سے قرآن کی کیونکر تخصیص ہوکر جہر مسنون ہوسکتا ہی بلکہ اکثر دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض اوقات جہر کسی غرض سے خلاف قرآن نہین ہوسکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کردیے جس سے ثابت ہوگیا کہ دعا کا اخفا کرنا بہتر ہی پس متنازع فیہ فقط یہ امر ہی کہ آمین کا جہر اکثری ثابت نہین

اور نیز اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے آمین کی نہین ہوگی اگر بعض اوقات صادر ہوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے ہین چنانچہ بعض دعاؤ نمین بھی بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات مین ہی اسکے حنفیہ منکر ہین اور حدیث کم کہین اسکا پتا نہین اگر قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہین ملیگی جس سے اکثری فعل جہر دعا کا ثابت ہو بلکہ دونون قسم کی احادیث موجود ہین اور ہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہ رضی اور تابعین سے اخفا معلوم ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی خفا ہی کیونکہ قرآن مین دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے دعا ہونے مین یا اسم اسمای الٰہی سے ہونے مین کسی کو کلام نہین اور عجب ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور قرآن کی سند پیش کی ہی کہ اوسمین تو یہ معنی نہین آئے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ✽ معترض صاحب نے شارع کے ذمہ اظہار معنی لغوی کا بھی تصور فرمایا ہی اسکے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا ہین یا نہین خدا اور رسول احکام بتلاتے ہین یا آپکو لغت تعلیم کرتے ہین پھر اگر عطا تابعی نے اسکو کہدیا تو کونسی وجہ سے قابل حجت نہوگا دعا کا اقرار معترض صاحب کو ہر طرح سے کرنا پڑیگا یا اسمای الٰہی مین سے ماننا پڑیگا ؎ یار است بیان ہیچو باید بود ✽ یا معترف فتنہ و شر باید بود ✽ ورنہ بچنین حیلہ و کیا دی خویش ✽ دو چشم پر از خون جگر باید بود اور ان دونونکے واسطے اخفا کا حکم ہم آیت سے بیان کر چکے ہین لہذا خالی از استحباب نہوگا مزید بران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب مین احادیث ہمنے نقل کر دی ہین اور جہر کی احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہین ہوتا اول تو وہ حدیثین خود ضعیف ہین چنانچہ ہم بیان کر چکے ہین کہ کسی مین انقطاع اور کسی مین ضعف ہی اور اگر مانا جاوے تو بیش ازین نیست کہ گاہی گاہی ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ درمیان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات واہیہ اور کچھ نہو سکیگا معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے کلام اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہین فرماتے ہین کہ اگر یون نہین تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ مین نہین آیا یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا نعوذ باللہ ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہین اور کچھ باک نہین کرتے خود تو آنحضرت [illegible] علیہ وسلم فعل کو سمجھتے نہین جب حدیث اور قرآن مین موافق عندیہ اونکے کے تناقض ہوتا [illegible] ہو گیا پیغمبر کی در پردہ

کرتے ہین جناب من آپکی سمجھ مین معنی آیت کے نہین آئے یا آپ دیدہ و دانستہ اوسکے برخلاف کرتے ہین کیونکہ
آپکے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہی کتاب اللہ کو تو آپ صاحبون نے بالکل بالای طاق رکھدیا ہی
اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کیسی
قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا آپ تو ضعیف حدیثون سے استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی
آیت پیش کرے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو گویا قرآن محض تلاوت ہی کیواسطے نازل ہوا ہی احکام کا استدلال
اوس سے صحیح نہین باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک متواترہ
چلی آئی ہین اور احادیث مین یہ بات میسر نہین بلکہ اوسمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ بیان سے باہر ہی احادیث
ضعیفہ تو درکنار احادیث صحیحہ کو جنکے تمام راوی ثقہ ہین اونمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ جبتک کوئی بڑا ماہر نہو
ہرگز غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہین کرسکتا پس حیف ہی کہ احادیث ضعیفہ تو ایک دوسرے کی
مؤید ہو جائین اور قرآن کی آیات کو تایید مین کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علمانے لکھا ہی مگر یہ حضرات
تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہین چنانچہ کتابین اونکی موجود ہین اور مشتی نمونہ از خروارے یہی معترض صاحب کی
کتاب کو ملاحظہ کر لیجیے کہ آیت کو حدیث کے مقابلہ مین نہین مانتے آیتون مین تو ایسی تاویلین گڑہتے ہین جو کوئی
ابلہ بھی اوسکو پسند نہین کریگا اور احادیث کے الفاظ کو یون جانتے ہین کہ بلا واسطہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پونہچی ہین اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہین خدا جانے اونکے
امام پر وحی آئی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اونسے یہی غرض ہی یا اونھون نے کوئی خواب
دیکھا ہی جسکی وجہ سے اپنے خیال خام مین خوش ہین پھر آمین کے بارہ مین اکیس حدیثون پر بڑا ناز ہی اگر مطلق آمین
کی اکیس حدیثین مراد ہین تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ آمین کی فضیلت اور اخفا اور جہر مین اس سے
زیادہ حدیثین آئی ہین اور اگر مراد یہ ہی کہ جہر آمین مین اکیس حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول سے
یہی دعوی معلوم ہوتا ہی تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہی چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کر گئے ہین
اونمین بجز ابوہریرہ اور وائل بن حجر کی حدیث کے کسی اور حدیث سے جہر ثابت نہین ہوتا اور علی ہذا
کی حدیث تو برعکس اسکے ثابت ہوتی ہی چنانچہ کئی کتابون سے سند اوسکی لکھدی ہی اور بعض صحابہ کے

فعل سے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہے تو اکثر صحابہ رضہ سے اخفای آمین سمجھا جاتا ہے فقط ان دو تین حدیثونکو
کئی کتابوں مین آنے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہے اور اسقدر حرص کو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثین
بھی اونمین شامل کر کے اکیس حدیثین کر دین پھر اوسپر ناز کرتے ہین حالانکہ اصل اور حقیقت اونکی دو تین
حدیثین ہین کہ اونمین بھی کلام ہے اسی وجہ سے ہمنے جواب ترکی بترکی دیا ہے کہ گیارہ حدیثین متعدد کتابونکی
جنمین صریح اخفای آمین مذکور ہے لکھدین اور دس حدیثین اخفای بسم اللہ کی کہ اسپر بھی معترض کا اعتراض
تھا بیان کر دین اسقدر بچونکے بہلانیکو کافی ہے کیونکہ معترض صاحب اوس چیز سے جو گنتی مین زیادہ ہو
بہت خوش ہوتے ہین جیسے اطفال خُردسال عمدہ غیر عمدہ کا مطلق خیال نہین کرتے جو چیز شمار مین زیادہ ہو
اوسکو لیکر خوش ہو جاتے ہین ؎ قبول ناقصان ز اشاہدی بجوہری باید + کہ جز طفلان خریداری نہی
تیغ چوبین را + ان اکیس حدیثونپر فخر کرنے مین بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکپن کو کام فرمایا ہے اگر ہمکو
اختصار منظور نہوتا تو اونکے واسطے اس قسم کی سو حدیثین بلکہ زیادہ لکھدیتے اسکے بعد معترض صاحب نے
الزامی جواب دیا ہے کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین تو الحمد وغیرہ دعائیں قرآن کی عشا
وغیرہ مین کیون پکار کر پڑھتے ہین **جواب** اسکا کئی طرح پر ہے اول تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہین جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہین دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو جو دعا کے معنی مین ہے نماز مین بطور دعا نہین پڑھتے بلکہ آیت قرآن
سمجھکر پڑھتے ہین اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہین کرتی ہے اوس سے بھی نماز جائز رکھتے ہین حنفیہ کو فقط قرآن
پڑھنا مقصود ہے دعا وغیرہ سے نماز مین بحث نہین البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہین
اسی وجہ سے جہر نہین کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت سے دعا مانگتے ہین تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہین تیسرے
یہ کہ الحمد وغیرہ کا تینون نمازونمین جہر سے پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور حنفیہ کے نزدیک
حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر ہو جاتی ہے البتہ حدیث احاد سے نہین ہوتی اور جہر الحمد مین تو اجماع
امت بھی موجود ہے لہذا الحمد وغیرہ کا جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
لغو اور مانند تار عنکبوت ہو گیا ؎ جوابات اول ہی تمسے بن نہ آئی + تو آخر آپ تمنے منہ کی کھائی
اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول حنفیہ مین بحث کی ہے حالانکہ حنفیہ کے اس مسلک سے دلائل یقین

ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن ہی قطعی کو چھوڑ کر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوسمین بہت سے احتمالات ہین
تسلیم کر لینا نچاہیے یعنی اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اوس وقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے مطلق
خبر نہین ورنہ اعتراض نکرتے مگر اونکے شیوۂ قدیمہ اور عادت ذمیمہ سے کچھ بعید بھی نہین کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے
احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہؓ کے اس مسلہ کو بدعت شرک قلمبند کر دیا اور کچھ خدا کا خوف نکیا پھر مزید یہ بر آن اونکو
مخالف حدیث او قرآن تبلادیا اور پھر ان مسائل کی وجہ سے جسقدر طعن اور تشنیع ائمہ مجتہدین پر کی ہی گویا اپنی
خباثت تعصب مذہبی کی داد دی ہی ایسا شخص جو کچھ لکھے تھوڑا ہی اسیوجہ سے ہمکو تو اوسکے ایمان پر شک معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اس طرح مہین مین اونھون نے در پردہ صحابہؓ اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین سو ادبی
کی ہی حال آنکہ اس مسلہ کو آمین مین کچھ تعلق تھا خود بخود حنفیہ کیطرف سے ضعیف جواب گڑھکر اوسکا جواب
الجواب معترض صاحب دینے لگتے ہین پھر تعجب یہ ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہین بجز نواب صاحب
امیر بھوپال کے رسالون کے کسی محقق کی کتاب ملاحظہ سامی سے ہنوز نہین گذری مگر دخل در معقول دینے کو آمادہ ہین
چنانچہ بحث اوسکی آگے آتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ بہ نجیم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین پکار کر اسلیے نہین کہتے
کہ النحرہ **جواب** اسکا یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر آمین بعض اوقات مین ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر
آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے **فَأْتُوهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ** ورنہ صحابہؓ کا فعل ہرگز اخفا ہوتا
اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب مین ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی
بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت نہین مگر آج کل ظاہر ہی کہ تعلیم کی
کوئی ضرورت نہین ہی سبکو یہ احکام معلوم ہین پس جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی
وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالی کے ہی اور اوسمین جو غلو اور ترقی ہوگئی ہی یہ ہرگز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل ثابت نہین ہوتا پس حنفیہ کو جہر کی حدیث گو اوسمین کلام ہی اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد
بقول حاکم ہی با اینہمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر ہوا ہی تاکہ حکم اخفا
اور جہر کی حدیثون مین تطبیق ہو جاے اور فعل صحابہؓ بھی بجا ہی خود رہے پس جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے
ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کے کہ اپنے دعوی کو بعینہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہین مخالف ہوا جاتا ہی اسیلیے معترض صاحب بہت بگڑے دل
نظر آتے ہین خدا خیر کرے ؎ آج وہ شوخ غضب ہی خدا خیر کرے * غصے مین جامہ سے باہر ہی خدا خیر کرے *
قولہ پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا الخ **اقول**
عرفات اور مزدلفہ مین جمع کی حدیثین اس کثرت سے موجود ہین کہ احاد سے گذر کر مشہور تک بلکہ فی المعنی متواتر ہین
اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی موجود ہی پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہوجاتا ہی اور زیادتی اوسکی کتاب اللہ
پر کہ من وجہ نسخ ہی درست ہی کوئی حدیث احاد پیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اور دونون مین اگر مخالفت
ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آپکو حنفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہین یا خبر ہی مگر عوام الناس کو
اشتباہ مین ڈالنے کے لیے اسواسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہین **قولہ** دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ الخ **اقول** اس آیت مین کہین نہین سمجھا جاتا کہ سوای ان
عورتون کے دوسری عورتین حرام نہین فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عورتین جو آیت مین مذکور
ہین قطعی حرام ہین اور دوسری عورتون سے آیت ساکت ہی جیسے حمار اہلی کا قرآن مین ذکر نہین اور حدیث
مین اوسکی حرمت وارد ہی پس حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتین قرآن مین مذکور ہین اونمین سے
اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث مین وارد ہوتی تو اوسوقت حنفیہ خبر احاد سے جبتک مشہور خبر ثابت
نہوتی قرآن کو ترک نکرتے اور پھوپی اور خالہ کا قرآن مین کہین پتا بھی نہین پس اس حدیث کو قرآن
کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہی جسمین فرق بین ہو معترض صاحب نے اسکو بھی بیباکانہ لکھدیا ہین تاکہ
عوام تصور کرین کہ مسائل حنفیہ بھی انکو خوب یاد ہین حالانکہ معترض صاحب حدیث کو مطلق نہین سمجھتے
اور نہ تطبیق دینا جانتے ہین مگر محض حدیثونکی نقل کرنے مین عاجز نہین اور حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
اونکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہین اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہین ؎
کمی پسند د خرد خردہ بین * مدعیت سست قوی حیث چاق * تو بروی دیبی تصدیق او * وان پی تغلیط
فاین الوفاق * **قولہ** تیسرا مسئلہ آیت اُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ الخ **اقول** اس آیت سے [illegible]
نہین معلوم ہوتا کہ سوای انہی دو قسم کے اور حلال ہین ایک شیٔ کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

نہی کی کیونکہ حلت اوس قول سے ہو سکتی ہی دوسری شی کے حکم سے وہ قول ساکت ہوتا ہی جبتک
دوسرا حکم اوس دوسری شی کے واسطے نہو اول حکم اسکے واسطے کافی نہوگا جسمین وہ حکم وارد ہی اوسی مین
رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کردی ہی
اونکو تسلیم کرلینا عین ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن مین جابجا موجود
ہی بیکار ہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہوجاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہی
اوسوقت موافق آیت کے اطاعت واجب ہی اور اگر ہمکو اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
ہونے مین یقین نہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اوسوقت ہم اوسکو اس حیثیت سے ترک نہین کرتے
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم تیقن ارشاد ہونے کے آیت پر ترجیح نہین دیتے
ورنہ جس شخص نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سنا کہ وہ اپنے
معنی مین قطعی الدلالۃ ہی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا واجب ہی گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ اوسوقت
اوسے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسیوجہ سے
اونمین تفصیل کیجاتی ہی کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانہ مین چلے آئے ہون
کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اوسکو
ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث اسقدر پھیلی کہ اتنے صحابہ رض اور تابعین وغیرہ اوسکو برابر روایت کرتے
چلے آئے کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہوجاتی ہی
اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک دو راوی ہون یہ قسم موجب ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن
ہوگی تو آیت اوسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہی لیا جائیگا اور حدیث ظنی مین
تاویل معقول کردیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے بہت سے واسطونکے ترک کیجائیگی کیونکہ بلا واسطہ علم
مین اور علم بوسائط مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف قرآن وہ حدیث نہوگی تو اوسپر گو وہ ظنی ہی عمل کرنا
واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلا واسطہ علم اور بواسطہ تواتر موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص
کسی بات کو بیان کرین تو اونکے بیان مین ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس جو حدیث

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بشر حشیم ہی اگر ثابت ہو جاوے تو راویوں کی وجہ سے احادیث میں بہت فرق ہو گیا ہے
لہٰذا ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہو یہ سمجھنا سہل ہے کہ راوی سے کوئی غلطی سہواً ہو گئی ہو گی مگر
خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرت ظاہریہ ہی کا کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آحاد
مخالف قرآن کی نسبت کرنی انہیں حضرات کا شیوہ ہے جنہوں نے احادیث میں اس درجہ کا غلو کیا ہے کہ اوسکے
مقابلہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہیں
حالانکہ خدا کا کذب محال ہے اور راوی کا محال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول انی سقیم
آیا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ تحقیق میں بیمار ہوں اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے
ہیں ایک تو انمیں یہی صورت ہے کہ آپکو بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث ہونے کے اسکا
انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے مجکو یہ امر سہل معلوم ہوتا ہے کہ راوی
کی طرف نسبت کروں چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں قَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ الْقَوْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ كَذِبَةٌ
وَرَوَوْا فِيْهِ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا كَذَبَ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ
قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُقْبَلَ لِاَنَّ نِسْبَةَ الْكَذِبِ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ لَا تَجُوْزُ فَقَالَ
ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَكَيْفَ يُحْكَمُ بِكَذِبِ الرُّوَاةِ الْعُدُوْلِ فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ نِسْبَةِ
الْكَذِبِ اِلَى الرَّاوِيْ وَبَيْنَ نِسْبَتِهٖ اِلَى الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ الْمَعْلُوْمُ بِالضَّرُوْرَةِ اَنَّ نِسْبَتَهٗ
الْكَذِبِ اِلَى الرَّاوِيْ اَوْلٰى یعنی بعضوں نے کہا کہ کہنا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہے اور بیان کی اونھوں نے
ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہیں جھوٹ کہا ابراہیم ع نے مگر تین بار میں نے اوسکو کہا
حدیث قبول کرنے کے لائق نہیں اسلیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں پس کہا
اوس شخص نے کیونکر حکم کیا جاوے ساتھ جھوٹ بولنے ثقہ راویوں کے میں نے کہا جبکہ درمیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
راوی کے اور درمیان نسبت کرنی جھوٹ کی طرف ابراہیم خلیل اللہ کے تعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جاوے گا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی کے بہتر ہے انتہی **حاصل** یہ ہے کہ حدیث میں سوای ان دو قسموں کے
(جو قرآن شریف میں مذکور ہیں) آنے سے مخالفت قرآن نہیں ہو سکتی یہ حکم اوپر اور وہ لوہی سکیں تو

احکام احادیث مین مذکور ہین اور قرآن مین نہین کیا اونمین مخالفت ہی جو حدیث مشہور یا متواتر کی ضرورت
پڑی ایسے مسائل کو قطعی او ظنی کی بحث مین لکھنا نشانہ مضحکہ عام و خاص کا بننا ہی معترض صاحب کو مطلق
خیال نہین یہ اشیا ایسی کو مثل حاطب اللیل کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ او سپر یہ ہی کہ ندامت تو در کنار اونکو
فخریہ لوگون کے سامنے پیش کرتے ہین خیر خدا تعالی اونکو اس تلبیس سے بچاوے اور ان افعال اور اقوال سے
توبہ نصیب فرماوے مین **قولہ** چوتھا مسئلہ فرمایا اللہ تعالی نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ
مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ الخ **اقول** یہ آیت مطلق نہین بلکہ مقید ہی اور مقید ظنی ہوتی ہی پس ظنیات سے
اوسکو خاص کر لینا جائز ہوا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَا شَکَّ اَنَّ اِطْلَاقَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاسْعَوْا
مُقَیَّدٌ بِخُصُوْصِ مَکَانٍ وَمَخْصُوْصٌ مِنْهُ کَثِیْرٌ کَالْعَبِیْدِ وَالْمُسَافِرِیْنَ فَجَازَ تَخْصِیْصُهٗ بِظَنِّیٍّ
اٰخَرَ فَیَخُصُّ بِمَنْ اَمَرَهُ السُّلْطَانُ اَیْضًا یعنی نہین شک کچھ اسمین کہ مطلق ہونا آیت فَاسْعَوْا الخ کا سا
خاص مکان کے مقید ہی اور بہت اشیا اوس سے خاص کی گئی ہین مثل غلامون اور مسافرون کے پس جائز ہوا
خاص کرنا اوسکا ساتھ ظنی دوسری کے پس خاص کیا جائیگا وہ اوس شخص سے بھی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی
اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰی فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ لَیْسَ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ
اِتِّفَاقًا بَیْنَ الْاَئِمَّۃِ اِذْ لَا یَجُوْزُ اِقَامَتُهَا فِی الْبَرَارِیْ اِجْمَاعًا یعنی تحقیق فرمانا اللہ تعالی کا کہ چلو
طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہی بوجہ اتفاق سب اماموں کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنگلون مین بالاجماع جائز
نہین انتہی پس جب آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر بموجب حدیث
جمعہ واجب نہوگا کیونکہ آیت مین بعضی چیزون کے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہو گیا کہ
شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص ہون پس اوسوقت ظنی حدیث بھی کافی ہو جائیگی اور آیت مین دوسری
تخصیص پیدا کر دیگی البتہ جو آیت مطلق ہی اوسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس اس مقید آیت کو
اس بحث مین پیش کرنا اور حنفیہ کے مذہب کو خلاف اصول مقررہ کے واسطے اغالطہ دہی عوام کے بیان کرنا غایت درجہ
کی فریب دہی ہی **ف** وای بر فرقہ کہ ہمت شان * جملہ کج بادی بود و نماباشد * حنفیہ نے موافق قرآن اور
حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی مذہب مین ایسے نکلے نہین حتی کہ منطق کے قاعدے توٹ گئے ہین

مگر حنفیہ کے قواعد اور کلیات برابر نقض سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ اپنے
لاعلمی سے جو چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کیے
ہین چہ جای مقلدین و ائمہ مجتہدین ۵ ماَنجا اللّٰہُ والرَّسُولُ مَعًا ۔ مِن لِسانِ الوَرٰی فکیفَ انا
اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ سعی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ سعی سے
نابینا معذور ہی مگر باینہمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہو جائینگے تو پھر ظہر کی نماز اونسے ساقط
ہو جائیگی اور لڑکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصونکے لیے وارد ہی کہ اونسے قلم تکلیف کا
اوٹھالیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ و شروط جمعہ کے موافق اور احادیث
کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی جابر بن عبداللہ رضی سے
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالی نے تمپر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام
مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک پس جو شخص اوسکو
ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد میرے اور حال یہ ہی کہ واسطے اوسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے
اوسکے کے اور انکار اوسکے کے پس نہ جمع کرے پریشانی اوسکی اور نہ برکت دے اللہ اوسکے کام مین خبردار ہو نہ
نماز اوسکی اور نہ زکوۃ اوسکی اور نہ حج اوسکا اور نہ روزہ اوسکا انتہی مختصراً اور کہا شیخ الاسلام عمدۃ
المحدثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے اسمین قوت
آگئی ہی پس حجت ہونے سے منع نہین کرتی نہتو آنحضرت شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ کے ثابت ہوا کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک کرنے جمعہ پر وعید فرمائی پس معلوم ہوا
کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی پھر حنفیہ نے تو ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم
نہونے کے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام جمع ہو کر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم کے ہین کیونکہ صفت اوسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت
حکام مین ہوتی ہی سیجا امام کے واسطے کہنا بیجا ہی مگر احتیاطاً متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
اوڑا دیا ہی گو اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی جو امام صاحب کی غرض ہی اور حسن بصری رح سے بھی منقول ہی

رواہ ابن ماجہ
[illegible]
[illegible]
رواہ ابن ماجہ
رواہ البیہقی

کہ جا چیزین بادشاہ کی تفویض مین ہین کہ اونمین سے جمعہ و عیدین بھی ہی پھر اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرما دی باوجودیکہ کسی حدیث مین اوسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ
کیواسطے معلوم ہوتی ہی تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا سہ نہین کہو تو کہ ہی اسمین کسکی رای صواب ہے
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگئی ہی پس خلاف قاعدۂ اصول
اور خلاف قرآن بھی نہوا البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رض کی امامت بوقت
محصور ہونے عثمان رض کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اونھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث
کے) محمول بر اذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہی پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید
ہی اور اگر اوسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز ہی چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھدیا ہی کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے
جس سے لوگ راضی ہو جائین جائز ہی باقی رہی شرط شہر ہونے کی اوسکے واسطے بھی حدیث موجود ہی مصنف ابن[۱]
ابی شیبہ مین علی رض سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ وَلَا صَلوٰةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰے
اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے
شہر مین انتہی اور فتح القدیر[۲] مین ہی وَصَحَّحَہٗ اِبْنُ حَزْمٍ وَكَفٰى بِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اس حدیث کو
ابن حزم ظاہری نے اور کفایت کرتا ہی اتباع علی رض کا انتہی اور مسند عبد الرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہی
اور ظاہر ہی کہ اس قسم کی حدیث حکما مرفوع ہوتی ہی کیونکہ یہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہی پس اگر دوسرے
صحابی کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رض کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حالانکہ ابتک کوئی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہین ہی یا وجہ ہی کہ صحابہ رض سے یہ امر منقول نہین کہ جب اونھون نے شہرونکو فتح کیا ہو
تو منبر اور جمعہ کا گانؤن مین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرون مین جمعہ کیواسطے حکم دیتے اور منبر رکھوا دیتے اور اگر کہین گانؤن
مین بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو احاد ہی سہی ضرور مروی ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہی
امام صاحب سے اسمین مختلف روایتین ہین ایک یہ ہی کہ مصر جامع وہ جگہ ہی جہان حوائج ضروری متعلق عیال و
اطفال کے مہیا ہون اور دوسری یہ ہی کہ جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اونکو

[۱] مصنف ابن ابی شیبہ
[۲] فتح القدیر باب صلوۃ الجمعہ

یعنی مصر جامع کے امام ابو یوسف رح سے بھی منقول ہین اور تیسرا یہ ہی کہ مصر جامع وہ ہی جہان کوچے و بازار
ہون متعلق اوسکے گانون ہون کہ آدمی بروقت حوادث اوسمین جمع کر جائین اور سفیان ثوری رح کے نزدیک
مصر جامع وہ ہی کہ آدمی جسکو شہر جانتے ہون اور امام کرخی رح اور علامہ زمخشری رح کے نزدیک جسمین حدود اور
احکام جاری ہون اور ابو عبد اللہ بلخی کے نزدیک مصر جامع وہ ہی جسکی بڑی سی بڑی مسجد مین آدمی
سما سکے نہ اسکین **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ نے یہ شرط مخالف حدیث نہین لگائی بلکہ جب تمام
صحابہ مصر ہی مین جمعہ کا حکم دیتے تھے اور علی رض بھی شرط مصر کی منقول ہی اور ابن حزم جنکو تمام فرقہ
ظاہریہ اپنا پیشوا سمجھتے ہین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہین تو پھر امام صاحب نے اس شرط لگانے مین
مخالفت قرآن اور حدیث کی نکی بلکہ عین موافقت ہوگئی البتہ گانوئن مین جمعہ ہونے کی کوئی حجت نہین
پائی جاتی ورنہ صحابہ رض سے ضرور منقول ہوتا اور حوالی کا گانون ہونا ثابت نہین کیونکہ شہر کو قریہ بھی بولتے
ہین اور لغت مین بھی اوسکے قلعہ کے معنی مین لکھا ہی اور قاعدہ یہ مصر جامع کی تعریف صادق آتی ہی
چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ ہشتاد و ششم کے جواب مین بیان ہوگئی ہی غرضکہ امام صاحب تو موافق
حدیث اور قرآن کے کہتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ باینہمہ دعوی عمل بالحدیث سراسر خلاف حدیث اور قرآن
کرتے ہین اپنے گریبان مین تو منہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرون پر طعن کرتے ہین سچ ہی اپنی فضیحتی انھین کچھ
نہین نظر آتی اندھے ہین خود پر اور ونکو جانتے ہین بے بصر **قولہ** پانچوان مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الخ **اقول** جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آیت خاص محدثین کے
حق مین وارد ہی سو ضلی سمین دخل نہین اور تقدیر اسکی یون ہی اذا قمتم الی الصلوۃ وانتم محدثین
یعنی جسوقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو سے نہو پس وضو کرو چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہی وتقدیرہ
وانتم محدثون مشہور عند البعض وقیل معناہ اذا قمتم من النوم لانہ دلیل
الحدث علی ما روی عن ابن عباس رض کما نقل فی المدارک یعنی تقدیر آیت کی وانتم محدثون
مشہور ہی نزدیک بعض کے اور بعضون نے کہا معنی اوسکے جسوقت اوٹھو تم خواب سے کیونکہ سونا دلیل حدث کی
چنانچہ یہی روایت ابن عباس رض سے کی گئی ہی جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر مدارک مین موجود ہی انتہی

مسئلہ پنجم

حاصل کلام یہ ہے کہ ابن عباسؓ جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہیں اسکی تقدیر یعنی من
النوم متعلق کو محذوف مانتے ہیں پس معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمیں ضرور ہے مطلق نہیں اور
تفسیر کشاف میں لکھا ہے قُلْتُ یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ الْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ فَیَکُوْنُ الْخِطَابُ لِلْمُحْدِثِیْنَ خَاصَّةً
وَاَنْ یَکُوْنَ لِلنَّدْبِ فَاِنْ قُلْتَ هَلْ یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ الْاَمْرُ شَامِلًا لِلْمُحْدِثِیْنَ وَغَیْرِهِمْ
لِهٰؤُلَاءِ عَلٰی وَجْهِ الْاِیْجَابِ وَلِهٰؤُلَاءِ عَلٰی وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا یعنی میں جواب دونگا احتمال
ہے کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگوں کے اور یہ بھی احتمال ہے کہ امر واسطے
استحباب کے ہو پس کہے تو کیا جائز ہے کہ امر باوضو اور بے وضو دونوں کو شامل ہو اونکو بطور ایجاب کے اور انکو بطور
استحباب کے میں کہونگا نہیں جائز ہے انتہی حاصل یہ ہے کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہے تو بالاتفاق
بے وضو لوگ مراد ہیں اور اگر امر ندبی ہے تو اوسوقت باوضو لوگ ہی ہونگے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت
ہوگی باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمیں زیادہ ہے اور دوسرے میں تحصیل حاصل ہے گو مستحب ہی ہو اور تفسیر فتح البیان
میں لکھا ہے وَالتَّقْدِیْرُ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ عَلٰی غَیْرِ طُهْرٍ وَهٰذَا اَحَدُ اخْتِصَارَاتِ الْقُرْاٰنِ
وَهُوَ کَثِیْرٌ جِدًّا یعنی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حال یہ ہے کہ تم بے وضو ہو اور
یہ تقدیر منجملہ اور اختصارات قرآن کے ہے اور یہ بکثرت ہے انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی معترض صاحب بہت
سند لائے ہیں معلوم ہوا کہ یہاں یہ لفظ مقدر ہے اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہے اور قرینہ اسپر اس آیت سے
آگے وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا کا موجود ہے یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کر لو اور اگر جنابت سے ہو تو غسل کر لو
پس یہ آیت عام نہوئی بلکہ خاص دو شخصونکے حقمیں وارد ہوئی جو طہارت سے نہون اور یہ مقدر الفاظ مسلم
مذکور کے ہوتے ہیں پس اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض مغالطہ ہے پھر کثرت سے احادیث بھی اسکی مؤید
موجود ہیں چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے وَدَلِیْلُ الْجُمْهُوْرِ الْاَحَادِیْثُ الصَّحِیْحَةُ
مِنْهَا هٰذَا الْحَدِیْثُ وَحَدِیْثُ اَنَسٍ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَتَوَضَّأُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَکَانَ اَحَدُنَا یَکْفِیْهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ یُحْدِثْ وَحَدِیْثُ سُوَیْدِ
ابْنِ النُّعْمَانِ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ اَیْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الْعَصْرَ

۲ تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۴۳۳
تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ ۴۰۳
شرح مسلم جلد اول صفحہ ۱۲۳

ثُمَّ اَكَلَ سَوِيْقًا ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَفِيْ مَعْنَاهُ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ كَحَدِيْثِ الْجَمْعِ بَيْنَ
الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ وَسَائِرِ الْاَسْفَارِ وَالْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَوَاتِ الْفَائِتَاتِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ
وَغَيْرِ ذٰلِكَ یعنی دین جمہور کی احادیث صحیحہ ہین کہ اونسے ایک تو یہی حدیث مسلم کی اور دوسری حدیث
انس رض کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ہم لوگونکو ایک ہی
وضو جبتک حدث نکرتے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن نعمان کی کہ صحیح بخاری مین آئی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہین کیا
اور اسی معنی کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام
سفرونمین اور حدیث جمع قضا نمازونکی دن خندق کے اور سوا اسکے موجود ہین انتہی اسیطرح کی حدیثین
ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داؤد ظاہری جو فرقہ ظاہریہ کے
مقتدا اور پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین رکھتے کہ ایک وضو کی نمازونکو کافی ہوجاے بلکہ ہر نماز کے واسطے تازہ
وضو واجب جانتے ہین پس فرقہ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے
اور کہتے کہ یہ مسئلہ اونکا صریح احادیث اور اجماع صحابہ رض اور تابعین کے برخلاف ہے امام صاحب کا کچھ قصور نہین
بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہے ورنہ کوئی مخالفت حدیث سے پاکدامن نہین اگر ایک حدیث کے موافق ہے تو دوسری کے
مخالف ہے تو اسمین کیا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے اور نہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جرم نعوذ باللہ
جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کا سا عقیدہ بھی ہوتا تو پھر ہم تو ایسی قلعی اوس طرف کی
کھولتے کہ یاد ہی رہتا شاید اسیلیے فقط ہم اشارہ پر اکتفا کر جاتے ہین اگر معترض صاحب زیادہ چون وچرا کرینگے
تو پھر اونکو مشکل پڑ جائیگی اور انشاء اللہ جس وادی مین وہ چلینگے ہم اونکا پیچھا نچھوڑینگے اور جواب باصواب سے
منہ نہ موڑینگے ؎ میدان ہی کاغذ تو قلم اپنا ہی چوگان + ہان مرد جو ہو آئے مقابل مین ہیرے یان
اگر اونکو ان مسائل مین شبہ ہوتا تو مناسب تھا کہ الفاظ مہذبانہ لکھکر رفع اشتباہ کر لیتے خلاصہ
یہ ہے کہ داؤد ظاہری باوجود کثرت احادیث اس آیت کو باوجود خاص ہونیکے عام لیتے ہین اور منسوخ ہونا
قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر کبیر مین اونکا مذہب مع جواب مفصل موجود ہے مگر تعجب یہ ہے کہ

یہ ساری نص عام کر لینا حال آنکہ کوئی قرینہ اوسپر موجود نہین بلکہ خصوصیت کا قرینہ خود عبارت مین موجود ہے پھر
احادیث صحیحہ بخاری و مسلم کو اونھون نے اسکے مقابلہ مین ایک خاک نہ جانا اب معلوم ہوا کہ ظاہریہ کا عقیدہ یہ ہے
کہ جیسا قرآن کو داود ظاہری سمجھے تھے ویسا پیغمبر بھی نہین سمجھے ورنہ ایک وضو سے کئی نمازین ادا کرتے
کیا یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سمجھے تھے ظاہر کو جو امام ہمارا و تمہاری ہی یا دیدہ و دانستہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکا خلاف کیا ہی مسلمان کی تو یہ شان نہین کہ ہمین سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے تجویز کرے
لیکن یہ حوصلہ امام داود کے مقلدون کا ہی اور کسیکا نہین حال آنکہ خدا ای تعالی فرماتا ہی مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اوسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی تمہارے واسطے رسول اللہ مین اچھی پیروی موجود ہے
انتہی اور تیسری آیت قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہدے ای پیغمبر اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا
قول ظاہریہ کے حق مین بہت ٹھیک صادق آتا ہی کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح یا تمام عیوب
جرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین قرآن کی آیت پیش کرتے ہین بیشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی ہمسے بہتر نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قرآن سے اخذ نکرین بلکہ دونونکو
باہم موافق کرین جیسے حنفیہ کرتے ہین لیکن چونکہ یہ بات ظاہر صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتے ہین اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور قطعی
کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی پس وضو کی آیت اونکے نزدیک عام اور قطعی ہی اور احادیث
ظنی ہین اسلیے اونکے امام داود ظاہری نے آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثین بخاری اور مسلم کی آیت کے
مقابلہ مین ترک کر دین پس ظاہریہ کو اول اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے کہ اونکے امام کیا کہتے ہین
اوسکے بعد دوسرونپر اعتراض کرین پس انصاف کہنا چاہیے کہ یہان فرقہ ظاہریہ کا حدیث پر سے عمل کہان
چلا گیا اور اس قاعدہ کو کہ حدیث کے مقابلہ مین قرآن کی آیت نہین پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا پھر
ان تمام تقریرات سے کمال واقعی واضح ہو گیا کہ آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ظاہر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہؓ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہریہ ضعیف حدیثونسے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
ہین اور آیت اور حدیث مین تناقض پیدا کرتے ہین خود تو دعوی کرتے ہین کہ آیت اور حدیث کو
مطابق کرنا چاہیے مگر خود کار بند ہوسکے نہین ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ آیت مین صریح لفظ خُفیہ موجود
ہی اور آمین کا دعا ہونا لغات اور کلام عرب پر موقوف ہی کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو
(اس لفظ کے دعا کے معنی ہین یا نہین) موضوع نہین بلکہ وہ واسطے تعلیم احکام کے وارد ہی قرآن اور
حدیث کچھ لغت نہین کہ معترض صاحب اوسمین آمین کے معنی تلاش کرین آمین کے معنی لغت مین دیکھے
ہوتے کہ دعا کے ہین یا نہین تمام لغت کی کتابو مین آمین کے معنی دعا کا اور اسم باری تعالی کے موجود
ہین اسلیے عطا تابعی نے بیان کردیا کہ یہان آمین کے معنی دعا کے ہین فقط ایک معنی کے حصر کرنے مین اونکی راے
ہی اسکو کوئی اگر تسلیم نکرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی لیے ہین تو کچھ مضایقہ نہین مگر نفس ان معنونکا انکار
کرنا اور حدیث اور قرآن مین سے اوسکی سند طلب کرنی ع چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا + کے قبیل سے
ہوگا جیسے قرآن مین تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ آیا ہی اور اسیطرح جناب باری نے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ
کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ فرمایا ہی جسکے معنی ہین کہ قرآن مین رطب و یابس ہر شی کا بیان ہی اور مراد اوس سے احکام اجمالی
اور تفصیلی ہین یہ معنی نہین کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہین پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جائینگے
تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کرتی ہی اور اگر نام خدا کے معنی خدا کے نامون سے مراد ہی تو دوسری آیت وَاذْکُرْ رَّبَّکَ
فِیْ نَفْسِکَ سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نلیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہی تو استحبابی
استحبابی لینا ضرور ہی ورنہ آیت بیکار ہو جائیگی اور درصورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفای آمین
مین موجود ہی تو اس صورت مین آیت اور حدیث مین زیادہ موافقت ہوگی نہ آیت مین اخفا کے
معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہؓ کو بھی ترک کردینا لازم آئیگا ہماری راے مین حدیث
اور قرآن مین پوری پوری تطبیق جبھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالۃ ہونے کے ماول نہو اور جہر کی حدیث
بعض اوقات پر محمول کیجاے ورنہ جہر آمین لینے مین آیت اور حدیث اور افعال صحابہؓ کی کوئی وجہ معلوم
نہین ہوتی بجز اسکے کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاو جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑگئی ہی کہ آیت

اور حدیث کو تخیلات لا طائل اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اونکے ذہن مین شاید یہ امر گزرا
ہی کہ صحابہ رض اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اونھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہر ہین کسی لغت مین اونھون نے
دیکھ لیے ہین پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہی کہ خدا نے اخفای دعا کا کیون حکم دیا
اسیطرح پیغمبر اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض ہی کہ اونھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ منہا پس
ایسی لوگون کے واسطے یہ آیت وارد ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا
یعنی نہین پہونچتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اوسکا کسی امر کا حکم کرے کہ پھر اونکو کچھ
اختیار ہے اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکے کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہوگیا انتہی پس
ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے حکم اخفا کا کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض سے بھی یہی منقول ہی
باوجود اسکے ظاہر لوگ اپنی رای کے مقابلہ مین نہین سنتے ہین بموجب اس آیت کے عاصی ٹہیرے خدا کی بھی نافرمانی کی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی اسی آیت سے
نسبت کرتے ہین باوجودیکہ اسمین لفظ خُفْيَةً موجود ہی اور جہر اسی آیت سے پیغمبر نے سمجھا تو اوسکے معنی کی
نسبت انھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی خدا سے بھی خوف نکیا کہ اسمین تو موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہی فقط
ہر قسم کے راویونکی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ایسے معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے سے ہی قول امام
فخر الدین رازی کا صادق آتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی آسان ہی اور پیغمبر کی طرف
خلاف شان اونکے نسبت کرنی بہت بعید ہی اور اسمین تو صریح آیت موجود ہی فقط ضعیف راویونکیا
روایت سے آیت کو درہم برہم کردینا بیجا ہی حالانکہ ہم تو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار سے
یہ تطبیق بدرجہا بہتر ہی اور دوسری آیت اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ
وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی کیا اونکے لیے شریک ہین
کہ اونکے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہی جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا
اونمین بیشک ظلم کرنے والونپر عذاب دردناک ہے انتہی یہ آیت صریح دلیل ہی اسپر جو لوگ خلاف حکم خدا کے

تے ہین کہ اللہ نے اس شی کا حکم نہین دیا بلکہ اونہون نے براویہ انکو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہے وہ لوگ مسلمان
نہین ہین مشرک ہین اور ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا نے فیصلہ دن قیامت کے مقرر نکیا ہوتا تو ابھی ان
لوگون کا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک ان پر آجاتا مگر قیامت کو ہوگا مگر داؤد ظاہری اور مولوی
نذیر حسین صاحب تو اپنے کی نسبت ایسا نہین کہا جیسا کہ حشرات الارض انکے اتباع کرنے والون نے اپنے امام دین
اختیار کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہے ایسے لوگون کو بہت بڑا تو یہ نصیب ہونی بھی مشکل ہے ماموں طعن کرنا انکا … یا اونکا
دنیا یا دین مین انشاء اللہ آپکا عزو … گے غرض کہ دلیل حنفیہ ہر طور سے قوی معلوم ہوتی ہے چنانچہ تبیین الحقائق
مین لکھا ہے ولنا حدیث وائل انہ علیہ السلام قال آمین وخفض بہا صوتہ رواہ احمد
وابوداؤد والدارقطنی وقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اربع یخفیہن الامام التعوذ والبسملۃ وآمین
وربنا لک الحمد وروی مثل قولہ عن جماعۃ من الصحابۃ بعضہم یقول اربع
یخفیہن الامام وبعضہم یقول خمس وبعضہم یقول ثلثۃ وکلہم یعدون
التامین منہا وکذلک یخفیہن یفعلون علی الاخفاء یعنی ہماری حجت حدیث وائل
حجر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اوسکو روایت کیا اسکو امام احمد اور
ابوداؤد اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزونکو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمر کے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے بعضے کہتے ہین کہ چار چیزونکو
امام اخفا کرے اور بعضے کہتے ہین پانچ چیزونکو مخفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور کل اونکی آمین کو
اون چیزون مین شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہے پس بنا اوسکی اخفا پر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفائی
حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہے اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق
ہوا پس جہری کوئی حدیث باقی نرہی مگر واسطے تعلیم کے احیانا صادر ہوا ہو لہذا جسنے حنفیون پر
اعتراض کیا اوسنے سوای اپنے امام کے (کہ شاید داؤد ظاہری یا راوی یہان سمجھا ہے) سبکا خلاف کیا خدا کے
مخالف تو صاف صاف وہ شخص ہوگیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہے پس اعتراض کسی پر ہوا تھا جا پڑا
کسی پر شعر فروعت محکم آمد نی اصول ✦ بایدت شرم از خداے و از رسول ✦

قال ور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابونکے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی کی ہے اور اونکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے اونسے کی ہے اور سبکے سب امام اعظم کے استاذ علم کے چار ہزار آدمی ہین اس بات کو شیخ عبدالحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدونکے کوئی نہین مانتا اور النبی بنا ولی دل سے تراشی ہوئی باتونکو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** معترض صاحب سے جب کوئی جواب نبنا تو اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتین کہدیا اگر اسیکا نام جواب ہے تو ہمکو ایسا جواب بہت آسان ہے جو بات کسیکے مخالف ہوئی جھٹ وسکو تراشیدہ قرار دیکر چھوٹ گئے یہ جواب بھی قابل وجد ہے آجتک کسیکو نہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہے مگر ان باتونسے کیا ہوتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ المنکرون ﴿ خس ہانہ میرو دبر روی آب * آب صافی میرود بی اضطراب * اس جواب مین معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہے اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہین بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی رویت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہین ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح الشرح مین لکھتے ہین قال العراقی وعلیہ عمل الاکثرین وقد اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الصحابی والتابعی بقولہ طوبی لمن رآنی ومن رای من رانی فاکتفی بمجرد الرؤیۃ قلت وبہ یندرج الامام الاعظم فی سلک التابعین فانہ قد رای انسا وغیرہ من الصحابۃ علی ما ذکرہ الشیخ الجزری فی اسماء رجال القراء والتوربشتی فی تحفۃ المسترشد وصاحب کشف الکشاف فی سورۃ المؤمنین وصاحب مراۃ الجنان وغیرہم من العلماء المتبحرین فمن نفی انہ تابعی فاما من التتبع القاصر او التعصب الفاتر انتہی یعنی کہا عراقی نے کہ یہی (یعنی ابن حجر رح نے جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہے

عمل اکثر ونکا ہی اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے مجکو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے اوسکو جسنے مجکو دیکھا ہی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی مین کہتا ہون کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلۂ تابعین
مین داخل ہین اسلیے کہ اونھون نے انس رض اور سوا اونکے اور صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسمای رجال قراء مین اور توربشتی نے تحفۃ المسترشدین مین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور
صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے علمای متبحر سے پس جس شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی نفی کی یا تو بوجہ
قصور تلاش کے یا بوجہ تعصب شاید کیے ہی انتہی اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہی ابو حنیفۃ لم یسمع من
احد من الصحابۃ وانما رای انس بن مالک بعینہ یعنی امام صاحب نے نہین سماعت کی کسی صحابی رض سے
بلکہ انس رض کو دیکھا ہی انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
امام صاحب کی روایت اور تابعیت سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے
کہ کوفہ مین ولادت اونکی سن اسی ہجری مین ہوئی ہی اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اونکی بعد
اس سن کے ہی اور اوسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اونکی سن نوے مین یا بعد اسکے ہی اور ابن سعد نے
ایسی سند سے جسمین کوئی جرح نہین روایت کی ہی کہ امام صاحب نے انس رض کو دیکھا ہی اور سوا ان کے اور
صحابہ چند شہرون مین زندہ تھے انتہی مختصراً اور اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ ان علمای ثقہ دارقطنی اور ابن سعد اور
خطیب اور ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی
اور جزری اور توربشتی اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونے پر تصریح کر دی
ہی اور جنھون نے انکار کیا ہی تو انہین نے اونکے صحابہ سے روایت کرنیکا انکار کیا ہی اور دوسری جماعت محدثین اور مورخین
نے بھی اسکی تصریح کی ہی اور ہمنے عبارتین اونکی بوجہ طول کلام کے ترک کر دین اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہی بعض
انکا ہمنے نقل کیا ہی بجز اعتماد نقل دوسرے کے نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکورہ کو دیکھیگا ہماری نقل کی
تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہمارے کے اسی باب مین پس وہ بیشمار ہین اور جسنے مورخین مین سے امام صاحب
کی تابعیت کا انکار کیا ہی وہ شخص عناد اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مرتبہ کو

نہین ہو پہنچا پس اوسکے قول کا اعتبار نہین ہے کہ وہ انکے قول کا معارض ہو جاے اور یہ ہی شیخ الاسلام کہ
مخلوق کے نزدیک نقل انکی معتبر ہے اگر اکیلے امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کر دیتے تو بیشک اونکا قول
نفی کرنیوالونکے قول کی رد مین کافی تھا پھر بتلائیے جبکہ موافق اونکے امام الحفاظ ابن حجر اور سردار ثقات کے ولی عراقی
اور خاتم الحفاظ سیوطیؒ اور معتمد مورخین کے یافعی وغیرہم ہوگئے ہون اور سبقت کی ہو طرف اسکے خطیب اور
دارقطنی نے اور تو جانتا ہی خطیب اور دارقطنی کون ہین بڑے امام اور معتمد اور مستند ہین اور سوا انکے نے
پس اب منکر کیواسطے کوئی امر باقی نہین معاذ اللہ ان ثقات کی تکذیب کرین اگر یہ امر اوس سے واقع ہو تو اوسکے
ساتھ کلام نہین یا اقوال ادنی کو اعلی پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو ترجیح بلا مرجح لازم آجائیگی اور امید
علماء منصف سے بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہے کہ اونکا انکار باقی نرہیگا انتہی اور ثبوت روایت امام صاحب کا
صحابہ سے یہ ہے کہ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری شافعی نے ایک رسالہ بیچ بارہ روایت امام صاحب لکھتے ہین قال
الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ لَقِيتُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ أُنَيْسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ وَوَاثِلَةُ بْنُ
الْأَسْقَعِ وَعَائِشَةُ بِنْتُ عَجْرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ثُمَّ رَوَى عَنْ أَنَسٍ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ وَعَنِ ابْنِ جُزْءٍ
حَدِيثًا وَعَنْ وَاثِلَةَ حَدِيثَيْنِ وَعَنْ جَابِرٍ حَدِيثًا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ حَدِيثًا وَعَنْ عَائِشَةَ
بِنْتِ عَجْرَدٍ حَدِيثًا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا مین صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ انس
ابن مالک اور عبداللہ بن انیس اور عبداللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبداللہ اور معقل بن یسار اور
واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہین پھر روایت کی امام ابو حنیفہ رح نے تین حدیثین انس رض سے اور ایک
حدیث ابن جزء سے اور دو حدیثین واثلہ رض سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور ایک عبداللہ بن انیس رض سے
اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرد رض سے انتہی اور طبقات حنفیہ مین ملا علی قاری لکھتے ہین وَقَدْ ثَبَتَ رُؤْيَتُهُ
لِبَعْضِ الصَّحَابَةِ وَاخْتُلِفَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْهُمْ وَالْمُعْتَمَدُ ثُبُوتُهَا كَمَا بَيَّنْتُهُ فِي سَنَدِ الْأَنَامِ شَرْحِ
مُسْنَدِ الْإِمَامِ حَالَ إِسْنَادِهِ إِلَى بَعْضِ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ فَهُوَ مِنَ التَّابِعِينَ الْأَعْلَامِ كَمَا
صَرَّحَ بِهِ الْعُلَمَاءُ الْأَعْيَانُ دَاخِلٌ تَحْتَ قَوْلِهِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ وَفِي عُمُومِ قَوْلِهِ

علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم رواہ الشیخان یعنی تحقیق ثابت ہوا انکا
امام صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہے روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہے
ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا مینے اسکو سند الانام شرح مسند الامام مین بوقت اسناد اونکی کے طرف بعض
صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علمائے آیت فی الذین اتبعوہم باحسان
کے تحت مین اور عمومیت قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم مین تصریح کردی ہے روایت
کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انتہی اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب صاحب شفاء العی کے جواب مین
لکھتے ہین واما رابعا فھو ان عبارتہ ھذہ توھم ان الحنفیۃ مقتصرون علی اثبات المعاصرۃ
ولیس کذلک فان اکثرھم بل کلھم ذھبوا الی رؤیۃ الصحابۃ وانما اختلفوا فی روایتہ عن الصحابۃ
فجمع منہم نفوھا کجمع من المحدثین وجمع منہم اثبتوھا وقالوا ھو المذھب المتین و
لقد اقشعر جلدی وتوحش فؤادی حین رأیت عبارۃ الابجد وحکم من فہمہا
انہا تجاوز عن الحد وھو الذی ازعجنی الی جمع نبذ من مسامحاتہ فی تصانیفہ لئلا
یغتر الجاھلون بامثال ھذہ الکلمات فی تالیفاتہ واللہ اسأل ان یجنبنی ویجنبہ
من امثال ھذہ المغالطات یعنی چوتھا اعتراض یہ ہے کہ یہ عبارت اونکی موہم ہے کہ فقط حنفیہ امام صاحب کا
ہمعصر صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہے پس تحقیق اکثر اونکے بلکہ کل اونکے رؤیت صحابہ کے
قائل ہین اور جز این نیست کہ اختلاف اونھون نے امام صاحب کی روایت مین کیا ہے پس ایک جماعت نے
اونمین سے نفی روایت کی ہے مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اونمین سے روایت کو ثابت
کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے اور تحقیق کانپ اوٹھا بدن میرا اور ڈر گیا دل میرا جبکہ عبارت ابجد العلوم
تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مینے دیکھی اور جسنے اوسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کر گئی
ہے اور اسی نے مجھکو برانگیختہ کیا جمع کرنے مسامحات اونکی پر تصانیف اپنی مین تاکہ دھوکے مین نہ آجاوین
بے علم اسطور کے کلمات سے جو اونکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالیٰ سے مین سوال کرتا ہون کہ مجھکو
اور اونکو اس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتہی اب وقوع روایات امام صاحب کی جو صحابہ سے ہین

مع اسناد و تقریر سیوطی کی نقل کیجاتی ہیں تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں قال ابو معشر فی
جزء ثنا انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد
ابن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان الصفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی
السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البراد ثنی ابو سعید الحسین بن محمد بن
المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی ثنی بشر بن الولید
الفانی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سم ... مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ... یضۃ علی کل مسلم وبعن انس
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... دال علی الخیر کفاعلہ وبعن انس سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... للہ یحب اغاثۃ اللھفان یعنی امام ابو حنیفہ سے روایت
ہو کہ سنا میں نے انس رض کہتے تھے ... اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض ہو
اور امام ابو حنیفہ انس رض سے ... ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے بتلانیوالا
خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے ... حنیفہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے تھے تحقیق اللہ ... بیچارے غمگین کی دوست رکھتا ہو اقول احمد بن مغلس مجروح والحدیث
الاول متنہ ... فقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتاواہ ھو حدیث ضعیف
وان کان ... صحیحا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن
قلت ... یبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء
والحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ واصلہ فی صحیح مسلم من حدیث
ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث
متنہ ... منہ وارد من جمع من الصحابۃ واخرجہ ضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث
بریدۃ یعنی کہتا ہوں میں احمد بن مغلس جرح کیا گیا ہی اور پہلی حدیث متن اوسکا مشہور ہی اور کہا شیخ محی الدین
نووی نے فتاوی میں بیچ حدیث ضعیف ہی اگرچہ معنی اوسکے صحیح ہیں اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے

روایت کی گئی ہی اتنے طریقون سے کہ پہونچ جاتے ہین رتبہ حسن کو کہا مینے اور میرے نزدیک حدیث تو صحیح کو
پہونچتی ہی اسلیے کہ مین اسکے بہت طریقون سے واقف ہوگیا ہون اور مینے علیحدہ ایک جزء مین جمع کیا ہی اور دوسری حدیث
متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی روایت ایک جماعت کے صحابہ مین سے اور اصل اوسکی صحیح مسلم مین حدیث ابن مسعود رض سے
بایں الفاظ من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله کے وارد ہی اور تیسری حدیث متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی
بروایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اوسکو ضیاء مقدسی نے مختارہ مین حدیث بریدہ رض سے تخریج قال ابو معشر
انا ابو عبد الله ثنی ابو ابرهیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الحسین بن احمد ثنی
علی بن احمد الحسینی النعمی البصری ثنی احمد بن عبد الله بن حرام ثنی المظفر بن سهل
ابن موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعیل بن عیاض عن ابی حنیفة
عن واثلة بن الاسقع رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال دع
ما یریبك الی ما لا یریبك وبه عن واثلة عن النبی صلی ... سلم انه قال لا تظهر
الشماتة باخیك فیعافیه الله ویبتلیك یعنی پھر ابو معشر ... لیفہ رح سے روایت کی
وہ واثلہ بن الاسقع صحابی رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ ... نے ترک کر اوس چیز کو
جو شک مین ڈالے تجکو طرف اوس چیز کے جو نہ شک مین ڈالے تجکو اور امام ابو حنیفہ ... رض روایت کرتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کر تو خوشی اوسکو ساتھ مبتلا ہو ... نے بھائی کے پس اللہ اوسکو عافیت
دیگا اور تجکو مبتلا کریگا اقول الحدیث الاول متنه صحیح ورد من ... ع من الصحابة
وقد صححه الترمذی وابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث ... حسن بن علی بن
ابی طالب رضی الله عنهما والحدیث الثانی اخرجه الترمذی من و ... ن واثلة
وحسنه وله شاهد من حدیث ابن عباس رض یعنی مین کہتا ہون کہ ... متن اوسکا
صحیح ہی وارد ہوئی روایت ایک جماعت صحابہ سے اور تحقیق صحیح کہا اس حدیث کو ترمذ ... حبان اور
حاکم اور ضیاء نے طریقہ حدیث حسن بن علی رض سے اور دوسری حدیث بیان کیا اوسکو ... ترمذی نے طریقہ
روایت واثلہ رض سے اور حسن کہا اوسکو اور واسطے اوسکے شاہد حدیث ابن عباس رض سے ... قال

ابو معشر انا عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید السمان ثنی ابو علی
الحسین بن علی بن محمد بن اسحق الیمنی ثنی ابو حسین علی بن ماهومة الاسوادی
ثنی ابو داود الطیالسی عن ابی حنیفة قال ولدت سنة ثمانین وقدم عبد اللہ بن
انیس الکوفة سنة اربع وتسعین ورأیته وسمعت منه وانا ابن اربعة عشر سنة
سمعته یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشیء یعمی ویصم یعنی پھر ابو معشر نے
امام ابو حنیفہ سے روایت کی کہ فرمایا اونہون نے کہ پیدا ہوا مین سن اسی مین اور آئے عبد اللہ بن انیس کوفہ مین سن
چورانوے ہجری مین اور دیکھا مینے اونکو اور سنا مینے اونسے اور مین اوسوقت چودہ برس کا تھا سنا مینے اونکو کہتے
تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شیء سے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے ھذا الحدیث رواه
ابو داود فی سننه من حدیث ابی الدرداء واصعب ما ههنا ان یقال ان عبد اللہ بن
انیس الجهنی الصحابی المشهور مات سنة اربع وخمسین وذلک قبل مولد ابی حنیفة
بدهر والجواب ان الصحابة المسلمین عبد اللہ بن انیس خمسة فلعل الذی روی
عنه الامام ابو حنیفة واحد آخر منهم غیر الجهنی المشهور یعنی اس حدیث کو ابو داود نے سنن
اپنی مین ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دشوار اس جگہ یہ ہے کہ کہا جاوے عبد اللہ بن انیس جہنی صحابی مشہور کا
انتقال سن چون مین ہوا ہے اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابو حنیفہ کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ صحابہ مسلمان
عبد اللہ بن انیس پانچ ہین پس شاید کہ جنسے امام ابو حنیفہ نے روایت کی ہے وہ کوئی اور صحابی اونمین سے
سوا جہنی مشہور کے ہون قال ابو معشر انا عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم انا ابو بکر الحنفی ثنی
ابو سعید بن السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بالدمشقی ثنی ابو الحسن علی
ابن غیاث القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی ابن عباس الجلودی عن
السمان یحیی بن القاسم عن ابی حنیفة سمعت عبد اللہ بن ابی اوفی یقول سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی اللہ له بیتا
فی الجنة یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ سنا مینے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا مینے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص واسطے اللہ کے مسجد بناوے اگرچہ مثل آشیانہ قطاۃ کے ہو بناویگا اللہ واسطے اوسکے مکان جنت مین اقول ھذا الحدیث صحیح بل متواتر یعنی مین کہتا ہون کہ یہ حدیث صحیح ہی بلکہ متواتر ہو وبہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبد اللہ بن کثیر الرازی ثنی عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی ثنی عیاش بن محمد بن الدوری ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ انہ سمع عن عائشۃ بنت عجرۃ رضی اللہ عنہا تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے عائشہ بنت عجرہ سے کہتی تھین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈی کا ہی نہ مین اونکو کھاتا ہون اور نہ اونکو حرام کرتا ہون اقول ھذا الحدیث متنہ صحیح اخرجہ ابو داود من حدیث سلمان وصححہ الضیاء فی المختارۃ یعنی کہتا ہون مین کہ یہ حدیث متن اسکا صحیح ہی ذکر کیا اسکو ابو داود نے حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیاء نے مختارہ مین قال ابن النجار انا القاضی ابو الحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی ابو الفضل بن حرون قال قرأت علی القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد بن الوجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد اللہ انا ابو علی بن الحسن بن علی نا الدمشقی ثنی الحسن بن عباس بن القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی محمد بن عباس عن الیمامی یحیی بن القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا رسول اللہ ما رزقت ولدا قط قال فاین انت عن کثرۃ الاستغفار والصدقۃ یرزق اللہ بھا الولد قال فکان الرجل یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار فولد لہ سبعۃ من الذکور یعنی امام ابو حنیفہ جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہین ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار

اور صدقہ کیوں نہیں کرتا اللہ تعالی اوسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا جابر رضی نے پس وہ شخص صدقہ بہت دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا پس اوسکے سات لڑکے پیدا ہوئے انتہی آپ غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی پس ابن جوزی کے مخرج ظواہر کے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہے ؎ باطل ست انچہ مدعی گوید ۔ بلکہ اسمین جمہور محدثین ہی اونکا اعتبار نہیں کرتے اونھونے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہیں کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث کو ضعیف کہا ہے سو اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اوسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہے اور ان احادیث مین تو کوئی ایسا راوی نہیں جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو اوسکا انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہے اور نہایت بدہے ؎ شیشۂ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ۔ توڑ ڈالو اور رہ بینونکی دل پھوڑ دے اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہے کہ قوت ثبوت روایت کو ہے پس اگر بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب وہ بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی نہیں کہ حدیث اونکو آتی نہیں تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا پتلا ہو ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ اور جا بجا ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہیں بیان کیے بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب کتابین محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگون پر اتہام نکرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہریہ کا ہے کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان مین لکھتے ہین وَاِنَّہٗ اَخَذَ عَنْ اَرْبَعَۃِ اٰلَافِ شَیْخٍ مِّنْ اَئِمَّۃِ التَّابِعِیْنَ وَغَیْرِھِمْ وَمِنْ ثَمَّ ذَکَرَہُ الذَّھَبِیُّ وَغَیْرُہٗ فِیْ طَبَقَاتِ الْحُفَّاظِ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَمَنْ زَعَمَ قِلَّۃَ اِعْتِنَائِہٖ بِالْحَدِیْثِ فَھُوَ اِمَّا لِتَسَاھُلِہٖ اَوْ حَسَدِہٖ اِذْ کَیْفَ یَتَاَتّٰی لِمَنْ ھُوَ کَذٰلِکَ اِسْتِنْبَاطُ مِثْلِ مَا اسْتَنْبَطَہٗ مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِیْ لَا یُحْصٰی کَثْرَتُہٗ مَعَ اَنَّہٗ اَوَّلُ مَنِ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَدِلَّۃِ عَلَی الْوَجْہِ الْمَخْصُوْصِ الْمَعْرُوْفِ فِیْ اَصْحَابِہٖ عَنْہُ وَلِاَجْلِ اشْتِغَالِہٖ بِھٰذَا الْاَھَمِّ لَمْ یَظْھَرْ حَدِیْثُہٗ

خیرات الحسان

فی الخارج کما ان ابا بکر و عمر رضی اللہ عنہما لما اشتغلا بمصالح المسلمین العامۃ لم یظہر
عنہما من روایۃ الحدیث مثل ما ظہر عمن دونہما حتی صغار الصحابۃ رضی اللہ عنہم
وکذلک مالک والشافعی لم یظہر عنہما مثل ما ظہر عمن تفرغ للروایۃ کابی زرعۃ و
ابن معین لاشتغالہما بذلک الاستنباط علی ان کثرۃ الروایۃ بدون الدرایۃ
لیس فیہ کثیر مدح بل عقد لہ ابن عبد البر بابا فی ذمہ ثم قال الذی علیہ فقہاء
جماعۃ المسلمین وعلماؤہم ذم الاکثار من الحدیث بدون تفقہ ولا تدبر

یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابوحنیفہ رح نے چار ہزار مشایخ ائمہ تابعین وغیرہم سے حدیث اخذ کی ہے اور
اسی وجہ سے ذہبی وغیرہ نے اونکو حافظوں حدیث کے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور جو شخص گمان کرتا ہے قلت حدیث کا
پس یا تو بوجہ مسابلہ کرنے اوسکے کے اہل حدیث سے یا بوجہ حسد اوسکے کے ہے اسلیے کہ جس شخص کو
چند حدیثیں حاصل ہونگی اوس سے کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہے باوجودیکہ امام ابوحنیفہ رح
اول اون لوگوں کے ہیں جنھوں نے اوسکے بطور خاص جیسے حنفیہ میں امام ابوحنیفہ رح سے مشہور ہیں استنباط کیا ہے
اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابوحنیفہ رح کی خارج میں ظاہر نہوئی جیسے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے
بسبب مشغول ہونے انکے مصالح عام مسلمانوں کے روایت حدیث اونسے ایسی ظاہر نہیں ہوئی جیسے سوا اونکے اور صحابہ سے
حتی کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالک اور امام شافعی رح سے اسقدر روایت ظاہر نہیں ہوئی
جسقدر اون لوگوں سے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب
مشغول ہونے امام مالک اور امام شافعی رح کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت کے بدون
سمجھے کے ہے کہ اوسمیں کچھ زیادہ تعریف نہیں بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت میں ایک باب باندھا ہے
پھر کہا ہے کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانوں کے اور علما انکے ہیں مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی ہے بدون
فقاہت اور فکر کرنیکے انتہی اب امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہے
اور چند شاگرد جنھوں نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہے لکھے جاتے ہیں تبییض الصحیفہ میں ہے کہ روایت
کی امام ابوحنیفہ رح نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور جبلہ بن

سحیم اور ابو ہند الحارث بن عبد الرحمن الہمدانی اور حسن بن عبد اللہ الحکم بن عتیبہ اور حماد بن
ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن
مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو روبہ شداد بن عبد الرحمن القشیری اور شیبان
ابن عبد الرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر السبعی اور عبد اللہ بن ابی حبیبہ اور عبد اللہ بن دینار اور عبد الرحمن بن
ہرمز الاعرج اور عبد العزیز بن رفیع اور عبد الکریم بن ابی امیۃ البصری اور عبد الملک بن عمیر اور علی بن
ثابت الانصاری اور عطا بن ابی رباح اور عطا بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولے
ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن الاقمر اور علی بن الحسن الزراد اور عمرو بن دینار اور عون بن عبید اللہ
ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر الحنظلی اور محمد بن السائب
الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور
محمد بن المنکدر اور مخول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور معن بن عبد الرحمن اور مقسم اور منصور
ابن المعتمر اور موسیٰ بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبد اللہ المحلی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ
اور ابو غنا الہیثم بن حبیب الصراف اور ولید بن سریع المخزومی اور یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحییٰ بن
عبد اللہ الکندی اور یحییٰ بن عبد اللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبد الرحمن الکوفی
اور یونس بن عبد اللہ بن ابی الجہم اور ابو حباب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو زبیر المکی اور ابو السوداء
اور ابو عون الثقفی الجہنی اور ابو شعبہ مولی ابن عباس اور ابو الغفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
سے ابراہیم بن طہمان اور ابیض بن اغر بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحق بن ابی یوسف
اور اسود بن عمرو النخلی اور اسمعیل بن یحییٰ الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور بدر بن یزید النیسابوری
اور جعفر بن عون اور جارود بن ہانی اور حبان بن علی العنزی اور حسن بن زیاد اللولوی اور حسین بن
فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیۃ العوفی اور حفص بن عبد الرحمن البلخی القاضی اور حکام

ابن مسلم الرازی اور ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البلخی اور حماد بن الامام اعظم ابی حنیفہ رح اور حمزہ بن حبیب الزیات
اور خارجہ بن مصعب الضبعی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زیاد بن حباب العکلی اور
سابق الرقی اور سعد بن الصلت قاضی شیراز اور سعید بن ابی الجہمیہ العالوی اور سعید بن سلام بن
ابی الہیعاء البصری اور سلم بن سالم البلخی اور سلیمان بن عمرو النخعی اور سہل بن مزاحم اور شعیب بن اسحق
الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد اور عامر بن
الفرات النسوی اور عائذ بن حبیب بن عباد العوام اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد اللہ بن یزید المقری
اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد العزیز بن خالد الترمذی اور عبد الکریم
ابن محمد الجرجانی اور عبد الحمید بن ہلال الحنفی اور عبد العزیز بن ابی داؤد اور عبد الوارث بن سعید اور عبد اللہ
ابن الزبیر القرشی اور عبید اللہ بن عمرو الرقی اور عبید اللہ بن موسی اور عتاب بن محمد بن شوذب اور
علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقری اور ابو قطن عمرو بن الہیثم
القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسی الشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور قاسم بن معن المسعودی
اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور معافی بن عمران الموصلی
اور مکی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نصر بن عبد الکریم البلخی المعروف بالصیقل اور نصر بن عبد الملک
العتکی اور ابو غالب النضر بن عبد اللہ الازدی اور نضر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبد السلام الاصبہانی
اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور ہشیم بن سفیان اور ہوذہ بن خلیفہ اور ہیاج بن
بسطام البرجمی اور وکیع بن الجراح اور یحیی بن ایوب المغربی اور یحیی بن نصر بن الحاجب اور یحیی بن یمان
اور یزید بن زریع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق الفزاری اور ابو یحیی البکری اور ابو
شقیق الصاغانی اور ابو شہاب الحناطی اور ابو مقاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتہی اب غور کرنا چاہیے
جس شخص کے اسقدر استاد اور شاگرد حدیث کے ہوں اگر بالفرض چار ہزار سے قطع نظر کیجائے تو بھی کیا تھوڑے ہیں
الّا اپنے کل سترہ حدیثوں کی روایت کی ہے کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا ہاں البتہ جسکو

امام صاحب سے بغض ہو وہ جو چاہے کہے مگر اس تعصب کا باطن سے اونکے کمال روایت و درایت مین سرمو
نقصان نہوگا ع نہین ہے معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہے ۞ ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا
اور قطع نظر اسکے یہ روایت سترہ حدیثونکے پہونچنے کی سوای ابن خلدون کے اور کسی نے علمای معتبرین سے نہین لکھی
اور ابن خلدون کو سوای بہرۂ علم انشا و ادب کے علوم شرعیہ اور فن حدیث و رجال مین چندان مداخلت
نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان
القرن التاسع مین ابن خلدون کے ترجمہ مین لکھتے ہین قیل لم یکن ماہرًا بالعلوم الشرعیۃ یعنی وہ علوم شرعیہ
سے ماہر نہین تھا انتہی پس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شرعیات اور فن حدیث مین ملکہ نہو قابل اعتبار کب ہوسکتا ہی
ہان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سیر کہ جو علم روایت حدیث مین مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر
تھا اور کیا عجب کہ عبارت ابن خلدون مین غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابو الحسنات
محمد عبد الحی لکھنوی ابراز الغی مین لکھتے ہین کہ سترہ حدیثین اگرچہ مقدمۂ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہین اور
صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال کلام اوسکا تمامہ اخذ کیا ہی اور کل نقل کردیا ہی لیکن یہ قول مردود
ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول ابن خلدون کا نہین بلکہ لکھنے والونکی غلطی کی ہی اسیواسطے اوس نسخہ کے
مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے سن چوہتر مین چھپا ہی تنبیہ کردی اور قول سبعۃ عشر حدیثًا
پر لکھدیا ہی کہ شرح زرقانی موطا مین پانچ قول نقل کیے ہین اول پانسو اور دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار سے
زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچوان چھہ سو چھیاسٹھ اور اوسمین کوئی قول اس
نسخہ کا نہین ختم اصل کلام یہ ہی کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوسپر سکوت کرجانا محققین و ماہرین علمای معتبرین
سے بعید ہی اور جو شخص امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کی کتابین دیکھیگا تو اس سترہ حدیثونکے قول کا
کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر مکی خیرات الحسان مین لکھتے ہین کہ بچنا تو اس توہم سے کہ امام
ابو حنیفہ رح سوای فقہ کے اور علم مین ملکۂ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر اور حدیث اور ادب وغیرہ مین
ایک دریا تھے اور امام بے مثل تھے اور قول بعض دشمنون اونکے کا خلاف اسکے ہے منشا اوسکا حسد تھا
اور حجت اسکی سبقت لیجانا اونکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا اونکا ساتھ زور اور بہتان کے ہی

ویابی اللہ الا ان یتم نورہ انتہی اور ابن جوزی وغیرہ کا طعن کرنا کچھ مضر نہین کیونکہ کوئی امام ایسا نہین جسپر کسی نے طعن اور جرح نکیا ہو شعبی نے نخعی پر اور زہری نے ربیعہ پر اور امام مالک نے ابن اسحق پر اور یحیی بن معین نے امام شافعی پر اور ابن ابی ذیب وغیرہ نے امام مالک پر اور ابن جوزی نے غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی پر کیسا کچھ طعن کیا ہے کوئی ایسا ہی حاسد بیدین ہوگا جو ان مطاعن کو جائز رکھتا ہوگا مسلمان کو تو یہ شیوہ نہین ہے بحکم حدیث شریف المسلم مراٰۃ المسلم کے ہر مسلمان بھائی سے صفا رہتا ہے نہ کہ ایسے امام معظم پیشوائے عرب و عجم سے کہ جسکے معتقد اور مقلد دنیا مین کرورون ہون بغض و حسد سے صورت نسبت سینہ ما کینہ از کس نکاہ بہر شیوہ ویدہ فراموش میکند عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہے وقد روی عن حماد بن زید یقول سمعت ایوب یعنی السختیانی وقد ذکر عندہ ابو حنیفۃ بنقص فقال یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ وقد رأینا مذاہب جماعۃ ممن تکلم فی ابی حنیفۃ قد ذہبت و اضمحلت و مذہب ابی حنیفۃ باق الی یوم القیامۃ وکلما قدم ازداد نورا و برکۃ والناس الان مطبقون علی ان اصحاب السنۃ والجماعۃ ہم اہل المذاہب الاربعۃ مثل ابی حنیفۃ ومالک والشافعی واحمد وکل من تکلم فی مذہب ابی حنیفۃ درس مذہبہ حتی لا یعرف ومذہب ابی حنیفۃ باق ملأ الارض شرقہا وغربہا واکثر الناس علیہ یعنی روایت کی گئی ہے حماد بن زید سے کہ کہتے تھے سنا مینے ایوب سختیانی سے کہ جسوقت کسی نے امام ابو حنیفہ رح کا ذکر کچھ برائی سے نزدیک انکے کیا تو فرمایا لوگ ارادہ کرتے ہین کہ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھا دین اور اللہ انکار کرتا ہے مگر یہ کہ تمام کرے نور اپنے کو اور ہمنے ان لوگون کے مذاہب کو دیکھا جنھون نے امام ابو حنیفہ رح مین کلام کیا تھا جاتے رہے اور نابید ہوگئے اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا قیامت تک باقی رہیگا اور جتنا پرانا ہوتا ہے اوتنا ہی نور اور برکت زیادہ بخشتا ہے اور اب تک آدمی اجماع کیے ہوئے ہین کہ اہل سنت اور جماعت اہل مذاہب اربعہ ہین مثل ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد کے اور جس شخص نے امام ابو حنیفہ رح

مین کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا ناپید ہوگیا کہ پتا نہین اور مذہب امام ابوحنیفہ رح بدون شرق سے
غرب تک زمین بھری ہوئی ہر اکثر آدمی اس مذہب پر ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہر اعلم انکہ
یتعین علیک ان لا تفہم من قول العلماء عن ابی حنیفة واصحابه انهم اصحاب
الرأی ان مرادهم بذلک تنقیصهم ولا نسبتهم الی انهم یقدمون رأیهم علی
سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا علی قول اصحابه لانهم برآء عن ذلک
فقد جاء عن ابی حنیفة من طرق کثیرة ما ملخصه انه اولا یاخذ بما فی القرآن
فمن لم یجد فبالسنة فان لم یجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما کان اقرب
الی القرآن او السنة من اقوالهم ولم یخرج عنهم فان لم یجد لاحد منهم قولا لم یاخذ بقول
احد من التابعین بل یجتهد کما اجتهدوا یعنی جانو کہ چاہیے تجھکو کہ نہ سمجھے تو کہنے علماء کے
سے امام ابوحنیفہ رح اور اصحاب اونکے کو کہ وہ اصحاب رای ہین یہ کہ مراد اونکی اس سے منقصت بیان کرنی
اونکی ہی اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اسکے کہ وہ رای کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قول
صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیے کہ وہ اس سے بری ہین کیونکہ امام ابوحنیفہ رح سے بواسطہ طرق کثیرہ کے
ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوسمین نپاوین تو حدیث سے اگر اوسمین بھی نملے تو قول
صحابہ سے پس اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اور
صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کہتے تھے پس اگر صحابہ مین سے بھی کسیکا قول نہین پاتے تو تابعین کے
قول کو اخذ نہین کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے وہ تابعین نے کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے
اوس قصہ کا رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو معترض صاحب نے یہ عبارت لاطائل
لکھی ہی اور ان کتابونکے قصہ کو جس سے اہانت انبیا لازم آتی ہی اون کتابونکے ساتھ جو امام صاحب
کے پاس تھین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ عوام کیواسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل
کردی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اونھین کتابونکا رد لکھا ہی جنکو شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مین ثابت کرتے ہین حاشا وکلا طحطاوی نے اوس قصہ کو رد کیا

جو مشہور ہے کہ عیسی علیہ السلام امام قشیری کی کتابون پر آسمان سے اوتر کر عمل کرینگے اسکو وہ رد کرتے ہین کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیا لازم آوے نہ کہنا چاہیے باقی رہا یہ امر کہ وہ کتابین بالفعل نہین پائی جاتین سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مراد اس سے یہ ہے کہ وہ کتابین بعینہ موجود نہین سو ایسی کوئی کتاب مصنف کیوقت کی موجود نہین ہے نہ اصلی بخاری کا پتا ہے نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتابین حدیث کی ہین تو وہ بیشک موجود ہین جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود اونکی جمع کی ہوئی نہین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کردیا ہے اسیطرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہین کین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کرلیا ہے اونکا ذکر فتح القدیر وغیرہ مین برابر موجود ہے اور کم ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ و حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہے اسلیے حنفیہ اونہین کی کتب حدیث سے سند لائے ہین اور اونکو قائل کیا ہے اور کہین امام صاحب کی حدیث بھی بطور تائید لے آتے ہین چنانچہ راقم حتی الامکان شافعیہ کی کتابون سے سند لیے ہے اور کہین قول امام کا بھی بیان کردیا ہے اگر ظاہر بین وہ کتابین نہین دیکھین تو پھر اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ اونکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہوگیا ہو چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو مطبع اسکندریہ مین چھپی ہے اوسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثین متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب چودہ مسندون مین سے انتخاب کی ہین اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث مین دیے ہین کہ اس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ دیباچہ مین لکھتے ہین أَمَّا بَعْدُ فَهٰذَا كِتَابٌ نَفِيسٌ ذَكَرْتُ فِيهِ أَحَادِيثَ الْأَحْكَامِ

الَّتِي رَوَاهَا إِمَامُنَا الْأَعْظَمُ الْمُشَارُ إِلَيْهِ رَوَّحَ اللهُ رُوحَهُ وَأَعَادَ عَلَيْنَا سِرَّهُ وَفُتُوحَهُ مِمَّا وَافَقَهُ الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ فِي كُتُبِهِمُ الْمَشْهُورَةِ وَسُنَنِهِمُ الْمَأْثُورَةِ أَوْ بَعْضُهُمْ وَأُشِيرُ إِلَى مُوَافَقَتِهِمْ بِاللَّفْظِ فِي سِيَاقِ الْمَتْنِ وَالسَّنَدِ أَوْ بِالْمَعْنَى وَقَدْ ذَكَرَ غَيْرُهُمْ تَبَعًا لَهُمْ مُعْتَمِدًا فِيمَا أَخْرَجْتُهُ عَلَى مَسَانِيدِ الْإِمَامِ الْأَرْبَعَةَ عَشَرَ الْمَنْسُوبَةِ إِلَيْهِ مِنْ تَخَارِيجِ الْأَئِمَّةِ فَمِنْهَا مَا لِأَصْحَابِهِ الْأَرْبَعَةِ حَمَّادِ ابْنِهِ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَيُعْرَفُ بِالْآثَارِ وَالْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ اللُّؤْلُؤِيِّ رِوَايَاتُهُمْ بِلَا وَاسِطَةٍ وَلِلْأَئِمَّةِ مَنْ بَعْدَهُمْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ

عقود الجواہر المنیفہ صفحہ ۲

ابن الحارث الحارثی البخاری المعروف بالاستاذ تلمیذ ابی حفص الصغیر وابی القاسم طلحۃ بن محمد بن جعفر العدل وابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب الحلیۃ وابی احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی وعمر بن الحسن الاشنانی وابی الحسین محمد بن المظفر وھؤلاء السبعۃ حفاظ وابی بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی ومحمد بن عبد الباقی الانصاری وابی القاسم عبد اللہ بن محمد ابن ابی العوام السعدی وابی بکر المقری والحسین بن محمد بن خسرو وقد جمع کل ذلک الامام ابو المؤید محمد بن محمد الخوارزمی المتوفی سنۃ خمس وسبعین وستمائۃ فی کتاب سماہ جامع المسانید فما وصل الی بعضھا بالسماع المتصل وبعضھا بالاجازۃ المشافھۃ وبعضھا فیما یندرج تحت الاجازۃ العامۃ

یعنی لیکن بعد حمد و صلوۃ کے پس یہ نفیس کتاب ہے اسمین مینے احادیث احکام کے ذکر کی ہین جنکو ہمارے امام اعظم رح نے روایت کیا ہے اون احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہے اپنی کتابون مشہورہ مین یا بعض نے اسمین سے موافقت کی ہے اور اشارہ کر دیتا ہون مین طرف موافقت کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی کے اور غیر اونکے کو بالتبع ذکر کر دیتا ہون درانحالیکہ اعتماد کرنیوالا ہون اوس چیز مین جو ذکر کی ہے اوپر چودہ مسندون امام کے جو اونکی طرف تخاریج ایکے منسوب ہین پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہے ایک مسند حماد بیٹے امام صاحب کی دوسری مسند امام ابو یوسف کی تیسری مسند امام محمد کی جو آثار مشہور ہے چوتھی مسند حسن بن زیاد لولوی کی ان چارونکی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہے اور بعد اونکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاذ مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹی مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین مسند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ جان

حدیث کہلاتے ہیں گیارھوین مسند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی
بارھوین مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی کی تیرھوین مسند ابو بکر مقری کی چودھوین
مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تحقیق کل اسکو جمع کیا ہے امام ابو المؤید خوارزمی نے سنہ چھ سو
بہتر میں ایک کتاب میں جسکا نام جامع المسانید رکھا ہے وہ بیچ بعض کے سماع متصل ہے اور بعض کا
بالمشافہہ اجازت ہے اور بعض میں اجازت عامہ ہے انتہی اور خیرات الحسان میں لکھا ہے
وَقَدْ خَرَّجَهُ الْحُفَّاظُ مِنْ أَحَادِيثِهِ مَسَانِيدَ كَثِيرَةً اتَّصَلَ بِنَا كَثِيرٌ مِنْهَا كَمَا هُوَ
مَذْكُورٌ فِي مُسَلْسَلَاتِ مَشَايِخِنَا یعنی حافظان حدیث نے امام اعظم رح کی احادیث سے بہت مسندین
لکھی ہیں کہ ذکر انکا گذرا بہت متصل ہے چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی مسندوں میں مذکور ہے انتہی اور شرح
مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ اور قرآن سے مسائل اوسمین ہوتے ہیں
بجا اور درست ہے وہ ایسی کتاب ہے خود تو معترض صاحب نے اوسکو دیکھا نہیں شیخ محدث کے قول
مین ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالی وہ کتاب نظر سے کسیکے نہیں گذری ہے
خیالی گفتگو ہے کوئی فرضی کتاب ہے یہ کتاب وہ جسکو انہوں نے قطعاً نہیں دیکھی جو نہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
بدیہی البطلان ہے اور اگر بالفرض وہ کتاب کہیں موجود ہے تو بجز اسکے کہ مطلب شیخ علیہ الرحمہ بالا معلوم شد ہم کو
کیا کہدین سچ ہے اپنی آنکھین کھولیے اندھے کے آگے رکھیے مسائل مذکورہ کے جواب مین ہمنے اخفاے
بسم اللہ میں احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب سے نقل کی ہیں ناظرین اوسکو ملاحظہ
فرمائیں تاکہ کذب بیانی معترض صاحب کا کھلجائے اونھون نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہین یہ نسخہ
ہندوستان مین نایاب ہوگا اور اگر کہین ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہے وہ
بیچارے صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانتے جو نیت امام کی سو وہی اپنی معترض صاحب نے سمجھی تو خدا کا خوف
کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس ہے اوسکا صریح انکار کرجانا دن دھاڑے آفتاب کا انکار ہے ورنہ یہان
تشریف لائیے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین صحیح حدیثین استدلال مسائل میں لکھی ہیں
یا نہیں اور گھر بیٹھے دیکھنے چلا ہونکو یہ انسے کیواسطے کہدینا محض بے انصافی ہے آخر خدا کو بھی تو

منہ دکھاتا ہی اسقدر کذب و افترا پردازی کی کیفیت فردای قیامت معلوم ہوگی سے

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت * کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور * علی ہذا القیاس فتح القدیر

اور عینی میں اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہین کہ سوای متعصب اور اندھے کے اور کوئی جھٹلا

نہیں سکتا اب میں جواب کو ایک عبارت پر نقل کرکے ختم کرتا ہون خیرات الحسان مین ہی کہ اصل

سا تویں فصل ذکر مشایخ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں اور وہ بہت ہین یہان گنجایش کہان یہ مختصر ہو تحقیق ذکر کیا

انمین سے امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشایخ کو اور کہا غیر اونکے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رح کے استاد

تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اونکا جو انمین فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا

قبل استیعاب اونکے کہ متعذر ہی ضبط اوسکا ممکن نہین اسیواسطے بعض ائمہ نے کہا ہی کہ کسیکے اماموں

مشہور اسلام سے یہ بات میسر نہین ہوئی جو امام ابو حنیفہ رح کو اسواسطے نصیب ہوئی ہی مشایخ اور شاگردون سے

اور نہین نفع پایا علما اور جمیع آدمیون نے جیسے کہ نفع امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردون سے

اوٹھایا ہی تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ

شرح مسند میں لکھتے ہیں اور ظاہر یہ ہی کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدای امت ہوجاتے اور کل فقہا اونکے طفیلی اصلاح

مذہب محمدیہ کہلاتے خصوصا اسحالت میں باوجودیکہ اوس وقت میں بہت مجتہدین الیہ موجود تھے

اور طحاوی نے لکہا ہی کہ مسے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا

امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہے کہ لوگونکو نہین لائق ہی کہ حدیث بیان کرین مگر جبکہ اوسکو جسدن سے

سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو ورنہ بیان اوسکے تک نہ حاصل ہو سکا یہ ہی کہ روایت بالمعنی جائز نہین اگرچہ

اصل کے مطابق ہو بر خلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز رکھتے ہین مگر جبکہ اصل یاد

نہ رہی ہو پس اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حال انکہ اونکی اسانید کثیرہ مشہور ہین کہ اسانید

تک جمع نہین ہوتی ہین لہذا اونکو جمع اور ضبط علما نے کیا ہی جیسے ابو بکر صدیق رض اور عمر رض نہایت قلیل روایت

کرتے تھے اور عمل مین غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہین اور فارس

فصل در بیان اسانید حضرت امام اعظم و مسند امام اعظم

ابن الحسن نے شعر کہا ہی کہ ای طالب علم کہ تیری تمام عمر روایت مین گئی کچھہ درایت مین بھی فکر کر اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہی انتہی پس روایت امام صاحب کی درایت سے ساتھہ ہی اور فرقہ ظاہریہ کو یہ نعمت نہین ہاتی ہی **۵** جو عالم مین روایت لیے درایت معتبر رہتی تو ہر اک مجتہد مانند امام اعظم کے بنجاتا۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جو مرتبہ امام اعظم کا ہی ایمہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہی اسلیے امام اعظم کی فضیلت مین اونکا نام لیکر صریح حدیثین آچکی ہین الخ

اقول کچھہ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اونمین وہ اوصاف تھے جسکے سبب ایمہ و جمہور مداح چلے آئے ہین اور مثل متواتر کے ہو گئے ہین چنانچہ اونمین سے ایک پندرھوان مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال فضیلت اور کرامت پر دال ہی اور ان احادیث کی نسبت درالمختار مین لکھا ہی قَالَ فِی الضِّیَاءِ الْمَعْنَوِیِّ وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِیِّ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّہٗ رُوِیَ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَۃٍ یعنی ضیاء معنوی مین کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی اسواسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت کی گئی ہی انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہی اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین کوئی استحالہ لازم نہین آتا کچھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہین علی ہذا راوی کا اگرچہ کاذب ہو کبھی صادق ہونا محال نہین سو ای اسکے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹھا آدمی روایت کرتا ہی اوسکی حدیث کو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اوسنے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث موضوع اصطلاحی ہی مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوای اسکے اور اوصاف اونکے کالشمس فی نصف النہار ہین جنسے فضیلت اونکی سب ایمہ پر ثابت ہی اور جلال الدین تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ ایمہ نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سواریونکو دوڑاتے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس پائینگے کسیکو زیادہ جاننے والا عالم مدینہ سے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہی کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیے کہ عالم اوسکا زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت اور

حدیث مین وہ ہی جسکو ابو نعیم نے حلیہ مین ابو ہریرہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اوسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو
قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی وسکو لیتی اور ابو ہریرہ رض کی حدیث مین جو بخاری اور
مسلم مین آئی ہی پس لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور لفظ
مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جا کر اوسکو لے لیتا اور حدیث
قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا پر ہوتا تو اوسکو فارس کے
لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رض کی روایت سے ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اوسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اسپر بشارت اور
فضیلت مین مثل وہ حدیثون پہلی کے جو دونون اماموں کے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث
موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی وَمِمَّا يَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهٖ عَلٰى عَظَمِ
شَاْنِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مَا رُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُرْفَعُ زِيْنَةُ الدُّنْيَا سَنَةَ
خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اوپر عظمت شان امام ابو حنیفہ رح کے
رکھتی ہی وہ حدیث ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے اوٹھا لیجاویگی
زینت دنیا کی سن ڈیڑھ سو مین انتہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور ایسے پر اسلیے زیادہ ہی کہ اونھون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز
عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اسبات کو خطیب نے تاریخ بغداد مین
نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی تو وہان اونھون نے ستر ہزار ختم کیے ہین
جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب مذمت امام اعظم کے ہی
نہ یہ کہ اونکی تعریف کی باعث ہو اونھون نے جو اپنے آپکو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا
کیا اونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر مین کبھی شب کو تیرہ

۹۷
[illegible]
فی شان النعمان

رحمت سے زیادہ نوافل نہین پڑھی اور نہ کبھو تمام شب جاگے الخ **اقول** اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهُ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ یعنی امام اعظم رح کا ذکر پھر بیان اسلیے کہ ذکر اونکا مانند مشک کے ہے جسقدر اوسکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی معترض صاحب کو اور احادیث سے ہنوز اطلاع نہین ویسے ہی عبادت کو بدعت لکھتے اپنا سا حال سبکا تصور کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھہ مشقت و تکلیف عبادت کثیرہ سے نہین ہوتی تھی اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر طاقت ہو ممانعت نہین پائی جاتی اور جہان نہی وارد ہی بوجہ ملالت طبع و گرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہی نہ مطلقا کثرت عبادت اور ریاضت کی ممانعت آئی ہو **ع** ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد ✢ حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپکے ورم کر جاتے تھے بخاری مین عائشہ رض سے روایت ہی كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونو قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس فرماتے کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور ترمذی مین مغیرہ رض سے روایت ہے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ آماس کر جاتے قدم آپکے پس کہا گیا آپ سے آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے فرمایا کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہ رض سے روایت ہی قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہو گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ اللہ نے تو آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور نسائی مین ابی ہریرہ رض سے روایت ہی كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَزْلَعَ قَدَمَاهُ یعنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
مین لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
اختیار کرے اگرچہ بدن اوسکے کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجودیکہ
آپ جانتے تھے کہ مغفور ہو گئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو بخوبی استحقاق نار سے
نہوئی ہو اوسکو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جبتک کہ
طبیعت کے ملالت کو نہ پہونچا دے اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال سے کامل تھا
پس آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے میری آنکھونکی خنکی نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی نے
انس رض کی روایت سے اوسکو بیان کیا ہی پس جو شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے اوسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو سنیے مسلم اور ابوداود وغیرہ مین عائشہ رض سے روایت ہی کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیی اللیل وایقظ
اھلہ وشد المیزر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرہ اخیر رمضان شریف کا
آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نکرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ کہا اونھونے مینے عائشہ رض سے عرض کیا کہ مجکو زیادہ تعجب خیز
بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے اونھون نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین
اپنے پروردگار کی عبادت کرلون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پھر
روئے یہانتک کہ آنسو آپکے سینے پر بہے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اوٹھایا
پس روئے پس اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مینے کہا کس چیز نے آپکو رلایا
حالانکہ آپکے گناہ مقدم اور موخر اللہ نے بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شاکر نہین ہون انتہی

مختصر اور نسائی اور ابن ماجہ مین ابوذر غفاری رض سے روایت ہی قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اصبح بایۃ والایۃ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم یعنی کہا اونھون نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ صبح کردی ایک آیت مین اور آیت یہ ہی کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس یہ بندے تیرے ہین اور اگر بخش دے انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہی انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہین اجازت اسکی نہین دی ہی کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اوتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب سنیے بخاری مین عائشہ رض سے مرفوع روایت ہی علیکم ما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق خدا ناخوش نہین ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابوداود مین ہی عن عائشۃ رض قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکلفوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا فان احب العمل الی اللہ ادومہ وان قل وکان اذا عمل عملا اثبتہ یعنی عائشہ رض سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف اوٹھاؤ تم عمل سے جسقدر طاقت رکھتے ہو اسلیے کہ اللہ ناراض نہین ہوتا جبتک تم ملول نہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے دائم تر عمل ہی اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اوسپر انتہی اور اقامۃ الحجۃ میں ہی واذا ثبت جواز العمل حسب الطاقۃ الی ان یحصل الاعیاء والملل فنقول طاقۃ الناس مختلفۃ فکم من رجل یطیق شیئا ولا یطیقہ اخر وکم من رجل یمل من شئ ولا یمل منہ اخر وکم من رجل اعطی السرعۃ فی القراءۃ ولم ینلھا الاخر یعنی جبکہ ثابت ہو گیا جواز عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل نہو پس ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی طاقت مختلف ہوتی ہی بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہین اور دوسرا اوسکی طاقت نہین رکھتا اور بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہین اور دوسرا اوس سے ملول نہین ہوتا اور بہت آدمیونکو سرعت قرارت عطا کی گئی ہی اور دوسرا اوسکو نہین پہونچا انتہی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام مین لکھا ہی کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رض کا قیام کل شب کی نفی کرنا
غالب اوقات پر محمول ہے اسیطرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہے ورنہ روایات متعددہ
سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہے ایسی ہی تصریح کیا اسکو نووی نے شرح مسلم مین اور بعض روایات مین وارد
ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اوسکی ضعیف
ہے اور دوسرے یہ ہے کہ اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور کل
قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہ شدہ مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم آپکے ورم کر آئے تھے اور اسقدر بدعت کا
نام او ٹھانے مین عبادات شاقہ سے کافی ہے اسلیے کہ بدعت وہ ہے کہ وہ اور نہ مثل اوسکا عہد نبوی مین ثابت
ہو اور اوسمین شرط نہین ہے کہ ہر جزئی جزئیات عبادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاے
اور تیسرے یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار
نہین کیا لیکن اوسکو اون لوگون نے اختیار کیا ہے جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا ہے پس عبادت کیونکر بدعت ہوگی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہ ہو کہ صحابہ رض سے اس قسم کی
عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی طے کر لیجے حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین حال
عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ
اِبْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ نَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ نَا الزُّبَیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَدَّةٍ لَّهُ یُقَالُ لَهَا
رُهَیْمَةُ قَالَتْ كَانَ عُثْمَانُ یَصُوْمُ الدَّهْرَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اِلَّا هَجْعَةً مِّنْ اَوَّلِهٖ یعنی زبیر بن
عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے تھے عثمان رض ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات
قیام کرتے مگر قدرے اول شب مین آرام کر لیتے حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ
اِسْحٰقَ نَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ نَا اَبُوْ عَلْقَمَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
التَّیْمِیِّ قَالَ قَالَ اَبِیْ لَاَغْلِبَنَّ اللَّیْلَةَ عَلَی الْمَقَامِ فَلَمَّا صَلَّیْتُ الْعَتَمَةَ تَخَلَّصْتُ اِلَی
الْمَقَامِ حَتّٰی قُمْتُ فِیْهِ فَبَیْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا رَجُلٌ وَضَعَ یَدَهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ

۴ ابو نعیم صفحہ ۵۶

ابن عفان فبدأ بأم القرآن فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد ثم أخذ نعليه فلا أدري أصلى قبل ذلك شيئا أم لا یعنی عثمان بن عبدالرحمن تیمی روایت کرتے ہین کہ میرے باپنے مجھسے کہا آجکی رات مین مقام پر غالب ہونگا پس جبکہ عشا کی مینے نماز پڑھی مقام کی طرف پہونچا پس مین وہان کھڑا ہی تھا کہ اتنے مین ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھا کیا ہون کہ وہ عثمان رض ہین پس اونھون نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہانتک کہ قرآن ختم کردیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا پھر نعلین اپنی اوٹھالین پس نہین جانتا مین کہ اس سے پہلے نماز اونھون نے پڑھی یا نہین حدثنا سلیمان بن احمد نا ابو یزید القراطیسی نا اسد بن موسی نا سلام بن مسکین عن محمد بن سیرین قال قالت امرأة عثمان حين أطافوا به يريدون قتله إن تقتلوه أو تتركوه فإنه كان يحيي الليل كله في ليلة يجمع فيها القرآن یعنی محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے کہ زوجہ عثمان رض نے جسوقت کہ لوگون نے اونکا بارادہ قتل احاطہ کرلیا تھا اگر تم قتل کرو انکو یا چھوڑو وبیشک یہ تمام رات اوس شب جاگتے تھے کہ جسمین قرآن ختم کیا کرتے تھے انتہی اور ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین عمر رض کا یہ حال لکھا ہے كان يصلي بالناس العشاء ثم يدخل بيته فلا يزال يصلي إلى الفجر وما مات حتى سرد الصوم یعنی تھے عمر رض کہ لوگونکو عشا کی نماز پڑھا دیتے پھر اپنے گھر مین چلے جاتے پس برابر فجر تک نماز پڑھے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے رکھے گئے انتہی اور عبداللہ بن عمر رض کو حلیۃ الاولیا مین لکھا ہے حدثنا سلیمان نا ابو یزید نا اسد ابن موسی نا الولید بن مسلم نا ابن جابر حدثني سليمان بن موسى عن نافع أن ابن عمر كان يحيي الليل صلوة ثم يقول يا نافع أسحرنا فيقول لا فيعاود الصلوة فيقول يا نافع أسحرنا فأقول نعم فيقعد ويستغفر الله ويدعو إلى الصبح یعنی نافع تابعی سے روایت ہے کہ ابن عمر رض رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے اے نافع سحر ہوگئی وہ کہتے نہین پھر نماز پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہوگئی مین کہتا ہان پس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک کرتے حدثنا محمد بن احمد بن الحسن نا بشر بن موسى نا خلاد بن يحيى نا عبد العزيز

ابن ابی رواد نا ابن مخلد نا ابو یعلی نا محمد بن الحسین الجرجانی نا زید نا عبد العزیز عن نافع ان ابن عمر کان اذا فاتته صلوٰۃ العشاء فی جماعۃ احیی بقیۃ لیلتہ یعنی نافع رح سے روایت ہے کہ ابن عمر رض کو جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہوجاتی تو باقی شب جاگا کرتے تھے اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن فی رکعۃ و ربما ردد الآیۃ الواحدۃ اللیل کلہ حتی الصباح وکان من عباد الصحابۃ و زھادھم ممن جانب اسباب العز و لزم التخلی بالعبادۃ الی ان مات یعنی تمیم رض ایک رکعت مین قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور تھے وہ عباد اور زہاد صحابہ مین سے جنہون نے کہ اسباب عزت و جاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو لازم پکڑا تھا حتی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی فتح المبین مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن فی رکعۃ یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت مین انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیۃ الاولیا مین ہے حدثنا ابراھیم بن عبد اللہ نا محمد بن اسحق نا قتیبۃ بن سعید نا الفرج بن فضالۃ عن اسد بن وداعۃ عن شداد الانصاری انہ کان اذا دخل الفراش یتقلب علی الفراش لا یاخذہ النوم فیقول اللھم ان النار اذھب عنی النوم فیقوم فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہے کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے کروٹین لیتے نیند اونکو نہین آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھسے خواب کو اوڑا دیا پس کھڑے ہوجاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کردیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی سن لیجیے اقامۃ الحجۃ مین لکھا ہے انہ کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکرہ بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی رض ایک دن مین آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس غور کا مقام ہے کہ جو شی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت مین ہو اور صحابہ رض سے دائمی ثابت ہو اوسکو بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جا سکے اللہ تعالی ایسے عقیدۂ فاسدہ سے مسلمانونکو محفوظ رکھے ؎ ای مومنو اے عاقلو ہشیار رہو تم ۔ دجالونکے فتنون سے خبردار رہو تم ۔ معترض صاحب

اعتراضات ایسے پر نہین درحقیقت انبیا اور صحابہ رض پر ہین اس عبادت مین امام صاحب کچھ مخصوص نہین جو
اونپر معترض صاحب الزام بدعت دیتے ہین بلکہ بڑے بڑے صحابہ او تابعین نے ایسی عبادت شاقہ کی ہے
دوسرے یہ ممکن نہین ہے جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہین اگر شارع کی طرف سے ایسی عبادت
کی اجازت نہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نکرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
عثمان رض اور حضرت عمر رض اور حضرت علی رض اور عبد اللہ بن عمر رض وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کرین حاشا
وکلا ٭ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر ٭ اویس قرنی رض کے حال مین حلیۃ الاولیا
مین لکھا ہے حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا الحسن بن محمد نا عبد اللہ بن عبد الکریم
نا سعید بن اسد بن موسی نا ضمرۃ بن ربیعۃ عن اصبغ بن زید قال کان
اویس القرنی اذا امسی یقول ہذہ لیلۃ الرکوع فیرکع حتی یصبح وکان اذا امسی
یقول ہذہ لیلۃ السجود فیسجد حتی یصبح یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
رکوع کی ہے پس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کردیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہے پس سجدہ کرتے
یہانتک کہ صبح کردیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہین اونکے حال مین اسی کتاب مین
لکھا ہے حدثنا ابو محمد نا احمد بن [illegible] بن حامد نا عبد المنعم بن ادریس عن ابیہ قال
صلی سعید بن المسیب الغداۃ بوضوء العتمۃ خمسین سنۃ یعنی عبد المنعم اپنے
باپ ادریس سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس
برس تک پڑھی ہے اور ثابت بن اسلم تابعی جنھون نے عبد اللہ بن عمر رض اور عبد اللہ بن زبیر رض سے روایت کی ہے
اور حضرت انس رض کی خدمت مین چالیس برس رہے ہین اونکے حال مین اوسی کتاب مذکور مین لکھا ہے حدثنا
عثمان بن محمد العثمانی نا اسمعیل بن علی الکرابیسی حدثنی محمد بن سنان نا
سنان عن ابیہ قال انا واللہ ادخلت ثابتا لحدہ ومعی حمید الطویل او رجل
غیرہ شک محمد فلما سوینا علیہ التراب سقطت لبنۃ فاذا ہو قائم یصلی فی قبرہ
فقلت للذی معی الا تری قال اسکت فلما سوینا علیہ التراب اتینا ابنتہ

حلیۃ الاولیاء ۱۲

فَقُلْنَا مَا كَانَ عَمَلُ اَبِيكِ فَقَالَتْ وَمَا رَاَيْتُمْ فَاَخْبَرْنَاهَا فَقَالَتْ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ خَمْسِينَ سَنَةً فَاِذَا كَانَ السَّحَرُ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ الصَّلٰوةَ فِي قَبْرِهِ فَاَعْطِنِيهَا فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَرُدَّ ذٰلِكَ الدُّعَاءَ یعنی سنان اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے واللہ مینے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص تھا بے شک محمد بن سنان راوی کا ہی یقین جبکہ اوپر ہمنے مٹی برابر کردی ایک اینٹ نکل پڑی پس دیکھتے کیا ہیں کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہین پس مینے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اوسنے چپ رہ پس جب ہمنے مٹی ڈال دی لوٹ کر اونکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے تمھارے والد کونسا عمل کرتے تھے اونھون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اونکو اس واقعہ کی خبر دی اونھون نے کہا پچاس برس سے تمام رات قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے ای اللہ اگر تونے کسیکو مخلوق اپنی سے قبر کے اندر نماز عطا کی ہو پس مجھکو عطا کرنا پس نہ تھا اللہ کہ رد کر دیتا اس دعا کو انتہی اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے اور رسی درمیان دو کھمبونکے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہے لوگون نے عرض کیا کہ زینب نماز پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھول دو چاہیے کہ نماز جبتک نشاط رہے پڑھے جب تھک جاے بیٹھ جاے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام رات نماز پڑھنا ممنوع نہین بلکہ جب آدمی کی طبیعت کسلمند ہو جاے اوسوقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہے غرض جہان ممانعت ہے وہان مطلق ممانعت نہین اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہے وہان وقت نشاط تک امر دی ہے مطلقاً کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کر دینا ہے اور بے دلیل الزام دینا ہے جاننا چاہئے کہ اس دعوای بے دلیل قبول خرد نہین ✦ باقی رہا جواب حدیث عبداللہ بن عمرو اور جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے دا شتہ آید بکار ازالۃ الحجۃ مین لکھا ہے کہ حدیث عبداللہ بن عمرو کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حال سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرتے تھے ہین اوسکی مداومت پر قادر نہونگے پس ہدایت کی اونکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ اونکے نفس کے لیے اونپر حق ہے اور اونکی اہل کا اونپر حق ہے اور یا رکھو کہ جب ایسا کرینگے تو آنکھین ضعیف

ہوجاینگے اور بدن نحیف ہوجائیگا پس دلالت کی اس امر نے کہ سعی کرنی عبادت مین اس طور سے
کہ ملال خاطر اور کسل طبع کی موروث ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہوجاے تو ممنوع ہی اور دلالت اسکی
مطلق منع پر نہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہی کہ اونھون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہونیکے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور اپنے اوپر
اونھون نے اوس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسیواسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اونکو زجر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقہ پر مین ہون اوسکو
حسن نہ سمجھے سوا اسکے جو ان لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی اونمین سے نہین جو
میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اس حدیث مین اس امر کی کہین دلالت نہین کہ جب آدمی
حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے
مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہوگی انتہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نکرنیکا باعث یہ ہی جو اسی کتاب مین لکھا ہی کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیونکو اتنی طاقت نہین
لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت اسکے اور بوجہ ترحم کرنیکے اوپر اتباع اپنے کے ترک کرتے تھے تا
لوگ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہون اور دلالت کرتا ہی اسپر قول عائشہ رض کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حالانکہ اوس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اسکے کہ لوگ عمل کیا
کرنے لگین پس فرض ہوجاے اونپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداود وغیرہما نے اور تحقیق ترک
کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے خوف اسکے
کہ لوگون پر فرض ہوجاوے روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداود وغیرہ نے عائشہ رض سے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رض پیچھے آپکے برتن پانی کا لیکر کھڑے
ہوئے پس فرمایا کیا ہی یہ اے عمر رض کہا پانی آپکے وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا مین کہ جب پیشاب

کرون وضو کرلیا کرون اور اگر نہ کرتا مین تو سنت ہو جاتا اور امثال اسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے
دوسرے اعتراض کا جواب اقامۃ الحجۃ مین یہ لکھا ہی فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ المجاہدات مِمَّا لَا یُعْقَلُ وُقُوعُہَا
کَثَمَانِ خَتَمَاتٍ فِیْ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ وَّکَاَدَاءِ اَلْفِ رَکْعَۃٍ فِیْ لَیْلَۃٍ وَّنَحْوِ ذٰلِکَ قُلْتُ فِیْ وُقُوْعِ مِثْلِ
ھٰذَا وَاِنِ اسْتَبْعَدَ مِنَ الْعَوَامِّ لٰکِنْ لَّا یُسْتَبْعَدُ ذٰلِکَ مِنْ اَھْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّھُمْ
اُعْطُوْا مِنْ رَّبِّھِمْ قُوَّۃً مَّلَکِیَّۃً وَّوَصَلُوْا بِھَا اِلٰی ھٰذِہِ الصِّفَاتِ لَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا مَنْ
یُّنْکِرُ صُدُوْرَ الْکَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض مجاہدات کا وقوع
عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن اور رات مین اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون مین وقوع
اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہی لیکن اہل اللہ سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے
گئے ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات اور خرق
عادات کا ہو انتہی اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑھا ہوا ہی چنانچہ خود نواب صاحب امیر بھوپال کہ جنکی
معترض صاحب بہت سند لاتے ہین کشف الالتباس مین لکھتے ہین صاحب تبصرہ نے فرمایا ہی کہ علمائی متاخرین
امامیہ نے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑ دی ہی کہ ایک شخص نے واسطے تضحیک مذہب ابو حنیفہ کے نبیذ سے
وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب اول مین مذکور ہی انتہی حاصلہ و لہذا اکثر علما
نے انکار شدید کیا ہی قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منظور ہو کتاب
اقامۃ الحجۃ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین
اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتین اونکی کہ جنکے دیکھنے سے
آنکھوں کو نور اور دل کو سرور ہو کچھ حالات دیگر ایہ دیکے بیان کرین ؎ اگر بمدح و ثنا کسی ستودہ شود
تو آن کسی کہ ستودہ بہ نیست مدح و ثنا ✝ امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسما مین لکھتے ہین کہا
ابو نعیم نے کہ امام ابو حنیفہ رح اچھی صورت والے اور عمدہ لباس والے اور عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب مدارات
کرنے والے اپنے بھائی مسلمانون سے تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا
اونھون نے آپ نے کس سے علم حاصل کیا کہا مین نے حماد بن ابی سلیمان اور اونھون نے ابراہیم نخعی سے اور اونھون نے

۴ اقامۃ الحجۃ

۴ کشف الالتباس صفحہ ۲۴۶

۴ تہذیب الاسما

عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے پس کہا ابو جعفر نے خوب علم
واثق حاصل کیا اور ایکدن امام ابو حنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص اس وقت میں تمام
دنیا کا عالم ہو اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہو کہ کہا انہوں نے میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہو کہ کہا اونھون نے امام ابو حنیفہ بڑے صاحب وقار تھے ایکدن ہم جامع مسجد میں
تھے پس ایک سانپ اونکی گود مین اوپر سے گر پڑا پس وا ای اٹھنے لگے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے اونھون نے
سانپ کو جھاڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نہ کیا اور روح بن عبادہ سے روایت ہو کہ میں سنہ ڈیڑھ سو ہجری میں
ابن جریج کے پاس تھا پس خبر انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہونچی پس انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور نہایت
غمگین ہوئے اور فرمایا کیسا بڑا عالم اوٹھ گیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ میں اپنے والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ
واسطے دعا مانگتا ہوں اور تحقیق میں نے اونسے سنا ہو فرماتے تھے کہ میں حماد کیواسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا
مانگتا ہوں اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہو کہا اونھون نے دیکھا میں نے مسعر بن کدام کو امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں
اونکے سامنے بیٹھے ہوئے اونسے سوال کرتے تھے اور فائدہ اوٹھاتے تھے اور نہیں دیکھا میں نے کسیکو کبھی کہ اونسے فقہ میں امام ابو حنیفہ
عمدہ کلام کیا ہو اور وکیع سے روایت ہو کہ نہیں ملا میں زیادہ فقیہ بہ نسبت ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے زیادہ اچھے نماز پڑھنے والے اور نضر بن
شمیل سے روایت ہو کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر تھے یہانتک کہ ہوشیار کر دیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھہ اوس شرح کے جو نہ جانی
اونکا اور ملخص کیا اوسکو اور بیان کر دیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت ہو کہ تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہیں
اور جعفر بن ربیع سے روایت ہو کہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس تک رہا پس نہیں دیکھا میں نے اونسے زیادہ خاموش
پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کے بہتے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہو کہ ہمارے وقت میں نہ
کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رح
ایک رکعت میں رات گذارتے اوسمین قرآن ختم کر دیتے اور اسد بن عمرو سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز
عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت میں قرآن ختم کر دیتے تھے اور اونکے رونے کی آواز
سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اونکے اوپر رحم کھاتے تھے اور شمار کیا گیا ہو کہ اونھون نے قرآن کو جس جگہ وفات
پائی ہو سات ہزار مرتبہ پڑھا ہو اور مسعر بن کدام سے روایت ہو کہ میں ایک رات مسجد میں گیا پس دیکھا میں نے

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوے پس امجی معلوم ہوئی مجکو قرارت اوسکی پس پڑھی ایک منزل کہا مینے اب رکوع کریگا
پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر سوچی وہ شخص پڑھتا رہا یہانتک کے ایک رکعت مین کل قرآن ختم کردیا پس جب دیکھا
مینے تو وہ امام ابو حنیفہ رحمہ تھے اور زائد سے روایت ہی کہ مینے امام ابو حنیفہ رح کے ساتھ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی
اور لوگ چلے گئے اور مجکو اونھون نے نہین جانا کہ مسجد مین ہون اور مینے ارادہ کیا کہ ایک مسلہ انسے دریافت کرونگا
پس کھڑے ہوے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کے اس آیت تک پونہچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا
عَذَابَ السَّمُومِ پس اسی آیت کو دہراتے رہے یہانتک کہ موذن نے صبح کی اذان کہدی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے تمام رات ایک آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اوسیقدر خیرات کرتے اور جسوقت
نیا کپڑا پہنتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب اونکے سامنے کہانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
دو چند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح بڑے امانتدار تھے اور
ہر شے پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اونپر پڑتین برداشت کرتے تھے اور
قیس بن ربیع سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اوس
شخص پر جو اونکے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیون پر تھے اور بغداد کی طرف مال تجارت
روانہ کرتے تھے اوسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اوس سے اپنے مشایخ محدثین
کی حوایج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اونکو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوایج مین صرف
کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعالی کی اسلیے کہ مینے تمکو اپنے مال سے کچھ نہین دیا ہی اللہ تعالی تمہارے واسطے میرے
ہاتھہ پر نفع بخشتا ہی پس رزق اللہ مین کسی غیر کو قوت نہین اور ابو یوسف رح سے روایت ہی کہا اونھون نے امام ابو حنیفہ رح
کسی حاجت سے سوال نہین کیے جاتے تھے مگر اوسکو پورا ہی کردیتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہی کہا
اونھون نے کہ مینے سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح غیبت سے بہت بعید تھے مین نے اونکو نہین سنا
کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی بھی غیبت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقلمند ہین اپنی نیکیون پر اوس شے کو مسلط

نہین ہونے دیتے جو اونکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہی کہا اونھون نے اگر امام ابوحنیفہ رح کی عقل نصف
اہل ارض کی عقل سے وزن کیجائے تو انکی عقل اونکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل پوتے امام صاحب سے
روایت ہی کہا اونھون نے ہمارے یہان ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اوسکے دو خچر تھے ایک کا نام اوسنے ابوبکر
رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک نے اوسکو پیر سے روند کر مار ڈالا پس امام ابوحنیفہ رح کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسنے
اوسکو مارا ہی اوسکا نام عمر ہوگا پس دیکھا تو جیسا اونھون نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن سالم بغدادی سے
روایت ہی کہا اونھون نے امام ابوحنیفہ رح قاضی ہونے پر جبر کیے گئے پس قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل
جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے اور اونکو ترحم آتا اور امام ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہی ابویحیی حمانی اور ہشیم بن
بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی بن عاصم
اور یحیی بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقزی اور ہوذہ بن خلیفہ اور
ابو عبد الرحمن المقری اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسرون نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح اور
ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت ہی کہا اونھون
نے بھاری جسم والا مینے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہین دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ اونسے دیکھا
جب مین اونکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن اونھین کی لغت مین نازل ہوا ہی اور
امام شافعی سے یہ بھی روایت ہی کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہی کہ مینے
جسیم آدمی کی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہی کہ جب امام محمد کسی مسلہ مین گفتگو
کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی نہ کسی حرف کو مقدم کرتے اور نہ موخر اور اونھین سے روایت ہی کہ امام محمد آنکھ اور
دل کو بھر دیتے تھے اور انھین امام شافعی سے روایت ہی کہ مین امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے کتابون کا مالک
ہوا ہون اور یحیی بن معین سے روایت ہی کہ مینے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہی کہ مینے
کوئی کتاب اللہ کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہین دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہا اونھون نے
مینے امام احمد سے کہا کہ آپکے پاس یہ مسائل دقیق کہان سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابون سے کہا امام شافعی نے
کسیکو مینے نہین دیکھا کہ اوس سے کوئی مسلہ جسمین اعتراض ہو دریافت کیا جاوے اور اوسکے چہرہ مین معلوم

مگر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عز وجل نے تمہارے قلب پر نور ڈالا ہی اسکو
معصیت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب مین امام مالک کے پاس گیا پس سُنا کلام میرا اور ایک ساعت
میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمہارا نام کیا ہی مینے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور معاصی
سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے ثقہ مینے کسیکو زیادہ عقیل شافعی سے
نہین دیکھا اور کہا حمیدی نے سردار علماء زمانہ اپنے کے امام شافعی ہین اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا
کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علماء حجاز اور یمن اور
مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اونھون نے
ذکر کیا اون لوگونکو جنھون نے اونسے روایت کی ہی اور فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی
وغیرہ کے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد من اللہ تعالی علم اولین ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور ہیثم
بن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون مین کہ میری عمر سے کم ہو جائے اور امام احمد کی عمر مین زیادتی
ہو جائے اور امام ابو حاتم حال امام احمد اور علی بن مدینی کا سوال کیے گئے کہا حافظہ مین دونون قریب ہین
امام احمد فقیہ زیادہ ... عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث مین میرے موافق ہو جائین تو
... پرواہ نہ ... شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے مینے امام احمد
... سے زیادہ عقیل کسیکو نہین دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تو کسیکو دیکھے
... محبت رکھتا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ
... سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سُنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اونکے شیخ عبد الرزاق
... یحیی بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد وغیرہم نے اور کہا
... شافعی نے اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسیکو
... بن امام مالک پر ترجیح نہین دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہین درمیان مشرق اور مغرب کے کوئی
... امین حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی
... کوئی کتاب اکثر صواب کی موطای مالک سے نہین کہا علماء نے اتفاق کیا امام شافعی سے قبل وجود

صحیحین کے کہا ہے اور وہ دونون موطا سے باتفاق علما زیادہ صحیح ہین اور امام مالک تبع تابعین سے ہین روایت
کی اونسے ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم نے
اور محمد بن حمدویہ سے روایت ہے کہ سنا مینے امام بخاری سے کہتے تھے کہ مین ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
غیر صحیح یاد رکھتا ہون اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہے کہا نہین دیکھا مینے کسی خراسانی کو
زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ جاننے والے حدیث کے امام بخاری ہین اور زیادہ حافظ حدیث کے ابو زرعہ
ہین اور وہ اکثر اونکے ہین حدیث مین اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہے کہ بصرہ مین مثل بخاری کے کوئی
نہین آیا اور جب امام بخاری بصرہ مین داخل ہوئے کہا اونھون نے آج سید الفقہا داخل ہوئے اور محمد بن عبداللہ
ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ ہمنے مثل امام بخاری کے نہین دیکھا اور ابو عیسی ترمذی سے ہمکو روایت
پونہچی ہے کہ مینے علل اور تاریخ اور معرفت اسانید مین عراق اور خراسان مین کسیکو نہین دیکھا اور روایت
کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ اونھون نے امام بخاری سے کہا کہ نہین بغض رکھیگا تجسے مگر حسد کرنیوالا اور مین
گواہی دیتا ہون کہ مثل تمہارے دنیا مین نہین اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پونہچی ہے کہا اونھون نے
مینے آسمان کے تلے زیادہ جاننے والا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہین دیکھا اور بغداد مین
اوستادونکے محمد بن عیسی طباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران اونکے ہین اور روایت کی
اونسے ابو الحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسی ترمذی اور ابو عبدالرحمن نسائی وغیرہم
انتہی مختصراً اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہے قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَتَلَمَّذَ لَهُ كِبَارٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ
وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْإِمَامُ مَالِكُ بْنُ
أَنَسٍ انْتَهَى وَمِنْهُمْ دَاوُدُ الطَّائِيُّ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَدْهَمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ
مِنْ أَكَابِرِ السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ یعنی کہا ابن حجر نے کہ شاگرد
امام ابو حنیفہ رح کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین اور علمای راسخین مثل عبداللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور
امام مالک کے انتہی اور انھین سے داود طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ
ہین انتہی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام شافعی امام مالک کے

...ں اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد
...ہیں اور امام بخاری کے امام ترمذی و امام نسائی شاگرد ہیں ٥ امام اعظم کے شاگرد وہ ہیں کہ شاگرد بھی شاگرد
...شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہیں جسکو امام ابو حنیفہ رحمہ سے
...فرمایا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو استیطرت عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے وسطے سے بھی
...ہوں بھی امام صاحب کے شاگرد ہیں امام بخاری و مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
...طرح امام ابو یوسف کے امام احمد و امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہیں غرض عاقل کے واسطے اتنا کہ
...اور متعصب اور بد دین کے واسطے اگرچہ کتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ گائے جائیگا
...ہی سے باز نہ آئیگا ٥ را ٹیڑھا مثال نیش کژدم ٭ کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ٭ اور خیرات الحسان میں
...ہے امام شافعی بغداد میں داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتیں پڑھیں اوسمیں رفع یدین نکیا
...روایت ہے کہ دو رکعتیں صبح کی تحیین اور اوسمیں قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اونسے فرمایا بسبب ادب اس امام کے
...سبہ کروں میں مخالفت اونکی حضور میں اور تلمذ کیا اونسے بڑے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمای راسخین کے
...مثل عبداللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدم اور زہد پر اجماع ہے اور مثل امام لیث بن سعد اور
...امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہیں تجھکو یہ ائمہ اور مثل امام مسعود بن کدام اور زفر اور ابو یوسف
...وغیرہم کے اور جب عبداللہ بن مبارک کے پاس اونکا ذکر ہوا کہا کیا اوس شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا پیش کی گئی تھی
...کی گئی تو اوس شخص نے اوس سے اعراض کیا اور جب ابو حنیفہ مغضوب ہے [illegible]

[illegible] ہو وا [illegible]

...ن ایسا ہی کیا اماسن رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہیں مشغول ہوئے
...حنیفہ رحمہ ساتھ دعوت کرنے اونکے طرف مذہب اپنے کے مگر بسبب اشارہ کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
...یں طرف اونکی تاکہ دعوت کریں لوگونکی طرف مذہب اپنے کے پس جب کہ ہوا اونکا اذن تقسیم کیا خزانہ خدا کو
...تقسیم کرنے کے اور جانا کہ لیے مرحمت الابدی پس دعوت کی آدمیونکی طرف اونکے یہانتک کہ ظاہر ہوا مذہب اونکا
اور کثیر ہوئے معتقدین اونکے اور رسوا ہوئے حاسد اونکے اور بیع بخشا اللہ تعالی بخیر و ...

نصیب کیا بہرہ وافی اونکے مقلدین مین پس مستعد ہوئے وساتھہ لکھنے اصول اور فروع مذہب اونکے
ترسنے منقول اور معقول اوسکے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہوگیا وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فی ائمہ مین اور تایہ
اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت ہوا الامام صاحب کے صغرسنی مین حضرت علی رضا کی
مین لائے گئے پس حضرت علی رضا نے اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو
جو کچھہ لیے گئے اسیر ہمائی لیت دیے گئے اور کمال التقوی اونکے سے ہے کہ اونہون نے بکری کا گوشت
چھوڑ دیا جبکہ سنا کہ ایک بکری کوفہ مین گم ہوگئی ہے یہانتک کہ اوسکی موت کا اعلام ہوگیا اور وہ
طریقون اونکے سے حد مناقب اونکے کا اوس سے نہین ہے بلکہ یہ بیان ایک قطرہ اوس سمندر کا ہے جسکا
پتا نہین اور اونہون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی ہے کہا گیا ہے اور کسی شخص نے آپکو
قوی کیا کہا ہے اللہ کے ساتھہ اسماء دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین اول محمد رسول اللہ الایۃ
اور دوسری ثم انزل علیکم من بعد الغم الایۃ سورہ آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارا
اعتقاد رکھتا کہ ہر ایک ائمہ مجتہدین اور علمای عالمین سے ہدایت اور رضای الٰہی پر ہین اور سب جو
حالات مین باتفاق ائمہ نقل اور برہان اور تحقیق روایت کی ہے بیہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
جو چیز تمکو کتاب اللہ دی جاوے تو عمل کرو اوسکو عذر اوسکے ترک کرنے پر نہین ہو سکتا پس اگر کتاب مین نہ
اختیار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے اصحاب کہین کہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارونکے ہین آسمان
ہدایت پا جاوگے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطے تمہارے رحمت ہے
امام ابو یوسف نے نہین دیکھا ملنے والا کسیکو زیادہ جاننے والا تفسیر حدیث کو امام ابو حنیفہ رح اور تھے وہ زر
مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رح نے وہ کام کر گئے کہ دوسرا اوس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اونکے
اور یہ سنت اللہ کی ہے اپنی مخلوق مین ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور بسبب وقت
کے مزنی شاگرد امام شافعی کے اونکے کلام کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اونکے بھانجے اما
بات نے انکی خبر کیا کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا **فصل بارھوین**
حنیفہ رح نے بعد والو نجر ممتاز تھے اور وہ صفات بہت ہین بعض اونمین

یہ ہین کہ اونھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہی اور صحت کو پونہا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقہ سے کہ فرمایا آپ نے خوشخبری ہو اوسکو جسنے مجھکو دیکھا اور اوسکو جسنے میرے
دیکھنے والونکو دیکھا اور بعض اون صفات سے یہ ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اوس قرن مین پیدا ہوئے ہین کہ گنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہی پھر جو لوگ کہ اوسکے متصل
ہین اور روایت مسلم مین ہی کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہی جسمین مین ہون پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اون
صفات سے وہ ہین کہ اونھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا
اونا ابو حنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اونکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا
ہے مناسک حج کے امام ابو حنیفہ رح سے لکھلو کیونکہ مین اونسے زیادہ جاننے والا فرائض اور نوافل حج کا
کسیکو نہین جانتا پس نظر کر تو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اون
صفات سے روایت کرنا اکابر شیوخ اونکے وغیرہم کا اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات
سے اونکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسیکے بعد اونکے نہین ہوئے چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص
نے ایک مسئلے کے خطا کی امام ابو حنیفہ رح نے پس جھڑکا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہی
کیونکر وہ خطا کرتے حال آنکہ اونکے پاس ائمہ فقہ مثل ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ائمہ
حدیث اور نام لیا وکیع نے اونکا اور ائمہ لغت اور عربیت کے اور شمار کیا اونکو اور ائمہ زہد اور تقوی کے
مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیئے کہ اگر خطا بھی
کریگا تو وہ اونکو حق کی طرف لوٹا دینگے اور بعض اون صفات سے یہ ہی کہ وہ اول اون لوگونکے ہین کہ
جھون نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابونکی ترتیب دی جیسا کہ آجکے دن موجود ہی اور اتباع
کیا اونکا امام مالک نے موطا اپنے مین اور جو پہلے اونسے تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
اول اون لوگونکے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط بنا رکھی ہی اور بعض اون صفات
سے منتشر ہونا مذہب اونکا اون اقالیم مین کہ سوای اونکے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سندھ اور روم
اور ماوراء النہر کے اور بعض اون صفات سے تخریج کرنا اپنے نفس پر اور علما وغیرہم پر اپنے ہاتھ کا مال اور

نہین قبول کرتے تھے کسیکی بحث شرع کو اور متواتر ہونا کثرت عب [illegible] اور اعتماد وغیرہ اونکی کا اور
امام شافعی نے امام مالک سے چند لوگونکا حال دریافت کیا پس اونمہ [illegible] یا پھر پوچھا کہا امام شافعی نے
حال امام ابو حنیفہ رح کا امام مالک نے کہا سُبْحَانَ اللهِ لَمْ اَرَ مِثْلَهُ تَاللهِ یعنی قسم ہے اوس خدای پاک
کی کہ مثل ابو حنیفہ رح کے ہمنے کسیکو نہین دیکھا اور کہا ثوری نے اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے
آیا اور اوسنے اونسے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے گیا آیا ہون بلکہ زمین والونکے بڑے فقیہ کے
پاس سے آیا ہون اور کہا ثوری نے جو شخص امام ابو حنیفہ رح کی مخالفت کرتا ہے وہ محتاج اس امر کا ہے کہ اونسے
علم مین اعلی ہو اور کہا گیا اونسے جبکہ اونکے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رح کے کتاب انکی دیکھی کہا آپ اسکو
دیکھا کرتے ہین کہا مین دوست رکھتا ہون کہ میرے پاس کل کتابین اونکی ہون اور کہا ابو یوسف نے
ثوری مجھسے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہین اور کہا امام احمد نے اونکے حق مین کہ وہ اہل علم
اور اہل تقوی ور اہل زہد سے ہین اور اختیار کرنیوالے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ [illegible]
نہین پائیگا اور خطیب نے بعض ائمہ زہد سے نقل کیا ہے کہ کہا اونھون نے اہل اسلام پر واجب ہے کہ [illegible]
امام ابو حنیفہ رح کے واسطے دعا مانگا کرین کیونکہ اونھون نے حدیث اور فقہ سے اونکے واسطے [illegible]
ہے اور کہا مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رح اپنے زمانہ والون سے زیادہ عالم ہین اور کہا یحیی بن [illegible]
نہین سنا ہمنے مستحسن اور صواب زیادہ رای امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا عیسی بن یونس نے مت تصدیق
کرنا تم کسیکے برا قول کہنے مین امام ابو حنیفہ رح کے حق مین قسم ہے خدا کی کوئی اونسے افضل اور فقیہ زیادہ [illegible]
دیکھا اور کہا معمر نے کسیکو مینے نہین دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ مین کلام کرتا ہو اور زیادہ عمدہ [illegible]
کی کرتا ہو امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا امام حافظ نقاد یحیی بن معین نے فقہا چار ہین ابو حنیفہ رح اور [illegible]
اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی ہے اسی پر پایا مینے لوگونکو اور سوال کیے گئے [illegible]
امام صاحب کے حال سے کہا تھے ثقہ بڑے سچے فقہ اور حدیث مین امانت دار دین الله مین اور کہا عبد الله
ابن مبارک نے دیکھا مینے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رح کی رکاب پکڑے ہوے ہوئے تھا اور کہتے تھے
قسم ہے خدا کی مینے کسیکو نہین دیکھا فقہ مین آپ سے زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور نہ زیادہ حاضر جواب آپ سے

شیکو اور آپ سرداراون لوگونکے ہین جنھون نے فقہ مین تمہارے وقت مین گفتگو

باب کلام امام ابوحنیفہ

کرتے وہاپکی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا حافظ عبدالعزیز نے ابوداود کہ جو شخص دوست رکھے اونکو پس وہ سنی ہی اور جو بغض رکھے اونسے پس وہ بدعتی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ درمیان ہمارے اور درمیان

لوگونکے امام ابوحنیفہ رہ ہین پس جو شخص اونکو دوست رکھیگا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہی

اور جو شخص بغض رکھیگا اونسے جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت ہی اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابوحنیفہ فقہا

مثل قطب چکی کے ہین اور مثل اوس صراف بصیر کے جو کہ سونے کو پرکھتا ہی اور کہا حافظ محمد بن میمون نے نہین تھا

زمانہ امام ابوحنیفہ رہ مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقیہ

اونسے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجھکو بعوض سننے میرے کے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک

داود طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارہ ہی کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہی اور علم ہی کہ قبول کرتے ہین

اوسکو دل مومنونکے کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف

صحابہ کے پھر اونسے طرف تابعین کے پھر پایا امام ابوحنیفہ رہ اور اصحاب اونکے نے پس جسکا جی چاہے خوش

ہوجاے اور کہا گیا واسطے بعض ائمہ کے کیا وجہ ہی [illegible] نہین کی مدح خاص

کرتے ہو اور کی تعریف نہین کرتے کہا اونھون نے اسلیے کہ جیسا [illegible] اونکا شہید اور اسا

کر نفع پایا لوگون نے اونکے علم سے پس خاص اونھین کی تعریف وقت فکر کے کرتا ہون تاکہ [illegible] واسطے

دعا کرنے مین رغبت کرین اور روایتین اسکے سوائے اسکے بہت آئی ہین اور منصف کے واسطے اسکا بعض بھی

کافی ہی اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنیکو شب مین کسی وقت مگر دیکھا مینے امام ابوحنیفہ کو طواف

کرتے پایا اور امام ابوحنیفہ رہ جب اتکو نماز پڑھتے تھے تو بوریے پر آنسو اونکے گرتے مثل بارش کے آواز

سنائی دیتی تھی اور علامت رونیکی اونکی آنکھون اور اونکے رخسارون سے معلوم ہوتی تھی اور امام ابوحنیفہ رہ نے

اپنے بعض جلیسون پر کپڑے خراب خستہ دیکھے تو حکم کیا اونکو کہ بیٹھے رہین یہانتک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا

اوس شخص سے جو مصلے کے نیچے ہی اوسکو لیلو پس وہ شخص [illegible] لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوے اور جب اونکے

لڑکے حماد سورہ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو [illegible] فرمائے اور ایک روایت [illegible] ہزار درہم

دیے ابو ادا کیا اور فرمایا اسوقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعظیم فر[illegible] سے زیادہ دیتے اور کہا کہ بن
معروف نے کسیکو نہیں دیکھا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین زیادہ اچھی خصلت کا [illegible] سے نہ دیکھا اور
کہا وکیع نے کہا مجھے امام ابو حنیفہ رح نے کہ نہین مالک ہوا مین چالیس برس سے زیادہ چار
خارج کر دیا اور فقط چار ہزار کو رکھ لیتا ہون بوجہ فرمانے حضرت علی رض کے کہ چار ہزار اور بچے
اور امام ابو حنیفہ رح ایسے قرضدار کے درخت کے سایہ مین نہین بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کہ منفعت کھینچے
ربا ہی اور جب امام صاحب نے وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے اونکو غسل دیا اور ابو رجاء عبد اللہ
ابن واقد ہروی نے پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تم پر تیس برس سے
برابر روزے رکھتے تھے اور رات کو چالیس برس سے نہین لیٹے اور تھے آپ فقیہ تر ہمارا اور عابد تر اور زاہد تر اور
جامع تر خصلتون خیر کے ہمارے اور نہین فارغ ہوئے تھے غسل سے مگر اہل بغداد سے بیشمار مخلوق جمع ہو گئے
خدا کے کسیکو گنتی نہین معلوم تھی گویا کہ وفات اونکی کی ندا کر دی گئی تھی اور نماز پڑھنے والون مین بعض نے
کہا ہی کہ پچاس ہزار آدمی تھے اور بعض نے کہا ہی اس سے بھی زیادہ تھے اور چھ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر مین آپکے
بیٹے حماد نے پڑھی اور بسبب شدت ازدحام کے عصر تک دفن پر قدرت نہوئی اور آدمیون نے بیس روز تک اونکی قبر پر
[illegible] وصیت کی تھی کہ مقبرہ خیزران مین جانب شرقی دفن کیا جاؤن کیونکہ زمین اوسکی طیب
ہے کسیکی ہوئی نہین ہی اور جب ابن جریح فقیہ مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر پہونچی انا للہ وانا الیہ راجعون
[illegible] کیسا بڑا عالم چلا گیا اور جب شعبہ کو خبر پہونچی انا للہ کہا اور کہا کوفہ سے نور علم کا بجھ گیا اور آگاہ ہو
اب کبھی وہ لوگ مثل اونکے کسیکو نہین دیکھینگے اور بعد مدت مدید کے بادشاہ ابو سعید مستوفی خوارزمی نے
قبر پر ایک بڑا قبہ بنوا دیا اور اوسکے پہلو پر ایک مدرسہ طیار کرایا اور صدقۃ المقابر کہ وہ مستجاب الدعوات
روایت ہی کہ جب امام ابو حنیفہ رح دفن کیے گئے تو اونھون نے ہاتف غیب کی آواز تین رات برابر سنی کہ کہتا تھا
فقاہت جاتی رہی پس نہین فقہ ہی واسطے تمھارے پس ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم خلف وفات پا گئے نعمان
پس کون ہی ایسا کہ رات بھر جاگے اور بعض نے کہا ہی شب انتقال مین جنات روئے اور لوگ آواز اونکی سنتے
اور شخص کو نہین دیکھتے تھے

فصل چھتیسوین ادب کرنے مین امامون کے امام ابو حنیفہ

کے جیسا کہ وہ اونکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادای حاجات کی
نیت ہی جانتو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضای حاجات
مین اونکو وسیلہ گردانتے ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اونسے مروی ہی فرمایا
اونھون نے مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت
مجھکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت پڑھتا ہون اور اونکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر
سوال کرتا ہون تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو
ننانوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی پس دل مین کہا اگر ایکی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب
سے نجات کسے دے پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ نے اور ابو معافی فضل بن خالد سے روایت ہی کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مینے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے
علم کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگونکو احتیاج پڑتی ہی اور مسدد بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکہ مین درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کوفہ مین نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہین
مین انکا علم اخذ کرون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم پر
وہ شخص اچھا ہی اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذاہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو بوجہ تمسک رای کے خارج کرینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ رح
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک جو تھے ہین انتہی ملخصًا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان سے
تعیین مذاہب اور تقلید ائمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدونکو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہین رہی
ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویای صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت ٹہرینگے
حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
ہمنون ائمہ مجتہدین پر ثابت اور محقق ہو گئی اور درباره استنباط مسائل اور احکام شرعی کے انکو کسقدر

احتیاط تھی اور زہد و اتقا میں آپکا کتنا بڑا رتبہ ہوا کہ آجتک مثل اونکا نظر نہیں آیا کہ قطع نظر تابعی ہونے کے
اسقدر فضائل و کمالات کسی میں نہ تھے اس امت محمدیہ پر اونکا بہت بڑا تفضل و احسان ہی اور پھر باینہمہ
علم مناقب محاسن اجتہادی اونکے سے اونکو نہ ماننا اور برا [illegible]
اونکا ایک ذرہ بھر نقصان نہو پائیگا بلکہ معترض اور طعنہ زن اوسکا [illegible]
ہو جائیگا ع مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند مہ را چہ جرم خاصیت سگ ہمین بود + اور تبییض الصحیفہ
میں امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ خطیب نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہی کہا اونھون نے
سنا میں نے عبد اللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عز و جل میری اعانت امام ابو حنیفہ رح اور امام سفیان کے
واسطے سے نکرتا تو میں مثل عوام آدمیونکے ہوتا اور روایت کی گئی ہی محمد بن عبد الجبار سے کہ قاسم بن معن بن
عبد الرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے غلامونمین سے ہو کہا نہیں بیٹھے آدمی کسیکے پاس
کہ زیادہ نفع اوٹھایا ہو مجلس امام ابو حنیفہ رح سے اور خطیب نے احمد بن صباغ سے روایت کی ہی کہا سنا میں نے
امام شافعی کو کہا اونھون نے امام مالک سے کہا گیا تمنے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہی کہا ہان میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہی
کہ اگر تم سے کلام کرے اس [illegible] کہ وہ ستون سونیکا ثابت کرے تو اوس شخص کی حجت سے سونے کا ہو جائے
اور خطیب نے محمد بن سعد کاتب سے روایت کی ہی کہا سنا میں نے عبد اللہ بن داود کو کہتے تھے اہل
واجب ہی کہ امام ابو حنیفہ کیواسطے اپنی نمازونمین دعا مانگا کرین اور خطیب نے
کی ہی کہ سنا میں نے شداد بن حکیم سے سنا کہتے تھے نہیں دیکھا میں نے زیادہ [illegible] سے اور خطیب نے
یحیی بن معین سے روایت کی ہی کہا سنا میں نے یحیی بن سعید القطان کو کہتے تھے نہیں سنی میں نے قول
رای امام ابو حنیفہ سے اور بیشک اکثر اقوال اونکے اخذ کیے ہیں کہا یحیی بن معین نے کہ یحیی بن سعید فتوی
کوفیونکا لیا کرتے تھے اور لوگونمین امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور اونکی رای کا اتباع کیا کرتے
اور یحیی بن نضر سے خطیب نے روایت کی ہی کہ امام ابو حنیفہ اکثر قرآن شریف کو رمضان میں ساٹھ
پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو رواد سے کہ آدمی امام ابو حنیفہ کو برا کہنے والے دو قسم میں ایک
حسد کرنے والے اور دوسرے اونکے حال سے ناواقف اور میرے نزدیک ناواقف اونمیں اچھے ہیں اور محمد بن جعفر

حسن سے اونھون نے سلیمان سے روایت کی ہے کہا اونھون نے اس حدیث کی تفسیر مین کہ نہین قائم ہوگی قیامت
یہانتک کہ ظاہر ہوجاے علم وہ علم امام ابو حنیفہ کا ہے اور تفسیر آثار کی ہے اور بشر بن موسی سے روایت ہے کہا اونھون
نے ہمسے حدیث بیان کی ابو عبد الرحمن مقری نے بیان کی اور جب امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کرتے
تو کہتے ہمسے حدیث بیان کی شہنشاہ نے اور ابو غسان سے روایت ہے کہا سنا مینے اسرائیل سے کہتے تھے
نعمان اچھے شخص ہین اور [illegible] احکام کو خوب یاد رکھتے ہین اور خوب سمجھتے ہین اور اونکا خلفا اور
وزرا اور امرا نے اکرام کیا اور مسعر کہتے تھے جو شخص امام ابو حنیفہ کو درمیان اپنے اور درمیان خدا کے
رکھیگا مین امید کرتا ہون کہ پھر وہ کچھ خوف نکریگا اور اسمعیل بن عیاش سے روایت ہے کہا سنا مینے
اوزاعی اور عمری سے دونون کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مشکلات مسائل کو سب سے زیادہ جانتے ہین اور وفات
اونکی بغداد مین ہوئی اور مقبرہ خیزران مین مدفون ہوئے اور قبر اونکی اوس جگہ مشہور ہے زیارت کیجاتی ہے
اور حافظ جمال الدین مزی نے تہذیب مین کہا ہے کہ نماز اونپر چھہ بار پڑھی گئی اور دفن ہوتا عصر تک بسبب
ازدحام کثیر کے قدرت نہوئی انتہی ملخصًا اور امام جزری نے جامع الاصول کی دسوین جلد مین لکھا ہے
کہ امام ابو حنیفہ کی نزاہت پر دلالت کرتا ہے پھیلا دینا اللہ کا ذکر اونکے کو تمام جہان مین اور علم اونکے کو
روی زمین پر اور اخذ کرنیکو ساتھ مذہب اور فقہ اونکی کے اور سپرد طرف عمل و فعل اونکے کے اور یہ امر الہی اور رضا الہی
جسکی اللہ تعالی نے توفیق دی ہے تو خدا تعالی اہل اسلام کو اسپر جمع نکرتا اور اونکی تقلید پر اور عمل کرنے
پر ساتھ راے اور مذہب اونکے کے لوگونکو قریب نکرتا انتہی اور دراسات اللبیب مین ہے کہ مین کہتا ہون
زیادہ تر قوی دلیل اونکی جلالت شان کی یہ ہے کہ ہزارہا عارف سند اور ہند اور ماوراء النہر وغیرہ کے
واصل بخدا بوجہ عمل کرنے کے فقہ اونکی پر ہوگئے انتہی اور کشف المحجوب مین ہے کہ معاذ رازی نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مین آپکو کہان طلب کرون فرمایا نزدیک
فقہ ابو حنیفہ رح کے انتہی اور تعلیق ممجد مین جناب مولانا بحر العلوم ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب
دام بالافاضات نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے بیان مناقب جمیلہ سے عقل انسان کی عاجز ہے اور اونکے
مناقب مین ایک جماعت نے علماے مذاہب متفرقہ سے کتابین تصنیف کی ہین اور نہین طعن کیا ہے اونپر

مگر بڑے متعصب اور بڑے جاہل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوسپر اونکے مناقب کی
کتابین جو اوسکے علماء مذہب نے تصنیف کی ہین پیش کرینگے اور اوسکو وہ مناقب امام صاحب کے
جو اوسپر مخفی ہین دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ رح
تصنیف کی ہی اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہی اور ذہبی نے اونکو تذکرۃ
الحفاظ مین مدح کیا ہی اور اونکی مدح کی ہی اور ایک رسالہ اونکے مناقب مین لکھا ہی اور ابن خلکان نے اونکے
مناقب اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہین اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہین اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہی اور تعریف کی ہی اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسماء مین
اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہین اور اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اوسکے علماء نے جو مناقب
لکھے ہین اونسے اوسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اوسکے
مذہب والے علماء کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبد الہادی حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ فی
مناقب ابی حنیفہ لکھی ہی اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اوسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنادینگے
اور اگر عامی لا مذہب ہوگا تو وہ چوپایوں مین سے ہی بلکہ اونسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہی اوسکو ہم تعزیر کا مستحق
کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر درکار ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش
نہین اور سوا اسکے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہونگے اور منکرین کے دل آتش حسد سے
داغ داغ ہونگے ؎ اندکی با تو بگفتم و بدل ترسیدم ✽ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست ✽

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپسمین
متعارض ہین وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہی جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہی اور صحیح
بھی زیادہ ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر
امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ بہ نسبت اون حدیثونکے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہی صحیح بھی زیادہ
ہین اور احتیاط بھی اونھین پر عمل کرنے مین ہی سو جود ہین الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل
نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہی یہ محض معترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین

کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط کی گئی ہے اور جن مسائل مین صریح حدیث ہو جو ہو اونمین احتیاط
اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہے معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو آپکی طلب دانی
اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر ع تو خود نمی نشنوی بانگ دہل را رموز سر سلطان را چہ دانی
مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے سوا سو مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل
کر دیے ہین حالانکہ محققین حنفیہ اون اعتراضونکی پہلے ہی دھجیان اوڑا چکے ہین اب سنئے کہ
حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ
نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا مگر معترض صاحب کو تو حال اونکا معلوم ہو گیا ہوگا اونھونے
صحیح حدیث چھوڑ کر کیون ایسی حدیث پر عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہے اور پھر [illegible] پر ان جھوٹ
طعن پر بھی کمر باندھی اور اگر اب تک قیس کی اونکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب التہذیب
مین لکھا ہے قَيْسُ بْنُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ الْيَمَامِيُّ صَدُوقٌ مِنَ الثَّالِثَةِ وَهِمَ مَنْ
عَدَّهُ مِنَ الصَّحَابَةِ یعنی قیس بن طلق بڑے سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے
اونکو صحابہ سے شمار کیا ہے اوسنے وہم کیا ہے انتہی اور ترمذی مین لکھا ہے وَحَدِيثُ مُلَازِمِ بْنِ
عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے
زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہے انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی اونکو صدوق نہ کہتے
اور ترمذی اونکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہے حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کے
اوستاد ہین اور احادیث کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح
نہ دیتے اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہے وَحَدِيثُ بُسْرَةَ ضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ حَتَّى قَالَ
يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ ثَلَاثَةُ أَحَادِيثَ لَمْ تَصِحَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُ
مَسِّ الذَّكَرِ وَلَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ذَكَرَهُ أَبُو الْفَرَجِ وَمِثْلُهُ عَنْ أَحْمَدَ
ابْنِ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَيْهِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اوسکو ایک جماعت نے یہانتک کہ
یحیی بن معین نے کہا ہے کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث

۴ تقریب التہذیب چھاپہ فاروقی دہلی صفحہ ۲۰۸ [illegible] باب [illegible] الوضوء [illegible] کتاب الطہارۃ

مس ذکر کی اور نہین نکاح مگر ولی سے اور ہر مسکر حرام ہے ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسکی امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہے انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہے اسکو
مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتون کے اسکو صحیح کہا ہے اور قیس بن
طلق کی حدیث کو امام طحاوی نے کہا ہے هذا حديث مستقيم الاسناد غير مضطرب في اسناده ومتنه بخلاف حديث
البسرة لان فيهما اضطرابا یعنی یہ حدیث مضبوط اسناد کی ہے نہین اضطراب ہے اسناد اور متن اوسکے مین
برخلاف حدیث بسرہ کے کہ اوسکی اسناد اور متن مین اضطراب ہے انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہے کہا
اونھون نے حديث طلق عندنا اثبت من حديث بسرة بنت صفوان یعنی حدیث طلق
کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہے
اور بسرہ کی حدیث مین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بڑی گفتگو کی ہے چنانچہ خلاصہ اوسکا یہ لکھا ہے
وعلى كل تقدير حديث بسرة معلول وقال في الامام هو عند البخاري معلول
یعنی ہر صورت سے حدیث بسرہ کی معلول اور ضعیف ہے اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہے انتہی
اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے
روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو بسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی حدیثین اور صحابہ سے مروی ہین اون
سب مین ضعیف اور کذاب راوی بھرے ہوئے ہین چنانچہ تفصیل اونکی بنایہ سے لواحق نواقض وضو سے
ملاحظہ فرمالیجیے اور اسکے قائل ہین عمر رض اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر
اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمانی اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری
اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہے **قال** مسئلہ سوم امام اعظم نماز کے اندر وضو
کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہین بنا کرنیکے قائل ہین حالانکہ اس باب مین کہ حدیث صحیح
جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین وارد ہے علی بن طلق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے انتہی **اقول** یہ محض غلط ہے کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین

استیناف افضل لکھا ہی یاں تک اسباب نہین جانتے پس اگر احتیاط نکرتے تو افضل کیون کہتے اور مسک ختام
مین لکھا ہی ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہی نہین جانتا مین کوئی حدیث علی بن طلق کی سوا
اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی سے اور علت بیان کی ہی اس حدیث کی
ابن قطان نے باینطور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہی اسیطرح تلخیص مین لکھا ہی انتہی اور برہان شرح
مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ نامی صلوٰۃ کی حدیث ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہی اور ابن ابی شیبہ نے بھی
اور اسیطرح عمر رض اور علی رض اور ابوبکر صدیق رض اور ابن عمر رض اور ابن مسعود رض اور سلمان فارسی رض سے
موقوف روایت کی ہی اور علما او طاوس اور سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور
عطا اور مکحول اور سعید بن مسیب بھی اونکے اسمین تابع ہوئے ہین اور کفایت کر لی ہی اقتدا ان لوگون کی
اور استیناف اسواسطے افضل ہی تاکہ خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جاوے انتہی اور مسک ختام
مین ہی حاصل ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہی کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی قال امام احمد اور بیہقی نے کہا ہی کہ صواب مرسل ہی پس نزدیک اوس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہی جو کچھہ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقض ہی اور شوکانی نے کہا ہی اس
باب مین ایک جماعت صحابہ کی روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی حدیث
مین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق مذہب اپنے کے ضعف کہدیا ہی مگر حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور علما
کے نزدیک سوای بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ بارھوین مغالطہ کے مسلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہو چکا علاوہ اسکے اسقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین بہرحال اس
حدیث کو بھی ترجیح ہی جیسا کہ پہلی حدیث کو قوت تھی پس اسکو ضعیف کہدینا صریح مغالطہ ہی **قال**
مسلہ سوم امام اعظم کتے کے جوٹھے باسن کو تین بار دھونیکے قائل ہین الخ **اقول** یہ حدیث منسوخ
ہی چنانچہ بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے مسلہ پنجاہ و ہفتم کے جواب مین مفصل مذکور ہی **قال**
مسلہ چہارم امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانیسے وضو کرنیکے قائل نہین حالانکہ اس باب مین یہ دو حدیث صحیح
موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث ترک الوضوء مما مست النار کی حدیث سے منسوخ

امام نووی شرح مسلم مین کہتے ہین واجابوا عن حدیث الوضوء مما مست بجوابین
احدھما انہ منسوخ بحدیث جابر رضی اللہ عنہ قال کان اخر الامرین من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار وھو حدیث صحیح رواہ ابو داود
والنسائی وغیرھما من اھل السنن باسانیدھم الصحیحۃ والجواب الثانی ان المراد
بالوضوء غسل الفم والکفین ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی
الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انہ لا یجب الوضوء باکل ما مستہ
النار یعنی جواب دیے ہین اس حدیث الوضوء مما مست النار کے دو جواب ایک یہ کہ یہ حدیث
منسوخ ہی جابر کی حدیث سے کہا اونھون نے آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا
تھا اوس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہی اور یہ حدیث صحیح ہی روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی وغیرہ
اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ مراد وضو سے دھونا منہ اور ہاتھونکا ہی پھر یہ خلاف
جو ہمنے بیان کیا قرن اول مین تھا پھر علما نے بعد اسکے اس بات پر اجماع کر لیا کہ وضو آگ کی پکی ہوئی
شی کے کھانے سے واجب نہین ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب مین لکھا ہی کہ اختلاف کیا ہی
علما نے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین جاتا چنانچہ خلفاء
راشدین ابو بکر رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رض
اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام
ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب انکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے
جواب دیا ہی کہ آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے کہ جسکو
آگ نے مس کیا ہو انتہی پس ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی عمل ہی کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہین جاتا
اور صریح حدیث ناسخ اوسکی بھی موجود ہی پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہی ہان اگر کوئی احتیاطا
وضو کرلے تو امام صاحب اسکو کہین منع نہین کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہین اسکا ثبوت
تا قیامت تک بھی از قبیل محالات ہی ہان البتہ اعتراض لایعنی اور ایراد بیمعنی کرنا ان لوگون کی

قدیمی بات ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوا کرو تو اپنے عمل کا اثبات
بھی لازم سمجھو ورنہ اس بی استعدادی پر مناظرہ مکروہ ❊ نگفتی ندارد کسی با تو کار ❊ ولیکن چو گفتی دلیلش
بیار ❊ بلکہ خود جابر رضی جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخر الامرین کہنے مین غرض حنفیہ
کسی صورت سے اعتراض ممکن نہین ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی **قال** مسئلہ پنجم
امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کھانا پینا جائز ہی الخ **اقول** بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے
جواب مسئلہ بائیسوین مین مفصل ہو چکی جو دوبارہ حاجت مکرر بیان کرنے کی نہین ہی ❊ سخن گرچہ دلبند و
شیرین بود ❊ سزاوار تصدیق و تحسین بود ❊ چو یکبار گفتی مگو باز پس ❊ کہ حلوا چو یکبار خوردند بس ❊
قال مسئلہ ششم امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حال آنکہ یہ بات خانہ کعبہ کی
تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ نماز پڑھی جاوے
سات جگہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی اِلّا اَنّہ یُکرَہُ لِمَا فِیہِ
مِن تَرکِ التَّعظِیمِ وَقَد وَرَدَ النَّھیُ عَنہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یعنی مگر مکروہ ہی
بسبب اسکے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اوس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
انتہی اسیطرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث نہی کو باب
کراہیت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع مین نماز مکروہ ہی البتہ
اگر حنفیہ بلا کراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسیطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام
مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ
ترمذی نے لکھا ہی حَدِیثُ ابنِ عُمَرَ اِسنَادُہُ لَیسَ بِذَاکَ القَوِیِّ وَقَد تُکُلِّمَ فِی زَیدِ بنِ جُبَیرَۃَ
مِن قِبَلِ حِفظِہٖ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہین اور تحقیق زید بن جبیرہ مین کلام کیا گیا ہی
باعتبار حافظہ اونکے کے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پہنچانی چاہیے تھی اور پھر
یہ لکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلا کراہت اونکے نزدیک جائز ہی

یا نہیں معترض صاحب نے سبکو بالای طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دخل
در معقولات نے تو طیار اور عقل و فہم یہ کچھ ضعیف حدیث کو بھی صحیح گردانکر اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہیں یہ سب کج فہمی اور نا انصافی آپکی لامذہبی کی بدولت حاصل ہوئی ہے ؂ ہر خس و خار کہ را
نمود دی از + آخر ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث
چلنے والونکو دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابونکے مسائل کو برا جانتے ہین بلکہ بعضونکو
انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطہ کو معترض صاحب نے حنفیہ کیطرف کیون نسبت کیا خود
مردود مسائل لکھدیے ہوتے مگر وہ کیا کرین عادت پڑی کب چھٹتی ہے ؂ خوی بد در طبیعتی کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست + **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے
نزدیک یہ ہے جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہے الخ **اقول** یہ دونون مسئلہ محض بے اصل ہین ہرگز قابل
اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب امیر بھوپال جنکے قول کو معترض صاحب کالوحی من السماء سمجھتے ہین
اپنی کتاب کشف الالتباس مین لکھتے ہین یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام غیر و غلام کا شرع مین
محض بے اصل ہے اسلیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اونکے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہے اور مخالف
قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور وجوہ طعن ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے ؂ مثل الذباب
یتبع مواضع العلل + کوئی کام سواے عیب چینی کے انکو نہین ؂ ذرهم فی طغیانهم یعمهون اھ
قال مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ احیاء العلوم مین
لکھا ہے الخ **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعضی موضوع حدیثین
بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہے علاوہ اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نہین
لکھی اور حنفیہ کیطرف سے یہ جواب ہے کہ اونکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہے الخ **اقول**
جواب اسکا مسئلہ بیست و دوم کے جواب مین موجود ہے **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ
فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہے الی آخرہ

تنقیح مسائل بیست و دوم

اقول قاضیخان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہی اسپر حنفیہ کا عمل نہین چنانچہ قاضیخان مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہی اِذَا صَبَّ الطَّبَّاخُ فِی الْقِدْرِ مَکَانَ الْخَلِّ خَمْرًا غَلِیْظًا فَالْخَلُّ لَا یَطْهُرُ اَبَدًا وَمَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّهٗ یُغْلیٰ ثَلٰثًا لَا یُؤْخَذُ بِهٖ کَذَا الْحِنْطَةُ اِذَا طُبِخَتْ فِی الْخَمْرِ لَا یَطْهُرُ اَبَدًا یعنی جسوقت پکانیوالا ہانڈی مین سرکہ کی جگہ شراب غلیظ ڈالدے پس سرکہ کبھی پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اوسکو تین بار جوش دیا جاے سو وہ قابل اعتبار نہین اسیطرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہی تو محض بیجا ہی اسلیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہی تو وہ تنزیہی نہی ہی چنانچہ مسئلہ بست و دوم کے جواب مین گذر چکا اور اسی مسئلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہی اوسکے پاک ہونے مین کچھ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہین **قال** مسئلہ ششم و ہفتم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الخ **اقول** اسکا جواب بھی مسئلہ بست و دوم کے جواب مین مذکور ہی اور **جواب** مسئلہ ہشتم کا تا مسئلہ دوازدہم یہ ہی اگر انکے بعض پر حنفیہ کا عمل نہین تو معترض صاحب کو مشکل پڑیگی اسلیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل میں معترض صاحب ثابت نہین کر سکتے اسیوجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہی **قولہ** مسئلہ سیزدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور امام صاحب کیطرف سے مسئلہ سوم کے جواب مین گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہی وہان سکی خوب تفصیل موجود ہی ملاحظہ فرمائیے **قولہ** مسئلہ چہاردہم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ چہارم کے جواب میں مفصل مذکور ہی **قولہ** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہی تو اونکا عمل اسپر نہین بلکہ صاحبین کے قول پر فتوی ہی اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہی تو جواب اسکا مسئلہ ششم کے جواب مین گذر چکا **قولہ** مسئلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ پنجم مغالطہ بارھوین کے جواب مین قرار واقعی مذکور ہی **قولہ** مسئلہ ہفدہم الخ **اقول** جواب اسکا مسئلہ دوازدہم کے جواب مین خوب

مفصل موجود ہے **قولہ** مسئلہ ہیجدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اسپر مطلق عمل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون
مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنیٰ کردیا ہے اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہے کہ کسی حدیث کے
یہ مسئلہ مخالف نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کو تو اس مسئلہ مین کچھ بھی چون وچرا کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ حدیث
مین جو الفاظ ہین اوس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسیکا چمڑا ہو دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور کہین حدیث مین
کسی چمڑے کی تخصیص بھی نہین پائی جاتی ہے مسلم مین ہے عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا دبغ الاھاب فقد طھر یعنی ابن عباس رض سے
روایت ہے کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو
تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہے اور ترمذی مین ہے ایما اھاب دبغ فقد طھر یعنی جو چمڑا دباغت دیا جائیگا
تو تحقیق وہ پاک ہو جائیگا انتھی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے پس حنفیہ تو امام ابو یوسف کو اس
حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن مین او لحم خنزیر فانہ رجس آیا ہے اس سے تخصیص کر لیجاتی
کیونکہ ضمیر غائب کا مرجع خنزیر ہے لحم نہین اور امام ابو یوسف مرجع اسکا لحم لیتے ہین اور حدیث مین عمومیت تو موجود
ہے اور کسی حدیث مین تخصیص نہین پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بیجا ہے ظاہریہ کو مشکل
پڑیگی کیونکہ وہ کلیہ اونکا کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہین سمجھتے تھے جو آپ نے ہر کھال مین
دباغت سے حکم طہارت کا دیا یہان نکلے گا بیشک یہ ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کیطرف ضمیر پھیرینگے
اور آیت سے حدیث کی تخصیص کرینگے گو قاعدہ کلی اونکا باقی نرہے مگر امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے
ہین اسکا جواب معترض صاحب کونسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان مین منہ ڈال کر دیکھین کہ اس
سو فہمی پر یہ دعوا ہے حدیث دانی کس برتے تتا پانی ~~ عاشق ہوئے ہین یار سے ہم کس امید پر جز آہ نارسا
کوئی سامان ہی نہین ﴿ **قولہ** مسئلہ نوزدہم تا مسئلہ بست ودوم الخ **اقول** یہ مسئلہ کسی حدیث کے
مخالف نہین پس اعتراض بیجا ہے **قولہ** مسئلہ بست وسوم الخ **اقول** بحث اسکی مسئلہ سوم اور ششم کے
جواب مین مذکور ہے **قولہ** مسئلہ بست وچہارم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین **قولہ**
مسئلہ بست وپنجم وششم الخ **اقول** حد بوجہ شبہہ کے ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ مسئلہ ششم اور سوم کے

جواب مین تفصیل اسکی موجود ہی **قولہ** مسئلہ بست و ہفتم الخ **اقول** اسمین تو اشد کراہیت موجود ہی
اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا **قولہ** مسئلہ بست و ہشتم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث
کے مخالف نہین **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک
یہ ہی جو کہ رد المحتار شرح در المختار مین لکھا ہی الخ **اقول** حالت اضطرار مین جب خوف جان ہوتا ہو
تو حرام تو درکنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسیطرح جو دوا حرام ہو اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور کوئی
ابقای جان کے واسطے دوا میسر نہو تو اوس وقت اوسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت فقط
فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ فیہ کو شفاء پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول سے
مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث عرنیین اور حدیث بَوْلُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ کو
حدیث اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ سے جسکو حاکم نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر علمای
نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین انکو تو اعتراض ہم پر کسی صورت سے نہین پہونچ سکتا خود معترض صاحب نے
مسئلہ پنجاہ و ششم مین حدیث عرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلا ضرورت
بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات کے اعتراض اور
دوسرونپر اعتراض **س** لامذہبون مین شرم کا کچھ بھی اثر نہین ہی اعتراض اورونپر اپنی خبر نہین
چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہی عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ یعنی برا ابن عازب سے روایت ہی کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب اوس چیز کا کہ کھایا جاوے گوشت اوسکا انتہی اور جابر رضہ کی روایت
مین ہی مَا اُكِلَ لَحْمُهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ یعنی جس شی کا گوشت کھایا جاوے پس نہین کچھ مضایقہ اوسکے
پیشاب مین انتہی اسیوجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ و بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک
یہ حدیث اوسی حدیث مذکور سے منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بی اصل ہو گیا
نہ کوئی حدیث لکھتے ہین نہ کوئی آیت فقط اپنی زبانکو رد و قدح مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی

بالاولیں حقول کے لا کمہ ٹمن ٹمن کرو اور آپ اپنے منہ سیان مٹھو تو ہم ایک نمانینگے بلکہ تمکو مہمل گو جانینگے **ف**
یا وہ گو یونگی نہ بات کا ٹہرے کو ئی یقین ✦ کیونکہ یہ جہوٹ گہڑتے ہیں سکی تسکین ہین غل سکے سب اوپر مذکور سب علم و عمل تعلم
لغو بیکار محض فضول ہیں اسکے ہمگین ✦ **قولہ** مسئلہ ہی امام **اقول** رد المحتار میں لکھا ہی ذکرہ الفخر الرازی
فِی تفسیرِ سُورَۃِ المُؤمِنِینَ یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورہ مومنین میں لکھا ہی انتہی
اس عبارت کے بعد لکھا ہی قُلتُ ومفادہٗ انّھا افضلُ مِنَ الاِقتِدَاءِ یعنی میں کہتا ہوں کہ مفاد اسکا
یہ ہی کہ امامت اقتدا سے افضل ہی انتہی **حاصل کلام یہ ہی** کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہیں معلوم
ہوتا تھا یا کسی غیر مقلد ظاہریہ کا قول ہو کہ اسکے نقل کرنے سے کچھ حنفیہ پر اسکا قائل ہونا لازم نہیں آتا حنفیہ کے
نزدیک امام کی قرارت کافی ہی اور قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کی ہی اور شافعیہ
کے نزدیک مقتدی کو قرارت واجب ہی **ولکلٍ وجھۃ** علاوہ اسکے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کرلے تو
کوئی مضایقہ بھی نہیں معترض صاحب نے مطلق مسائل نقل کر لیے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہیں پس ہمکو
زیادہ تحقیق کرنی ضرور نہیں فقط اتنا کہدینا کافی ہی کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہیں **فَمَنِ ادَّعیٰ
فَعَلَیہِ البَیَانُ** اور پھر معترض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہیں محض غلط ہی جنکے مسائل
تمام عمر میں بکمال جانفشانی او تلاش و استعانت غیر مقلدین جیسے کچھ او نہوں نے لکھے ہیں سبکی اوسکے
علم و فہم کی سب قلعی کھل گئی یار لوگونکی اب تو صاحب تصنیف بن بیٹھے اور دو چار حدیثیں پڑھکر عامل بالحدیث
بنگئے اور اجتہاد سارا فساد کا دم بھرنے لگے **ف** گدا چون یافت روزی خویش را داند سلیمانی ✦ برای
مور سنگ ریزہ تخت و ان باشد ✦ **قال** ایک مخالط الامام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالونکو یہ دہوکہ دیتے ہیں
کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول و جامع ہی ہزار ہا علما اوسپر بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہیں اور اوسکی
روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہیں اور آجتک اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہیں کیا ہی
لیکن حدیث پر چلنیوالے اسکو نہیں مانتے ہیں اور اوسکی اکثر حدیثونکو ضعیف او بعضکو مردود او خلاف سنت
بتلاتے ہیں سو جواب یہ ہی کہ علماء محققین میں سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہیں سمجھتا اور نہ اوسکے سب
مسائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہی البتہ متعصب حنفیہ اوسکو مقبول ہی کہتے ہیں اور اوسکے تمام مسائل پر

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہین الخ **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض ہو نچا کہ ان حدیثون کی نسبت علامہ عینی نے
یون لکھے کہ یہ معنی کسی حدیث کے ثابت نہین ہوئے اونھون نے تو فقط لفظون کی نفی کی ہی کہ یہ حدیث ان لفظون سے
نہین پائی گئی اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہین ہو فقط اعتراض اسقدر ہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید نکی سو اسکے حنفیہ خود
قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی وہ لوگ تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اوسپر عمل
کرتے ہین خواہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قوله** حدیث اول الخ **اقول**
عینی نے لکھا ہی هذا الحديث بهذا اللفظ لم يخرجه احد وانما اخرجه ابو داود وغيره
بلفظه لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین پایا لیکن
بلکہ ابو داود وغیرہ نے جو روایت کی ہی اونکے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جو اللہ کا نام نہ لے
انتہی اب ہم پوچھتے ہین کہ دونون کے معنون مین کیا فرق ہی بلکہ معنی تو ایک ہین البتہ الفاظ کا فرق ہی پھر اسکے کہنا
کہ تمام محدثین تو روایت بالمعنی جائز رکھین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجب انصاف ہی ملا علی قاری
شرح مسند امام کے خطبہ مین لکھتے ہین وحاصله انه لم يجوز الرواية بالمعنى ولو كان مرادفا
للمبنى خلافا فان الجمهور من المحدثين فانهم جوزوا الرواية بالمعنى لاسيما عند نسيان المبنى
یعنی حاصل یہ ہی کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو بخلاف جمہور محدثین کے
پس تحقیق اونھون نے جائز رکھا ہی روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بھول جانے اصل کے انتہی پس جبکہ محدثین کے
نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی جائز ہی خاصکر اوس وقت مین کہ جب اصل حدیث یاد نہو تو روایت بالمعنی مین
کوئی محدث بھی انکار نہین کرتا پھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابون مین
روایت بالمعنی موجود ہی ورنہ ایک قصہ مین راویون کے الفاظ مختلف نہوتے حالانکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیثین
دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہین پس ایسی ہٹدھرمی معترض صاحب کو نچاہیے کہ اپنے عیبون کو چھپاوین اور
اورون پر الزام لگاوین **س** یہ اوکاذب کچھ فہم ذرا دھیان کی بات ہے جو مسلمان ہین کہتے ہین ایمان کی بات
ہٹدھرم ایسا تو دنیا مین نہوگا کوئی لاکھ سمجھاو پہ سنتا نہین تو کان کی بات **قوله** حدیث دوم الی آخره

اقول یعنی میں ہی وما وجدت هذا الحديث بهذا اللفظ والذي ورد هو ما رواه الدارقطني
في سننه عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خللوا اصابعكم
لا يخللها الله بالنار يوم القيامة واخرجه الطبراني من حديث وائل بن حجر
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يخلل اصابعه بالماء خللها الله بالنار
يوم القيامة وفي الباب عن لقيط بن صبرة وابن عباس والربيع بنت معوذ و
عثمان وعبد الله بن مسعود یعنی نہیں پایا ہم نے یہ حدیث ان الفاظ سے اور وہ جو وارد ہوئی
ہی وہ ہی کہ جسکو دارقطنی نے سنن اپنی میں ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خلال کرو انگلیوں اپنی کا نہیں خلال کریگا انکو اللہ ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور روایت کیا
اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نہ خلال کریگا
انگلیوں اپنی کا ساتھ پانی کے تو خلال کریگا اللہ تعالی انکا ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور اس
باب میں حدیثیں لقیط بن صبرہ اور ابن عباس اور ربیع بنت معوذ اور عثمان اور عبد اللہ بن مسعود رض سے
بھی مروی ہیں انتہی اسیطرح ان دونوں میں گو الفاظ کا کچھ فرق ہی مگر مطلب دونوں کا ایک ہی معترض صاحب
نے دھوکا دینے کو عینی کی پوری عبارت نقل نہیں کی واہ کیا دیانت و امانت ہی آخر فریب اور
دھوکے کی بات کھل گئی ع گرش نہفتہ کنی درمیان صد جلسہ ✤ خرد ز دور نشان می دہد کہ کافورست ✤

قولہ حدیث سوم الخ **اقول** یعنی میں ہی هذا الحديث بهذا اللفظ لم يخرجه احد
ولكن الائمة الستة اخرجوا قريبا منه في كتبهم من حديث مسروق عن عائشة
رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب التيامن في كل شيء حتى
في طهوره وتنعله وترجله وشانه كله رواه البخاري ومسلم والنسائي وابن ماجه
في الطهارة وابو داود في اللباس والترمذي في الصلوة والفاظهم متقاربة واخرجه
ابن حبان ولفظه كان يحب التيامن في كل شيء في وضوئه حتى في الترجل و
الانتعال یعنی اس حدیث کو ان الفاظ سے کسی نے روایت نہیں کیا ہی لیکن چھیوں اماموں نے اپنی

کتابوں مین قریب اسکے روایت کی ہی حدیث مسروق سے روایت ہی عائشہ رض سے کہا اونھون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی مین یہانتک کہ وضو اپنے مین
اور جوتیان پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور کل حال اپنے مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی
اور ابن ماجہ نے طہارت مین آور ابوداؤد نے لباس مین اور ترمذی نے صلوۃ مین اور الفاظ اونکے او قریب ہین
مین آور ابن حبان نے جو روایت کی ہی اوسکے لفظ یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے
تیامن کو ہر بات مین وضو اپنے مین یہانتک کہ کنگھی کرنے مین اور جوتیان پہننے مین انتہی اس حدیث مین
بھی غور کر لیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ مین فرق ہی مگر معنی اور مطلب سبکا ایک ہی ۵ انکھین جدا جدا ہین مگر نور ایک ہی

قولہ حدیث چہارم الخ **اقول** یعنی مین ہی ھٰذَا الْحَدِیْثُ غَرِیْبٌ لَا ذِکْرَ لَہٗ فِی کُتُبِ الْحَدِیْثِ
وَاسْتَدَلَّ الشَّافِعِیُّ وَمَنْ تَبِعَہٗ فِیْمَا ذَھَبَ اِلَیْہِ بِاَحَادِیْثَ مِنْھَا مَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اَنَّہٗ قَاءَ فَغَسَلَ فَمَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اَلَا تَتَوَضَّأُ وُضُوْءَکَ لِلصَّلٰوۃِ فَقَالَ ھٰکَذَا الْوُضُوْءُ مِنَ
الْقَیِّ یعنی یہ حدیث غریب ہی نہین ذکر اوسکا کتب حدیث مین اور امام شافعی اور اونکے مقلدون نے احادیث کئی حدیثون سے
استدلال کیا ہی بعضی اونکی وہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپنے قی کی پس دھویا منہ اپنے
پس کہا گیا آپ سے کہ وضو نماز کا سا آپ کیون نہین کرتے فرمایا قے سے ایسا ہی وضو ہوتا ہی انتہی آپ غور فرمایئے
کہ صاحب ہدایہ نے اگر کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپنے قی کی اور وضو نہین کیا تو کیا
کیا خلاف ہوگیا بیشک اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے وضو نہین کیا تھا بلکہ فقط منہ دھولیا تھا
جس بات مین امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کر دیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب مین
وقت ہوتی تو مناسب نہ تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو جیسی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہی اسیطرح مختصر حدیث بیان
کرنی بھی جائز ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین قال اَلصَّحِیْحُ الَّذِیْ ذَھَبَ اِلَیْہِ الْجَمَاھِیْرُ وَالْمُحَقِّقُوْنَ
مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ وَالْفِقْہِ وَالْاُصُوْلِ التَّفْصِیْلُ وَجَوَازُ ذٰلِکَ مِنَ الْعَارِفِ اِذَا کَانَ
مَا تَرَکَہٗ غَیْرَ مُتَعَلِّقٍ بِمَا رَوَاہُ بِحَیْثُ لَا یَخْتَلُّ الْبَیَانُ وَلَا یَخْتَلِفُ الدَّلَالَۃُ بِتَرْکِہٖ
یعنی اور صحیح مذہب جسپر جمہور اور محققین اصحاب حدیث اور فقہ اور اصول ہین اسمین تفصیل ہی اور پہچاننے والے سے

جائز ہو جبکہ وہ شخص جسکو اوسنے ترک کردیا ہے غیر متعلق اوس سے ہو جسکو اوسنے روایت کیا ہی باینطور کہ بیان مخل نہو جاوے اور دلالت اوسکے چھوڑدینے سے مختلف نہو انتہی **قولہ** حدیث پنجم **اقول** کہا علامہ عینی نے هذا الحديث بهذا اللفظ غريب وانما رواه ابو داود والترمذي من حديث ابن عباس رضي الله عنهما ولفظه ان الوضوء لا يجب الا على من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله ورواه احمد في مسنده والطبراني في معجمه وابن ابي شيبة في مصنفه والدارقطني في سننه ورواه البيهقي في سننه ولفظه لا يجب الوضوء على من نام جالسا او قائما او ساجدا حتى يضع جنبه فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی بلکہ ابوداؤد اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے جو روایت کی ہی اوسکے الفاظ یہ ہین کہ وضو نہین واجب ہوتا مگر اوس شخص پر جو سوئے لیٹ کر اسلیے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاوینگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی مین اور طبرانی نے معجم اپنی مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور دارقطنی نے سنن اپنی مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ وضو واجب نہین اوس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوئے یا سجدہ مین سو جاوے یہانتک کہ رکھے پہلو اپنا کہ جب لیٹ جاتا ہی تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاتے ہین انتہی پس اسمین بھی صاحب ہدایہ بعینہ حدیث کے ادا کرنے مین کچھ فرق نہین الفاظ کی بندی سے فہم مطلب کہ سو دور ہو جاتا ہی بدون مطالعہ کتب فقہای مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب سمجھنا بہت مشکل ہے ورنہ تا لکھ سو زون ہزار کی صورت + بے فقہ نہین اعتبار کی صورت +

قولہ حدیث ششم **اقول** کہا علامہ عینی نے لم يذكر احد من الشراح اصل هذا الحديث وانما قال الاترازي وتبعه الاكمل بدليل ما روي عن ابن عباس وجابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال انهما فرضان في الجنابة ونفلان في الوضوء ولفظ الاكمل سنتان في الوضوء وقال السروجي واما قول صاحب الهداية بدليل قوله عليه السلام انهما فرضان في الجنابة وسنتان في الوضوء فلا نعرفه قلت روى الدارقطني ثم البيهقي في سننهما ما يقارب ذلك من حديث بركة

ابن محمد بن الحلبي عن يوسف بن اسباط عن سفيان عن خالد بن الحذاء عن
ابن سيرين عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المضمضة
والاستنشاق للجنب ثلثا فريضة ورواه الحاكم في المستدرك ولفظه قال
جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم المضمضة والاستنشاق للجنب ثلثا فريضة
وقال البيهقي رواه الثقات عن سفيان الثوري عن خالد بن الحذاء عن ابن سيرين
مرسلا وقال الشيخ تقي الدين بن الامام وقد روى هذا الحديث موصولا من
غير حديث بركة یعنی نہین ذکر کی کسی نے شارح ہدایہ سے اصل اس حدیث کی ہان اترازی اور اکمل نے
کہا ہے بدلیل اوسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہے اور وضو مین نفل ہے اور لفظ اکمل کی وضو مین
دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن قول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام کے کہ استنشاق اور
مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہتا ہو عینی کہ دارقطنی اور بیہقی نے
اپنی سنن مین اسکے قریب قریب روایت کی ہے حدیث برکہ بن محمد حلبی سے اونھون نے یوسف بن اسباط سے
اونھون نے سفیان سے اونھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے اونھون نے ابی ہریرہ سے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جنب کے واسطے ثلث فرض ہین
اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہا گردانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنب کے دو تہائی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا اسکو ثقات نے
سفیان ثوری سے انھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ روایت کی گئی
یہ حدیث متصل سوای حدیث برکہ کے انتہی اب معترض صاحب سے اللہ اور رسول کو غور کرنا چاہیے کہ فقط
لا تقربوا الصلوة ذکر کردیا وانتم سکارى چھوڑ گئے جیسے شہد حدیث مین خلط ملط کرتے ہین اور
حق بات چھپا لیتے ہین ایسے ہی دوسرے تیرا تہام دھرتے ہین فقط سروجی کا قول نقل کردیا اور علامہ عینی کی
تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہو سکتا ہے

بعضونکی تلاش قاصر ہوتی ہی تو اونکو پتا نہیں لگتا دوسرے اوسپر گاہ کرتے ہین مگر معترض صاحب بھی صبغۃ
امانت اور دیانت بین بھرتی کرنیکے قابل ہین ایسی جگہہ معترض صاحب باوجودیکہ حدیثا و قرآن مین کتمان
حق پر بڑی وعید وارد ہو سب بالای طاق رکھدیتے ہین امام صاحب اور حنفیہ کی برائی کو جہانتک جھوٹ
سچ ملا کے بیان کرنا ممکن ہو دریغ نہین کرتے اور شروع جواب اس مغالطہ مین خود لکھتے ہین کہ عوام لوگ بھی
واقف ہوجاوین اور حنفیہ کے اس دھوکے مین نہ آوین اور خود اس ٹٹی کی آڑ مین کیا کچھ گل کھلاتے ہین
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ایسی فریب و دغا کی باتون پر خدا کی مار اور رسول کی پھٹکار معترض صاحب کے
ہتھکھنڈونکو یار لوگ خوب جانتے ہین اور اونکی بناوٹی باتونکو خوب پہچانتے ہین ہ کی بناوٹ بہت
سی باتون مین ۔ پر کہین چھپتی ہی بنائی بات ۔ **قوله** حدیث ہفتم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے
لَمْ يَثْبُتْ هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ اِلَّا اَنَّ اِبْنَ مَاجَةَ رَوَاهُ مِنْ حَدِيثِ اَبِي اُمَامَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَ
لَوْنِهٖ یعنی نہین ثابت ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے مگر ابن ماجہ نے اسکو حدیث ابوامامہ سے روایت کیا ہی کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی شی مگر وہ چیز جو اوسکی بو اور مزے
اور رنگ پر غالب آجاوے انتہی پس صاحب ہدایہ نے اپنی طرف سے اس حدیث کو نہین لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے
الفاظ سے بیان کی ہی کہ جس سے معنی مین بالکل تغیر نہین ہوا البتہ لفظ متغیر لایا ہی **قوله** حدیث ہشتم الی آخرہ
اقول کہا علامہ عینی نے لَمْ يُذْكَرْ هٰذَا فِي كُتُبِ الْاَحَادِيثِ الْمَشْهُورَةِ غَيْرَ اَنَّ السِّغْنَاقِيَّ ذَكَرَ فِي
شَرْحِهٖ رَوَاهُ اَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ السَّمَرْقَنْدِيُّ بِاِسْنَادِهٖ وَلٰكِنْ فِيهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اِلٰى آخِرِهٖ وَتَبِعَهُ الْاَكْمَلُ فِي ذٰلِكَ حَيْثُ نَقَلَهٗ فِي شَرْحِهٖ هٰكَذَا وَقَالَ
صَاحِبُ الدِّرَايَةِ كَذَا اَمَرَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذٰلِكَ فِي رِوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
یعنی نہین مذکور ہی یہ حدیث کتابون مشہور حدیث کی مین مگر سغناقی نے اسکو اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ
ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہی لیکن اوسمین انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اسمین اونکا اتباع کیا ہی اسلیے کہ اونکو اپنی شرح مین

اسیطرح نقل کیا ہی اور کہا صاحب ہدایہ نے اسی طرح حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسکے روایت
انس مین انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس سے اوس
حدیث کا پتا لگتا تھا چھوڑ گئے مصنف نے تو بھلا کسی شبہہ سے موقوف ہی بیان کی تھی حال آنکہ مرفوع روایت
موجود ہی **قولہ** حدیث نہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے قلت حدیث المغیرۃ بن شعبۃ لم یرو
علی هذا الوجه وانما رواه ابن ابی شیبة فی مصنفه حدثنا الحسین عن ابی عامر الخزاز
عن الحسن عن المغیرة بن شعبة قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم بال
ثم جاء توضأ ومسح علی خفیه ووضع یده الیمنی علی خفه الایمن ویده الیسری علی خفه
الایسر ثم مسح اعلاهما مسحة واحدة حتی کانی انظر الی اصابع رسول الله صلی الله
علیه وسلم علی الخفین یعنی مین کہتا ہون کہ حدیث مغیرہ اسطرح نہین روایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ نے
مصنف اپنی مین اسکو مغیرہ بن شعبہ سے یون روایت کی ہی کہا اونھون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو پیشاب کیا پھر آکر وضو کیا اور دونون موزونپر مسح کیا اور داہنے ہاتھ کو داہنے موزہ پر رکھا
اور بائین کو بائین موزہ پر پھر مسح کیا اوپر خفین کے ایکبار گویا کہ مین دیکھ رہا ہون طرف انگلیون رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر موزونکے انتہی پس جو مطلب اس حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کا فقط مسح کے
بیان مین تھا اوسکو صاحب ہدایہ نے ویسے ہی بیان کیا ہی اور اس محل مسح مین چونکہ اور حدیث کی ضرورت
نہ تھی اوسکو چھوڑ دیا اسکو محدثین اور فقہا سب جائز رکھتے ہین چنانچہ حدیث چہارم کے جواب مین شارح مسلم کی
عبارت مینے نقل کردی ہی **قولہ** حدیث دہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے هذا له اصل فی الحدیث
الصحیح ولکن ما روی بهذا اللفظ وروی الائمة الستة فی کتبهم واللفظ لمسلم من
حدیث هشام بن عروة عن امرأته بنت المنذر بن الزبیر عن جدته اسماء بنت
ابی بکر رضی الله تعالی عنهم قالت جاءت امرأة الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت
احدانا یصیب ثوبها من دم الحیضة کیف تصنع به قال تحته ثم تقرصه ثم
تنضحه ثم تصلی فیه وفی روایة لابی داود حتیه ثم اقرصیه بالماء ثم انضحیه وفی

روایۃ لہ وان رأت دما فلتقرصہ بشیء من الماء ولتنضح ما لم تر وتصلی فیہ ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ ورواہ الامام ابو محمد عبد اللہ بن علی بن الجارود فی کتاب المنتقی وفی روایۃ حتیہ واقرصیہ بالماء واغسلیہ وصلی فیہ ورشیہ بالماء
یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیث مین ہی لیکن اس لفظ سے روایت نہین کی گئی اور روایت کیا ہے ایک دستہ نے اپنی کتاب مین اور الفاظ مسلم کے یہ ہین حدیث ہے اسماء بنت ابو بکر رض سے کہا اونہون نے آئی ایک عورت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کیا کہ ہم مین سے کسیکے کپڑے پر خون حیض کا لگجاتا ہے کیا کرے فرمایا اوسکو کھرچ ڈالے پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس سے نماز پڑھلے اور ایک روایت ابو داؤد مین ہے کھرچ تو اوسکو پھر پانی سے مل اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت مین ابو داؤد کی ہے اگر خون پہنچے سو چاہیے کہ کچھ پانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھوئے اوسکو جبتک اثر اوسکا معلوم نہو اور نماز پڑھلے اوس سے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے کتاب منتقی مین اور اونکی روایت مین ہے چھیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو پانی سے اور دھو تو اوسکو اور نماز پڑھ اوس مین اور اوسپر پانی چھڑک دیکھئے پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے وہی مضمون بعینہ ادا کیا ہی مگر حضرت صاحب فقط ایک ہی شذر کی اکتفا کرکے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث یا رہیم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے ہذا الحدیث بہذا اللفظ غریب وقال ابن الجوزی فی التحقیق والحنفیۃ یحتجون علی نجاسۃ المنی بحدیث روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لعائشۃ اغسلیہ ان کان رطبا وافرکیہ ان کان یابسا قال وہذا حدیث لا یعرف وانما روی نحوہ من حدیث عائشۃ قلت عدم المعرفۃ منہ او من غیرہ لا یستلزم نفی معرفۃ غیرہ مع ان اصل الحدیث فی الصحاح وقد روی مسلم والاربعۃ من حدیث عائشۃ قالت کنت اغسل الجنابۃ من ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوۃ وان بقع الماء فی ثوبہ وقالت ایضا کنت افرک المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلی فیہ اخرجہ مسلم وابو داود وروی الدارقطنی والبیہقی عن

عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْسِلُ الْمَنِیَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ
رَطْبًا وَاَفْرُکُہٗ اِذَا کَانَ یَابِسًا یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی اور کہا ابن جوزی نے کہ حنفیہ حجت پکڑتے
ہین منی کے ناپاک ہونے پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رضہ سے مروی ہی مین کہتا ہون کہ ابن جوزی کو غیر کا
پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حال آنکہ اصل اس حدیث کی صحاح مین موجود ہی اور مسلم اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حدیث عائشہ رضہ سے روایت کی ہی کہ مین ناپاکی ثوب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لیجاتے اور تری کپڑے مین ہوتی اور بھی کہا
اونھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اوس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداؤد نے اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے عائشہ رضہ سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے دھوتی تھی جب وہ تر ہوتی اور ملڈالتی اوسکو اگر وہ خشک ہوتی انتہی اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر
اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جانے مگر ظاہر یہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصًا اوسوقت مین جب یہ فعل حضرت عائشہ رضہ کا مکرر ہوا باوجود التفات کرنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاکی کپڑے اپنے کے اور تفحص کرنے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس سے
یہ قول عائشہ رضہ کا ہی کہ مین دھوتی تھی اوسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسطے تشریف
لیجاتے اور اثر پانی کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہی کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہی
طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اوسوقت سبب اسکا ظاہر ہوتا ہوگا اور اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک ہوتا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلاضرورت منع فرمادیتے اسلیے کہ اوسوقت پانی کا
اسراف ہی کیونکہ اسراف بلاحاجت پانی کے صرف کو کہتے ہین اور حضرت عائشہ رضہ کو بھی بلاضرورت دھونے کی
تکلیف دینی ہی علاوہ اسکے مسلم مین عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے
پھر نماز کو تشریف لیجاتے اوسی کپڑے سے اور مین اثر دھونیکا اوس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو معنی حقیقی پر محمول
کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اوسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہی یا مجاز پر محمول ہو یعنی

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس وہ آپکے علم پر متفرع ہے انتہی **قولہ** حدیث وازہم آنہ

اقول کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہین بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رض سے

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا ہے فرمایا اونھون نے پاکی زمین کی خشک ہونا اوسکا ہے اور محمد

ابن الحنفیہ اور ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہا اونھون نے جب خشک ہو جاوے زمین پس وہ پاک ہو جاتی ہے اور

عبد الرزاق نے مصنف اپنی مین روایت کی ہے کہ ابو قلابہ رض نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اوسکی ہے اور

اسرار مین ہے کہ یہ حدیث عائشہ رض پر موقوف ہے اور محمد بن حنفیہ مدینہ کے فقہای تابعین سے ہین اور اونسے روایت

کی گئی ہے کہ کہا اونھون نے حسن رض اور حسین رض مجھسے بہتر ہین اور مین اپنے والد کی حدیث اون دونون سے زیادہ

جانتا ہون اور یہ اسوجہ سے کہ جب صحابہ نے اونکو سب مین سے فتوی دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ اقتضیٰ

اونکے ہو گئے جیسے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور آپنے اوسپر سکوت کیا پس جب

اونسے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اوسکا ہے اور سوا اونکے کسی سے خلاف اسکے مراد نہین ہوا

تو اسپر سبکا اجماع ہو گیا خصوصاً اوس وقت کہ اونکی موافقت ابو جعفر محمد بن علی رض اور ابو قلابہ رض اور عائشہ رض

نے بھی کی ہے اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارے اس مسئلہ مین استدلال لائے ہین اوس حدیث سے جسکو ابوداود

اور احمد بن صالح نے عبد اللہ بن عمر رض سے روایت کیا ہے فرمایا اونھون نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین

مسجد مین سویا کرتے تھے اور مین نوجوان مجرد تھا پس کتے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے مسجد مین پر

صحابہ اوسپر پانی نہین ڈالتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی مین بھی روایت کیا ہے انتہی

اور ابوداود نے اس حدیث کو باب طہور الارض اذا یبست مین لکھا ہے یعنی اس باب مین وہ حدیث مذکور ہے

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے پس جب اس حدیث کی اسقدر سند پہونچ گئی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین تقریر ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہو گیا لہذا صاحب ہدایہ کا یہ

جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منقول ہے حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر سکوت فرمانا اور صحابہ کا

اجماع ہے قول آپکا ثابت نہین گو یہ تقریر حکم مین قول ہی کے ہے اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض نہین ہو سکتا

اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ اونکو کہین سے یہ قول ثابت ہو گیا ہو اور شراح کی نظر سے نہ گذرا ہو یا قول اور تقریر دونکے

نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہوں علاوہ اسکے جس مسئلہ مین اونھون نے یہ بحث بیان کی ہے
وہ مسئلہ بلا ریب اتنی حدیثوں سے ثابت ہو گیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہے اگر کوئی محدثین کی اصطلاح
کے خلاف کرے تو کچھ چندان عیب نہین خصوصًا ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث
مین وہ بڑا متبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالبًا فقط اپنی یاد پر اعتماد کر کے اوس حدیث کو نقل کر دیتے تھے اسیواسطے
بعض الفاظ مین فرق ہو گیا ہے سو اسکا کچھ مضایقہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین
قوله حدیث سیزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے وَقَدْ مَرَّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَخْرَجَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ
الصَّحَابَةِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثٍ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ هٰذَا اللَّفْظُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ فَعِبَارَةُ حَدِيْثِ
ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوَقْتِ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَّا بَيْنَ هٰذَيْنِ
وَقْتٌ كُلُّهٗ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَيْنَ
هٰذَيْنِ وَقْتُ صَلٰوةٍ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ يَدُوْنَ لَفْظِ
كُلِّهٖ مِمَّا فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ یعنی تحقیق بیان ہو چکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے اور کسی
حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہے کہ وقت نماز کا درمیان ان دونوں کے
ہے اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہے کہ ان دونون وقتونکے درمیان مین کل وقت ہے اور عبارت حدیث
ابو مسعود انصاری کی یہ ہے کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہے اور عبارت
حدیث ابو ہریرہ رض یہ ہے کہ درمیان ان دونون وقتونکے وقت ہے بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض کی
مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط الفاظ کا فرق ہے معنی مین کچھ فرق نہین ایسا فرق خود حدیث
ہی مین موجود ہے اسکو محل اعتراض ٹھیرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہے کہ راویون نے الفاظ کو کیون بدلا آخر
جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانو نکا کام ہے
البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کرتے تو اعتراض بجا تھا **قوله** حدیث چہاردہم
اقول کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ لَمْ يُرْوَ هٰكَذَا وَاِنَّمَا رَوٰى
اَبُوْ دَاوٗدَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ

الحدیث وفیہ یصلی العشاء حین اسود الافق ورواہ ابن حبان فی صحیحہ یعنی یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہے اسطور سے روایت نہیں کی گئی بلکہ ابو داود نے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجھکو خبر دی الخ اور اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشا کی جسوقت کنارہ آسمان کا سیاہ ہوجاتا اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح اپنی مین انتہی **قولہ** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے کہ یہ حدیث اصحاب سے وارد نہیں ہوئی اور یہ غریب ہے اور مبسوط مین ہے کہ ابو ہریرہ رض سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشا کا وقت طلوع فجر ثانی کے ہے اور تعجب اکثر شراح سے ہے کہ وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہین اور اوسکی روایت کو ابو ہریرہ رض کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ اسناد صحیح نہین ہے اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اس مقام پر عمدہ کلام بیان کیا ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ کہا اونھون نے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر وقت عشا کا طلوع ہونے فجر تک ہے اور یہ اسلیے کہ ابن عباس رض اور ابو موسی اشعری اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابو ہریرہ رض اور انس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی آدھی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو یہانتک موخر کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کو یہانتک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام روایتین صحیح حدیثونکی ہین کہا امام طحاوی نے پس ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشا ہے لیکن ہین تین وقت پس وقت شروع عشا سے تہائی رات تک افضل وقت ہے اور بعد اسکے نصف شب تک اس سے فضیلت مین کم ہے اور بعد نصف رات کے اوس سے بھی کم ہے انتہی

اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب کے مغالطہ کی یہان سب قلعی کھل گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ سے ثابت ہوگئے بلکہ بہت حدیثین جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تائید مین لکھی ہین اونکو ہمنے بوجہ اختصار نقل نہین کیا ہے اور فقط صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلا دیا ہے تاکہ عوام ظاہر بین دھوکے اور فریب مین نہ آجاوین ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر مین موجود ہین ایسی حدیثونکا نام جنمین فرق الفاظ ہو

معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتین تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کر دیتے
قولہ اور حدیثون صحیحہ کے باطل کرنیمین حیلہ سازیان کرتے رہے ہین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا
سراسر جھوٹ اور بہتان صریح ہی بلکہ اونھون نے یہانتک دیانتداری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
الفاظ سے یہ حدیث نہین آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب کے
دونونکی تحقیق مخالف ہی معترض صاحب اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہین اور معترض صاحب نے
عبارت شرح سفر السعادت کی ناتمام لکھدی اوسکے بعد شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین و لیکن شرح
شیخ ابن ہمام جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء تلافی آن نمودہ و بہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح علامہ
ابن ہمام نے اللہ اونکو جزای خیر دے تلافی اوسکی کردی ہی اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہی انتہی اور تحصیل التعرف
مین لکھتے ہین وَالشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ رَحِمَهُ اللهُ قَوّٰى مَذْهَبَ الْحَنَفِيِّ وَتَمَسَّكَ فِيهِ
بِالْأَحَادِيْثِ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ الشَّافِعِيَّ مِنْ اَهْلِ الرَّأْيِ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ مِنْ
اَصْحَابِ الظَّوَاهِرِ یعنی اور شیخ ابن ہمام نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا اوسمین ساتھ
احادیث کے یہانتک کہ قریب ہوگیا کہ یون کہا جاوے کہ امام شافعی اہل رای سے ہین اور امام ابو حنیفہ
اصحاب ظواہر سے ہین انتہی اور کلام اشرف سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ بعض حدیث اونکو نہین ملی
پھر اسکا کچھ تعجب نہین ابن جوزی کیسے محقق کہلاتے ہین اونکو بہت حدیثین نہین ملین اور فقط اٹکل ہی سے
اونکو موضوع بتلا دیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہی اور اون احادیث کو ثابت
کر دیا ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی اون احادیث کا پتا نہ لگا ہو اسمین حسن ظن بزرگان
دین کیطرف اچھا ہی آخر اور احادیث صحیحہ سے تو محققین نے اون مسائل کو ثابت کر دیا ہی ہمکو مسائل کے
ثبوت سے غرض ہی یون تو بدگمانی ہر ایک مسئلہ کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوء ظنی کی دلدل مین پھنسکر
نکلنا مشکل ہوگا ؎ ہر کہ شد بستہ این دام بلا ٭ کی رساند بسحر شام بلا ٭ مخور این می کہ خمارش درد ست ٭
حذر ای بادہ کش جام بلا ٭ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ مکہ
معظمہ مین چارون اماموں کے چار مصلے جو کہ اسوقت تک موجود ہین انکو حدیث پر چلنے والے لوگ بدعت

کہتے ہین سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ مکہ معظمہ مین چارون مصلے چارون اماموں کے علیحدہ علیحدہ
سنہ آٹھ سو سات ہجری مین ملک الناصر فرج بن برقوق کے بنائے ہین لیکن انکے بنانے اور مقرر کرنیکے لیے
نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول اکرم **اقول** چارون مصلونکو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی
سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون اماموں کا بالاتفاق حق ہی پھر اونکے مصلے
کیونکر بدعت ہوسکتے ہین ہان افراط و تفریط اچھی نہین جس مصلے پر نماز ہو رہی ہو اور شریک ہو جاوے
انتظار اپنے امام کا نکرے چنانچہ راقم الحروف نے سب مصلونپر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب او سمین احتیاط
کرتے ہین کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے ہو یا کم ہو وضو کیا یا چوتھے لگائے
یا حنبلی نے فقط پگڑی پر مسح کیا تو حنفیہ کے نزدیک ایسی صورتونمین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض وہم
اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہریہ کے پیچھے بھی بحکم صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ کے برابر نماز پڑھلیتے ہین
البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالیٰ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
فرماتا ہی تو بجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا
کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین سوجھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی اسی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام
خصوصًا حضرات ظاہریہ کو ایمہ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرنا ضروری ہی حدیث کی تہ کو تو خوب پونہچے ہی
تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپ نے اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا
ہی کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور دلیل اسپر یہی آیت مذکورہ ہی جیسے
معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہمنے مصلے کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے
ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین پس
جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت سے آدمی ہونگے تو ایک دو اکیلے دو اکیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے پھر دوسرے
کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جسنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی
وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلے کو جو نمازین صحابہ نے پڑھی ہین معترض
صاحب نے اپنے اجتہاد سے سب کا ہم برہم کردین پس اگر جناب اس آیت کے معنی یہین کہ امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام ابراہیم ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف ہو جاوینگے نعوذ باللہ اجتہاد ایسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہین سوجھے تھے وہ ہمنے بتلا دیے کبھی نہ کبھی حضرات ظاہریہ نے اجتہاد کیا تھا اور سکوت ہمت مضحکہ مین اوڑا دیا بہرحال عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست بیضاوی مین ہے وهو امر استحباب روی انه علیه الصلوة والسلام اخذ بید عمر فقال هذا مقام ابراهيم فقال عمر افلا نتخذه مصلی فقال لم اومر بذلك فلم تغب الشمس حتى نزلت وقيل المراد به الامر بركعتى الطواف لما روى جابر انه عليه الصلوة والسلام لما فرغ من طوافه عمد الى مقام ابراهيم فصلى خلفه ركعتين وقرأ واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى يعنی یہ امر استحبابی ہے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کا ہاتھ پکڑ کے پس فرمایا یہ مقام ابراہیم ہے کہا عمر رض نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہہ نکرلین فرمایا مجکو حکم نہین کیا گیا پس آفتاب غروب نہین ہوا تھا کہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے حکم دو رکعتوں طواف کا ہے بسبب اسکے جو جابر رض نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوے تو قصد کیا طرف مقام ابراہیم کے پس دو رکعتین پیچھے اوسکے پڑھین اور آیت واتخذوا پڑھی انتہی پس اس آیت کی شان نزول سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہے واجب نہین اور امام کے مصلے سے معنی جو معترض صاحب نے لیئے ہم ابتک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگونکو اپنے اجتہاد سے بی اعتقاد کر دیا اور اپنے تئین بھی کہلوایا اے معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بی سوچے اٹکل پچو تکے نہ لگائیے **س**

مزن بی تامل بگفتار دم ۔ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم ۔ بنطق آدمی بہترست از دواب ۔ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے آسان آسان مسئلونپر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان مسئلونکو چھوڑکر مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہین

اقول معترض صاحب نے کیسے کیسے مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بھلا ایسے

کہ اونکو تقلید کی فہمائش کرین جناب من آپ آسان مسائل پر تو عمل کیجیے مگر خدارا اپنے اجتہاد بیجا کو دخل نہ دیجیے جو مسائل ایمہ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہین اونکو اخذ کیجیے اور اپنی رای سے حاشیہ کے مطالب کو زیب و زینت نہ بخشیے کبھی تہجد بھی پڑھلیا کیجیے اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے جسم کو تکلیف ہو اور پیر آماس کر جائین پس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈھیے ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہونے لگیگی پھر تو خاصے غیر مکلف ہو جاوٗگے اتنا یاد رکھو کہ مقلد مکلّف رہتے ہین اور غیر مقلد غیر مکلّف ہو جاتے ہین اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کہ آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے ہمنے بحکم اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کے اتنی بات کہدی ہی ماننے نہ ماننے آیندہ تمکو اختیار ہے **س** من انچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم * تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال **قال**
اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہین اور کسی مذہب کے بھی نہین اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَّیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو یا کہا بجاے امتی کے امت محمد اوپر گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہی جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حاشیہ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون حق اور ہدایت پر وہی لوگ ہوتے ہین اور جس طرف تھوڑے ہون وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثونکے یہی معنی لیے جاوین تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا ب گمراہ ٹھہرتے ہین کیونکہ معرکہ کربلا مین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اونکے اہل بیت اور خادمونکے تھے اور عمر بن سعد کے ساتھ جو امام حسین کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا سوا اہل پیادہ ہا بیشمار

آدمی تھے غرضکہ مطلب ان حدیثوں کا یہ ہی کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدث ہین وہی گروہ ہی بڑا پس اگر امام اعظم ایک طرف ہون مثلاً اور نخعی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل ایک طرف پس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہی الخ **اقول** حنفیہ اس قول کو مقابلہ ظاہر کے کہتے ہین کہ یہ لوگ چارون ماننے والے گروہ علیحدہ ہین اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بنائی ہی یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہین شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہین کہتے ان چار مذہب کے حق ہونے مین کچھ کلام نہین جو انمین سے کسیکے قول کا اعتبار نکریگا تو بحکم حدیث شریف اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار کے اوسپر شذوذ صادق آجائیگا اگرچہ ظاہر ہے جب یہان کوئی مفر نہین دیکھا تو حدیث اپنی طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ اونکے مذہب کے سراسر خلاف ہی کہ احادیث اور قرآن مین تاویل کیجاے مگر یہان بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کرین مذہب چھوٹتا ہی اپنا طریقہ خاص جو اختیار کیا ہی آخر اوسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر اونکی اس تاویلات سے کیا ہوتا ہی احادیث کے الفاظ بیشک اونپر صادق آتے ہین البتہ اونکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذ کے معنی یہ ہین کہ جو بالکل علیحدہ ہوجاے اور یہ بات ظاہر ہے ہم پر صادق نہین آتی اسلیے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل مین ائمہ اربعہ کے بالکل برخلاف ہین مگر اونکے اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہین یہ ہمنے ظاہر ہے پر ترحم کرکے تاویل کردی ہی ورنہ اونکے خیالات تو اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہین اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہی اسلیے کہ تواریخ معتبر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معرکہ ناگہانی ہوگیا صحابہ کو مطلق خبر نہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر لڑائی کی خبر نہ تھی یون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہی ورنہ انکی طرف تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اوس طرف آنیوالے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اوس طرف والے گو بخوف جان شریک جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور کارہ تھے آخر حضرت حر اپنی جمعیت سے اس طرف شریک ہی ہو گئے تھے معترض صاحب کو اصل قصہ تو معلوم نہین فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہین اور امام صاحب کا ایک دو مسئلون مین مخالف ہونا مضر نہین اس قسم کی مخالفت ہر مجتہد مین موجود ہی امام شافعی درود کو نماز مین فرض کہتے ہین حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہی امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہین حالانکہ

غیر مقلد بطریق منصفانہ نہیں

جمہور کے خلاف ہی اور لیث بعد نماز فجر اعتکاف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات ہی کو اوسمین
داخل ہونے کو مسنون کہتے ہین اور عطا بن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری اور اکثر محدثین کے
اساتذہ مین ہین اور سب محدثین اونکو مانتے ہین اونکے نزدیک اگر عید دن جمعہ کے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اوسپر واجب نہین ہی غرض عصر تک اونکے نزدیک کوئی نماز نہین اور
داود ظاہری کے نزدیک ماء راکد مین پیشاب کرنا موافق حدیث لایبولن احدکم کے جائز نہین مگر پاخانہ
اوسمین پھرنا جائز جانتے ہین حالانکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسیطرح اگر کوئی برتن مین
پیشاب کرے اور ٹھیرے ہوئے پانی مین ڈالدے تو وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
بہکر پانی مین چلا جاے یہ صورت بھی اونکے نزدیک جائز ہی حالانکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور اونکی
دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز
ہونگی اور قیاس کو مطلقاً حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ از روی قیاس کے اسی حدیث سے
استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجہ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
یہ ہی کہ اوسمین کسیطرح سے پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہریہ اس صحیح حدیث کے ظاہر الفاظ کو چھوڑکر قلتین کی
حدیث ضعیف پر کاہے کو عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اس مسئلہ مین کل کے مخالف ہی پھر کیا
بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ائمہ مجتہدین نعوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہو سکتے
ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا ہان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے
منہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور مقلدین اونکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگ بیشک
سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھہ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
تقلید چلا آیا ہی اور ہزارہا عارف اور قطب اور ابدال ہر مذہب کے مقلدین ہین خصوصاً حنفی مذہب
اسی فقہ کی بدولت ہوگئے اور علمای محققین گو بعض مسائل مین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہی
مگر تقلید پہلونکے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ نے تو وہ نئے
رنگ دکھائے جنکی سواد اعظم مین کہین بوباس بھی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہین ہر بڑے

محققین اور عارفین اگر تقلید بری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نکرتے حال آنکہ اونپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی باینہمہ ایک
ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رای کو چنداں دخل نہ دیا پھر کجا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر
نہیں کہ دین کیا چیز ہے مطلق انپڑھ ان حضرات ظاہریہ کی بدولت ایمہ کے نسبت جو انہوں نے کیا کیا زبانیں
کھولی ہیں اور کیسے دلیر ہو گئے اور یوں سمجھتے ہیں کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بائنہ
بعد غدر میں پوری پوری ادا ہوئی کوئی یہ مضمون نہیں سمجھا تھا خدا تعالیٰ نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل
الانبیا کو بھیجا تھا اسیطرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث میں افضل ہیں سب ایمہ مجتہدین کو بعض بعض
حدیثیں میسر نہ آئیں اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ اور تابعین کا سب کا خانہ پورا
پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثیں جمع ہو گئیں خالص حدیث پر حسب رضای الٰہی کے
عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو کل احادیث
پر جیسا کہ انکو میسر آیا ہے انکے خیال خام میں میسر نہوا اور سب میں قصور رہا مگر بوجہ بے علمی کے سب سے خطائیں
معاف کردیجائینگی اور حضرات ظاہریہ کو طبقہ اعلیٰ عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہیں
خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگوں نے سمجھا اور انہیں کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو
حدیثیں نہیں ملیں اور اسیطرح ایمہ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونہچے تو اونکے اجتہادات مخالف
احادیث کے پڑے بس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہیں جو باوجود عامی ہونیکے برابر احادیث سے مسائل اخذ کر لیتے
ہیں اور کسیکی تقلید ضروری نہیں سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایمہ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق میں حدیث کے
مخالف پاتے ہیں پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابھی جبرئیل علیہ السلام انکو وحی
پونہچا کر رخصت ہوئے ہیں خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش میں ہیں اور شیطان نے انکے کان میں کیا پھونک دیا ہے
اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہے بغیر اسکے کہ جب ایمہ اربعہ کو دو چار باتیں لعن طعن کی نہ سنا دیں
عامل بالحدیث نہیں کہلاتے غرض جو سب میں زیادہ طعان اور لعان ہے وہ بڑا اچھا مسلمان ہے خدا تعالیٰ
ایسے احمقوں کے خیالی پلاؤ سے بچائے اور انکے پھندے میں عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ
اس مسلک ضلالت پر اپنے تئیں پیرو ہدایت کیونکر جانتے ہیں حال آنکہ ھ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

گئین کہ تو میگوئی بتر گستاخانست ۵ اور ایسے سلف اور خلف کی شان مین وہ گستاخیان کرتے ہین کہ جنکا
حد و پایان نہین پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی اور رسول خدا ان لوگونسے خوش نہین ہین نہ انکے اطوار کی تو ضرور
اصلاح ہو جاتی انکا دلی اعتقاد ہے کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ اونکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت نکرتے
اور اونکو برا نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہوگی پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث
شریف خَیرُ القُرُونِ قَرنِی ثُمَّ یَلُونَهُم الخ و موافق آیہ اَلسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰئِکَ المُقَرَّبُونَ
کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کیواسطے ہے اور اونہین کی تقلید مین راہ حق ہے ان تعصب کی باتونسے
تو علم دین ہزار برس کوس دور ہے کیونکہ انکی کسی بات کا اعتقاد نہین پہلے تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگون مین
صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابون اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگونکا خیالی اور خود رائی مذہب ہے جو کہ
وہ مذہب ہے اور ٹھیک ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلدین ایمہ ہین اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالف حدیث
اور پابند ہوا و ہوس ہین انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہے جھوٹی
باتونسے ان لوگونکو کچھ باک نہین دین کی کتابون مین اسقدر حق کو چھپایا ہے کہ جسکا کچھ حد و پایان نہین
فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر مین تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا و
رسول کی محبت کا دم بھرتے ہین اور حقیقت مین خلوص دل سے اوسپر عمل نہین کرتے ہین ؎
قدم باید اندر طریقت نہ دم ۔ کہ بی اصل باشد دمی بی قدم ۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے
حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ بموجب حدیث اَلمَاءُ طَهُورٌ لَا یُنَجِّسُهُ شَیءٌ یعنی پانی پاک ہے
نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملا دیوے تو حدیث پر چلنے والے
اوسکو ناپاک نہین سمجھتے اور اوس سے وضو کرنا اور اوسکو پینا جائز جانتے ہین سو جواب اسکا دو طرح پر ہے
اول یہ کہ یہ صراصر بہتان ہے حدیث پر چلنے والونکا یہ عقیدہ ہرگز نہین ہے بلکہ اونکا عقیدہ تو یہ ہے کہ پانی اگر
قلتین کی مقدار یعنی سوا چھ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اور
اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول مین سوا چھ من ہو تو جبتک کہ نجاست کے پڑنے سے اوسکا رنگ متغیر ہو جاوے
یا مزا نہ بگڑ جاوے یا بو نہ آنے لگے تب تک پاک ہے اور دلیل اسکی یہ حدیث ہے الخ **اقول** مصنف

ابن ابی شیبہ مین ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَنْجِیًّا وَقَعَ فِیْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَنْزَلَ اِلَیْہِ رَجُلًا ثُمَّ قَالَ اَنْزِحُوْا مَا
فِیْہَا مِنَ الْمَاءِ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک زنگی چاہ زمزم مین گر پڑا پس مر گیا پس اوتارا
طرف اوسکے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دار قطنی اور بیہقی اور طحاوی
نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہے کو
اگر مقدار قلتین نجس نہین ہوتا تو دونون صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اوس زمانہ
مین اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کی کسی نے پیش نہین کی پس سبکا اجماع
ہو گیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہے چنانچہ شرح مشکوۃ مین لکھا ہے قَالَ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ وَھُوَ
اِمَامُ اَئِمَّۃِ الْحَدِیْثِ وَشَیْخُ الْبُخَارِیِّ اِنَّہٗ مُخَالِفٌ لِاِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ فَاِنَّ الزَّنْجِیَّ وَقَعَ
فِیْ بِئْرِ زَمْزَمَ فَاَمَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَیْرِ بِنَزْحِ الْمَاءِ کُلِّہٖ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَلَمْ یُنْکِرْ
مِنْہُمْ اَحَدٌ فَیَکُوْنُ حَدِیْثُ الْقُلَّتَیْنِ مُخَالِفًا لِلْاِجْمَاعِ یعنی کہا ابن مدینی نے جو امام حدیث
اور بخاری کے استاذ ہین کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کے ہے اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم مین
گر پڑا تھا تو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری مین دیا تھا اور کسی نے
اوسکا انکار نہین کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
زنگی کی ابن عباس رض سے معلوم نہین ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی مین آگئی ہوگی یا بوجہ
احتیاط نظافت کے کل پانی نکلوایا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہوگئی حال آنکہ
اہل مکہ اوس سے خبردار نہوئے دونو نکے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر مین لکھتے ہین کہ یہ قول
بالکل مدفوع ہے کہ اونکا نکالنا دین خدا مین دلیل ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا اور ظاہر سوق عبارت
اور لفظ راوی سے کہ زنگی مر گیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے یہ حکم تھا نہ اور کسی
نجاست سے علاوہ اسکے اونکے نزدیک تو نجاست کی وجہ سے کنوئین کا پانی نکالنا نہین چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان مین قریب ڈیڑھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر دینا جسنے

اہل قوم کو معلوم کیا او ثابت کیا غیر کے نجاننے سے بہتر ہوگا اور نووی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر
پہونچی اور اہل بلاد اوس سے جاہل رہے نہایت مستبعد ہی بعد ظاہر ہو جانے طرق حدیث کے اور معارض ہی
اوس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد سے کہا تھا کہ تم اخبار صحیحہ ہم سے زیادہ جانتے ہو جب کوئی خبر صحیح ہو تو
مجھکو بتلا دینا تاکہ مین کسی کوفی یا بصری یا شامی سے جاکر تحقیق کرلون پس امام شافعی نے کیون
نہین کہا کہ اون لوگونکو کیسے یہ خبر پہونچ سکتی ہی کہ اہل حرمین اوس سے ناواقف ہون اور وجہ اسکی
یہ ہی کہ صحابہ اور شہرونمین خصوصاً عراق مین چلے گئے تھے کہا علامہ عجلی نے تاریخ اپنی مین کہ کوفہ مین
ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قرقیسیا مین چھ سو صحابہ جا بسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے جو قول
نقل کیا ہی کہ مرسل حدیث ہمارے یہان حجت ہی اسے حنفیہ پر حصر نہین سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہی کہ
مرسل حدیث حجت ہوتی ہی چنانچہ شرح مسلم مین ہی فَذَهَبَ مَالِكٌ وَاَبُو حَنِيفَةَ وَاَحْمَدُ وَاَكْثَرُ
الْفُقَهَاءِ اِلَى جَوَازِ الْاِحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا
اس طرف گئے ہین کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہی انتہی اور حدیث قلتین کو بعض نے اگر باعتبار
بعض اسناد کے صحیح کہدیا تو اس سے مطلقاً صحت کہان لازم آئی ضعف کی بہت وجوہ ہین متن کے
اسناد کے اضطراب سے بھی ضعف آجاتا ہی علی ہذا القیاس راویونکے مطعون ہونے اور اعضال اور تحریف
اور تدلیس اور شذوذ اور تصحیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہوجاتا ہی فقط
اسناد کے جید ہونے سے کیا کام چلتا ہی جبتک یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہون باقی رہا عمل کرلینا ضعیف
حدیثون پر سو اکثر محدثین عمل کرتے آئے ہین اونکے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہی دیکھو
ترمذی مین لکھا ہی کہ رد نکاح ابو العاص بن ربیع کی حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت ہی اوسکو محدثین ضعیف
کہتے ہین اور ابن عباس سے جو روایت ہی اوسکو اجود اسناد کہا ہی اور پھر یہ بھی لکھدیا ہی کہ عمل عمرو بن شعیب
کی حدیث پر ہی تو بس عجب تماشے کی بات ہی کہ خود تو جس حدیث پر چاہین عمل کرلین اور صحیح حدیث کو چھوڑ دین
اور دوسرونپر اعتراض ہوسکے چنانچہ لا درست ترمذی کہ بعض [illegible] دارد محمد بن اسحق وغیرہ کی حدیث
مقبول نہین جانتے مگر جب اونکے موافق مذہب کے روایت آتی ہی اوسکو قبول کرلیتے ہین اور دوسرے کی

جب کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین بوجہ مخالفت مذہب اپنے کے تو اوسمین ضعیف بتلا دیتے ہین
اپنے آپ کتابین اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھدیا اوس سے سند پیش کر دیتے
ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہی گویا تمام دار و مدار دین کا صحت و ضعف روایت پر
قرار دیا ہی اور ایمہ کی تنقیح اور تلاش سب بر طاق رکھدی وہ جس حدیث سے اخذ کرین اوسکو اپنی اصطلاح سے
باطل کر لیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لوحی من السماء ہی کوئی حق و باطل کا بتانے والا
نہین خصوصًا جہان کہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لامذہب دیکھا تو وہان دوڑے اونکا مذہب اختیار کیا
وہان مین ملان بلانے لگے اور اونکے ساتھ آپ بھی ایمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے جو جفا کرتے
ہو کہتے ہین بجا کرتے ہو کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ
تقلید صاحب معیار کے ضعیف حدیث پر عمل کر لین اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین
تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جاوین حال آنکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر و قاضی اسمعیل اور
ابوبکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری و عبد الحق و ابو داود اور امام غزالی و امام رویانی نے ضعیف کہا ہی
اور بنایہ مین لکھا ہی قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي حَدِيثِ الْقُلَّتَيْنِ لِاَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمْ يُحَدِّدْ مِقْدَارَ الْقُلَّتَيْنِ یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ حجت اونکی حدیث قلتین مین نہین ہو سکتی
اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی سند مین بیان کی انتہی [illegible]
اضطراب اور متن مین الگ کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور کوئی چالیس غرب بتاتا ہی
پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین پھر بھی اسکو حجت
ٹھیرانا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کر لینا فقط خانہ ساز باتین ہین اور مقلدین کو بہکانے کی
کہانیان ہین وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے منقول ہی
اوسکی اسناد منقطع ہی اور راوی اوسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین اَخْبَرَنِيْ مُسْلِمُ
ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِاِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِيْ یعنی مجھکو مسلم بن خالد نے ابن جریج سے
خبر دی ایسی اسناد سے جو مجھکو یاد نہین انتہی اسکا جواب علامہ عینی لکھتے ہین کہ اونکے اصحاب نے کہا کہ

یہ حدیث نہ اونکو یاد ہوئی اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ تقی الدین کتاب الامام مین لکھتے ہین کہ اسمین علت یہ ہے کہ جو
اسناد اونکو یاد ہی اوسکے رجال مجہول ہین پس وہ منقطع ہوئی پس اوس سے حجت قائم نہین ہو سکتی اور دوسرے یہ قول اونکا
جو حدیث مین قال الی الحجر کہا ہی اوس سے وہم ہوتا ہی کہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حالانکہ بخاری نے روایت کیا ہی اوسکو
مختصر کا ہی اور مین کہتا ہون کہ شیخ اونکے مسلم بن خالد کو ایک جماعت نے کہ اونمین سے بیہقی بھی ہین ضعیف کہا
انتہی اب غور کیجیے کہ جس حدیث مین اتنی علتین پائی جائین اوسکو حجت گرداننا کسیطرح ممکن نہین خصوصاً
حضرات ظاہریہ سے بہت بعید ہی ہان اگر تقلید کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہی ظاہر ہے کیسا ہی تقلید کا انکار کرین
مگر بغیر تقلید ہم دیکھتے ہین کہ کوئی بات نہین کہسکتے پس یہان تو اونھون نے صحیح حدیث جو پانی مین پیشاب
کرنے کی ممانعت ہی اور ہاتھ ڈالنے سے نہی فرمائی ہی اوسکو تو ضعیف حدیث سے خاص کیا حالانکہ
ہر پانی ٹھیرے ہوئے مین پیشاب کرنا اور ہاتھ ڈالنا منع ہی جبتک کہ اوسکو پانی جاری کا حکم حاصل نہو پس
یہان تو صریح حدیثین بخاری اور مسلم کی سو جو بہ تھین اور خود امام بخاری نے اور ابوداود کے استاد ابن مدینی
جو علل حدیث کی امامت تام رکھتے ہین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین پھر بھی حضرات ظاہریہ نے فقط
بوجہ اصرار صاحب معیار کے ایسی تقلید جامد کو کام فرمایا ہی کہ صحیحین کی حدیثونکو بھی بالائے طاق رکھدیا اور
دہ دردہ جو مصنف صاحب نے بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اوس سے اونھون نے رجوع کر لیا چنانچہ
فتح القدیر مین لکھا ہی قَالَ الْحَاکِمُ وَقَالَ اَبُو عِصْمَۃَ کَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ یُوَقِّتُ فِیْ ذٰلِکَ
عَشَرَۃً فِیْ عَشَرَۃٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَقَالَ لَا اُوَقِّتُ شَیْئًا یعنی کہا حاکم نے
کہ ابو عصمہ نے کہ امام محمد اسمین دہ دردہ کی مقدار معین کرتے تھے پھر اونھون نے امام ابو حنیفہ کے قول کی
طرف رجوع کیا اور کہا مین کچھ کوئی مقدار معین نہین کرتا انتہی پس امام صاحب تو اسیوجہ سے مقدار معین نہین کرتے
اور رائے مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین کیونکہ شرع مین کوئی مقدار معین نہین آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب
صحیح اور قوی ہی چنانچہ ابن ہمام اور شمس الائمہ وغیرہ نے تصریح کر دی ہی اور کرخی اور صاحب عنایہ و درایہ
وغیرہم کا یہی مسلک مختار ہی پس حنفیہ سے دہ دردہ کی حدیث طلب کی غایت درجہ کی حماقت اور جہالت
ہی البتہ اگر حنفیہ بھی اس امر کا اشتہار دین کہ جو شخص خاص کر ظاہریہ مین کی حدیث کے سوائے اسناد اور

وجوہ سے صحت ثابت کرے یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ
انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک انکو زیبا ہی اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے
تو بھی ممکن نہین کہ حضرات ظاہر قلتین کی حدیث کی صحت بجمیع الوجوہ ثابت کردین اور وہ بیچارے کس شمار
مین ہین کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علماء جمع ہوجائین تو بھی صحت ثابت نہین
کرسکتے اور حدیث الماء طھور لا ینجسہ شیء کو اگر خاص بیر بضاعہ مین لیا جاے تو ظاہر ہی کہ
وہ پانی باغون مین جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جاے
تو یہ حدیث اوس صحیحین کی حدیث جسمین پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈلے کی نہی وارد ہی منسوخ ہوجاویگی
غرض حنفیہ پر اسمین کوئی اعتراض نہین البتہ اعتراض اوپر ہی جو خلاف حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے غلط معنی
سمجھ کر لیتے ہین اور اوسکو حدیث ٹہراتے ہین پھر مزید بران مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود
ہوجاتے ہین یا اللہ مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ میرا ہرگز عقیدہ نہین کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف
کیا اور نہ مین کسیکو سلف اور خلف مین سے برا جانتا ہون حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ سے سب بزرگ
انکے برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہین ہوسکتے بلکہ یہ خود آپ برے بن گئے دشنام اگر دیہی بھی دیگا تو رات انکا
بگڑیگا کیا مرا تری ہوگی زبان خراب **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو ضعیف
کہتے ہین انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب عمل کے لائق ہین چنانچہ
عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہی وفیما یروی عنہ انہ کان یقول ضعیف
الحدیث احب الی من آراء الرجال **اقول** سبحان اللہ واہ مولف صاحب کی عبارت فہمی
اور سخن فہمی کا حال اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہوگیا سچ ہی اگر چہ تا زمانہ حصول علمی مرتبت
تو بس ساری کتابین ایک جاہل کو ہوکے پہچاتا اس سے ابوحنیفہ کی عبارت سے استدلال اسکے ساتھ عمل کرنے حنفیہ کے
حدیث ضعیف پر مطلقا ہرگز ثابت نہین ہوسکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظواہریہ اور گروہ وہابیہ کے
قول کا رد نکلتا ہی کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہونے اپنے کے تعصبا از راہ طعن امام صاحب اور مقلدین
عاملین بالرای اور اہل الرای سے شمار کرتے ہین سو اس عبارت مین امام صاحب کیطرف سے اوسکا جواب ہی کہ ہم

عامل بالحدیث اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھنیوالے ہین کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو ہم اوسکو بمقابلہ آرا ای رجال کے بہتر جانینگے اور مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض رای پر چلین ؎

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔ چنانچہ مولوی بدیع الزمان لامذہب بگررکابی مذہب وغیر مقلد مگر مقلد نواب صاحب امیر بھوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور مین از راہ تعصب اور نفسانیت کے جا بجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ اور نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کردیا اور چھوڑ دیا ہی جا آلخ مگر اسکے مصداق پورے پورے لامذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی دندان شکن عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لامذہبونکے مکائد کی کھول دینگے ؎ مثل قریب جھوٹ کے ہم آشنا تر جو راست راست بات ہو کہدین ہزار مین ۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی یہ بھی ہی کہ حدیث کی کتابونمین بہت سی حدیثین منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثونکو ہر شخص پہچان نہین سکتا اونکو پہچاننا اور اونکو سمجھنا مجتہدونکا ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح پر ہی اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث کے سمجھنے کا قاعدہ سب قاعدون سے آسان ہی اور اس قاعدہ سے ہر ایک عالم بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثونکو سمجھ سکتا ہی الخ

اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہر یہ کی لکھکر کفایت کی صاحب دراسات کا قول حنفیہ پر ہرگز حجت نہین اونکی کتاب حنفیہ کے مسلہ کے خلاف اور خالی از تعصب نہین حاصل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہی اور دوسرا اوسکو رد کردیتا ہی تمام کتابونمین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہی کہ ابتک محققین مین اوسکا فیصلہ نہین ہوا اور کوئی امر قرار نہین پایا جس سے اطمینان کلی ہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی ہین جنمین اختلاف ہی کوئی اونکو منسوخ کہتا ہی اور کوئی اوسپر عمل کرلیتا ہی اسی گفتگو مین بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے اور کوئی بات طی نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا قول کہین سے لکھ لیا ہے تو اب فیصلہ ہوجائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہی ہم کہتے ہین کہ زبانی کہدینا بہت آسان ہی اختلافیات کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہی فقط ان دو قسمون پر حصر کرنا محض غلط اور غلط ہی

عقل ہی البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہو اوسکے واسطے بیشک امورات یقینیہ ہونے چاہئیں مگر دین
فقط یقین پر ہی منحصر نہین اکثر احکام ظنی پر مدار عمل ہے خصوصاً حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہے قطعی
نہین ہوتی باانیہمہ تمام ظاہریہ بھی اوس پر عمل کرتے ہین اور صاحب دراسات کا قول نسخ قطعی کے
قاعدہ پر مبنی ہے پس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے اور اوس پر عمل نکرے
ہزارہا احکام ظنی شرع مین موجود ہین اونکا کوئی انکار نہین کرتا مگر تعجب ہے کہ حضرات ظاہریہ نے منسوخ
حدیثین اور آیتین دس پانچ عدد مین کیون منحصر کردین یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہے چنانچہ تفصیل اسکی
آگے بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہو الخ **اقول** یہ عجب کلام
مہمل ہے کیونکہ جب تمام کتابین مبوب اور مفصل ہوگئین اور ناسخ اور منسوخ کو فقہا نے ممتاز کردیا پھر بھی کوئی
شخص محققین کا کلام نہین دیکھیگا اور ابتدای اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث متعہ وغیرہ پر کاربند ہوگا وہ بیشک گنہگار ہے یہ عذر اوسکا شرع مین ہرگز مسموع نہوگا اوس سے
بلا دغدغہ باز پرس ہوگی کیونکہ ابتدای اسلام مین لوگ معذور تھے اب یکا کچھ عذر نہین چل سکتا البتہ جو
منسوخ اختلافی ہے مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے کہ اوسمین مبتلا غوی ہے **قولہ** سوم بعض صحیح غیر منسوخ
حدیثونکو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہونے سے منسوخ نہین کہتا
بلکہ اوسکے نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ دال ہین کوئی حدیث ہمکو ایسی بتلائیے کہ جسمین فقط
امام کے قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہین ہان جب صحابہ کسی حدیث کی روایت
ہوگی اور اونکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کرکے اوس حدیث پر عمل
نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کرین اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کرین تو اوسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسرونکے زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر
اتقان مین ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہے اوسکے اول مین لفظ قال موجود ہے معترض صاحب نے
دہوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنادیا اور اگر تسلیم کیا جاے تو اونکا بھی یہی مسلک ہے تو اوسکی
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگون نے جو کئی سو آیتونکو منسوخ کہدیا اوسکے دفع کیواسطے

جو منہ پیش کی ہے اسکو معترض صاحب نے حدیث پر بھی قیاس کر لیا حالانکہ حدیث اور قرآن میں بہت فرق ہے
قرآن کی آیت میں تو بیشک قاعدہ جو تفسیر اتقان میں لکھا ہے جاری ہو سکتا ہے اسلیے کہ قطعی کے منسوخ
ہونے کیواسطے قطعی ناسخ یا حکم قطعی رکھتا ہو جب نہ پایا جائیگا بجز آیت منسوخ نہیں ہو سکتی برخلاف
حدیث کے کہ اسمیں بوجہ ظنیت کے استقراء تتبع کی ضرورت نہیں کیونکہ سوا احادیث متواترہ کے سب حدیثیں
ظنی ہوتی ہیں خواہ بخاری کی ہوں یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شارح مسلم میں لکھتے ہیں
کہ خبر احاد وہ ہیں جو نہ پہنچیں حد متواتر کو پائی جائیں خواہ راوی اسکا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور اختلاف
ہے حکم میں اسکے پس جسپر کہ جمہور مسلمان صحابہ اور تابعین ہیں اور بعد انکے محدثین و فقہا اور اصحاب
اصول ہیں وہ یہ ہے کہ خبر واحد ثقہ کی ایک حجت ہے حجتوں شرعیہ سے کہ عمل اوسپر لازم ہے اور فائدہ دیتی ہے
ظن کا اور نہیں فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اوسپر شرع سے معلوم کیا ہے عقل سے اور ایک
جماعت معتزلہ کی گئی ہے کہ عمل حجت عقل سے واجب ہے اور جبائی معتزلی نے کہا کہ عمل نہیں واجب ہوتا
جبتک دو راوی دو سے روایت نکریں اور بعض کہتے ہیں کہ عمل جب واجب ہوتا ہے کہ چار شخص چار شخصوں سے
روایت کریں اور ایک جماعت اہل حدیث سے اسطرف گئی کہ وہ علم کو واجب کرتی ہے اور بعضے انمیں سے
کہتے ہیں کہ وہ علم ظاہر کو واجب کرتی ہے نہ علم باطن کو واجب نہیں کرتی اور بعضے محدثین اسطرف گئے
ہیں کہ جو احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور احاد نہیں دیتی اور ہم اس قول کو
اور ایسے ہی اقوال کو پہلی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کل اقوال سوائے قول جمہور کے باطل ہیں لیکن
قول اوس شخص کا جو علم کو واجب کہتا ہے تو وہ واسطے حس کے مکابر ہے اور کیونکر علم کا فائدہ دیگا حالانکہ
احتمال غلطی اور وہم اور جھوٹ وغیرہ کا اوسمیں راہ پانیوالا ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث احاد
خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہیں ہوتا لہذا اوسکے واسطے قرائن وغیرہ جبتک مؤید نہیں ہونگے
باوجود ہونے ناسخ کے عمل نکرینگے اور قرنوط اسلیے جو کچھ بخاری اور مسلم میں غلو کیا ہے وہ فقط انکی
تراش خراش ہے جمہور اسکے قائل نہیں **قال** چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر اول فعل کا

ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہی بلکہ وہ فعل اخیر ناسخ ہوتا ہی کہ جسمین صحابہ سے روایتین موجود ہین کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جنازے کیواسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپنے ترک کردیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپنے اوسکو ترک کرلیا تو بیشک ہم بھی اوسکو ترک کردیتے اسیطرح اعتکاف اخیر فقط ایکبار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سابق نہین لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپنے دس دن کا اعتکاف ترک کردیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے پس جبتک صحابہ سے ہمکو ثابت نہوگا ہرگز اوس عمل کو ترک نہین کرسکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ کے خلاف حضرات ظاہریہ ہی اوسپر حدیث سمجھکر عمل کرلیتے ہین حنفیہ اسمین نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی طرف سے اس قاعدے کو خود ایجاد کرنا عین مغالطہ ہی حنفیہ اس قاعدے کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف مین لکھا ہی وَاِنَّمَا یُوْخَذُ بِالْاٰخِرِ بِالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نہین لیا جاتا مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلعم کو انتہی پس ظاہر یہ پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑھا کرین اور رمضان مین بیس روز کا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب حدیث مین شبہ پڑجائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر دوسرونکو الزام دیجیے ؎ چون نداری کمال فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری ✦ **قال** نجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ بلا دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا نچاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بیدون دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحب نے بیفائدہ آٹھ جواب کا نام لیا اگر ایسے ہی اونکا نام بھی جواب ہی تو ہم بچاس جواب لکھکر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کرینگے مگر عقلا خوب جانتے ہین کہ سب جواب بکیک اور باد ہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہین کہتے گو مخالفین اوسکو مانین کہ اونکے ماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر کچھ حجت نہین گردانا اور نہ دین کو کسیکے مانے

نماننے پر موقوف رکھا ہی **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثونکو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونیکے

ظن سے یہ کہدیا کرتے ہین کہ یہ خاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق

ماننے کے نہین ہی الخ **اقول** زرقانی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو

حدیث آحاد ظنی سے خاص نکرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوسپر عمل نکرتے اور گر

ظن سے مراد فقط ظن عقلی ہی تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بغیر حدیث دوسری

نہین کہتے بعد عصر کے نماز کو بوجہ روذہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے

فقط رطب یابس جوابات جمع کر دیے ہین اور کوئی اصطلاح نہین بیان کیا کہ فلان صورت مین حنفیہ

یون کہتے ہین جواب اونکے سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون حال آنکہ حنفیہ اس سے

براحل دور ہین معترض صاحب نے ان جوابات مین مغالطہ کی خوب رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانے کہ حنفیہ کا

یہی مذہب ہوگا یہ محض اونپر اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط تراشیدہ

خانہ ساز گفتگو ہی **قال** ہفتم جہان دو حدیثونمین آپسمین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور

دوسری کو منسوخ نکہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اونمین موافقت دینی چاہیے الخ **اقول** دو حدیثونمین

تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہی کسیکو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہر یکا اسمین محض دعوی ہی دعوی

ہی وہ مطلق تطبیق نہین جانتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اونکی نظر تو صرف الفاظ ظاہری معنی اور مقصود سے

دشمن جانی ہین خصوصًا امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر ایسے گرتے ہین کہ پھر ادیان بایان کا کچھ مطلق

نہین دیکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور اونہون نے اس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین یا ائمہ مجتہدین نے اس حدیث کے

کیا معنی لکھے ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہان اونکی نظر مین کیسے ہی دوسری

روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فورًا اوسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ ان

دونونکے خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسیمین سمجھتے ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث

موافق ہوتی ہی تو اوسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط اونکی رائے ناقص پر

مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف نہین اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہی تو یہ لوگ اوس حدیث کو ہرگز نہین مانتے

ہین اور اوسپر عمل کرنیوالے کو خلاف خدا اور رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اوسمین موافقت کرنی
چاہیے محض زبانی دعوی ہی چنانچہ ان ہوسکو جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ حنفیہ نے ثبوت وجہ
متعارض مین تطبیق دی ہی یا ظاہریہ نے ان لوگونکو تو اتنی لیاقت اور استعداد کہان جو تطبیق دیسکین فقط
اپنے خیال مین حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ سمجھ لیتے ہین اوسکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیالیہ انپر ایسی غالب آئی ہی کہ سوفسطائیہ کو بھی نصیب نہوئی ہوگی **قال**
ہشتم سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین
لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین
کل دس ہین الخ **اقول** یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو
یہ سنیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ تینتالیس
سورتونمین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سورتونمین ناسخ اور منسوخ دونون طرح کی آیتین پائی جاتی
ہین اور چھ سورتونمین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتونمین کفار سے اعراض کرنیکا حکم ہی وہ بھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین
سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کیطرف نسبت دیتے
ہین چنانچہ تفصیل سب مذاہب کی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی پس معترض صاحب کا
یہ کہنا کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل ہی اب حدیثونکو
سنیے کہ دس حدیث کو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل پائی جاتی ہی بجز اسکے
کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہی حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنے مین
محققین محدثین کے نزدیک بالکل پایۂ اعتبار سے ساقط ہی موضوع مین تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثونکو بھی موضوع کا
حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ تساہل کہ کل دس ہی مین حصر کر دیا خیر اونھون نے تو تلافی مافات کی مگر معترض صاحب
کیون اونکے قدم بقدم چلے اب منسوخات سنیے بخاری شریف مین ہی قال الحمیدی قولہ واذا صلی
جالسا فصلوا جلوسا ھو فی مرضہ القدیم ثم صلی بعد ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جَالِسًا وَّالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا يُوْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی کہا حمیدی نے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول پہلے مرض کا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی اور لوگ پیچھے آپکے کھڑے ہوتے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین اخذ کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہی اور مسلم شریف مین ہی عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ابن مغفل رض سے روایت ہی کہا اونھون نے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتونکے مار ڈالنے کا پھر فرمایا اونسے اور کتونسے کیا علاقہ پھر رخصت دی کتے شکاری اور ریوڑ کے کتے مین انتہی اور شرح مسلم نووی مین ہی ذَكَرَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ هٰذَا الْبَابِ الْاَحَادِيْثَ الْوَارِدَةَ بِالْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ثُمَّ عَقَّبَهَا بِالْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ بِتَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَكَاَنَّهٗ يُشِيْرُ اِلٰى اَنَّ الْوُضُوْءَ مَنْسُوْخٌ وَهٰذِهٖ عَادَةُ مُسْلِمٍ وَّغَيْرِهٖ مِنْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ يَذْكُرُوْنَ الْاَحَادِيْثَ الَّتِيْ يَرَوْنَهَا مَنْسُوْخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُوْنَهَا بِالنَّاسِخِ یعنی امام مسلم رح نے وہ حدیثین ذکر کین جنمین مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے وضو وارد ہی پھر اوسکے پیچھے وہ حدیثین بیان کین جنمین ترک وضو مین وارد ہین پس گویا وہ اشارہ کرتے ہین طرف اسکے کہ وضو منسوخ ہی اور یہ عادت مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کی ہی کہ اول منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہین اور اوسکے بعد ناسخ احادیث لاتے ہین انتہی غرض اس قسم کی بہت سی حدیثین منسوخ موجود ہین چنانچہ حضرت عائشہ رض اور داؤد ظاہری کے نزدیک جو انی مین بھی رضاع ثابت ہوجاتا ہی اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی یا ایک مورد مین خاص ہی اسی طرح لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ کے حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوای شافعیہ کے منسوخ ہی اسیطرح اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو آجانے کی حدیث جمہور کے نزدیک سوای حنابلہ کے منسوخ ہی اور بنایہ مین لکھا ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا رَكَعَ وَكُلَّمَا رَفَعَ ثُمَّ صَارَ اِلٰى افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَتَرَكَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ

مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ مَهْ فَإِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اوٹھاتے ہاتھونکو جب
رکوع کرتے اور جب سر اوٹھاتے پھر رجوع کیا آپ نے طرف شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ مین اور ماسوا اسکے کو
ترک کر دیا اور ابن زبیر رض سے روایت ہی کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع مین اوٹھاتا تھا
پس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اوسکو انتہی
اور جو ابن جوزی نے ان دونون حدیثون مین کچھ کلام کیا ہی اوسکا بھی جواب بنایہ مین ہی قُلْتُ قَوْلُهُ
لَا يُعْرَفَانِ أَصْلًا لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ مَعْرِفَةِ أَصْحَابِنَا هٰذَا وَدَعْوَى النَّافِي لَيْسَتْ
بِحُجَّةٍ عَلَى الْمُثْبِتِ وَأَصْحَابُنَا أَيْضًا ثِقَاتٌ لَا يَرْضَوْنَ الِاحْتِجَاجَ بِمَا لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُمْ
صِحَّتُهُ لِأَنَّ هٰذَا أَمْرُ الدِّينِ فَالْمُسْلِمُ لَا يَسْتَهْزِئُ فِيهِ وَيُؤَيِّدُ مَا رُوِيَ مِنْ عَدَمِ
الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ رح حَدِيثُ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلٰوةِ
قَالَ الطَّحَاوِيُّ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا كَانَ رَأَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَإِسْنَادُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ صَحِيحٌ وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ یعنی مین کہتا ہون کہ قول ابن جوزی کا کہ
یہ دونون حدیثین نہین پہچانی جاتین نہین مستلزم ہی اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اونکو نہ پہچانین اور نفی
کرنیوالے کا دعوی ثابت کرنیوالے پر حجت نہین اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہین وہ اسکو حجت نہین گردانتے
جو اونکے نزدیک صحیح نہو اسلیے کہ یہ کام دین کا ہی پس مسلمان اسمین استہزا نہین کرتا اور تایید کرتی ہی حدیث
عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رض سے روایت کی ہی کہ کہا نماز پڑھی مینے پیچھے ابن عمر رض کے

پس نہین اوٹھاتے تھے ہاتھون آپ تو مگر پہلی تکبیر مین نماز سے کہا امام طحاوی نے پس یہ ابن عمر رض ہین

کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہی پھر انھون نے بعد وفات رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہوگا یہ مگر اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک منسوخ ہونا اس فعل کا ثابت ہو گیا ہوگا

اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہی اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین بھی مجاہد رح سے

روایت کیا ہی کہا اونھون نے نہین دیکھا مینے ابن عمر رض کو کہ اپنے ہاتھونکو اوٹھاتے ہون مگر وقت شروع

انتہی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثین صحابہ سے مروی ہین فقط نسخ کی حدیثین لکھدی ہین اور دربارہ

اخفای آمین کے کفایہ مین لکھا ہی مَذْهَبُنَا مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

عَبْدُ اللهِ تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّأْمِيْنِ وَمَا تَرَكُوْهُ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ یعنی ہمارا مذہب

مذہب عمر رض اور علی رض اور عبد اللہ بن مسعود رض کا ہی فرمایا عبد اللہ بن مسعود رض نے آدمیون نے جہر آمین کو

ترک کر دیا اور نہین ترک کیا اونھون نے مگر بوجہ علم ہونیکے اونکو ساتھہ منسوخیت اوسکی کے انتہی اور حدیث

مصراة کو بھی عقود الجواہر مین بدلائل عقلیہ نقلیہ منسوخ لکھا ہی اور نواب صاحب امیر بھوپال جو موءلف

صاحب کے پیشوایان مستندین سے ہین حصول المامول مین لکھتے ہین کہ جمہور اس طرف گئے ہین کہ

فعل سنت سے قول کو منسوخ کرتا ہی جیسا کہ قول فعل کو منسوخ کر دیتا ہی اور یہ حدیث مین اکثر واقع ہی

اور اسمین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچوین مرتبہ چوری لاوے

تو قتل کرو اوسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایسا چور لایا گیا اور آپنے اوسکو قتل

نکیا پس یہ ترک کرنا آپکے قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا ثیب بثیب کے تئین درّے لگانا اور سنگسار کرنا ہی پھر رجم

کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم نماز

پڑھو جیسے مجکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپنے خلاف اوسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اوسکے کو جو کرتے

تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث مین بکثرت ہی واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اوسکو

اور اسکو منع کرنیوالا کوئی دلیل نہین رکھتا نہ عقل سے اور نہ شرع سے انتہی پس معترض صاحب

دس مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ منسوخ احادیث جنپر تمام امت کا اتفاق ہی کمتر ہین مگر مختلف فیہ منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہوا وسپر آدمی عمل کیے جا اسکا ثبوت کہین حدیث اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچیے ورنہ ارتکاب مشتبہات لازم آئیگا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد آہ **اقول** معترض صاحب نے افطار محجوم کی ناسخ حدیث تو بیان کردی مگر حاجم کا افطار کہان سے منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان حدیثون کے جن جن اور حدیثونکو بعض علمانے منسوخ ٹہیرایا ہی الخ **اقول** کل ان حدیثونکو جو معترض صاحب نے نقل کی ہین علما منسوخ نہین کہتے بلکہ اور حدیثین بھی جو ہمنے ابھی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے ہین **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی آہ **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا لِجُرْحٍ کَانَ بِمَأْبِضِہٖ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب بسبب زخم گھٹنے اپنے کے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ مین ہی قَالَ اَبُو اللَّیْثِ رَخَّصَ بَعْضُ النَّاسِ بِاَنْ یَّبُوْلَ قَائِمًا وَکَرِہَہٗ بَعْضُ النَّاسِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَّبِہٖ نَقُوْلُ یعنی کہا ابو اللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اوسکو بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہین انتہی پس قول عائشہ رض کا اسپر محمول ہی کہ بلا عذر نہین چاہیے اسی طرح عمر رض کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہی کہ عرب کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو بیٹھ اور کمر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ یا کمر کا درد ہوگا جو آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تھی اور بعضون نے لکھا ہی کہ وہان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اون دونون حدیثون حضرت عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی مؤید روایت موجود ہی کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول ہی تو محدثین اس مکروہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اس قول کو

تسلیم کرلین کہ وہ کہتے ہین کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا رخصت ہی اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہی حالانکہ جمہور علما کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہی کہ اس طور مین اکثر چھینٹین پیشاب کی پانون پر پڑجاتی ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت تھی ہان جو ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بعذر تھا اور تقریر معترض صاحب سے مترشح ہوتا ہی کہ اونکو استادہ ہو کر پیشاب کرنے مین زیادہ رغبت ہی کیا ہو اطہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہرگز طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب مسلمان ہوئے ہین اور دل مین ابھی خوبو باپ دادونکی سمائی ہی سچ ہی ؎ دہد ثمر زر گر و ریشۂ درخت خبر * نہفتہای پدر از پسر شود پیدا *

قولہ مگر کتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہین ہوتا آہ **اقول** اسپر کوئی دلیل حدیث اور قرآن سے پائی نہین جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث مین ہر چمڑے کی طہارت دباغت سے معلوم ہوتی ہی اور خنزیر کا چمڑا بوجہ وارد ہونے آیت کے اس سے مستثنی ہی اور کتے مین نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہی کہ اوسکا چمڑا دباغت سے ناپاک رہتا ہی چنانچہ بیان اسکا سترھوین مغالطہ کے جواب مین گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت ہو سکنے سے یہ لازم نہین آتا الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر خلاف ہی کیونکہ اسی جواب مین ہمنے اونکی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز مین مقتدیونکو بیٹھنا جب کہ امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا پس جیسے اوسمین یون نہین کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہی اسیطرح اسمین قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب بھوپال کی عبارت جو ہمنے اسی جواب مین نقل کی ہی اوس سے بھی یہ قول مخالف ہی کیونکہ اونھون نے کہا ہی کہ جمہور کا یہ مذہب ہی کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہو جاتا ہی علاوہ اسکے حدیث **تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ** سے معلوم ہوتا ہی کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہی اور اس سے دونون امر یعنی وجوب اور استحباب نہین پائے جاتے فقط ایک صورت لینی پڑیگی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو نہین فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے مین تو کچھ کلام نرہا اب استحباب وضو کا اور حدیث سے ہوگا اسیے کیونکر ہو سکتا ہے اسمین اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حال آنکہ بشیر کے استحباب کے تو وہ بھی قائل نہین اور نہ الفاظ سے نکلتا ہے اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہے اسپر کوئی دلیل نہین ہے نہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوئے ہین پس جواز وضو کو منسوخ ہونے مین حدیث کے کلام نہین غرض حدیث کا جو حکم ہے وہ قطعاً منسوخ ہے اسیکا نام منسوخ قطعی ہے کچھ خاص تصریح قولی پر منسوخیت منحصر نہین ورنہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیونکو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہین جسکے معترض صاحب قائل ہین بلکہ فقط فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیونکا کھڑا رہنا پایا گیا ہے اسیسے جمہور نسخ کے قائل ہو گئے ہین اور امام بخاری بھی اسیکے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ بشیر مین عبارت اونکی نقل کر چکے ہین شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہین دیکھا جو صاحب دراسات کی تقلید کی **قولہ** حدیث نجم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے قوی ہے چنانچہ تحقیق اسکی سولھوین مغالطے کے مسئلہ اول کے جواب مین خوب مفصل موجود ہے ملاحظہ فرمایئے **قولہ** لیکن مکہ مین نماز پڑھنی ہر وقت جائز ہے جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشے کی بات ہے کہ صحیحین وغیرہ کی حدیثین جنمین اوقات مکروہہ کی تصریح ہے اونکو تو ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث سے خاص کیا جاے اور ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث کو اون حدیثون سے خاص نکیا جاے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد و رزین کو متواتر حدیثون پر ترجیح دیجاے اور اونکو اس حدیث سے خاص کر لیا جاے حال آنکہ یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہے وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُوْرٍ اِنْقِطَاعٌ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَأَبِیْ ذَرٍّ فَإِنَّهُ الَّذِیْ يَرْوِيْهِ عَنْهُ وَضُعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلٰى عَفْرَاءَ وَاضْطِرَابُ سَنَدِهٖ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ وَأَدْخَلَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هٰذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ ابْنُ سَعِيْدُ بْنُ سَالِمٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ یعنی یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے انقطاع سے

مجاہد اور ابوذر کی کیونکہ مجاہد ابوذر سے روایت کرتے ہین اور ضعیف ہونا ابن مؤمل راوی کا اور
ضعیف ہونا مولی عفرا راوی کا اور اضطراب سند اوسکی کا بیہقی نے جو روایت کی اوسمین قیس
بن سعد کو درمیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوسکو درمیان سے اوڑا دیا انتہی
پس اس حدیث کو بوجہ ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور اون دونون حدیثون مین یون تطبیق دی جاے
کہ چونکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ سے بعض اوقات مین طواف اور نماز آدمیونکو منع کرتے تھے اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خاص خطاب کر کے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نکیا
جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول مین اوقات مکروہہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور نہایت
بے سمجھی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا * سعد نے تو بہتونکو اندھا کیا * یہی وجہ ملا علی قاری نے
مرقات مین لکھتے ہین اور ترمذی مین ہے وقد کرہ قوم من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ومن بعدہم الصلوۃ بمکۃ ایضا بعد العصر وبعد الصبح وبہ یقول سفیان الثوری
ومالک بن انس وبعض اہل الکوفۃ یعنی تحقیق مکروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اونکے ہین نماز پڑھنے کو مکہ مین بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور اسی کے
قائل ہین سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث دہم مسلم مین روایت ہے
ابن عباس سے کہا جمع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور
عشا کے مدینہ مین سواے خوف اور سواے مینہ کے الخ **اقول** ترمذی مین ہے جمیع ما فی
ہذا الکتاب من الحدیث ہو معمول بہ وبہ اخذ بعض اہل العلم ما خلا
حدیثین حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الظہر والعصر
بالمدینۃ والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا سفر ولا مطر وحدیث النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال اذا شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعۃ فاقتلوہ یعنی تمام
حدیثین جو اس کتاب مین ہین اونپر عمل ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو ماسوا دو حدیثونکے ایک تو
حدیث ابن عباس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے
جب وہ شراب پیے پس درہ لگاؤ اوسکے پس اگر پھر پیے چوتھی بار پس قتل کرو اوسکو انتہی اس عبارت
ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہین ہوا بلکہ اوسمین حنفیہ توجیہ
جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
کے زیادہ مناسب ہے یعنی نماز مسلمانون پر فرض وقت مین کیا گیا ہے انتہی اور صحیحین مین بایا جو حدیث
عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مینے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت مین دو نمازین
جمع کرتے سوای عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہوگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری
اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینی
چاہیے بیان انکو کیا ہو گیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اور حدیث کی
وجہ سے کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونے کی بھی نہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد اسی کو کہتے ہین
خوار فضیحت دیگر انرا نصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل دینیہ مین خالی
خلوص اور دلسوزی سے نہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو روٹیونکا مذہب پایا چندے بشکل مرائی اکل کا
نقشہ نظر آیا ع بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا + جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا + اور ابن عباس رضی نے
جو اوسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جمع صوری ہے کیونکہ
جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہے پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی تا کہ لوگونکو معلوم ہو جاتے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اسطرح پڑھے بانیطور کہ ایک کا
اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہے کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین
مشغول ہوتا ہے کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہے تو یہ صورت اگر کوئی کر لیگا تو کچھ
مضایقہ نہین غرض جمع صوری لینے مین خوب تطبیق ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسیکا بھی
مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد اور گمراہی کا اجتہاد ہے ع یہی اجتہاد آپکا گر رہیگا
تو دفتر ہدایت کا ابتر رہیگا + اور تفصیل اسکی ہمنے مسئلہ سہا کے جواب مین خوب بیان کر دی ہے

فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ۔ حنفیہ کے یہان اس قسم کی لفاظ پرستی جسکے معترض صاحب
قائل ہین ہرگز نہین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح خیر الزمانی کے مخالف پاتے
ہین تو اوسمین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہی اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
رکھے یا موافقت اور ظاہر ہی کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور دوسرے الفاظ اور معنی پر غور
نکریگا اوس شخص کی ہرگز مبصرین اور محققین سے نہین بن سکتی دونون مین تخالف حقیقی ہی پس مجکو تعجب
آتا ہی کہ اور حدیثون مین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حالانکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف
ہی اور یہان تطبیق کی کچھہ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کہا
صحیح حدیثین اور آیت کی طرف خیال کرکے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے
کہ اونکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرین فقط قاضی
شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حالانکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنیکا دعوی
کرتے ہین مگر درحقیقت نہ اونکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا اپنے خیال ہین جنکے معتقد ہین اونکی
تقلید کسی حالت مین نہین چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا
جانتے ہین ہان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانتے ہین لامذہبونکی طرح ظاہری
الفاظ کی پابندی نہین کرتے ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رہتی ہی ٥ چراغ لیکے
جسے ڈھونڈتے ہین پروانے ٭ ہمارے دل مین ہی وہ شمع انجمن مین نہین ٭ **قولہ** جواب اسکا یہ ہی
کہ جن حدیثون سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال ہین منسوخ نہین کیونکہ
ان حدیثون مین اور عیاض بن حمار کی حدیث مین یون تطبیق ہو سکتی ہی آہ **اقول** [illegible] کے
کرنیکا مقام ہی کہ معترض صاحب چونکہ ابن جوزی اور نواب صاحب بھوپال کی تقلید
سے دس حدیثون مین نسخ کو حصر کر چکے ہین اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اونپر
عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کہا نہین
[illegible] آپنے فرمایا [illegible] کو اونکے ہدیہ سے منع کیا ہون [illegible] کہ اسلام کی امید اور عدم امید سے

بحث نہین مطلق حکم ہی فقط اپنی رای سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب سے بہت بعید ہی کہتے
کچھ ہین اور کرتے کچھ پس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہی **قولہ** کہا بعض علما نے یہ حدیث
منسوخ ہی آہ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہین اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے یا بجہالت بغیر مسئلہ ہوا
پڑا ہین لیگا تو کفارہ اوسپر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ سی و سوم کے جواب مین گذر چکی **قولہ**
جواب یہ کہ یہ حدیث ابو ہریرہ رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ افضل بات یہی ہی کہ جنبی رمضان مین
فجر سے پہلے پہلے نہا لے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہی
کہ روزہ اوسکا نہین ہوئیگا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہین یہ حدیث بیشک
منسوخ ہی بخاری اور مسلم مین عائشہ رض اور ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم حالت
جنابت مین جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی پس یہ حدیث اور وہ
آیت ابو ہریرہ رض کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابو ہریرہ رض نے بھی جب اونکو عائشہ رض
اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام مین لکھا ہی قرایت کیا ابو ہریرہ رض کی حدیث
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب یا ہی اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور ابو ہریرہ رض اوس
جبکہ اونکو عائشہ رض اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا اور موافق فرمانے ان دونون صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی پس تعجب ہی کہ ابو ہریرہ رض جو راوی اس حدیث کے ہین انہون نے تو اس سے رجوع
کر لیا مگر معترض صاحب ابھی تک اوسکو بحال خود دیکھتے ہین شاید اسی عقل اور فہم کے اعتماد پر معترض
صاحب نے تقلید ایمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہی ہماری رای مین اونپر ایمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید ضرور
واجب ہی آیندہ اونکو اختیار ہی ع ہمارا کام سمجھانا ہی یارو * اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو **قولہ**
جواب یہ کہ حدیث ابن عباس رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورہ کے
دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی یہ نہین کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا ہی نچاہیے بلکہ روزہ
رکھنا عاشورہ کے دن کا مستحب ہی آہ **اقول** علما نے اس حدیث منسوخ سے روزۂ عاشورہ کے
مستحب ہونے پر اجماع نہین کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے اوسکا استحباب پایا جاتا ہی

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشورہ کا
مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہی بخاری میں ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُومُهُ
إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن عاشورہ کا اور حکم کیا روزہ اوسکے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشورہ کا اور
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روزہ عاشورہ کا نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ اونکے روزے کے ساتھ آجاے انتہی پس
حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہی کہ روزہ عاشورہ کا فرض تھا پھر اوسکو ترک
کر دینا صاف منسوخ ہونا اوسکا ہی غرض اس حکم کے منسوخ ہونے میں کلام نہیں چنانچہ دوسری
حدیث بخاری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى
فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ
شَاءَ أَفْطَرَ یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشورہ کا یہانتک کہ رمضان کا روزہ
فرض ہوا پس فرمایا آپنے جو چاہے روزہ رکھے اوسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اختیار دینا اسپر دال ہی کہ پہلا حکم آپنے منسوخ کر دیا مگر معترض صاحب خلاف
حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حدیث کو بحال سمجھتے ہیں اور پھر حدیث دانی اور عمل
بالحدیث کا دم بھرتے ہیں ؎ تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ ٭ هٰذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ
بَدِيعٌ ٭ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ ٭ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ ٭ **قولہ** جواب یہ
اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہیں ہوتا الخ **اقول** بخاری میں ہی
وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہیں عمل
کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول المامول من علم الاصول
میں لکھا ہی اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہ ہو تو منسوخ حدیث
کے ساتھ درجہ میں برابر تو ہو آہ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سوا ابجی کتب فقہا بصاحب

بخاری ۲ صفحہ ۲۶۸

بخاری ۲ صفحہ ۲۶۸

بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہین ہوتی کہ اکثر اس کتاب مین اونھین کی کتابون سے
حوالہ ہی کچھ تو دال مین کالا ہی جاتا ہی اور ہزارون معتبر کتابین متقدمین و متاخرین کی موجود ہین اور طرہ یہ
کہ صرف نام کتاب کا لینا جوڑا عربی عبارت مین لکھدیتے ہین اور کہین اوسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا
نام بھولے سے بھی نہین لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جان گئے کہ کتابین
اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئین خصوصًا جیسے کہ جناب علامہ
جلیل فہامہ نبیل مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی دام فیضہ الصوری و المعنوی نے اونکے اغلاط فاحشہ اور
مسائل مردودہ کا ابراز الغی مین اعلان کردیا ہی اور فی الحال بھی کتاب تبصرۃ الناقد کا رد لکھ رہے ہین اور
آیندہ بھی انکا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولدینگے ع تو ابھی اول ہی سے روتا ہی کیا آگے آگے
دیکھیو تو ہوتا ہی کیا * خیر ہمکو اس سے کیا والحق مبطل و المحق ہر زمانہ مین من جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہی اور یہی
کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲ مین اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی تو کردی ہی معترض صاحب نے
قاعدہ اوسکا دیکھکر اعتراض تو کردیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اوسمین ایسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ
نہین کہتے منسوخ لکھا ہی اور جب دونون حدیثین صحیح واقع ہوئی ہین تو پھر فقط اس وجہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث
ہی دوسری صحیح حدیث باوجود مساوات صحت کے منسوخ ہو عین بے انصافی اور تحکم ہی خدا اور رسول
کی طرف سے کچھ اس امر کا فرق نہین کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے
ترجیح دیجاے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جاے اور باوجود صریح مخالفت و تصریح بمضمون نسخ کے اسکو
ناسخ نہ کہا جاے ازبس جہالت و نادانی ہے دینیات مین ان لوگونکا یہ حال ہی تو دنیا کے معاملات کا کون
ٹھکانا ہے ع ہر کہ با آخرت ندارد کار * کار دنیاش ہم تباہ شود * **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے
مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ صحیح بخاری مین بعض حدیثین ایسی ہین کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنیکے
نہین چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام مین لکھا ہی کہ بخاری شریف مین بعضی احادیث
ایسی ہین کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہین جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رضی سے جو امام بخاری
واسطے تفسیر آیت نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ کے لائے ہین اس سے جواز لواطت کا

نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہی **اقول** معترض صاحب کو اسوجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے
جواب مین دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھیرایا ہی اور احادیث ہدایہ کو
موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ دعویٰ نکرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسیوجہ سے اونھون نے اس کلیہ کی نقض
کرنے کو ایک صورت بیان کر دی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انتصار الاسلام مین تصریح کر گئے ہین کہ امام بخاری
اسکے ہرگز قائل نہین باقی رہا اس قول ابن عمر رض کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہی گو بظاہر خلاف ہی مگر بہتر
معلوم ہوتا ہی جبتک کسی قول کا محل صحیح ہو سکتا ہو اوسپر اوسکو حمل کرنا انسب اور اولی ہی ورنہ اسکا
یہ بھی جواب ہو سکتا ہی کہ امام بخاری کو اسکا علم نہو کہ ابن عمر رض کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہی یا ابن عمر رض
پہلے قائل جواز اوسکی کے ہوئے ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سنکر قائل حرمت
ہو گئے ہون کیونکہ اونسے دونون قسم کی روایت موجود ہی حدیث مرفوع جو اونسے حرمت لواطت مین
مروی ہی اوسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا مگر اوسکے جواز کی صورت بھی تو اونسے
مروی ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَقَدْ ذَهَبَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ
التَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ إِلَى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَأَنَّ إِتْيَانَ الزَّوْجَةِ فِي دُبُرِهَا
حَرَامٌ وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ مَاجِشُونَ أَنَّهُ يَجُوزُ ذَلِكَ حَكَاهُ عَنْهُمُ الْقُرْطُبِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ یعنی متقدمین اور متاخرین
صحابہ اور تابعین اور ائمہ اوس طرف گئے جو ہمنے تفسیر آیت مین ذکر کیا ہی اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہی
اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہی کہ زوجہ کی
لواطت جائز ہی حکایت کیا اسکو انسے قرطبی نے تفسیر مین کیا عجب ہی کہ اس روایت کے
موافق امام بخاری نے روایت کر دی ہو اور مذہب اونکو معلوم نہو آخر علقمہ کا سماع
باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہی حالانکہ صحیح مذہب یہی ہی کہ سماع علقمہ کا ثابت ہی چنانچہ
مسئلہ صدم کے جواب مین اسکو ہم بیان کر چکے ہین باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی ہی
وہ قابل عمل ہی یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہی اوسمین تو منسوخ حدیثین بھی

تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ ۲۰

موجود ہین اور بر عمل معترض صاحب بھی اپنے حسن ظن سے کر لینگے مسلمان کی تو یہ شان نہین حسن ظن کر
بارے کے خود امام بخاری بھی قائل نہین حضرات ظاہریہ وسپر بھی عمل کر لیتے ہین دیکھو بخاری مین جا کر
ويروى عن الحسن عن غير واحد مرفوعاً افطر الحاجم والمحجوم وقال لي عياش حدثنا
عبد الاعلى ثنا يونس عن الحسن مثله قيل له عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
نعم ثم قال والله اعلم یعنی حسن بصری کئی شخصون سے مرفوع روایت کرتے ہین کہ پچھنے لگانیوالا اور
پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہین ہوتا اور مجھسے عیاش نے کہا کہ ہمسے عبد الاعلی نے حدیث بیان کی
اونھون نے یونس سے اونھون نے حسن سے روایت مثل اسکے بیان کی کہا گیا اونسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت ہے کہا ہان پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اسکی بخاری ہی
مین ہے عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم احتجم وهو محرم واحتجم وهو
صائم یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حال یہ
تھا کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اور حال مین کہ آپ روزہ سے تھے انتہی پس معلوم ہوا
کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہے اسوجہ سے امام بخاری نے دونون حدیثونکو متصل بیان کیا ہے
جیساکہ عادت ائمہ حدیث کی ہے کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہین اوسکے بعد ناسخ لاتے
ہین اور خود معترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تنویر سبل الطریق مین دس حدیثون مین منسوخ
شمار کیا ہے دوسری حدیث منسوخ بخاری ہی مین یہ ہے کہ عائشہ رض سے روایت ہے کہا اونھون نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان اپنے مین اور اس حال مین کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز
پڑھی اور پیچھے آپکے لوگون نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپ نے کہ بیٹھ جاؤ پس جب فارغ
ہوئے فرمایا امام اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اوسکی اقتدا کیجائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو
اور جب وہ سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا لك الحمد کہو
اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہے
کہ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے پس [illegible]

گر پڑے تو آپکی ہنی جانب چھل گئی پس ایک نماز بیٹھکر پڑھائی ہمنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب
فارغ ہوئے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہے تاکہ اوسکی اقتدا کیجاے جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے
توتم بھی کھڑے ہوکر پڑھو اور جب رکوع کرے توتم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے توتم بھی اوٹھو اور
جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہے توتم رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے توتم سب بھی بیٹھکر
نماز پڑھو کہا حمیدی نے کہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے توتم بھی بیٹھکر نماز پڑھو
یہ قول مرض سابق مین تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے
آپکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ دونون حدیثین اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہین
اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہین اگر اب بھی معترض صاحب مانین تو اسکا کچھ علاج نہین
س ہر دم آزردگی غیر سبب بے چہ علاج ہو اسیطرح صوم عاشورہ کی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
غرض بہت حدیثین بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہین مگر معترض صاحب یہی کہے جاینگے کہ ہر حدیث
بخاری کی قابل عمل ہے غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے کچھہ صحیح حدیثون مین قباحت لازم نہین آتی
صحیح ہونا اور شی ہے اور منسوخ ہونا اور امر ہے **قال** معترض صاحب اپنے مذہب حنفی کی کتابین بھی
دیکھہ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نکرتے لیکن کیا کرین انہون نے تو اپنی آنکھیں اور نیز کان بند کرلیے
ہین س آنکھیں اگر بند ہین تو پھر دن بھی رات ہے اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا برخلاف
مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفیہ ہی مین حلال ہے چنانچہ امام طحاوی رئیس
حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہے لکھتا ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۶
مین ہے رَوٰی اَصبَغُ بنُ الفَرَجِ عَن عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ القَاسِمِ قَالَ مَا اَدرَکتُ اَحَدًا اَقتَدِی
بِہٖ فِی دِینِی یَشُکُّ فِی اَنَّہٗ حَلَالٌ یَعنِی وَطیَ المَرأَۃِ فِی دُبُرِہَا ثُمَّ قَرَأَ نِسَاؤُکُم حَرثٌ لَّکُم
ثُمَّ قَالَ فَاَیُّ شَیءٍ اَبیَنُ مِن ہٰذَا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کی اونسے عبد الرحمن
ابن قاسم سے کہا اونہون نے نہین پایا مینے کسیکو کہ اقتدا کرون مین ساتھہ اوسکے بیچ دین اپنے کے جو کہ شک کرے

بیچ اوسکے تحقیق وہ حلال ہے یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر پڑھی آیت عورتین تمہاری
کھیتی ہین تمہاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہے اس سے یہ صریح دلیل ہے اسپر حنفیہ کے نزدیک عورتکی
دبر مین وطی کرنی حلال ہے الخ **اقول** جب معترض صاحب سے بجواب صاحب انتصار الاسلام کے کچھ
نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونیکی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو
لکھتا ہے لکھنے لگے اگرچہ جواب ترکی بترکی وندان شکن اس بی ادبی و بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا لیکن
واب تہذیب کے خلاف سمجھکر اوس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا ع کی کند بیہودگی در پاسخ جاہل عقیل
تو میالا کام دندان گرچہ سگ پا یت گزید اور سوای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا اتہام
کیا امام طحاوی حکایۃً اگر کسیکا قول اپنی کتاب مین بیان کرین تو اونکا قائل ہونا کہانسے سمجھا گیا ورنہ لازم
آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سب کے معترض صاحب بھی
قائل ہین اور قرآن اور حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال موجود ہین اوسکو نقل کرنیوالے کا
مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ بھی
موجود ہے پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹھیرا لینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل
کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا نہوئے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اوسی تفسیر فتح البیان کے صفحہ
مذکور مین لکھا ہے رُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ
وَعَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ اَنَّہٗ یَجُوْزُ ذٰلِکَ یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رض اور
محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہے کہ وطی فی الدبر جائز ہے انتہی پس اسکو
صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہے اسیطرح حنفیہ شافعیہ اور
مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین
اونکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہے صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین جیسے
مذہب لکھے ہین یہ بھی لکھا ہے کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہے اسکی سند کیواسطے امام طحاوی کا

قول بھی نقل کیا ہے کہ اونھوں نے امام مالک کے شاگرد عبدالرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہے چنانچہ اوسکے پوری عبارت تفسیر مذکور کی نقل کیجاتی ہے وذکر ابن العربی ان ابن شعبان اسند جواز ذلک الی زمرۃ کثیرۃ من الصحابۃ والتابعین والی مالک من روایات کثیرۃ فی کتاب جماع النسوان واحکام القرآن قال الطحاوی روی اصبغ بن الفرج الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی نے کہ ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کیطرف اور امام مالک کیطرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب جماع النسوان احکام القرآن میں نسبت کیا ہے کہا امام طحاوی نے کہ روایت کی اصبغ بن فرج نے الخ پس معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان جہاں اور بہتسے اقوال نقل کیے ہیں وہاں عبدالرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی ذکر کیا ہے حالانکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب کا اسکو کیا علاقہ اگر فقط نقل سے کسیکا مذہب ہو جایا کرتا تو صاحب فتح البیان اپنی تفسیر میں اس قول کو نقل کرتے اور تقریب میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی ابو عبد اللہ المصری الفقیہ صاحب مالک من کبار العاشرۃ یعنی عبدالرحمن بن قاسم کنیت ابو عبداللہ فقیہ امام مالک کے شاگرد ہیں کبار طبقہ عاشرہ سے ہیں انتہی پس اس عبارت تقریب سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن قاسم مالکی ہیں حنفی نہیں ہیں تو سوا اسکے معترض صاحب نے عوام حنفیہ کو گمراہ کرنیکے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت میں ایک بڑی چالاکی اور کمال ہوشیاری کی ہے کہ عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے بیچ کی عبارت لکھدی فقط لا تقربوا الصلوٰۃ تو لیلیا وانتم سکاریٰ کو چھوڑ دیا مگر ماہرین تفسیر اونکی دھوکے بازیاں کب چھپ سکتی ہیں جو ہمنے عبارت سابقہ تو بیان کر دی اور عبارت لاحقہ یہ ہے وقد روی الدارقطنی والخطیب البغدادی عن مالک من طرق ما یقتضی اباحۃ ذلک وفی اسانیدھا ضعف وقد روی الطحاوی عن محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم انہ سمع الشافعی یقول ما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تحلیلہ ولا تحریمہ شئ والقیاس انہ حلال وقد اکذب ذلک ابو بکر الخطیب فقال ابو العباس کان الربیع یحلف باللہ الذی لا الہ الا ھو لقد کذب ابن عبد الحکم علی

الشافعی فی ذلک فان الشافعی نص علی تحریمه فی ستة کتب من کتبه یعنی اور تحقیق
حاکم اور دارقطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقوں کے ساتھ اوس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
الدبر کے حلال ہونے کو مقتضی ہے حال آنکہ اسکی اسناد مین ضعف ہے اور اوس روایت کی امام طحاوی رحمة
اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھون نے سنا امام شافعی رحمة اللہ علیہ کو کہ فرماتے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت مین کوئی روایت صحیح وارد نہین ہوئی ہے
اور قیاس یہ ہے کہ وہ حلال ہو اور تحقیق روایت کیا اسکو ابو بکر خطیب نے کہا ابن الصباغ نے کہ قسم
کھاتا تھا ربیع اوس اللہ کی کہ سوای اوسکے دوسرا کوئی معبود نہین ہے ہر آئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ مین اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھہ کتابون مین اسکی حرمت کی
تصریح کردی ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور وسی تفسیر فتح البیان مین بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہے
ولا یجوز لاحد ان یعمل علی اقوالهم یعنی اور جائز نہین کسیکو ان لوگونکے اقوال پر عمل کرے پس
جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اسکے جواز مین
بعض ضعیف راویونکے قول پر عمل نکرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور آنکھونکا اندھا بھی اس سے یہ نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات منقولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہے اور حنفیہ اسکے قائل ہین مگر معترض صاحب کی کھوپڑی
تو جوان فاسد تعصب کا وتیرا آیا اور نزلہ حسد کے دماغ مین نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور و
ظلمت مین امتیاز نہ رہا اور شعر معترض صاحب کا اول کہ روشنی پر صادق آیا ع آنکھین اگر بند ہین تو
پھر دن بھی رات ہے اس مین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ۞ **قال** اور یہی باعث ہے کہ حنفیہ عورت کی
دبر مین وطی کرنیوالے پر حد کے قائل نہین چنانچہ فتح القدیر شرح ہدایہ مین لکھا ہے الخ **اقول**
جسکا لازم ہونا اس امر کو مستلزم نہین کہ فعل حرام بھی نہ ہو کیونکہ بہت سے فعل حرام ہین مگر حد لازم نہین ہے
چنانچہ پیشاب انسان کا پینا سب کے نزدیک حرام ہے مگر حد اوسپر کسیکے نزدیک نہین آتی اگر شراب پیگا تو
بیشک حد آجائیگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ مین اختلاف واقع ہوا ہے کسیکے نزدیک
آگ مین جلانا اور کسیکے نزدیک دیوار اوسپر گرا دینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گرا کر پتھر مارنا ہے

پس اگر اسمین حد لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی نہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر تعزیر لازم ہے بلکہ تعزیراً مار ڈالنا بھی جائز ہے اور حد شرعی کہین شرع مین ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز نہین لکھا مگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھتے ہین پس لامحالہ اونکو اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور نہ کہین کہ ہر بات بخاری کی قابل عمل ہے ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض اونپر جم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا ؎ چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ❊ **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ بخاری اور مسلم کے برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہے چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین الخ **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہے اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ مِّنْ رِّجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِّنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْہِمْ مِّنْ رِّجَالِ الْبُخَارِیِّ یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہے مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین اون رجال سے جنمین کلام کیا گیا ہے بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین لکھتے ہین فَاِنَّ الَّذِیْنَ انْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِہِمْ اَرْبَعُمِائَۃٍ وَّخَمْسَۃٌ وَّثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْہِمْ بِالضُّعْفِ نَحْوٌ مِّنْ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا وَّالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِہِمْ مُّسْلِمٌ سِتُّمِائَۃٍ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْہِ مِنْہُمْ مِّائَۃٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا عَلَی الضُّعْفِ کَذَا ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ الْفِیَّۃِ الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہے چار سو پینتیس آدمی ہین جو اونمین ضعیف راوی ہین وہ قریب اسّی آدمیوں کے ہین اور جن لوگونسے فقط امام مسلم نے روایت کی وہ چھہ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف اونمین سے ایک سو ساٹھ شخص ہین دونے اوس سے اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار اکثر احادیث صحاح کے اور کتا[illegible]یادہ صحیح ہے اسپر اکثر نے اجماع کر لیا ہے اسکو ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث [illegible]سکی حدیثون سے گو وہ کیسے ہی صحیح ہون زیادہ صحیح قابل حجت ہے قابل تسلیم نہ[illegible] [illegible]یق اسکی مسئلہ بہار دہم کے جواب مین گذر چکی ادھر[illegible]

چاہیے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اوسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہریہ تو بخاری کے سامنے
قرآن کو بھی نہین مانتے ہین اور اوسکے مقابلہ مین نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہین سمجھتے ہین
یہ انکی زیادتی ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یعنی تحقیق حق تعالیٰ حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہین رکھتا **قولہ** اور ایک غالطہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
دیا ہے کہ بخاری مین ہے کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر ذرا دھوپ مین رکھکر پیے تو درست ہے الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہین لہذا اونکو شراب کے سرکہ مین کچھ بھی کلام
کرنا نہین چاہیے اور بلا چون و چرا تسلیم کرلینا مناسب ہے ورنہ اونکے قاعدہ کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہین اوسکو امام بخاری نے کیون درج کیا **قال**
لیکن اونھون نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابونکا تو کوئی باب بھی ایسا نہین ہے جو پورا
پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزارہا مسائل ہین جو امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمین اختلاف ہے
انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالیٰ اور اوسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو
کیجیے کہ تمام کتابین اس سے پر ہین کہ امر حق چارون مذاہب مین دائر ہے اور ہر امام حق پر ہے اختلاف فروع کا
منافی حقیت کے نہین ہوسکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کیواسطے موجب رحمت ہے اور عمل آئمہ
کا موافق قرآن و حدیث کے ہے ہرگز مخالفت نہین اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابونکا کوئی
باب بھی ایسا نہین ہے جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور بیہودہ ہے اسواسطے کہ جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب مین جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اوسکا قابل عمل کے نہ تھا
اور اونکو حدیث کے خلاف جانتے تھے شرح و بسط کے ساتھہ دیا ہے اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن و
حدیث سے بتلا دیا ہے کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہین ہین اگر ہو وافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
فروع کو منافی حقیت کے سمجھا جاوے تو بسبب اس اختلاف کے اقوال ائمہ مجتہدین مین شک کیا جاوے

نہ سچا اسکو کہیں اور جھوٹا اسکو کہیں تو بعینہ وہی تقریر معترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کا آپسمین
اختلاف ہے انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اسکے
رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے آپ معترض صاحب ایسی
بوجھے کیون ایسی تقریر لا یعنی اور ایراد بیمعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپ اوٹھاوے اور بجز سکوت خجالت کے کوئی جواب اوسکا بن نہ آوے ؎ جان دزین خود
گردہ خود کردہ را درمان نیست * اور باقی اعتراضات معترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق دو تین لکھے
ہین سب مکرر ہین دھوکا دینے اور کتاب بڑھانے کیواسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہے سبکا جواب
باصواب بتفصیل تمام قرآن و حدیث سے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہین یہان حاجت مکرر جواب دینے کی
نہین ہے یہانتک تو ہمنے جوابات حصہ اول کتاب ظفر مبین کے لکھے باقی معترض صاحب نے ضمن عبارت التماس مین
وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم بعد ختم جلد ثانی معاملات بلاغ المبین کے تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر انشاء اللہ تعالی عدہ ہین کہ
جسوقت حصہ دوم چھپکر بارے ملاحظہ مین آئیگا فورا ادھر سے بھی جواب کافی اوسکا بنام
حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بیجا خلاف تہذیب اسمین انشاءاللہ
نہ پائیگا بشرطیکہ اودھر سے بھی یہ امر ملحوظ خاطر رہے ؎ لا ندہو نکو دیتے
ہین ہم اشتہار آپ * دنگائیون کو کرتے ہین ہم ہوشیار
آپ * بے سب و شتم اسکا مہذب جواب ہین *
ورنہ کرینگے ہم بھی وہی اختیار آپ *
وآخر دعونا ان الحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ علی
سید المرسلین ۲؎

ضمیمۂ الفتح المبین
موسوم بتنبیہ الوہابیین

بعد حمد آلہی و نعت حضرت رسالت پناہی کے واضح ہو کہ جو حضرات غیر مقلدین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین ایمۂ دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سو انکی محض نفسانیت اور منشای جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہین اور جو کچھ حضرات مجتہدین نے بیان کیا ہی وہ سب کتاب و سنت کے موافق ہی تعجب ہی کہ یہ لوگ خود اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ وہ خود کسقدر قرآن و حدیث کے مخالف عمل کرتے ہین اور ناحق عامل با حدیث ہونیکا دم بھرتے ہین صرف انکا دعوا ہی دعوا ہی

عامل حدیث کے یہ سب ہین برای نام
عامل حدیث کے ہین بلاشک مقلدین
لا نہ ہونکو بہرہ نہین عقل و رای سے
داخل یہ آیۂ اُولُوا الالباب مین نہین
اکثر عمل ہی انکا احادیث کے خلاف

اور وہ نکو اہل رای یہ کہتے ہین بد انجام
اور ساتھ عقل و رای کے جو کرتے ہین کام
ہین بیوقوف سب یہ اسمین نہین کلام
خارج ذوی العقول سے ہین مثل انعام و دوام
چند اونکے مسائل سنو تفصیل سے تمام

پہلا مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل فقہیہ مین قیاس کرنا مشروع نہین اور قیاس کو فعل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جیسا کہ صفحہ ۶ ظفر مبین وصفحہ ۲ فتح مبین مصنفہ بدیع الزمان مین لکھا ہی حالانکہ قیاس ابلیس کا شرع کے مخالف تھا جسکے سبب سے سجدہ نکیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہای مجتہدین کے کہ اصول شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث لعنت و عتاب ہی ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا غرضکہ قول غیر مقلدین کا مخالف اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَاَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے اور قیاس اسکا صحیح ہو تو واسطے اسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے

ثبوت قیاس از حدیث شریف

پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا غلط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہی انتہی اور نیز قیاس کا سنت نبوی ہونا اس صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَأْيِيْ وَلَا اٰلُوْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِيْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِمَا يَرْضٰى بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ یعنی معاذ بن جبل صحابی فرماتے ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا مجھسے کس طرح حکم کریگا تو جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا مین نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب اللہ مین اوسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اوسکا عرض کیا مین نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر نپاوی تو جواب صریح اوسکا سنت رسول اللہ مین عرض کیا مین نے اوسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کرکے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہین قصور کرونگا اوسمین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کرکے ہاتھ اپنا میرے سینہ پر تھپکا اور فرمایا شکر ہی اللہ کا جسنے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اوس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوئے

فوائد حدیث

اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہین ہوسکتا یعنی اس طرح کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہین کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام کے ساتھ خاص ہوگیا **دوم** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اون مسائل مین کہ نملے جواب صریح اونکا قرآن و حدیث سے **سوم** یہ کہ جب نپایا مجتہدین نے جواب ہزارون مسائل کا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اونھون نے اون مسائل کے جواب کو قرآن و حدیث و اجماع امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ مین داخل اور لائق عمل کے ہین یعنی جبتک کہ ہمکو اونکا مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر منسوخ و غیر معارض کے بغلبۂ ظن نہ معلوم ہوجاوے تو وہ سب مسائل معمول بہ ہین اور کتب اصول مین مذکور ہی کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور بھی آیۂ کریمہ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ آہ اور آیہ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ کو مفسرین نے

واسطے شریعت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن و حدیث کو کافر کہا ہی اور اسیطرح حال منکر
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی **دوسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین
کہ ہم سوای قرآن و حدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا لا تجتمع
امتی علی الضلالۃ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی
پر نہوگا اور فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اتبعوا السواد الاعظم
فمن شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جدھر بہت لوگ ہین اونکی راہ پر چلو سو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانونکا
مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کر لو کہ حق انھین چار مین دائر ہی اور جو انسے نکلا وہ
دائرۂ اہل سنت و جماعت سے باہر ہی اور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی و لیس احد یفارق الجماعۃ
شبرا فیموت الا مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہو کر مر گیا تو جاہلیت کی موت
مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی ویتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانونکے
تو ہم اوسکو اوسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور ڈالدینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچا ہی اور
موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین پس جس بات پر امت کا
اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہا اسی
آیت کو حجیت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی و نیز آیۃ وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس اور آیت
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس بھی اجماع کی حجت ہونے پر دلیل واضح ہی پس ادلۂ شرعیہ مین اجماع موجب قطعیت و یقین ہی
اور منکر اس حجت قطعی کا مثل روافض و معتزلہ کے ہی اور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف
ہی کذا فی کتب الاصول **تیسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قرات الحمد کے آمین پکار کر کہنی
چاہیے سو انھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد و مسند ابو داود

وطیالسی و مسند ابویعلی و ترمذی و تہذیب الآثار و دارقطنی و معجم طبرانی و محلی شرح موطا و مستدرک میں
باسناد صحیح موجود ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ ساتھ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی ہین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہنچے تو آمین آہستہ
کہی انتہی اور نیز حفاظ نے کیا ہی اس حدیث کا جو صحیح ترمذی مین ہی اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل و ابوداود
وطیالسی و ابویعلی نے اپنی مسانید مین اور طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک
مین اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہی اور اگر تجھے کچھ کلام ہو شعبہ مین کہ ایک راوی ہی اس حدیث کا تو دیکھ لے
عینی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونون نے شعبہ کو امام المحدثین لکھا ہی چنانچہ وہ ہہ بہ
عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی روایت ہی علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے
ہین اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور پست
کیا اسکو اور علامہ ابوالحسن شارح ترمذی کی کتاب فوز الکرام مین ہے وَعَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ
کُہَیْلٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی روایت ہی شعبہ سے وہ روایت کرتے ہین سلمہ
بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ سے وہ روایت کرتے ہین وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی مین نے
پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتھ اوسکے
آواز کو یعنی امین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداود اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے
اور ذکر کیا اس حدیث کو ابویعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور
امام احمد نے اپنی مسند مین اور بعض روایت مین جو بجای خَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ کے مَدَّ بِہَا صَوْتَہٗ آیا ہی سو
معنی اسکے محدثین نے اطال یعنی دراز کیا کے لکھے ہین اور بعض محدثین نے مد سے مد عارضی جو اول کلمہ میں ہوتا ہی
یا آخر کلمہ مین مراد لیا ہی یعنی یہ مد مقابل حذف کے ہی نہ مقابل خفض کے بہرحال اس سے جہر نہین ثابت ہوتا ہی ورنہ
امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح مین درج کرتے اور
اون احادیث سے جو اونکے مفید مطلب نہین تعرض نکرتے یا اسمین کوئی ایسی علت قادحہ تھی جسکے سبب سے

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین دَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ وارد ہی اسکو بھی اوسی پر قیاس کرنا چاہیے یا بیت کا المعنی ہی یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہی حالانکہ مد کے معنی اطالت کے ہین یا بطور مجاز کے جیسا کہ مذکور ہو چکا اور اگر بالفرض جہر معنی رفع کے بھی سہی تو مراد اوس سے اتنا بلند کیا کہ اول صف یعنی پاس کے آدمیون نے آمین سن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ نماز سریہ مین بھی قریب کے مقتدی امام کی قرارت سن لیتے ہین اور موید اسکی حدیث ابوہریرہؓ ہی جو مروی ہی سنن ابو داؤد مین اور نیز اسپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفای آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار میں طبری روایت کرتے ہین ابوبکر بن عیاش سے وہ ابوسعید سے وہ ابووائل سے کہا اونھون نے کہ نہ تھے عمرؓ اور علیؓ جہر کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے اور ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ نہین بن پڑتا تو اوس حدیث کی اسناد مین خواہ نخواہ کوئی خدشہ علت ضعف وغیرہ کا پیدا کرکے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس حدیث وائل مذکور خفض بہا مین بایں طور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہی اور اوسنے اپنے والد سے نہین سنا جیسا کہ تقریب مین ہی عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ الْجِيْمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوْفِيُّ صَدُوْقٌ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج نہ رہی سو **جواب** اسکا کئی طرح سے ممکن ہی **اول** تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث مرسل کے حجت ہی بشرطیکہ راوی اوسکے ثقہ اور عادل ہون جیسا کہ کہا ہی امام ابن ہمام نے کتاب الحدود کی فصل کیفیت حد مین اَنَّ الْاِنْقِطَاعَ عِنْدَنَا دَاخِلٌ فِی الْاِرْسَالِ بَعْدَ عَدَالَةِ الرُّوَاةِ اور ظاہر ہی کہ راوی اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین **دوسرا** جواب یہ ہی کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم سماع علقمہ کے قائل ہوگئے ہین مگر یہ قول انکا جمہور علما کے خلاف ہی بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور مقامات سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہی پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہیگی اونکے عدم اطلاع پر یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہی نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَكَی الْعَسْكَرِیُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ اَنَّهُ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ یعنی حکایت کی عسکری نے ابن معین سے اس بات کی کہ کہا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھون نے بلوغ المرام باب صفت الصلوٰۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ

لکھا ہو رَوَاہُ اَبُو دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اسناد صحیح کے سات
پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا سات صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ حدیث
متصل ہی مرسل اور منقطع نہیں اور واقف سنن ابو داؤد کو معلوم ہی کہ یہ حدیث ابو داؤد مین طریق علقمہ
عن ابیہ سے مروی ہو پس اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی ورنہ بموجب تحریر تقریب کے
یہان بھی حکم دیتے او صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح علط ہوئے عبارت
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ شکوک
فاضل لمعی جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
فرقہ وہابیہ کے تصنیف فرمایا ہو اور جوابات دندان شکن سے لاند ہو نکے مطاعن بیجا کو یکقلم اوٹھایا ہے
ہان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو با جماع ثقات محققین ثابت ہی جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع مین کتاب الحدود کے باب ماجاء فی المرأۃ
مین بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہو طریق علقمہ سے لکھتے ہین عَلْقَمَۃُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْہِ
وَھُوَ اَکْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
باپ سے نہین سنا ہی اور اسی طرح صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع مین
حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ کی اسناد مین عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ
وارد ہی اور ظاہر ہی کہ امام مسلم اصول مین کوئی حدیث منقطع نہین لاتے ہین پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے ثابت ہی اور یہ حدیث متصل السند ہی اور اسمین لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہے
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزری و ابو المحاسن شارح
ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ ہونے والد سے اور یہ حدیث
بھی اخفا کے مؤید ہی عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَۃَ بْنَ جُنْدَبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ تَذَاکَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدَبٍ اَنَّہٗ حَفِظَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکْتَتَیْنِ سَکْتَۃً اِذَا کَبَّرَ
وَسَکْتَۃً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَۃِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَحَفِظَ ذٰلِکَ سَمُرَۃُ وَاَنْکَرَ عَلَیْہِ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَکَتَبَا فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَکَانَ فِیْ کِتَابِہٖ اِلَیْھِمَا اَوْ فِیْ رَدِّہٖ اَنَّ سَمُرَۃَ قَدْ

اثبات مختار محدثین کا سماع علقمہ از ابیہ

حفظ یعنی روایت ہی حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپسمین بیچ
حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتہ
بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ مین پس جواب لکھا اونہون نے دونونکو کہ تحقیق
سمرہ کا حفظ صحیح ہی اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہی سو فیصلہ کیا
اون دونونکا ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہی اور یہ حدیث ابوداؤد کی ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ کی
کہا طیبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہی پہلا سکتہ سبحانک اللہم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کہنے کے واسطے ہی
کذا فی المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہی حدیث سکتہ کا پوچھا ہمنے
قتادہ سے وہ ایک راوی ہی اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جسوقت کہ
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جسوقت کہ فراغت پاوے تو قرات سے پھر کہا
جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو ای بھائی غور کا مقام ہی کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہی
خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین پر
سکتہ کیا تو آمین آہستہ کہی جیساکہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْن یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہری ثابت ہو جاتی وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطای امام مالک کی ہی اور دلالت کرتی ہی اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْن فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْن وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْن یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین اسواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہی آمین اگر امام جہر سے کہتا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہی اور سوای اسکے قُوْلُوْا کے معنی پکار کر کہو تم کے کہان آئے ہین بلکہ معنی کہو تم کے ثابت
ہوتا ہی اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہی کَمَا نَقَلَهٗ فِی الْبُخَارِیِّ قَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْن دُعَاءٌ تو دعا کو آہستہ
کہنا حکم قرآن شریف کا ہی جیساکہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً

ثبوت آمین بالاخفا از حدیث سکتہ

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام نے بھی دعا کی تو آہستہ کی اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا اور فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اَرْبَعٌ یُّخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّسْمِیَةُ وَالتَّامِیْنُ کَمَا نَقَلَهٗ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ یعنی چار ذکر امام آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللھم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالاخفا کو ہمنے صفحہ ۲۴۲ سے صفحہ ۲۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہے پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ او ر آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانوں نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلونمین انصاف کرین کہ آمین آہستہ کہنے مین خلوص اور عاجزی زیادہ ہے یا پکار کر کہنے مین افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق کر دی کہ لڑکونکو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہین ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام ہوتا ہے ؎ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ✤ کین رہ کہ تو میروی بترکستانست ✤ **چوتھا مسالہ** رفع یدین کا

غیر مقلدین کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا چاہیے حالانکہ اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا کہ جنسے رفع نکرنا ثابت ہوتا ہے عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ یعنی علقمہ سے روایت ہے کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے کیا نہ پڑھاؤن تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر پڑھی نماز پس نہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہے اور کہا ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث برا بن عازب سے بھی آئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور تسلیم او قبول کیا ہے اس حدیث کو بہت سے علما او صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہے سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہؒ اور اونکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی مین اور ابو داؤد نے تو باب منعقد کیا جداگانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز مین اول ہی مرتبہ ہے اور روایت کی علقمہ سے یہی حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور برا بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ یَدَیْهِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی روایت ہے برا بن عازب سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جسوقت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے قریب کانونکے پھر دوبارہ نہ اوٹھاتے ساری نماز مین انتہی بنایۃ النعمان ہے یہ ۔۔۔ حدیثین صحاح ستہ کی ہین اور

مقلدین عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہین اور وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرکے تارک ہوتے
ہین ان دو حدیثون صحاح کے اور اگر اونکو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ
سے رفع یدین مین کئی طریق سے روایتین آئین سو جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ منسوخ ہین چنانچہ عینی
شرح بخاری مین مرقوم ہے انّہ کان فی بدء الاسلام ثم نسخ یعنی تھا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتدا
اسلام مین پھر منسوخ ہوگیا اور دلیل اسکے نسخ پر یہ ہے انّ عبد اللہ بن الزبیر رأی رجلاً یرفع یدیہ
فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لا تفعل فانّ ھذا شیء فعلہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ یعنی تحقیق عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کردیا اسکو اور دوسری دلیل نسخ کی یہ ہے کہ جو روایت کی امام طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ
حدثنا ابو داؤد قال انا احمد بن عبد اللہ بن یونس قال اخبرنا ابو بکر بن عیاش عن
حصین عن مجاہد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الّا فی التکبیرۃ
الاولیٰ من الصلوٰۃ کہا طحاوی نے روایت کی مجکو ابو داؤد نے اونکو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
اونکو ابو بکر بن عیاش نے اونکو حصین نے اونسے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے
پیچھے عبد اللہ بن عمرؓ کے سو نہ رفع یدین کیا اونھون نے مگر تکبیر اولیٰ مین نماز کے کہا امام طحاویؒ نے کہ یہ
وہی ابن عمرؓ ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ترک کرنا اونکا دلیل نسخ کی ہے انتہی کلام العینی اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ حدیث کے پرکھنے والے
جو پرکھ گئے اور بمقابلہ تحقیق حدیث ان لوگونکے اسوقت کے علما کو کیا نسبت ہے چہ نسبت خاک را
با عالم پاک * اور بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار الحناطین مین ہوچکا ہے آخر کار
امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر مین و عقود الجواہر المنیفہ مین
ہے روی الحارثی فی مسندہ قال حدثنا محمد بن ابراھیم بن زیاد الرازی حدثنا
سلیمان بن الشاذکونی سمعت سفیان بن عیینۃ یقول اجتمع ابو حنیفۃ والاوزاعی
فی دار الحناطین بمکۃ فقال الاوزاعی لابی حنیفۃ ما بالکم لا ترفعون ایدیکم

۷ عقود الجواہر المنیفہ جلد اول صفحہ [illegible]

فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لِاَجْلِ اَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ فَقَالَ كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ اُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَتَقُوْلُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَانَ حَمَّادٌ اَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ اَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَاِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ وَلَهُ فَضْلُ صُحْبَةٍ فَالْاَسْوَدُ لَهُ فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَعَبْدُ اللهِ عَبْدُ اللهِ فَسَكَتَ الْاَوْزَاعِيُّ

یعنی حارثی نے اپنی مسند مین روایت کی کہ کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اور اونکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے کہ ایک روز جمع ہوئے امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دار حناطین کے سو کہا امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع اور قومہ مین نماز کے کہا امام ابو حنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہے کہ حدیث کی مجکو زہری نے اوسکو سالم نے اوسکو اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو علقمہ اور اسود دونون نے روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے کہ حدیث کی مین نے مجکو زہری نے کہ وہ میرے استاذ ہین اونے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو اسود اور علقمہ نے ان دونونکو عبد اللہ بن مسعود نے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے او

ملقمہ فقاہت مین عبد اللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اونکے فضل صحبت ہے
ور اسود کی تو بڑی بزرگی ہی اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہین اونکا کیا کہنا پس چپ ہو گئے
مام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابو حنیفہ حجت مین اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
پنے رسالہ انصاف مین لکھا ہی اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسیطرح مرقوم ہی اور نیز معارض ہی حدیث رفع
یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہے
حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابو داود نے
کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے
سفیان سے اونھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبد الرحمن بن اسود سے اونھون نے علقمہ سے
اونھون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اوٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو پہلی تکبیر مین پھر نہین اوٹھاتے تھے ساری نماز مین انتہی بعد اسکے لکھا ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ بِاِسْنَادِہٖ اور یہ حدیث بھی
معارض ہی وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ
اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَہُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ یعنی کہا عبد اللہ بن مسعود نے
نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے سو اونھون نے رفع یدین نہین کیا
مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو اسناد ہین
بخاری اور مسلم کے کَمَا نَقَلَہٗ صَاحِبُ فَتْحِ الْقَدِیْرِ اور دار قطنی مین یہ حدیث باین اسناد ہے
حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الْحَنَّاطُ وَعَبْدُ الْوَہَّابِ بْنُ عِیْسٰی بْنِ
اَبِیْ حَیَّۃَ قَالَا نَا اِسْحٰقُ بْنُ اَبِیْ اِسْرَائِیْلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا
اَیْدِیَہُمْ اِلَّا عِنْدَ تَکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ اور بھی رفع یدین کو یہ حدیث معارض ہے
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

رافعوا أيدينا في الصلوة فقال ما لي أراكم رافعي أيديكم كأنها أذناب خيل شمس
اسكنوا في الصلوة أخرجه مسلم یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہے نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہم پر اور ہم تھے ایسے کہ اوٹھائے ہوئے تھے ہم ہاتھونکو نماز مین فرمایا کیا ہے مجھکو کہ دیکھتا ہون مین تمکو کہ اپنے
ہاتھونکو اسطرح اوٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دُمین سرکش گھوڑونکی ہلتی ہین سکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ
نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابوداؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ
استاد بخاری ومسلم نے اپنی مصنف مین اور محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر تخصیص
بلا مخصص ہے یہ مقام غور ہے کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہو اور پھر دعوا ہے کہ ہم
عامل بالحدیث ہین واہ واہ سبحان اللہ اور بھی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے
ساتھ سند صحیح کے عن الأسود قال رأيت عمر بن الخطاب رفع يديه في أول تكبيرة
ثم لا يعود یعنی اسود سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب کو کہ اوٹھائے دونون ہاتھ
اپنے اول تکبیر مین پھر نہ اوٹھائے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بھی روایت
کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہا اونکے باپ نے کہ علی مرتضیٰ رض کرتے تھے رفع یدین مگر تکبیر
اولی مین پھر نکرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اور کہا نہین
جائز ہے یہ بات کہ علی مرتضیٰ خلاف کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر بعد اسکے کہ ثابت ہووے نسخ کما نقله
العینی فی شرح الہدایہ اور بھی امام محمد روایت کرتے ہین ساتھ سند صحیح کے عن عاصم بن کلیب
عن أبيه أن عليا كان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة ثم لا يعود یعنی عاصم بن کلیب
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت علی رض شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز مین دوبارہ
اوٹھانا ہاتھ کا نہین کرتے تھے وقال أبو بكر بن عياش عن مجاهد قال خدمت ابن عمر عشر سنين
فما رأيته يرفع يديه إلا في التكبير الأولى یعنی امام زیلعی فرماتے ہین
کہ مجاہد نے کہا کہ خدمت کی مین نے ابن عمر رض کی دس برس سو نہین دیکھا مین نے انکو
رفع یدین کرتے ہوئے نماز مین [illegible] وعن ابن عباس رضي الله عنه أن العشرة
المبشرة ما كانوا يرفعون أيديهم إلا في افتتاح الصلوة ذكره في النهاية والكفاية
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے مگر شروع نماز کے اول

نور الانوار مین ہی وَقَدْ صَحَّ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ رض عَشْرَ سِنِينَ فَلَمْ أَرَهُ
يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الْافْتِتَاحِ فَتَرْكُهُ الْعَمَلَ بِهِ دَلِيلٌ عَلَى انْتِسَاخِهِ یعنی روایت
صحیح مجاہد سے یہ ہی کہ فرمایا انھون نے کہ صحبت مین رہا مین ابن عمر رض کے دس برس تک سو نہین
دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے سوای تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
ہی اوسکے منسوخ ہونے پر وَفِي النِّهَايَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي فِي
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ
أَنَّهُ شَيْءٌ قَدْ تَرَكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا فَعَلَهُ یعنی نہایہ مین روایت
عبد اللہ بن زبیر مرقوم ہی کہ دیکھا اونھون نے ایک آدمی کو مسجد حرام مین نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین
کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا اونھون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي
الْعِيدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ عَرَفَاتٍ وَعِنْدَ جَمْعٍ وَ
عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ یعنی روایت ہی عبد اللہ بن عباس رض سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ کسی شی مین مگر سات جگہہ اول تکبیر تحریمہ مین دوم نماز
عیدین کی تکبیرون مین سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پنجم عرفات مین ششم
مزدلفہ مین ہفتم وقت کنکریان مارنے کے شیطان کو منا مین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ مین دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
کے لکھا ہی وَلِأَنَّهُ لَمَّا تَعَارَضَتْ رِوَايَتَا فِعْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَبَ الْمَصِيرُ إِلَى قَوْلِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ الْحَدِيثُ الْمَشْهُورُ لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ
افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَقُنُوتِ الْوِتْرِ وَتَكْبِيرِ الْعِيدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعِنْدَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْمَوْقِفَيْنِ وَعِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ أَيِ الْأُولٰى وَالْوُسْطٰى وَمَا
يُرْوٰى مِنَ الرَّفْعِ مَحْمُولٌ عَلَى الْابْتِدَاءِ كَذَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ یعنی سبب دو حدیثون متعارض
ہونے کے تو ضرور ہوا رجوع کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہی

نور الانوار صفحہ ۲۰۱ مطبع یوسفی

لا یرفع الایدی الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر ہی اوس فعل کی جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوائل مین کرتے تھے آخیر کو آپ نے چھوڑ دیا کالاعتبار بالمتواتر فیعمل بہ ان
احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک و شبہہ نرہا تو عمل
مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہو کہ یہ
مذہب فقط امام اعظم رح کا ہے سو یہ بات محض غلط ہی اسواسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے
ہین کہ یہ مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلی کا
اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحق سبیعی کا اور خیثمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم
ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اونکے اصحاب کا انتہی کلام العینی **پانچوان مسالہ**
غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو انھون
نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا **اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ** یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاو انتہی
یہ آیت منع کرتی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزونکی غرض
ہی ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونون پر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور
چپ رہنا خاص نہین پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموماً قرارت کے وقت یعنی
جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونون پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہی تو
حق تعالی کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا بہر نوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا
چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ رہو اور چونکہ امام سری اور
جہری دونون مین قرارت قرآن کرتا ہی تو لامحالہ مقتدیونکو دونون حالتون مین چپ رہنا پڑیگا کما
**قال العلامة ابن الھمام فی فتح القدیر فان المطلوب من ھذہ الآیة امران الاستماع
والانصات فیعمل بکل منھما والاول یخص بالجھریة والثانی لا فیجری علی اطلاقه
فیجب السکوت عند القراءة مطلقا** اور یہ آیت دربارۂ قرارت نماز کے نازل ہوئی ہے یہی
قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عماد بن کثیر مین مرقوم ہی قال علی بن طلحة عن

قرات خلف الامام

ابن عباس ہی قولہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ یعنی فِی الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ اور امام بغوی صاحب
تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذَھَبَ جَمَاعَۃٌ اِلٰی اَنَّھَا
فِی الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہی کہ یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے ہی اور بعد اسکے
مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا وَالْاَوَّلُ اَوْلٰی وَھُوَ اَنَّھَا فِی الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ اور زرقانی
شرح موطا مین قاضی ابن عبد البر نے لکھا ہی اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ لَمْ یُرَدْ بِہٖ کُلُّ مَوْضِعٍ یُسْتَمَعُ فِیْہِ
الْقُرْآنُ وَاِنَّمَا اَرَادَ الصَّلٰوۃَ وَیَشْھَدُ لَہٗ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاِمَامِ وَاِذَا قَرَأَ
فَاَنْصِتُوْا صَحَّحَہٗ ابْنُ حَنْبَلٍ فَاَیْنَ الْمَذْھَبُ عَنِ السُّنَّۃِ وَظَاھِرِ الْقُرْآنِ یعنی سب کا اتفاق ہی
کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہی کہ جہان کہین قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اوس سے مراد ہی اور اسپر
حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو
امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ جانے کی ہی پس ان روایات
سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اوتری
یہان مؤلف [illegible] احسن نے حسب عادت قدیمہ اپنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہی کہ خائنونکے بھی کان کاٹے
ہین چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ١٠٦ مین تفسیر معالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر اس قول
صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرارت نماز نازل ہوئی ہی) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول
اول اولی ہی) قلم انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اور ادھر اودھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ
کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقہ لامذہب کے ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہین بیچارے
عوام مقلدین جو انکے مکائد سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دھوکا
کھا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرارت کرنے اور نماز مین باتین کرنیکی
ممانعت مین نازل ہوئی ہی سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلا کے نہ پڑھنے اور باتین نکرنے کا کہان حکم ہی
بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہی یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہی اور چپ رہنا نماز
سری و جہری مین عام [illegible] کلام الٰہی ہی اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدے سے بھرا ہوا ہی زائد اور
بیکار نہین اور ہر لفظ [illegible] اور حکم جداگانہ نکلتا ہی اس مقام مین مؤلف صاحب بلاغ المبین کے
صفحہ (١٠٤٠) مین [illegible] معقول دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی [illegible] اس آیت کی تفسیر لکھی ہی

معالم التنزیل
شرح موطا زرقانی
صفحہ ١٠٦
معالم التنزیل
صفحہ ١٠٤٠

جواب شبہ پنجم مؤلف ظفر المبین

چکے رہو سوا ہی قرآن کے یہانسے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود امر بات سکے
کہ قول معتبر و مستند معالم التنزیل و درمنثور و تفسیر عما و غیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیت در بارۂ قرأت
نماز کے اوتری اور لوگ امام کے پیچھے قرارت کرنے سے روکے گئے پھر یہ حضرت تفسیر حمانی سے کہ ایک غیر مشہور
تفسیر نقل کرتے ہین کہ قرآن کی ممانعت نہین واہ ری جرأت کہ قرآن پر بھی بے سمجھا حاشیہ بڑہانے لگے
اور بے پر کی اوڑانے لگے اور دعوا یہ کہ ہم تو فقط قرآن و حدیث مانتے ہین دوسرونکے قول سے ہمکو کچھ غرض
نہین چنانچہ اسی بنا پر مؤلف صاحب نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہی کہ قول صحابی کا حجت نہین ہی
بھائیو انصاف کا مقام ہی کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر حمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف اور دوسری
تفاسیر معتبرہ کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہی وہ قابل تسلیم ہو اور جواب آیت کا اوس سے دیا جاوے
نعوذ باللہ الکریم من ہذا الشر العظیم و الجہل الجسیم اور جو آیۂ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے یعنی پڑہو تم
قرآن سے اوسقدر جو آسان ہو ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے قرارت کرے سو یہ تمہارا غلط فہمی کا
ہی اسواسطے کہ جب ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہو گیا کہ قرارت امام کی بعینہ مقتدی کی قرارت ہی تو پھر قرارت
مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہی عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی حضرت جابر رض سے
مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہی پس مقتدی بحکم آیت
وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے چپ بھی ہی اور آیت فَاقْرَؤُا کی تعمیل بھی اوس طریق پر کر رہا ہی جیسا کہ ثابت
ہوا حدیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی
رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہی کہ جب دو باتونمین تعارض واقع ہو تو تا بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونونکو ساقط
کردین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث مَنْ كَانَ کو ایک جماعت
صحابہ نے کہ اونمین سے جابر بن عبد اللہ و ابن عمر رض و ابو سعید خدری رض و ابو ہریرہ رض و ابن عباس رض و انس بن مالک رض
ہین اور منع کیا ہی امام کے پیچھے قرارت کرنے سے اسّی صحابہ نے کہ اونمین سے حضرت علی رض اور عبد اللہ بن عمر رض
اور عبد اللہ بن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس اتنے بڑے صحابہ جلیل القدر کا
بمنزلہ اجماع کے ہو گیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ اجماع ہی کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے
امام کے پیچھے اور عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ دس صحابہ نبی صلی اللہ

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرأت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان بن عفانؓ و علی بن ابی طالبؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ ہیں انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے امام کے مقتدی قرأت کریگا تو آیت اذا قرئ القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام فخر الدین رازی نے تفسیر میں جواب اسکا لکھا ہے فَإِنْ قِيلَ أَنْ يَقْرَأَ عِنْدَ سُكُوْتِ الْإِمَامِ قُلْنَا إِنَّ سُكُوْتَهُ إِمَّا أَنْ يَقُوْلَ إِنَّهُ مِنَ الْوَاجِبَاتِ أَوْ لَيْسَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالْأَوَّلُ بَاطِلٌ بِالْإِجْمَاعِ وَالثَّانِي يَقْتَضِي أَنْ يَجُوْزَ أَنْ لَا يَسْكُتَ فَبِتَقْدِيْرِ أَنْ لَا يَسْكُتَ يَلْزَمُ أَنْ تَحْصُلَ قِرَاءَةُ الْمَأْمُوْمِ مَعَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ وَذٰلِكَ يُفْضِي إِلَى تَرْكِ الْاِسْتِمَاعِ وَإِلَى تَرْكِ السُّكُوْتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ وَذٰلِكَ عَلَى خِلَافِ النَّصِّ یعنی جواب ہے اس اعتراض کا کہ سکتہ میں کہ سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہیں واجب ہے یا نہیں واجب ہے اور واجب ہونا بالاجماع باطل ہے اور نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ سکتہ امام کو جائز ہو [illegible] امام نہ سکتہ کرے مقتدی کو امام کے ساتھ قرأت کرنا لازم آتا ہے اور یہ ترک استماع اور سکوت کا ہے [illegible] اور یہ خلاف [illegible] قرآن کے [illegible] الرازی [illegible] الواحدیؒ [illegible] یعنی [illegible] قرأت خلف الامام میں خلاف کیا ہے ان احادیث صحاح سے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّيْ أَقُوْلُ مَا لِيْ أُنَازَعُ الْقُرْآنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمیں آپ نے جہر سے قرأت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا ابھی تم میں سے میرے ساتھ قرأت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کیوں مجھسے جھگڑا کیا جاتا ہے قرآن میں راوی کہتا ہے کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرأت کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری میں جسمیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرأت کرنا مقتدیوں کا ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرأت کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ یہ مذہب ہے امام ابو حنیفہؒ و امام احمدؒ

وامام مالک و تمامی سلف وخلف کا اور ایک روایت ہی امام شافعیؒ سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور ابوداؤد نے بھی یہ روایت ابوہریرہؓ کی کئی سندون سے نقل کی ہی اور قول زہری کا بھی اوسمین لکھا ہی کہ
باز رہے لوگ قرارت سے نماز جہری مین اور یہی امام مالک نے موطا مین ساتہ اسی قول کے نقل کیا ہی کہ چھوڑ دیا
لوگون نے قرارت کرنا اوس دن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین مین سے کہے فَانْتَہَی النَّاسُ اِلخ یہ قول زہری کا
ہی مرفوع نہوا اس حدیث قابل حجت نہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتہ نہین ہی بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتہ ہی اور نیز ابن ماجہ ونسائی نے اس بات کا باب منعقد کیا ہی کہ مقتدی
کچہ نہ پڑھے اور اسکے اثبات مین یہ حدیثین لائے ہین عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہی ابی موسی اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم چپ ہو وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابوہریرہؓ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسیواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ پیروی کرو تم اوسکی جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
جب وہ قرآن پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتہ دو سندونکے آسمین امام ہی مولف صاحب کا کذب
صریح اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ ... ظفر المبین کے
صفحہ ۱۶۳ مین حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو ابوداؤد سے نقل کرکے لکھا ہی کہ یہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہی اور
ابو خالد مولائی جعدہ بیٹا ہبیرہ مخدومی کا مجہول ہی تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی دلاوری جرأت
کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائین اور خاص منشا اس دروغگوئی کا یہی ہی کہ جب انھون نے دیکھا کہ یہی
اس حدیث کے صاف صاف حنفیونکے مدعا پر دلالت کرتے ہین اور کوئی جواب اسکا بن نہین پڑتا تو اس شخص نے
واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابو خالد کو یہان ظاہر کیا حالانکہ جو راوی
اس حدیث مین ہی وہ ابو خالد احمر ہی کہ نام اوسکا سلیمان بن حبان ہی یہ وہ شخص ہی کہ جس سے بخاری اور
مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر مین بجواب ابوداؤد لکھا ہی وَھٰذَا فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّ
اَبَا خَالِدٍ الْاَحْمَرَ ھٰذَا ھُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَیَّانَ وَھُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ احْتَجَّ بِھِمُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
وَمَعَ ھٰذَا لَمْ یَنْفَرِدْ بِھٰذِہِ الزِّیَادَۃِ بَلْ تَابَعَہٗ عَلَیْھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابوداؤد کے قول مین بحث ہی کیونکہ ابو خالد احمر یہ وہی سلیمان بن حبان ہی اور وہ ایسا ثقہ ہی کہ بخاری و

رد و عکوس مولف ظفر المبین

ص ۴۲

مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہی اور پھر وہ اس فقرہ کے بڑھانے مین اکیلا بھی نہین ہی بلکہ ابو سعید محمد بن سعد انصاری نے اوسکی متابعت کی ہی اور علامہ ماردینی نے جوہر النقی مین ابو خالد احمر کو ثقہ اور مستند ثابت کرکے لکھا ہی وبهذا یتبین ان ابا خالد لیس منفردا بها کما زعم ابو داود یعنی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ وہ ابو خالد متفرد نہین ہی جیسا کہ ابو داود کو شبہہ ہوا اور موطا مین امام مالک نے ایک باب منعقد کیا اور فرمایا باب ما یجب من ترک القراءة خلف الامام فی جمیع الحالات اب اس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ اگر مقتدی آمین جہر کہے اور امام سرا تو یہ بھی متابعت کے خلاف ہی پس مقتدی کو کسی نماز مین خواہ وہ سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے کچھ نہین پڑھنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آیہ اذا قری القرآن الخ کے مطلب کی خوب ہی توضیح ہو جاتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور موطا امام محمد مین ہی اخبرنا ابو حنیفة قال حدثنا ابو الحسن موسی بن ابی عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من صلی خلف الامام فان قراءة الامام له قراءة یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرارت مقتدی کی قرارت ہی اور نسائی نے نماز سری یعنی نماز ظہر و عصر مین بھی منع قرارت مین باب منعقد کیا ہی اور یہ حدیث لکھی ہی عن عمران بن حصین قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الظهر فقرأ رجل خلفه سبح اسم ربک الاعلی فلما صلی قال من قرأ سبح اسم ربک الاعلی قال رجل انا قال قد علمت ان بعضکم قد خالجنیها یعنی روایت ہی عمران بن حصین سے کہا اونھون نے کہ نماز پڑھائی ظہر کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس پڑھی ایک شخص نے پیچھے آپکے سورہ سبح اسم ربک الاعلی پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کہ کسنے پڑھی سورہ سبح اسم ربک الاعلی اوس شخص نے کہا کہ مین نے فرمایا آپنے تحقیق کہ جانا مین نے کہ بعض تمہارا خلجان مین ڈالتا ہی مجکو اور یہ حدیث صحیح مسلم مین بھی ہی اور بھی نسائی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا کہ اوسمین لفظ صلی الظهر والعصر کا ہی اور جو حدیثین دربارۂ وجوب قرارت خلف الامام کے غیر مقلدین پیش کرتے ہین جیسے لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب اور لا صلوة الا بفاتحة الکتاب یعنی جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی نماز اوسکی نہین ہوتی سو جواب اوسکا بچند وجوہ ہی اول تو یہ نفی نفی ذات نہین بلکہ نفی کمال کی ہی جیسا کہ کہا علامہ عینی نے کہ کمال نماز کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہی نہ یہ کہ عدم جواز نماز کا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ یعنی ہمسایہ مسجد کی نماز کامل نہین ہوتی ہی مگر مسجد مین وَلَا اِیْمَانَ
لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ یعنی نہین ہی ایمان کامل اوسکا جسکو امانت داری نہین اگر اسکے ظاہر معنی لیے جاوین
کہ ہمسایہ مسجد کی نماز گھر مین جائز نہوگی اور خیانت کرنے والا بے ایمان کافر ہی سو یہ خلاف جمہور علما کے
ہی کیا اسکا کوئی قائل نہین یہ دو حدیثین صرف تمثیلاً لکھی گئیں ورنہ اس قسم کی دو سو بیاسی حدیثین جامع صغیر
... ... کی ابتدا مین لفظ لا کا ہی غور کرنا چاہیے کہ لا کن کن مین نفی ذات کی اور
کن کن مین نفی ... ... ان حدیثون کی نفی کمال کے لیے یہ حدیث ... کی ... ...
... ... یعنی جسنے بغیر سورت فاتحہ کے نماز پڑھی سو وہ ناقص ہی
کامل ... ... قرأت فاتحہ کے واجب ہونے مین دوم یہ کہ اس حدیث ... ... آیہ
فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ... ... پڑھو تم قرآن مین سے جو آسان ہو پس خصوصیت سورۃ
فاتحہ کی جاتی رہی اور ... ... ثابت ہوا سوم یہ کہ ان حدیثون سے مدعا غیر مقلدونکا ثابت نہین ہوتا
کیونکہ یہ تو ہم بھی کہتے ہین کہ قرأت فاتحہ ہر شخص کو چاہیے مگر ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد ... ...
... ... جو شخص مقتدی ہو قرأت اوسکی یہ ہی کہ امام قرأت کرتا ہی پس مقتدی بھی قرأت کرتا ہی اگرچہ قرأت
اسکی ... ... مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یون ہی ہوا ہی کہ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ
قِرَاءَۃٌ پس ... ... ہو گیا ... سورۃ فاتحہ پڑھنا واسطے مقتدی کے آپ اگر مقتدی خود بھی پڑھیگا تو تکرار قرأت
لازم ... ... غیر مشروع ہی اور منافی ہی حکم آیہ کریمہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے جیسا کہ ہم اوپر مفصل لکھ چکے
ہین چہارم یہ کہ حکم ان احادیث کا واسطے مقتدی کے نہین بلکہ واسطے منفرد کے ہی چنانچہ جابر بن عبد اللہ
صحابی اور امام احمد بن حنبل و دیگر علمای محققین نے بھی یہی کہا ہی ترمذی شریف مین لکھا ہی وَاَمَّا اَحْمَدُ بْنُ
حَنْبَلٍ فَقَالَ مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ
اِذَا کَانَ وَحْدَہٗ وَاحْتَجَّ بِحَدِیْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ حَیْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْہَا
بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ اَحْمَدُ فَہٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ
الْکِتَابِ اَنَّ ہٰذَا اِذَا کَانَ وَحْدَہٗ یعنی لیکن امام احمد بن حنبل رح نے فرمایا کہ معنی اس قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کے یہ ہین کہ جب کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھے یعنی مقتدی کم

خود قراءت کرنا ضرور نہین اور استدلال کیا ہمدیث جابرؓ سے کہ کہا اونھون نے کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد کے پڑھے تو نماز نہو گی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے کہ جابر بن عبد اللہ ایک صحابی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھون نے مطلب بتلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کا کہ یہ جب ہے کہ پڑھنے والا تنہا ہو تی اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے جو بڑے صحابی اور رعایت سنت نبوی کے تھے جب سوال ہوا کہ قرارت خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہین تو آپ نے جواب دیا تَكْفِيْكَ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ یعنی تجکو امام کی قرارت کافی ہی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بھی جواب مین یہی فرمایا سَيَكْفِيْكَ ذَاكَ الْاِمَامُ یعنی اسکے واسطے امام کافی ہی غرض جسقدر کہ خاص کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرارت امام کی اوسکو کافی ہی تو ان احادیث پیش کردہ غیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر او واضح ہوگیا اور زیادہ تر توضیح اس مطلب کی اقوال صحابہ سے بھی ہو گئی اب رہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ جسمین حکم قرارت فاتحہ کا مقتدی کے لیے بتصریح وارد ہی وہ یہ ہی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمْ تَقْرَؤُنَ وَرَاءَ اِمَامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِيْ وَاللّٰهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا یعنی عبادہؓ سے روایت ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑھنا پس جب پھرے آپ تو فرمایا مین دیکھتا ہون کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرارت کرتے ہو کہا عبادہ نے کہ کہا ہم لوگون نے ہان بخدا ای رسول اللہ آپنے فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورۂ فاتحہ کیونکہ بغیر اوسکے نماز نہین ہوتی انتہی واضح ہو کہ اس حدیث کو بہت سے علما نے صحیح بھی لکھا ہی اور بہتون نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زیلعی لکھتے ہین قَدْ ضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ وَجَمَاعَةٌ یعنی اس حدیث کو امام احمد حنبل اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہی اور یحیی ابن معین لکھتے ہین کہ جملہ استثنائیہ اس حدیث کا صحیح نہین پس ایسی حالت اختلاف مین ہمکو خوبھی موافق اصول حدیث کے تحقیق کرکے عمل کرنا چاہیے پس اسکے طریق اسناد مین محمد بن اسحق بن یسار راوی واقع ہوا ہی سو خود یہ شخص مختلف فیہ ہی اور موافق اصول حدیث کے قابل سند نہین ہی کیونکہ یحیی قطان نے (کہ جنکو سارے ساہمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہی) لکھا ہی کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اوسکو

گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحٰق بڑا جھوٹا ہی اور اسیطرح سلیمان بن تیمی نے بھی اوسکو کذاب لکھا ہی اور امام
مالک نے اوسکو دجال کہا ہی کما فی میزان الاعتدال اور کہا دارقطنی نے کہ اوسکے ساتھ حجت پکڑنا نہین ہو سکتا اور
نسائی نے کہا لیس بالقوی یعنی قوی نہین ہی مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکی جرح مفسر ہی اور یہ مسلّم حدیث
سے ہی کہ جب کسی شخص کو چند آدمی ثقہ اور عادل کہین اور چند آدمی اوسکو ضعیف و ناقابل سند بتائین
اور کوئی شخص عارف بالاسباب ومستند بوجہ تفصیلی ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا کما قال
الحافظ ابن حجر فی شرح نخبۃ الفکر والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ
ولکن محلہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبت
عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا یعنی کہا حافظ ابن حجر نے شرح
نخبۃ الفکر مین کہ جرح مقدم ہی تعدیل پر اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لیکن اوس کا موقع یہ ہی کہ جب
وہ جرح مفسر ہو اوس شخص کی جو اسباب جرح کا پہچاننے والا ہی کیونکہ اگر مفسر نہوگا تو اوس شخص کے واسطے کچھ
مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہی اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہو جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو
اوس جرح کا بھی اعتبار نہوگا انتہی اور یہ مسلّم ہی کہ یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا جاننے والا ہی چنانچہ
تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراھیم بن محمد التیمی ما رأیت اعلم بالرجال من یحیی القطان
یعنی کہا ابراہیم تیمی نے کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا جاننے والا نہین دیکھا اور نیز اوسی کتاب مین
ہی امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکھا اور یہ بھی مسلّم ہی کہ کذاب کا لفظ جرح مفسر ہی پس محمد بن
اسحٰق لامحالہ ضعیف اور غیر معتبر ہوگا اور قطع نظر اسکے محمد بن اسحٰق کو تقریب مین مدلس بھی لکھا ہی اور مدلس ہونا
حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہی اور علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری لکھتے ہین وفی حدیث
عبادۃ محمد بن اسحٰق بن یسار وھو مدلس قال النووی لیس فیہ الا التدلیس اور یہ بھی
مسلّم ہی کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہ سمجھی جاویگی اور یہ روایت جو محمد بن
اسحٰق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہی بلفظ عن مرقوم ہی پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت
نہ رہیگی چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہین المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع
المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث عنہ وقال
ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشیء یعنی مدلس جب بلفظ عن فلان روایت کرے تو اوسکی

حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل صحت نہوگی باوجود اسکے کہ محمد بن اسحٰق کو مالک نے جھوٹا کہا ہی اور امام احمد نے ضعیف اور کہا کہ اوس سے حدیث کرنا صحیح نہین اور کہا ابوزرعہ رازی نے کہ اوسکی کسی بات کا اعتبار نہین کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل عمل کے نرہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے کہ امام کے پیچھے قرارت کرنیوالے کے حق مین کیا کیا سخت وعیدین وارد ہوئین چنانچہ کہا حضرت عمرؓ اور سعد بن وقاص رضنے کہ وہ صحابی عشرۂ مبشرہ سے قطعی جنتی ہین کہ پتھر بھرون مین اوسکے مُنہ مین جو الحمد پڑھے پیچھے امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف مین اور بھی امام محمد نے اپنی موطا مین اور کہا علقمہ نے کہ آگ بھرلی مُنہ مین بہتر ہی الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطای امام محمد مین ہی اور فرمایا حضرت علی رضنے کہ الحمد پڑھنا مقتدی کا دین کے خلاف ہی نقل کیا اس حدیث کو کفایہ مین اور فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ مٹی بھر جاوے اوسکے مُنہ مین نقل کیا اسکو عینی نے اور فرمایا حضرت علی رضنے کہ جو کوئی پڑھے پیچھے امام کے وہ سنت پر نہین ہی روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار مین مع سند صحیح کے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بلفظ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَةَ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں بلفظ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَةِ اور بھی روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاذ بخاری اور مسلم کے ہیں اپنی مصنف مین ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہی اور سعد بن وقاصؓ کہ قطعی جنتی ہین اور زید بن ثابت جو جمع کرنیوالے قرآن شریف کے ہین فرماتے ہین کہ جسنے پیچھے امام کے پڑھا نماز اوسکی جائز نہین اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے کہ فاسد ہی نماز اوسکی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو کفایہ مین اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاری رحنے پس طالب کو اسقدر کافی ہی اور زیادہ بیان جو چاہو تو کتب بسوطہ مین دیکھو

چوتھا مسالہ غیر مقلدین نماز مین ناف سے اوپر ہاتھ باندھتے ہین بلکہ اکثر انمین سے جو پکے لامذہب جاہل ہین مثل عورتونکے سینہ پر ہاتھ باندھتے ہین اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتھ کی انگلیوں سے بائین ہاتھ کی کہنی پکڑتے ہین گویا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اکھاڑے مین خم ٹھوک کے ابھی کشتی لڑا چاہتے ہین ابھی کیا رفتہ رفتہ یہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کرکے گلے پر ہاتھ باندھینگے غرض انھون نے دونون امرون مین (یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے اور داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کے پونہچے کو نہ پکڑنے مین) خلاف کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہی جسکو عالم ربانی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار مین باین اسناد روایت کیا ہی اَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَمِدُ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فِى الصَّلٰوةِ يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَالَ مُحَمَّدٌ يَّضَعُ
بَطْنَ كَفِّهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى رُسْغِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِى وَسْطِ الْكَفِّ يعنى خبر دى
ہمکو امام ابو حنیفہ نے حماد سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے
تھے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے درانحالیکہ عاجزی کرتے تھے خاص اللہ ہی کے لیے کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ
اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائین ہاتھ کے پونھچے پر نیچے ناف کے پس ہوتا پونھچا بائین ہاتھ کا بیچون بیچ مین اپنے ہاتھ
کی ہتھیلی کے اور علامہ محدث شارح بخاری ابو المحاسن رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوز الکرام مین بعد ذکر کرنے اس
حدیث کے لکھا ہے ہٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ یعنی سند اس حدیث کی درست اور صحیح ہے اسمین کیا شک کہ جس حدیث کے
راوی مثل امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے کہ تبع تابعی ہین اور امام بخاری اور امام مسلم تو انکے شاگردونکے شاگرد ہین اور
مثل حماد اور ابراہیم نخعی کے ہون تو سب ثقہ راوی ہین اوس حدیث کے ہرگز کسیکو شبہ نہوگا دوسری حدیث
وہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد ہین امام بخاری و مسلم کے اپنی مصنف مین
ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَاَلْتُهُ قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ
قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهِ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ یعنی خبر دی ہمکو یزید بن
ہارون نے کہا اونھون نے خبر دی ہمکو حجاج بن حسان نے کہا اونھون نے سنا مین نے ابو مجلز سے
یا سوال کیا مین نے اونسے کہا مین نے کیونکر رکھے نمازی اپنے دونون ہاتھونکو نماز مین کہا اونھون نے رکھے داہنے
ہاتھ کی ہتھیلی کو بائین ہاتھ کی پشت پر اور کر دانے دونون ہاتھونکو نیچے ناف کے انتہی اور علامہ موصوف نے بعد ذکر اس حدیث
کے فوز الکرام مین فرمایا ہے ہٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ اور تیسری حدیث وہ ہے جسکو امام احمد حنبل اپنی مسند مین روایت
کرتے ہین ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَسَدِيُّ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ
زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِىِّ عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِىٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ فِى الصَّلٰوةِ
وَضْعُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی خبر دی ہمکو محمد بن سلیمان اسدی نے کہا اونھون نے
خبر دی ہمکو یحیی بن ابی زائدہ نے کہا اونھون نے خبر دی ہمکو عبد الرحمن بن اسحق نے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید
سوائی سے وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے وہ روایت کرتے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپنے نماز کی
سنتو مین سے رکھنا ہاتھونکا ہے اوپر ہاتھونکے نیچے ناف کے انتہی اور دار قطنی نے بھی مثل اسکے کسیقدر تغیر الفاظ
کے ساتھ یہی حدیث تحت السرہ کی روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن کبیر مین مثل اسکے روایت کی ہے چوتھی حدیث وہ ہے جسکو امام

ابو داؤد اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے
کہا اونھوں نے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحق سے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سے
وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز مین ہاتھ پر ہاتھ کا رکھنا
ہی نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی بائین ہاتھ کے پونچے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کی
حدیثون مین گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہین کہ یہہ حدیث موقوف ہی مروی ہی حضرت علی رض سے
پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہین ہوتی سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اسکا مطابق اصول حدیث کے یہ ہی کہ
جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقًا یا بطور کہے کہ اَلسُّنَّةُ كَذَا یا اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا تو مراد اوس سے
سنت نبوی ہوتی ہی اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار مین اور علامہ
بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہ نے اسی حدیث اس مقام پر لکھتے ہین اِنَّ قَوْلَ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مِنَ السُّنَّةِ هٰذَا اللَّفْظُ يَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوْعِ عِنْدَهُمْ [illegible]
الصَّحَابِيِّ اِذَا اَطْلَقَ اِسْمَ السُّنَّةِ فَالْمُرَادُ بِهٖ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی تحقیق
علی رض کا اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ یہ لفظ داخل ہی مرفوع مین محدثین کے نزدیک اور فرمایا عبد الرحمن نے تحقیق کہ
جب صحابی اطلاق سنت کو مطلقًا ہوئے تو مراد اوس سے سنت نبوی ہی اور ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ
میں شرح الموطا مین لکھا ہی الصَّحَابِيُّ اِذَا قَالَ السُّنَّةُ [illegible] عَلٰى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اور امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اِذَا قَالَ الصَّحَابِيُّ اُمِرْنَا بِكَذَا اَوْ نُهِيْنَا عَنْ كَذَا اَوْ مِنَ السُّنَّةِ
كَذَا فَكُلُّهُ مَرْفُوْعٌ عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيْحِ الَّذِي قَالَهُ الْجَمَاهِيْرُ مِنْ اَصْحَابِ الْفُنُوْنِ یعنی
جبکہ کہے صحابی اُمِرْنَا بِكَذَا یا نُهِيْنَا عَنْ كَذَا یا مِنَ السُّنَّةِ كَذَا ایسے ہر ایک ان تینون صورتون کے
الفاظ سے حدیث مرفوع ہی مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہین تمام اکثر اصحاب فنون سے نہی اور ابن امیر حاج
نے کتاب حلیۃ المحلی وبغیۃ المہتدی مین اور شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تخریج احادیث الاختیار مین لکھا ہی کہ
مثل حدیث مذکور حضرت علی کے ابن بطہ نے بروایت ابی ہریرۃ حدیث روایت کی ہی اور بھی مثل
اسکے جامع الاصول مین بروایت رزین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہی اور بھی علامہ

عینی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوَی ابْنُ حَزْمٍ مِّنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ
عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ وَھٰذَا یَعْضُدُ حَدِیْثَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی روایت کی ابن حزم نے
حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہی رکھنا داہنے ہاتہ کا بائین پر نیچے ناف کے اور یہ حدیث قوت
دیتی ہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچوین وہ حدیث ہی جسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد
ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسیٰ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَۃَ
ابْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَہٗ
عَلٰی شِمَالِہٖ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت
کرتے ہین علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا اونھون نے دیکھا مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتہ اپنا بائین ہاتہ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامہ محدث
محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثُمَّ اطَّلَعْنَا عَلٰی حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ
بِحَمْدِ اللّٰہِ وَھُوَ سَنَدُ الْمَذْھَبِ وَمُؤَیِّدٌ لِحَدِیْثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ مَا اَخْرَجَہٗ
ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی اللہ تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی
مذہب کی اور حدیث حضرت علی کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وَھٰذَا حَدِیْثٌ قَوِیٌّ مِّنْ حَیْثُ السَّنَدِ پھر اونھون نے اس
حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویونکی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند ومتن حدیث
کو تفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر مین اسکی گنجایش نہین منصف عامل بالحدیث کو اسیقدر کافی ہی **شعر**
یکحرف بس ست اگر شعور ست ✤ ورنہ چو چراغ پیش کور ست ✤ پس ثابت ہوگیا ان احادیث صحیحہ اور دلائل قویہ
سے کہ زیر ناف ہاتہ باندھنا موافق طریقۂ مسنونہ کے ہی اور در بارۂ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث
مین کسیکو خدشہ گذرے تو جواب باصواب اوسکا اثبات سماع علقمہ مین مع شواہد واقوال ثقات محدثین کے
بحث اخفای آمین مین دیکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین یہان حاجت اعادہ کی نہین اور اگر کسیکو
اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب الدُّرَّۃ فِیْ عَقْدِ الْاَیْدِیْ تَحْتَ السُّرَّۃِ
مین ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث لمعی علامہ لوذعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی
اور بحث جرح وتعدیل رواۃ کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی ساتوان رسالہ

غیر مقلدین کہتے ہین کہ دو نمازونکا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حالانکہ یہ قول اونکا اس
حدیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبد اللہ بن مسعود رضہ نے فرمایا قسم ہی اوس ذات کی کہ
سوا اوسکے کوئی معبود نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر
مگر دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور
عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا
مروی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **آٹھوان مسألہ**
غیر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی
اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداؤد مین آئی ہی اِنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ پونہچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے جسوقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابوبکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین ملجائین پس یہ بات
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے تو پھر ایسا
کریا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکیا کر انتہی **نوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر مرد یا اوسکی
عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو
انھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی تحقیق حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر نکاح جدید کرکے لوٹا دیا انتہی اور
خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی مین موجود ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَھْرٍ جَدِیْدٍ وَّنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی
تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید
کے لوٹا دیا انتہی **دسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مطلقا مکروہ نہین
اس مسألہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ
سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ

وَالْحُمُرِ یعنی خالد بن ولید رضؓ سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہیں انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابو داؤد مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحُمُرِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحُمُرِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی **گیارہوان مسائل** غیر مقلدین کہتے ہین کہ بسم اللہ پکار کر کہنی نماز مین مکروہ نہین بلکہ حدیث سے ثابت ہی سو اونھون نے اس مسائل مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین انس رضؓ کی روایت سے آئی ہی قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی فرمایا انس رضؓ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ابو بکر اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس مین نے کسیکو اونمین سے بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہین سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انس رضؓ نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی پس وہ شروع کیا کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قراءت مین اور نہ آخر قراءت مین انتہی **بارہوان مسائل** غیر مقلدین کہتے ہین کہ تیمم مین فقط ایک ضرب منہ اور ہاتھ کے لیے کافی ہی سو اونھون نے اس مسائل مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک ضرب ہی واسطے منہ کے اور ایک ضرب ہی واسطے ہاتھوں کے کہنیوں تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو طبرانی اور مسند بزار مین روایت ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ

لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین ایک ضرب واسطے منہ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھو نکے کہنیون تک انتہی **تیرہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو اونھون نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابو داؤد میں علی شرط الشیخین طاؤس کی روایت سے وجہ ہی کہ کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمر دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ انکو پڑھتا ہوا انتہی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے تھے چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَآخَرُونَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَمَالِكٌ وَأَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ أَنَّ اسْتِحْبَابَهُمَا يُؤَدِّي إِلَى تَأْخِيرِ الْمَغْرِبِ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتونکو ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت ہی اور حجت انکی یہ ہی کہ استحباب اسکا پونہچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہی **چودہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کرتہ شلوار پاجامہ کے پہننا جائز ہی اور کوئی جنایت اسمین نہین سو اس مسالہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہی سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ محرم کونسے کپڑے پہنے پس فرمایا آپ نے کہ نہ پہنے کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ انتہی **پندرہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ عورت حرہ بالغہ کو بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین موجود ہی اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا یعنی عورت بلا شوہر والی زیادہ مالک ہی نکاح دینے کے ولی اپنے سے انتہی **سولھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ سوای نماز وتر کے اور نمازون مین بھی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی جائز ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث صحیح کا جو عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ إِلَّا شَهْرًا وَاحِدًا لَا نَهٗ

ابو داؤد صفحہ ۱۷۷ باب
شرح مسلم نووی جلد اول صفحہ ۲۷۶
صحیح بخاری صفحہ ۲۰۹ صحیح مسلم صفحہ ۳۷۳
جامع ترمذی صفحہ ۱۰۷ ابو داؤد صفحہ ۲۵۱ نسائی صفحہ ۲۰ ابن ماجہ صفحہ ۲۱۴
طحاوی صفحہ ۳۶۷ صحیح مسلم صفحہ ۴۵۵ ابو داؤد صفحہ ۲۸۵
جامع ترمذی صفحہ ۱۳۵ نسائی صفحہ ۷۷ موطا امام مالک صفحہ ۱۹۸
باب القنوت

حَارِبَ حَيًّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَنَتَ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ یعنی فرمایا اونھوں نے ہرگز نہیں قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جہاد کرتے تھے قنوت پڑھا یا بد دعا کرتے اونپر انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بد دعا کرتے تھے قبیلوں پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کتاب القنوت میں انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسیکے واسطے دعا کرتے یا بد دعا کرتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اونھوں نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی آپ نے اور میں نے ابوبکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اونھوں نے اور میں نے عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور میں نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور میں نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی پھر فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہے انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہے انتہی **سترھواں مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جو مچھلی خود بخود مرجاوے اور اولٹی ہو جاوے تو اوسکا کھانا مکروہ نہیں ہے سو اونھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابوداؤد اور ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ فَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شی ڈالدے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو اور جو چیز دریا میں مر جاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آجاوے پس مت کھاؤ تم اوسکو انتہی **اٹھارھواں مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کر کے پھر اوس سے واپس لینی جائز ہے سو اونھوں نے اس مسالہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بیہقی اور دار قطنی اور مستدرک میں روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ لِذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَرْجِعْ فِيْهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشی جاوے

تو واپس نہ لیجاوے انتہی انیسواں مسالہ غیر مقلد ین کہتے ہین کہ مرد کو مثل عورت کے تکبیر تحریمہ کے وقت مونڈھوں تک ہاتھ اوٹھانا چاہیے کانوں تک نہچاہیے سو اونھوں نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حِيَالَ اُذُنَيْهِ الحديث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھوں کو جب نماز مین داخل ہوئے تکبیر کہی اور کیا دونوں ہاتھوں کو مقابل کانوں کے انتہی اسیطرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی نے روایت کیا ہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور مسند اسحٰق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ یعنی کہا اونھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونوں ہاتھوں کو یہانتک کہ دونوں انگوٹھے مقابل کانوں کے ہو جاتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مستدرک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی مین انس سے روایت ہی قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ الحديث یعنی کہا اونھوں نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکبیر کہی پس مقابل کیا اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں کانوں کے انتہی اور کہا حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو ابوداؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء ابن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی کہا اونھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت تکبیر کہتے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھوں کو یہانتک کہ دونوں انگوٹھے قریب لو کان کے ہو جاتے پھر رفع یدین نہین کرتے تھے انتہی بیسواں مسالہ غیر مقلد کہتے ہین کہ ظہر کی اول دو رکعتوں مین برابر کی سورتین نہ پڑھے بلکہ کم زیادہ پڑھے سو اونھوں نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحديث یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتوں مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے

[حاشیہ: مسلم جلد اول صفحہ ۱۶۸ ابوداؤد صفحہ ۱۰۵؛ سنن نسائی باب الرفع؛ سنن بیہقی صفحہ ۱۰۵؛ مسلم جلد اول صفحہ ۱۸۵]

ہے رکعت ہین انتہی اکیسوان مسألہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد اگر اپنا آلہ تناسل چھوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہی سوا اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ مین طلق بن علی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہا ایک مرد نے چھوا مین نے ذکر اپنا یا کہا جو مرد کہ چھوئے ذکر اپنا نماز مین تو کیا اوس پر وضو ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین وہ ایک ٹکڑا ہی جسم تیرا انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے بہتر ہی اور نزدیک امام بخاری کے بسرہ کی حدیث معلول ہی اور کہا امام طحاوی نے حدیث بسرہ کے متن اور اسناد مین اضطراب ہی اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بسرہ عورت سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا یہان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہان چلا گیا عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ مین مرد صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی بائیسوان مسألہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث صحیح کا جو ابو داود اور نسائی وغیرہ مین حضرت جابر رض سے روایت ہی قَالَ كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی کہا اونھون نے آخر دو امر وں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہی انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی محدث شرح مسلم مین کہتے ہین کہ اختلاف کیا ہی علمانے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اسطرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا چنانچہ خلفای راشدین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے سب اسطرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر رض سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امر وں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی تیئسوان مسألہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ سور کا چمڑا دباغت دینے سے پاک نہین ہوتا سو اونھون

نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم مین ہے عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا دبغ الاہاب فقد طہر یعنی عبد اللہ بن عباس رض سے روایت
ہے کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو وہ
پاک ہوجاتا ہے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو ترمذی مین ہے ایما اہاب دبغ فقد طہر
یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہوجائیگا انتہی ہر چند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت
قرآنی کے سور کا چمڑا بھی ناپاک ہے مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث
کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے اونکو ضرور سور کے چمڑے کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسیطرح امام
ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آویگی اور دفتر عمل بالحدیث کے خلاف
ہوگا کہ دارومدار اور عملدرآمد ان غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہے جب ہمنے مطلق کھال کی طہارت بالدباغت مین حدیث
صحیح پیش کی تو اب اونکو چون وچرا کی جگہ باقی نرہی **چوبیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص درخت
پر سے میوہ چوراوے اوسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہے سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو
ابو داود مین رافع بن خدیج سے روایت ہے انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا قطع
فی ثمر یعنی تحقیق اونھون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع ید ہے پھل چورانے
مین انتہی اور ثمر اوس پھل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر
لکھے ہین انتہی **پچیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی سی چیز نکلے تو اوسمین دسوان حصہ
دینا نہین آتا سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داود اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت السماء والعیون
او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس
شی مین جسکو ابر اور چشمون نے سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہے اور عثری وہ زمین ہے جسمین پانی دینے
کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجائے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے
اس حدیث کا جو مسلم مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت الانہار والغیم العشر
وفیما سقی بالسانیۃ نصف العشر یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین جسکو
نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہے اور جو زمین سانیہ سے سیراب کیجائے اوسمین بیسوان حصہ

(اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے واسطے لے جاتے ہین) انتہی اور عبدالرزاق نے عمر بن عبد اللہ بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے روایت کی ہر کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اوگا دے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہر پس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان حصہ دینا لازم آتا ہر کیونکہ یہ احادیث عام ہین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہر وہ زکوٰۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھی چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہر بلکہ لفظ صدقے کا جو اوس حدیث مین موجود ہر اسی پر دال ہر اسلیے کہ صدقہ زکوٰۃ مین بولتے ہین اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہر علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہر اور بنایہ مین لکھا ہر کہ علامہ ابوبکر بن عربی نے کہا ہر کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہر باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر ایسی صحیحین کی حدیث کو ترک کرکے صدقہ زکوٰۃ کی حدیث پر قیاس کرنا کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہر **چھبیسوان مسئلہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ زیادہ عبادت کرنی بدعت ہر اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقۂ سنت ہر سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہر اس حدیث کا جو بخاری مین عائشہؓ سے روایت ہر کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کرجاتے دونون قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس کہتے کیا مین بندہ شکر گذار نہون انتہی اور بھی خلاف کیا ہر اس حدیث کا جو ترمذی مین مغیرہؓ سے روایت ہر قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتَّی انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آ[illegible] آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گ[illegible] [illegible] لا انہون [illegible]

انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہر اور بھی خلاف کیا ہر اس حدیث کا بو[illegible] [illegible] نسائی مین مغیرہؓ سے روایت ہر قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی [illegible] قَدَمَاہُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ [illegible] تَاَخَّرَ

بنایہ چھاپہ لکھنؤی صفحہ ۱۳۳

مسائل اربعین [illegible]

تحفۂ مؤمنین صفحہ ۲۰۰

قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک
کہ آماس کر گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ خدا نے تعالی نے آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہین فرمایا
کیا مین بندہ شکر گذار نہین ہون انتہی اور خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو نسائی مین ابو ہریرہ سے روایت ہے
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَزْلَعَ قَدَمَاہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی ستائیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے مین کہ وضو
مین گردن کا مسح کرنا مکروہ بلکہ بدعت ہے حالانکہ اونھون نے خلاف کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا اور چھوڑ دیا ہے
عمل سنت کو چنانچہ تحفۃ الطلبہ مین مرقوم ہے رَوَی اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ مِنْ حَدِیْثِ طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ
عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ رَاْسَہٗ مَرَّۃً وَاحِدَۃً حَتّٰی
بَلَغَ الْقَذَالَ یعنی روایت کی ابو داود اور احمد نے حدیث طلحہ بن مصرف سے اونھون نے اپنے باپ سے
اونھون نے اپنے دادا سے فرمایا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے سر کا ایکدفعہ
یہانتک کہ پونہچا مسح آپکا گدی پر اور شرح معانی الآثار مین ہے حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ
ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَلِیْ وَحَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ لَیْثٍ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ
اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِہٖ حَتّٰی بَلَغَ
الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِہٖ یعنی مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سر کا یہانتک کہ پونہچا
مسح گدی پر اول گردن سے اور بھی دیلمی نے مسند الفردوس مین بروایت ابن عمر یہ حدیث لکھی ہے مَسْحُ
الرَّقَبَۃِ اَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مسح کرنا گردن کا پناہ اور باعث امن ہے طوق گردن سے
قیامت کے دن اور بھی تاریخ اصبہان مین ابو نعیم نے بروایت ابن عمر یہ حدیث نقل کی ہے اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عُنُقَہٗ وُقِیَ الْغُلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی تحقیق کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور مسح کرے اپنی گردن کا تو وہ محفوظ
رہا جائیگا طوق گردن کے عذاب سے روز قیامت مین اور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو باوجود
صحیح ہونے کے ضعیف الاسناد کہا ہے سو یہ منافی معمول بہ ہونیکے نہین ہے اسواسطے کہ فضائل اعمال مین
حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور یہ مسالہ متفق علیہ ہے اٹھائیسوان مسالہ غیر مقلدین نظاہر
بالحدیث و اتباع سنت کا دم بھرتے ہین مگر بنظر حقیقت غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ حدیث سے انکا عمل

سے مسند الفردوس للدیلمی
سے تاریخ اصبہان

نہین کرتے ہین بلکہ خدا و رسول سے بھی نہین ڈرتے ہین ہان زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہر سے
گو وہ انہین پہ والے کیے نکالے ہوئے توہین وہ کیسے نے ان بتون کو بھی نسبت ہو دور کی ہے - اور یہ نہین جانتے کہ ہم
بتقلید نفس خبیث و باظہار دعوے عمل بالحدیث کے تقلید حضرات ایمہ مجتہدین اور طریقہ سلف صالحین کو چھوڑکر اور راہ
اخلاص سنت نبوی سے مونہ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑھے مین پڑے ہین اور کس نفسانیت کے کوچہ تنگ
مین اڑے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اوٹھاتے ہین خصوصا حرمین شریفین مین تو غیر مقلدی کی اظہار سے
سزا پاتے ہین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے ہوئے جاتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات اور علامات کو بتایا چنانچہ بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین وارد ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ یعنی ہونگے آخری زمانے مین
فریب کرنیوالے جھوٹے مکار لوگ لائینگے تمھارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سنی ہونگی تم نے اور نہ تمھارے باپ دادون نے
سو بچاؤ تم اپنے تئین اونسے اور اونکو اپنے سے ایسا نہ کہ کہین گمراہ نہ کر دین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالین تم کو
کہ عمل بالحدیث کے پردے مین علما والونکی صورت بنا کر فریب اور جھوٹ اور افترا پردازی سے اپنی طرف جھکاتے ہین اور
نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بلاتے ہین اور سلف صالحین اور انکے بزرگان دین
کے عقائد اور طریقہ حقہ سے بہکاتے ہین اور ایمہ مجتہدین اور فقہای متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو اون سے
بدعقیدہ کراتے ہین اسیواسطے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہے وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ
آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ علامات قیامت کے کہ اس امت کے پچھلے لوگ
اگلون کو برا کہینگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین و فقہاء متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ
نمونہ اوسکا کتاب ظفر مبین ہے کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہے اور تقلید کو شرک و حرام کہا ہے اور
مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو ضلالت و بدعت قرار دیا ہے نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ جو چاہے اس مضمون کو کتاب مذکور
کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین دیکھ لیوے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصا
حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور اونکی کتاب قول الجمیل کو نہایت برا لکھا ہے اور اونپر طعن کیا ہے چنانچہ
یہ مضمون صفحہ ۳ و صفحہ ۲ سے ۴۲ تک موجود ہے اسیطرح کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۲ مین و کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۶۹ مین و کتاب انتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبر

دیگر صحابہ کو غاصی لکھا ہے اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ
ثابت کیا ہے اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرایا ہے معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھکے برا کہنے والے
گلے بزرگان دین کو اور کیا ہونگے کہ صحابہ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور **تیسری حدیث** بھی انھیں غیر مقلدین کی شان
مین ہے **قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَہَاءُ الْاَحْلَامِ**
یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّۃِ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَہُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ
مِنَ الرَّمِیَّۃِ الْحَدِیْث مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے مین ایک قوم
کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اونکے قال قال رسول اللہ یعنی بغیر حدیث کے کلام نہ کرینگے پڑھینگے قرآن کو نہ اترے گا
اونکے حلق سے نیچے یعنی اونکے دلون مین ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل نہ کرینگے بھاگینگے دین سے
جیسے تیر بھاگتا ہے کمان سے اور **چوتھی حدیث** ترمذی مین ہے **وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْسِنَتُہُمْ اَحْلٰی**
مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُہُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ یعنی زبانین اونکی شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنی بظاہر نرمی و شیرین
کلامی سے لوگون کو راہ راست سے بہکائینگے و لیکن دل انکے سختی و بیرحمی مین مثل بھیڑیون کے ہونگے کہ جب بھوکا ہو
جاتے ہین تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فرو گذاشت نہین کرتے ہین اور **پانچوین حدیث وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ**
فِیْ وَصْفِ ہٰذَا الْقَوْمِ مُشَمِّرُ الْاِزَارِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی علامت مشمر الازار
یعنی اون لوگون کے اونچے اونچے پائنچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا علامت
قوم لوط سے ہے بس یہ دونون صفتین اکثر غیر مقلدین مین پائی جاتی ہین **چھٹی حدیث** کہ معجزہ پیغمبر کا ہے بارہ سو
برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا** یعنی اے اللہ برکت دے ہمارے
ملک شام مین اور ملک یمن مین وہان کچھ نجد کے لوگ تھے سو اونھون نے عرض کیا **وَفِیْ نَجْدِنَا** یعنی ملک نجد کے
واسطے بھی دعا فرمائیے مگر آپنے پھر بھی دعا ہی برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اونھون نے باصرار واسطے دعا برکت
نجد کے عرض کیا تو آپنے تیسری مرتبہ اونکے حق مین فرمایا **ہُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِہَا یَطْلُعُ قَرْنُ**
الشَّیْطَانِ یعنی ملک نجد مین زلزلے اور فتنے اوٹھینگے اور اوس سے نکلے گی امت شیطان کی سو موافق اس
خبر مخبر صادق کے گروہ وہابیہ نے جو پیرو عبد الوہاب کے ہین سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین جب دیکھا کہ انتظام سلطنت روم
مین برہمی واقع ہے بصلاح و آمادگی محمد بن عبد الوہاب کے جانب حرمین چڑہائی کی اور ایک نیا مذہب ایزادی کا

اسلام کے پردے مین بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان عمل بالسنۃ کے تمام مقابر شہدا و مزارات اولیا کو منہدم کرکے مسلمانان اہل تقلید سکنہ حرمین وغیرہما پر حکم جہاد کا دیدیا اور اونکے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز رکھا اور اونپر ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اونپر فتح پائی اور سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین اونکا بالکل استیصال کردیا چنانچہ مختصر حال اس فتنہ خروج وہابیہ کا علامہ شامی نے رد المحتار حاشیہ درمختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے صفحہ ۳۰۹ مین اسطرح لکھا ہے کما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالى شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلاثين ومائتين والف انتهى یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے مین واقعہ گذرا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کرکے حرمین پر تغلب کیا اور اپنا انتساب مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاداً اپنے ہی کو مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی اونکے اعتقاد کے مخالف ہوتا اوسکو مشرک کہتے اور مباح کردیا قتل اہل سنت کا اور اونکے علما کا یہانتک کہ توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے اونکی شوکت کو اور تباہ کردیا اونکے شہرونکو اور فتح پائی اونپر لشکر اسلام نے سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین غرض آجکل کے غیر مقلد بھی اوسی گروہ وہابیہ مین داخل ہین اور اکثر عقائد و مسائل مین اونہین کے پیرو اور معتقد ہین اور محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید پر انکا عمل ہے جب بخیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان ہندوستان کی تعزیر شروع کی اور انکی جابجا نگرانی اور خبرگیری ہونے لگی تب سے ان لوگون نے وہابی کا لقب بدل ڈالا اور اپنے تئین دوسرے القاب سے مثل محمدی یا عامل بالحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا اور کہتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہے تقلید ائمہ مجتہدین کی شرک و بدعت ہے ہمکو اس سے کچھ کام نہین پابندی مذہب مین نہین آزادی اسلام مین ہے جس حدیث پر چاہین عمل کریوین حال آنکہ یہ آزادی ان غیر مقلدین کی عین پابندی خواہش نفس کی ہے جسطرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث مین اپنا مطلب نکل آیا اوسکو اپنا معمول بہ ٹھیرا دیتے ہین اور ایک بازیچہ طفلان بنایا کبھی باتباع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی بموافق حنفیہ کے اوسیکو حلال کرلیا اور کبھی کسیکو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا کفار کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالیٰ نے اس آیت مین اونکی خبر دی یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو کفار حلال کرلیتے ہین اور دوسرے سال اوسیکو حرام بنا دیتے ہین اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہین اور اسی سبب سے تلفیق بالاتفاق

حال فتنہ وہابیہ بحوالہ حاشیہ شامی

[illegible]

حرام ہوگئی اسیواسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے منع وہم تلفیق کا ہو اس مقام پر یہ تقریر ملا علی
قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہو اور قابل تمسک اہل تقلید ہو بَل يَجِبُ حَتْمًا اَنْ يُّعَيِّنَ مَذْهَبًا مِّنْ
هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ اِمَّا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيْعِ الْوَقَائِعِ وَالْفُرُوْعِ وَاِمَّا مَذْهَبَ مَالِكٍ وَاِمَّا مَذْهَبَ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّتَحَمَّلَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ مَا يَهْوَاهُ وَمِنْ مَذْهَبِ
غَيْرِهٖ فِي الْبَاقِيْ مَا يَرْضَاهُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِكَ لَاَدّٰى اِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُهٗ يَرْجِعُ
اِلٰى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِاَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضٰى تَحْرِيْمَ شَيْءٍ وَمَذْهَبُ غَيْرِهٖ اِبَاحَةَ ذٰلِكَ
الشَّيْءِ بِعَيْنِهٖ اَوْ عَلَى الْعَكْسِ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ
الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لِاَنَّ حِفْظَ الدِّيْنِ وَاجِبٌ وَذٰلِكَ مَا يَحْصُلُ اِلَّا بِشَكْلٍ
وَاحِدٍ لِاَنَّ مُقَدِّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ بِالْاِجْمَاعِ فَثَبَتَ اَنَّ تَقْلِيْدَ الْمَذْهَبِ الْوَاحِدِ وَاجِبٌ
لِاَنَّ مُقَدِّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہو مذاہب اربعہ سے مثلا تقلید
شافعی کی جمیع مسائل مین وعلی ہذا القیاس تقلید حنفی کی اور یہ کسیکو جائز نہین کہ بعض مسائل شافعیہ کو سے
خواہش نفس خود اختیار کرلے اور بعض مسائل غیر کا اپنی مرضی کے موافق لیلیوے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہوجاوے
تو تکلیف شرعی اوٹھ جاوے مثلا مذہب شافعی مین ایک شی حرام ہو اور وہی شی مذہب حنفی مین حلال ہو یا بالعکس
سو غیر مقلد کبھی اوسکو حلال کہتے ہین اور کبھی حرام پس حلت وحرمت متحقق نہوئی اور یہ بالاجماع باطل ہو دوم
ہی اسواسطے کہ حفاظت ونگرانی دین کی واجب ہو اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہین ہوتی
پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہی لہذا ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب
واحد کی واجب ہی اور یہی مدعا ہو اور یہ ساتوین حدیث بھی ان لوگونکی عدم تقلید او آزادگی خبر دیتی ہو
اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رَوَاهُ
مُسْلِمٌ یعنی مسلم مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل
اوس بکری کی سی مثل ہو جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو کبھی اس ریوڑ مین جا ملتی ہو اور کبھی اوس
ریوڑ مین جا گھستی ہو پس یہ حال منافق کا ظاہر ہو کہ کبھی یہان کی طرف جھک جاتا ہو کبھی [illegible] مذہب
ہو وہ کمبخت نہ ادھر کا ہوا نہ ادھر کا اور آٹھوین حدیث کتاب مجمع الزوائد مین طبرانی نے باب ما جاء

فِی الْکِذَّابِیْنَ مین عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہو قَالَ وَاللہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ دَجَّالُوْنَ وَبَیْنَ یَدَیِ الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ قُلْنَا مَا اٰیَاتُھُمْ قَالَ یَاْتُوْنَکُمْ بِسُنَّۃٍ لَمْ تَکُوْنُوْا عَلَیْھَا لِیُغَیِّرُوْا بِھَا سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھُمْ فَاجْتَنِبُوْا وَعَادُوْا ھُمْ یعنی کہا اونھون نے قسم اللہ کی تحقیق سنا ہم نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے مین نکلینگے دجال اور قریب ہانہ دجال کے ایک جھوٹا فرقہ تیس ۳۰ آدمیون یا زیادہ کا ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اوس فرقۂ کذاب کی فرمایا کہ لاوینگے وہ یعنی سکھاوینگے تمکو ایک نیا طریقہ کہ تم اوس طریق پر نہو گے اور اوسکو سنت کہکے تم لوگون کو دھوکا دینگے تاکہ بدل دین اوسکے سبب سے تمھاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہ جسپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس جب دیکھو تم اوس قوم کذاب کو تو دور رہو اونسے اور اونکو دین کا دشمن جانو اور اونسے عداوت رکھو انتہی کہیں اس حدیث سے لامذہبون کا حال صاف ظاہر ہو کہ نئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین اور طریق تقلید کو اونسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اونکو اہل الرائے بناتے ہین فقہا عقل کا ڈھکوسلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت و سست باتین سناتے ہین افسوس ہو ان لوگونکی سمجھ پر کہ حق تعالیٰ خود ارباب عقل و رای کی تعریف فرماتا ہو اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللہُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی نہین سمجھتے ہین مگر عقل والے انتہی اور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑھتے ہین اور اہل الرائے سے بگڑتے ہین اور فقہا سے جھگڑتے ہین گویا اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلادت اور بے عقلی کا کرتے ہین اور طرہ یہ کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کو تو شرک و بدعت کہین اور خود محمد بن عبد الوہاب نجدی و ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی یمانی کی تقلید کرین سو یہ ہین باتین اہل حدیث کی تجھے کیونکر اونکو بتاؤن مین جو نہین سمجھتا ہو فقہ کو تجھے کس طرح سے پڑھاؤن مین ؀ اونتیسوان ۲۹ مسالہ غیر مقلدین جو حرمین شریفین و دیگر بلاد عرب حجاز و شام و بیت المقدس و مسجد الحرام کے خاص و عام مقلدین کو مشرک و بدعتی کہتے ہین اور اونکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین جانتے ہین اور وہان کے طریقہ تقلید ائمہ اربعہ اور چار مصلون کی تعیین کو بدعت اور خلاف سنت بتاتے ہین سو اونھون نے (بسبب اس سوءِ ظن کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہی) خلاف کیا آیات قرآنیہ

مسائل بست و نہم اثبات حقیت مقلدین از قرآن و حدیث

واحادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اوسکے رسول مقبول نے اہالیان ان مقامات مقدسہ کی شان مین کیا کچھہ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اونکے پرہیزگار اور متقی ہونے اور قیامت تک اونکے طریق حق پر رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہدے اے محمد یہان کے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آویگا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک ہی ہین جو پرہیزگار ہین و عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهٖ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت مکے مین درحالیکہ گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھہ بت تھے سو آنحضرت کونچا دیتے تھے اون بتون کو لکڑی سے جو ہاتھہ مین آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل بھاگنے والا ہے یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر کے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم و جفا ملک شرقی مین ہے اور ایمان و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا اَلْاَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب اونمین سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے قائم مقام کردیتا ہے دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِأَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی خوشحالی ہے واسطے اہل شام کے عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمن کے پھیلائے ہوئے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا اَلْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہے کافرون کو جیسے بھٹی نکال پھینکتی ہے لوہے کی میل کو یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہے اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ

اَلْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق شیطان نا امید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت کرین لوگ ویسکی جزیرہ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَأرِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَأرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی تحقیق دین سمٹ آویگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہو اپنے بل کی طرف اور بخاری مین بروایت ابو ہریرہ وہ یہ حدیث اسطرح ہو اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا یعنی تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہو اپنے بل کیطرف یہان سے معلوم ہوا کہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہو اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا تو اخر سب ملکون کے ایماندار سمٹکر مدینے مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے مسلمانون کو بہ سبب تقلید ائمہ اربعہ کے بددین اور مشرک اور بدعتی کہ بیٹھنا اور اونکے مسلک و مذہب کو خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہو کہ صریح آیات و احادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہو اللہ تعالی نے صحیح ارشاد فرمایا کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہو اونکے منہ سے سب جھوٹ ہو جو کہتے ہین اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابو ہریرہ وارد ہو کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اَذَابَہُ اللّٰہُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ یعنی جو کوئی مدینے کے رہنے والون سے برائی کا قصد کریگا خدا اوسکو گلا ڈالیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہو اور سوا اسکے ثبوت اور بقا دین محمدی کا حقیت مذہب مقلدین پر موقوف ہو کہ یہ دین خاتم النبیین انھین حضرات مقلدین کی بدولت ہمکو پہنچا اور معاذ اللہ جب بزعم فاسد ان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک و بدعتی ٹھہر جاوین تو دین محمدی کیونکر قابل اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نہ رہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ دین حق المبین قیامت تک باقی رہیگا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین قائم رہنے والا ہو لیکن بہت لوگ اس بات کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین حدیث وارد ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا یَزَالُ اَھْلُ الْغَرْبِ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہوجائیگی اور فرمایا آنحضرت نے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَأتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پہنچائیگا اونکو مخذب اور مخالف اونکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ ویسی

حال پر ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا لَا یَزَالُ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ
ظَاہِرِیْنَ حَتّٰی یَاْتِیَہُمْ اَمْرُ اللّٰہِ وَ ہُمْ ظَاہِرُوْنَ یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب
رہیگا یہانتک کہ آویگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین
ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس سکے یعنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہو جائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہون تو ہرگز نہین ہو سکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہو جانا لازم آتا ہی حال آنکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہی اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَ اَنَّہُمْ لَا
یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ضَلَالَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہٖ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی وجہ مقلدین کا بسبب انبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اوس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ
وَ الْعَامَّۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ یعنی لازم پکڑو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہی کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے
مقلدین ہین کہ تمام دنیا انہین لوگون سے بھری ہوئی ہی اور انہین مین لاکھون کروڑون اولیا و اقطاب
و ابدال و غوث ہو چکے اور اب بھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلیگا سو وہ بے شمار اونکا جو
کثرت سے گروہ دین ہون + اونکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون + تیسوان مسئلہ
ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہی
کہ ہمارے اِن سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تا لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہو سکینگے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدۂ انعام نہ دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لاہوری مقتدای غیر مقلدین نے ایک ہزار روپے کا اشتہار اپنے پرچۂ اشاعۃ السنہ نمبر ۵
جلد ششم بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین اس مضمون کا دیا ہی کہ جو شخص ون اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقۂ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچۂ جامع الشواہد مطبوعۂ فیض محمدی لکھنؤ مین منسوب کیے ہین
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے تو ہزار روپے نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرس تازی ہی اور کیسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہی اور مجھے اس وعدۂ انعام کی فضول شیخی پر نہایت تعجب آتا ہی باوجودیکہ

پرچہ فتواے جامع الشواہد مین مفتی لبیب نے پہلے ہی سے یا ین خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے مان لینے مین گنجایش انکار کی نہو ہر ایک عبارت کو بحوالہ ہندسہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف کتاب کے صاف صاف لکھ دیا ہی اور اونھین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ کو بخوبی ثابت کر دیا ہی تھی اب اون مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کسقدر تجاہل اور فریب دہی عوام ہی اور کتنی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام ہی نعوذ باللہ کیا ناظرین اوس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھار سے (جو در حقیقت اونکے قائلین پر مینھ کی طرح موسلا دھار لگاتار برستی ہی اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے ہین) یہ سمجھینگے کہ مفتی لبیب نے جن کتابون کا حوالہ اوس فتوے مین دیا ہی یہ کفریات اونمین نہین ہین اور ناحق اونکے مولفین کیطرف منسوب کر دیے ہین نہین نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے کے سچے ہین تو پہلے اون کتابون کو کہ جنکا اوس پرچے مین حوالہ ہی بغور ملاحظہ فرمائین اگر اونکو وہان یہ کفریات نملین تو ہمارے پاس تشریف لائین اور اونکا ثبوت لین اسیواسطے ہمنے اوس فتوے کو اس کتاب مین بھی چھپوا دیا ہی بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر اونکی عسرت پر ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح ممکن الوصول ہو تحصیل کرکے ہمکو دین ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نہ لین اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور شور سے بوعدہ انعام دس روپیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجہ ذیل ہی۔

اشتہار

مین مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور جو اونکے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبد الرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسائے مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالہ ہو تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپے بطور انعام کے دونگا اولاً رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانیکے ثانیاً آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا ثالثاً آنحضرت کا

نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا ۲ ابعًا آن حضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا خامسًا آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمۂ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا سادسًا ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا سابعًا عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی ہونا ثامنًا قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا تشریح مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو ملجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے تاسعًا جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کرے تو اوس پر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا عاشرًا تجدید آب کثیر جو بوقوع نجاست کے پلید نہو دہ دردہ سے کرنا تنبیہ ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجایش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین - المشتہر

ابوسعید محمد حسین لاہوری (مہر: محمد حسین ابوسعید)

حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرۂ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمن و مؤطا للامام محمد و کتاب الحجج للامام محمد و کتاب الآثار للامام محمد و عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الدہلوی و مرقات شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبد الحی اللکھنوی و حصرح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبھلی وغیرہ مین اچھی طرح ثابت ہو گئے ہین اور عمومًا جابجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین اور خصوصًا اسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل دلائل کاملہ و اظہار الادلہ و عشرۂ کاملہ و عشرۂ مبشرہ و اشعار الاعلام علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور و امرتسر و دہلی و لودھیانہ مین چھپکر تمام ممالک پنجاب و ہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب باصواب پانے کے ایفاے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی ندیا پس معلوم ہوا کہ حضرت کا بالکل ایمانی جمع خرچ تھا اور پھر اوس پر طرہ یہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ سہ بارہ چھپوا کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا

مقلدین نے نہین دیا واہ رے تجاہل وصفائی کہ ساری دیگ ہضم ڈکار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا وہ حال جواب پاکر کر جاتے ہین یہ کمال کیون نہو ع مخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو + اب ہم پوچھتے ہین جبکہ سوالات عشرۂ مشتہرہ درمیان مجتہدین ایمۂ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی ٹہیرے بلکہ بعض انمین سے ایسے ہین کہ حضرات صحابہ مین جنکے باب مین حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ وارد ہے مختلف فیہ ہین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ خلف الامام قرات کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل مختار حنفیہ کے ہین اون سب کے دلائل اور ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسالہ کسی مجتہد کا خلاف قرآن وحدیث کے نہین ہے پھر آپکا ایسے مسائل اجتہادیہ ومختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالہ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح البطلان قطعی لہذا ہے اسکو ادنی علم والا بھی سمجھیگا کہ جن مسائل مین ایمۂ مجتہدین وعلماء محدثین کا سرے سے اختلاف چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور ظن سے ترجیح دی ہو تو پھر اون مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین (اختلاف مین اتفاق کیسا) بھلا اہل سنت جماعت کے بیان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروطہ فریب آمیز کو دخل کہان حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین اللہ اللہ کہان یہ اہل سنت وجماعت اور کہان یہ طریقۂ مبتدعہ کہ جس سے عبادات واعمال مروجۂ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور پھر اوسپر انعام کا وعدہ دینا کہان نقل کہان اصل کی نقل سے اصل اس عبث در عبث کا نتیجہ کیا بجز اسکے کہ سائل کو خواص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دہوکا کہاوین اور اہل سنت کی کوئی غرض دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک وغیر مسلوک ہے کہ صحیح لذاتہ وحسن لذاتہ بھی بدون شہادت کسی قاعدۂ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق ویقیناً توقع نجات کے قابل نہین جنکے اصول ظنی اوسکے کل فروعات بھی ظنی ہین اور جسکے اصول یقینی اوسکے کل فروعات بھی یقینی انتہا صل اگر بطور جرح وتعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کسیکے معمول بہ کی نسبت ہوا بھی ہو تو اوسکا کیا نتیجہ اور جسپر یہ دعوی بے معنی کہ اوسکی صحت مین کسیکو گفتگو نہو بغیر

گفتگو کے وجوہ صحت کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح وتعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہوجاوین اور عند اللہ ماجور ہوکر انعام اخروی پاوین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لاہی سے نیچریت کی طرف قدم بڑھاوین اور مزے اوڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعدہ انعام نہ طلب کرین ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ یا اساتذہ مین جنکو دعوی ہو اونپر واجب ہے کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ سوالات ذیل نمبر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس روپیہ انعام لین اور اگر بیس سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع وقیاس فقہی کے صرف قرآن وحدیث سے ثابت کرکے پیش کرینگے تو اینجانب فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زرخالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی نکرینگے۔

سوالات نمبر ۱

اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا **دوم** آنحضرت کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا **سوم** آنحضرت کا نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا **چہارم** حدیث قرارت خلف الامام کا بعد نزول آیت اذا قرئ القرآن الخ کے مروی ہونا **پنجم** آنحضرت یا حق تعالی کا ایمہ اربعہ مین سے کیسکی تقلید شرعی کو منع کرنا **ششم** کتاب وسنت سے قیاس واجماع کا حرام ہونا **ہفتم** تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرادینا **ہشتم** ایمہ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا **نہم** بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر وعصر کو ایک ساتھ اور مغرب وعشا کو ایک ساتھ پڑھنا **دہم** احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوائے انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا **یازدہم** اس زمانہ پرشور وفتن مین ہر شخص عامی کا قرآن وحدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اوسپر لوگون کو حکم دینا **دوازدہم** جو حدیثین امام اعظم کو بہ شیوخ تابعین یا اصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پونہچی ہون اونکو بروایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا **سیزدہم** حاجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا **چہاردہم** علمای حرمین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک و بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو محمدی سمجھنا

سوالات نمبر ۲ انعام فی جواب بیس روپیہ

جواب طلب سوالات نمبر ۱

سوالات نمبر ٢

اول کسی لامذہب کے جبے مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اوس جبے مین سوراخ بھی ہر اور اوسی جبے اوس نے نمازین پڑھی ہین تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو دوم کسی شخص نے اپنے غلامون سے یہ کہا ھٰذا حُرٌّ وھٰذا اوھٰذا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا سوم سر منڈوانے یا ناخن ترشوانے یا زخم کا چھلکا اوتار دینے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہر یا نہین چہارم اندرون چشم و حاجب کا دھونا فرض ہر یا نہین پنجم جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہوجاوین دونون کا دھونا فرض ہر یا ایک تصریح نص ارشاد ہو ششم داخل ہرورت وناف و سوراخ بند مین پانی پونہچانا غسل مین ضرور ہر یا نہین ہفتم مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقای ختانین سے غسل واجب ہوتا ہر یا نہین یا کوئی اور شرط منصوص ہر ہشتم نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہر یا نہین اور اسیطرح وطی زن جنیہ اور جماع خنثی اور وطی بہیمہ و صغیرہ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہر یا نہین نہم قرارت انجیل کا حالت جنابت مین کیا حکم ہر دہم دباغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہو جاویگی یا نہین یازدہم کسقدر فصل و بعد سے تیمم جائز ہوگا دوازدہم عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہر یا نہین سیزدہم مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہر بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا تیمم کرے چہاردہم جسکو پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے پانزدہم عورت و مرد دونون توام پیدا ہوئے اونکے نکاح کی کیا صورت ہر شانزدہم کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی مین پاخانہ پھرے تو نہی اوسکی بغیر قیاس حدیث مَنعِ البَولِ فِی المَاءِ الرَّاکِدِ کے ارشاد ہو ہفدہم جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہر یا نہین ہجدہم جب آدمی سوتے سے جاگے اور بڑا مٹکا پانی کا زمین مین گڑا ہوا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہین تو وضو اور طہارت کیونکر کرے نوزدہم جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اوسکا جائز ہر یا نہین بستم جن گھڑون اور مٹکون کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہر استعمال اون برتنون کا جائز ہر یا نہین

تنبیہ — حسب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے مین اسقدر مہلت دیجاتی ہر کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی خاطر خواہ مدد لین اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیہ کریمہ کے مورد مین اونکو داخل ہونا پڑیگا اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ط

ترجمہ کیا اونکے اور شریک ہین جو راہ نکالی ہی اونھون نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے
مسائل الکتیسوان ان غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف
ہین کہ بعضے مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ اونکے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق
و ابتداع ہین کہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہی نظر بران ہم یہان صرف **فتوای جامع الشواہد**
فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب عدہ سابقہ درج کیے دیتے ہین تا ناظرین کو مولوی محمد حسین
صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جاوے
اور نیز ہر شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جاوے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) علمای اہل سنت وجماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ
غیر مقلدین داخل ہی اہل سنت وجماعت مین یا خارج ہی انسے مثل اور فرقون ضالہ کے (۲) اور
ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت و مجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین با وجود خوف فساد کے آنے
دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بَیِّنُوْا بِالتَّفْصِیْلِ تُوْجَرُوْا بِالْاَجْرِ الْجَزِیْلِ

جواب سوال اول

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ائمہ اربعہ مین سے کسیکی
تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد
اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی وعرس
اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع
اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ
فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرقون ضالہ رافضی وخارجی وغیرہما کے اہل سنت
وجماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت وجماعت کے ہین
چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب و سنہ و صفحہ کے بطور
نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

پہلے انکے عقائد سنیے

اول یہ کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد
تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہے **دوم** انبیا علیہم السلام سے
احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب
المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین آور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر
مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حال آنکہ
انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین **سوم** یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین
ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۱۶۹ و ۲ نصر المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری
شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے کہ اونھون نے خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ کے الف لام کو عہد
خارجی کا لکھا ہے جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور
نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا **چہارم** کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سوا ے
حدیث متواتر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ
آنحضرت سے سواے ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوئے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث
متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی
نذیر حسین سے ظاہر ہے **پنجم** اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہے جیسا
کہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۴۲ کتاب اعتصام السنہ
مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ مہدی معروف چھاؤسا کن مؤمین موجود ہے **ششم**
مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہے چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹
مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳ مین مرقوم ہے **ہفتم** کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ
ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ
اونکی محبت مین بدون ملاقات کے مر گئے ہین اور زمانہ امام کو نہ پایا اونھون نے زمانہ امام کو تو بحکم خداے
تعالیٰ قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہو کر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت
عربی اوس کتاب کی یہ ہے مَنْ مَاتَ عَلَى الْحُبِّ الصَّادِقِ لِلْإِمَامِ الْعَصْرِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَلَمْ يُدْرِكْ اَوْ اَنَّهُ اَذِنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَنْ يُحْيِيَهُ فَيَفُوْزُ فَوْزًا عَظِيْمًا فِيْ حُضُوْرِهِ ۰ وَهٰذِهِ رَجْعَتُهُ فِيْ عَهْدِهٖ ۰ حال آنکہ مسائلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہے چنانچہ امام نووی شارح مسلم لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رقاص کا ہے نہ اہل سنت کا ❋ ششم کہتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہین یعنی اونسے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت مین اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ مین مرقوم ہے حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہے کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہان مقرر ہین اور ہمارے یہان تو سواے پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ کے باب دہم مین لکھتے ہین۔ مذہب اہل سنت نیست کہ کسے را غیر نبی معصوم دانند انتہی ❋ ہفتم اوسی کتاب دراسات مین حدیث اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ کو مقابلہ عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہے اور حدیث اِقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ سے جواز اقتداے شیخین کا قائل ہوا ہے اور وجوب استحباب کو بالکل اڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی یہ ہے وَالْحَدِيْثُ الْاَوَّلُ مَوْضُوْعٌ وَاِلَّا لَكَانَ قَوْلُهٗ اهْتَدَيْتُمْ فِيْهِ خَاصَّةً مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى عَدَمِ خَطَائِهِمْ وَالثَّانِيْ مِنْهُ جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا يَقْتَضِيْ عَدَمَ خَطَائِهِمَا بِوَجْهٍ ❋ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث اَصْحَابِیْ کی نسبت لکھا ہے کہ مِنْهُ مَشْهُوْرٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاَسَانِيْدَ مُتَنَوِّعَةٍ يَرْتَقِيْ بِهَا اِلٰى دَرَجَةِ الْحَسَنِ اور دوسری حدیث اس موقع پر ہے کہ فرمایا آنحضرت نے مین نہین جانتا کہ زندگی میری کتنی ہے پس اقتدا کرو تم ابوبکر اور عمر کی افسوس کہ باوجود اقتضاے صیغہ امر کے جواز اقتدا لیا اور وجوب استحباب بالکل چھوڑ دیا ❋ ہشتم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۹۶ کتاب اعتصام السنہ مذکور مین مسطور ہے ❋ یازدہم چارون امامون کے مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷۸ مین لکھا ہے اور مولوی

محمد یسین نے رسالۂ اشعار الحق جواب رسالۂ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یزید اور رافضی پلید اور شیطان و کافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ ۲ رمضان ۱۲۹۷ ہجری کے صفحہ ۱۰۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہی اور چارون امامون کے مصلون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے نعوذ باللہ منہا **تنبیہ** مقام عبرت ہی اور کتنی بڑی جرأت ہی کہ جب انہون نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دھڑک مشرک و کافر لکھدیا تو اب انکے کفر و الحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشون اور بیخبرون کو اتنی بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتدای عاملین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی مقلد ہین امام شافعی رحمہ اللہ کے اور داخل ہین زمرۂ مقلدین شافعیہ مین جیساکہ زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہی وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّهٗ مَعْدُوْدٌ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمَنْ ذَكَرَهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ اِنَّهٗ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى اِدْخَالِ الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهٗ انتہی یعنی جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی وہ امام تاج الدین سبکی ہین اور اونھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہی امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ مذکور ہونے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دے رہا ہی اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے دین مین چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور پھٹکار کرین —

دوازدہم جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اوس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحہ اول مین مندرج ہے حالانکہ صرف موصوف بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہو سکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہے اور مصداق آیہ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال و ایتای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ و اداے صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ جملہ ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو سیزدہم اوسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہے اور ایمہ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہے اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھیرایا ہے اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا حالانکہ یہ آیتین یہود و نصاری و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیرائے جاوین اس سے بڑھکر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ؎ از برون طعنہ زنی بر بایزید * وز درونت ننگ میدارد یزید * خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہین کہ وہ تحلیل اور تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و اباحت مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہے پس درصورت اول مولوی صاحب کو ایمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک و کافر قرار دیے جاوین اور پھر دون شبہا

اس امر کے مقلدین ایمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہی اور در صورت ثانی معاذ اللہ
صحابۂ کرام کا مشرک کافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ اونھون نے لفظ اَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا سے طلقات
ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہی تا کافر ہونا خود بدولت اور اونکے اکابر کا مثل قاضی
شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ اونھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع
ہونے مین ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی کہ
صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہوگئی اب اسکا
کیا جواب ہی کیون ایسی بات کیجیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے **چہار دہم** رسالۃ الاحتواء علی
مسألۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعۂ گلشن اودھ لکھنؤ مین لکھا ہی
کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے
قدم رکھنے کی جگہ ہی اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہی اور اوسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت
رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہی اور اوترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے لیے دو ہاتھ ہین
ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور اونگلیان اور دو آنکھین اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلاکیف
ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اون
آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور
اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقۂ مجسمہ و مشبہہ و جہلۂ حنابلہ
کا ہی اور مخالف ہی اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالہ استیلاء
علی الاحتواء مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی اور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم
بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی ان دونون رسالون مین
مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالے
کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی راے
اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین و مفتتنین فی الدین
کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگونکے دلون مین

کجی اور گمراہی ہے سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور واسطے چاہنے حقیقت اوسکی کے حالانکہ حقیقت اوسکی اللہ ہی جانتا ہے پس اس بارے مین مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہے کہ آیات واحادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی صاف اور واضح الدلالہ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہے اور بلا ضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو ان صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کردین اور اوسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نکہین کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہے یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہے یا وجہ بمعنی ذات یا مُنہ کے ہے بلکہ اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہے کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان و جوارح و دیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہین حالانکہ اللہ تعالی قدیم ہے اور ان چیزون سے منزہ اور پاک ہے اور اوسکا مُنہ ہے اور نہ ہاتھ ہے اور نہ وہ چڑھتا ہے اور نہ اوترتا ہے اگرچہ بے کیف سہی فافہم وخذ ھذا من حقائق الفقہاء والمحدثین ولاتکن من الظواہریۃ والنیریۃ المقلدیۃ

پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمرؓ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمرؓ کو نہایت بیباکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہے کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہے وَ اَمَّا قَوْلُهٗ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فَلَیْسَ فِی الْبِدْعَةِ مَا یُمْدَحُ بَلْ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَلَیْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اِلَّا طَرِیْقَتُهُمُ الْمُوَافِقَةُ بِطَرِیْقَتِهٖ مِنْ جِهَادِ الْاَعْدَاءِ وَتَقْوِیَةِ شَعَائِرِ الدِّیْنِ وَنَحْوِهَا وَمَعْلُوْمٌ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِیْعَةِ اَنَّهٗ لَیْسَ لِخَلِیْفَةٍ رَاشِدٍ اَنْ یَّشْرَعَ طَرِیْقَةً غَیْرَ مَا کَانَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَفْسَهُ الْخَلِیْفَةَ الرَّاشِدَ سَمّٰی مَا رَاٰهُ مِنْ تَجْمِیْعِ صَلَاتِهٖ لَیْلَ رَمَضَانَ بِدْعَةً وَلَمْ یَقُلْ اِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرتؐ کے سمجھکر اوسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہے حالانکہ قول وفعل صحابۂ کرام بھی سنت ہے

جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ
مِنْ بَعْدِیْ ہی اور سوای اسکے اس میں رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہی کما ذکرہ
السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس
رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اسمین تقلید خواہش نفسانی ہی نہ اتباع
سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہی اور سنت قولی کو تو باعث
مشقت کے چھوڑ دینا ہی سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ
آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین اور اوسپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے
غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی وفعلی دونون پر عمل کرتے ہین بدعتی اور
تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین عامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے
کی بات ہی جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجالاتے ہین وہ بدعتی
کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہی اور کیسا اولٹ پھیر ہی کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت
پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلد نے ہرچند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اوٹھایا
لیکن پیرو سنت کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ع سودا قمار عشق مین شیرین سے
کوہکن * بازی اگرچہ پانہ سکا سر تو کھو سکا * کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہی عشقباز * ای روسیاہ
تجھسے تو یہ بھی نہو سکا * **شاذ دہم** کتاب منہج المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی
محمد حسین ساکن اچر ضلع مالوان کے صفحہ ۹۷ سے تا ۱۰۴ مین لکھا ہی کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
کہنے والا کافر اور مشرک ہی کہ اوسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک
فی العبادة اور اسیطرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہی حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور
نفسانیت سے بھرا ہی اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہی **شاذ یازدہم** اوسی کتاب کے صفحہ
۱۱۹ مین لکھا ہی جو کوئی اذان مین وقت سننے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کے انگوٹھون کو چومکے
آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہی اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین
اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہی حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہی **شاذ دوازدہم** اوسی
کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ مین مرقوم ہی کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا

اور ادراک و سماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہو اور نیز واسطے دعاے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہین ہو
پس دعا کرنا ان سے لغو ہو انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہو **بست و دوم** اور اوسی
صفحہ ۱۲۵ مین لکھا ہو کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنۂ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہو
اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہو کہ خود حدیث صحاح کی
موجود ہو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ
وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ وسکی پرستش کرین اور بیان سے معلوم ہوا کہ وثن
صنم سے عام ہو کہ صورت وغیر صورت دونون پر بولا جاتا ہو اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہو اور مصنف ابو بکر بن شیبہ مین مروی ہو کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شریف کے پاس کہڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہو لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس
طرح بت پرست بتون کے آگے عرض حال کرتے مین اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
عداد اوثان مین داخل ہو جاویگی اور اجتناب اوس سے واجب ہوگا اسیواسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے
فرمایا ہے تو تا کی گور مردان را پرستی ✤ بکرد کار مردان کن درستی ✤ انتہت خُلَاصَةُ مَا فِی
تَقْوِیَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ هٰذَا مَهْلَكَةٌ مِّنَ الْاِضْلَالِ لِعَوَامِّ الْمُقَلِّدِیْنَ اب ان غیر مقلدون کا کیا
کہنا کہ جسطرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر
قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے مین اور یہ خبر نہین کہ خود حق تعالی مانعین
زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہو اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح در بارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہوگئی مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سو اوسنے بیشک مجھپر ظلم کیا جب اللہ تعالی مطلق ظالمون کے حق مین ارشاد فرماتا ہو کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے
ملعون ہونگے **بست و سوم** ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس
میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت مین چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند
پریس امرتسر مورخہ ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی **بست وچہارم**[۲۴] اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰
و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت
اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آئندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف
ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت مین اور
خلاف حدیث وسنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار ورد بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت بڑا استدلال
اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور
اور فسادات پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت
و شرک فی الدعا جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۸ مین لکھا ہی سچ
پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور
فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جائے عبرت ہی کہ اس شخص نے بتقلید نفس
پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہین کہ
گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے **بست و پنجم**[۲۵] اوسی کتاب
کے صفحہ ۳۴ مین لکھا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب
درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات
واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی
بست و ششم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت متعلق کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی
اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ مین حضرت
مولانا نظام الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہی کہ اونھون نے بسبب فرط محبت کے سکندر نامے
مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہی ~ چہ گویم کہ عیسے بموکب دوان + بہار و نیش خضر و موسی دوان +
اور لکھا ہی کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبرونکی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہی حال آنکہ اگر غور سے
دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ جلو مین ہونا
پیغمبرونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی و نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہی اور احادیث

سے ثابت ہو کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھون نے
آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کر کے
ملاقات کی اور پہنچا بھی سدرۃ المنتہا تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے آمین تو کوئی توہین پیغمبرونکی
نہین نکلتی ہان البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہو آمین کیا قباحت کہ خود
حق تعالی نے آپکو سارے پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بناکے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہو
کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
صاحب کی عقل کا قصور ہو اور دماغ مین اونکے اصل فتور ہو **بست و ہفتم** اوسی کتاب کے صفحہ
۵۳ سے صفحہ ۵۴ تک لکھا ہو کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہو مکھی سے لے انسان تک اور کافر سے
لے مسلمان تک آمین کسیکی خصوصیت نہین ہو اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہو بلکہ
ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہو اور الہام کسیکا خاصہ نہین انتہی کلامہ واہ اب کیا پوچھنا ہو کہ مکھی مچھر
اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہو لاحول ولا
قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچاوے اور کسی مسلمان کو اونکے دام وسوسۂ شیطانی مین نہ پھنسائے
ظاہر ہو کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہو اور الہام امور خیر مین رحمٰن کی جانب سے
ہوتا ہو جیسا کہ علما نے بیان کیا الالہام القاء معنی فی القلب بطریق الفیض من الخیر ویخرج الوسوسۃ
بست و ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھا ہو کہ سب افعال و اقوال آنحضرت
صلعم کے تشریعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہو ورنہ صحابہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہی خلاصۃ کلامہ یہان تو ملا قصوری آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہو اور اونکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہو اور آپکے بعض قول و فعل کو
خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہو اور باوجود اونکی امت مین ہوکر اونپر اعتراض جماتا ہو اور نسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہو معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا
اور دائرۂ اسلام سے خارج کر کے بدلا اسکا قرار واقعی لیتا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالونکو

خوب سمجھلیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرتؐ کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال
واقوال آپکے محمود اور مشروع ہین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہی سب صحابہ آپکے حکم کے تابع
اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور بمقتضائے
مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام مین امام مطلق اور پیشوائے برحق سمجھتے تھے
اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہی وَمَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا یعنی نہین لائق ہی واسطے کسی مومن کے
اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہوگیا ثبت
ہم اوسی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہی اسی بنا پر
شیخ سعدیؒ وحضرت جامیؒ وحافظؒ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت وعظمت وفقاہت متفق علیہ
زمانہ ہی کافر بنادیا اور اونپر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین
؎ زینہار از قرین بد زنہار ✦ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ ✦ اور جامی نے زلیخا مین ؎
شد از سبوحیان گردون صدا دہ ✦ کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ✦ اور حافظ نے
دیوان مین ؎ چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت ✦ شیوۂ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ داشت ✦ کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے
کیون کردیا سو واسطے کہ یہ آیتین جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف بیان وارد
کیا ہی حالانکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہین ہی کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی
یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہی ورنہ کبھی اسکو
آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی مین آیت سیاق
سے نکل گئی صرف منشای سوء فہمی ہی اور عقل کی کمی ہی کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ یہ آیت اپنے
سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہی کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان
پر پہونچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہی

حکایۃً بطور تسبیح باری تعالی کے بعینہ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہی کہ
آنحضرتؐ بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ جو خاص حضرت ابراہیم کے حق
مین وارد ہی نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علیٰ ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارہ لطیف عارفانہ
و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون باریک سے
ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ و ربو
اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ شوکانی
قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۵ مین نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھا ہی
اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھا ہی کہ اسپر موحدین بے دھڑک
عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ متبع سنت اسپر آنکھ بند کرکے عمل کرے اور
اپنی اولاد اور بیبیونکو پڑھاوے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعہ مطبع صدیقی
لاہور کے صفحہ ۱۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے
دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب اسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا
یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین
یا ایک گھڑے مین اسقدر گو یا موت یا شراب کوئی نجس شے پڑ جاوے جس سے اوسکا رنگ و ربو اور مزہ نہ
بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور منہ ڈالے تو وہ پانی پاک و پاک کرنے والا ہی اوس سے وضو نماز درست
ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ
فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین منہ ڈالدے تو اوس برتن کو
سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا یہ جواب دین کہ بیان حدیث مین صرف کتے
کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا مسائل داؤد
ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لَا یَبُولَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ پانی مین پیشاب کرنا درست

نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی۔ **دوم** گو اور موت آدمی کا اور لعاب ورلینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید ہین اور سواے انکے بول پسر شیرخوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتے کا اور گدہے اور گھوڑے اور خچر اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول وبراز اور چربی وخون ومنی وشراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیرخوار کا اور لعاب ہی کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض ونفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی او میں خلاف ہی اور اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی پس جب ان سات چیزون مین نجاست وپلیدی کا حصر ہوگیا تو دیگر اشیاے مذکورہ کے پاک ہونے مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کردی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضہ ندیہ شرح عربی درر بہیہ مطبوعہ کے صفحہ ۹ مین بھی نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا یَخْفیٰ عَلَیْكَ اَنَّ الْاَصْلَ فِیْ کُلِّ شَیْئٍ اَنَّهٗ طَاهِرٌ اور پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین دربارہ پاکی منی کے لکھتے ہین وَالْحَقُّ اَنَّ الْاَصْلَ الطَّهَارَةُ وَالدَّلِیْلُ عَلَی الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَةِ فَنَحْنُ بَاقُوْنَ عَلَی الْاَصْلِ اور پھر صفحہ ۱۲ مین دربارہ پاکی شراب وگوشت مردار وخون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَةِ وَالدَّمِ لَا یَدُلُّ عَلٰی نَجَاسَةِ ذٰلِكَ فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِیْ دَلَّتْ عَلَیْهِ النُّصُوْصُ لَا یَلْزَمُ مِنْهُ نَجَاسَتُهٗ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ دَلِیْلٍ اٰخَرَ عَلَیْهِ وَاِلَّا بَقِیَا عَلَی الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ فَمَنِ ادَّعٰی خِلَافَهٗ فَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۳ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات وخون رواں پاک ہی اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی اوس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی۔ **دشستن** منی از براے استقذار بود درست نہ بنا بر نجاست وتحریم نجاست خمر ودیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست وہر نجس حرام ست وہر حرام نجس نیست وکیست کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست ودر نجاست سگ ولحم خوک خلاف ست وہر خون واذی نجس نیست ودم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی **سوم** اوسی طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۰۸ مین اور فتح المغیث

کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ مین لکھا ہی کہ واجب نہین زکوٰۃ مگر اونٹ گائے بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوٰۃ نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگا دیا ہی چنانچہ کتاب نہج القبول مطبوعہ مذکور کے صفحہ ۲۰ مین اس مضمون کو لکھا ہی خلاصہ اسکا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کروڑہا روپیہ کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کرورہا روپیہ کے ہون اور سونے اور چاندی کے زیور مین اگرچہ کرورہا روپیہ کا ہو زکوٰۃ نہین ہی تبھی جب لوگ یونہین زکوٰۃ کے ادا کرنے مین باوجود فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارون اور لاکھون روپیہ کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربا ے اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب جو مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگا دیا کہ زکوٰۃ ان چیزون مین واجب نہین بہانہ بازون اور حیلہ سازونکو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ چہارم ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین اور بیچ مین رجعت کیا ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع نہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے شوہر کے) درست ہو جاویگی چنانچہ یہ مسئلہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ مین مرقوم ہی اور اسیطرح صفحہ ۴۰ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقۂ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرا کے پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا) حالانکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد صاحب نے اپنی راے سے حرام کر دیا پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام ہی نہ اور چیزونکا چنانچہ یہ عبارت طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۲۰ مین واقع ہی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کنگنا ہو یا ہیکل یا چاندی کی بالیان بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور درست ہی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ششم اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶ مین لکھا ہی- اور کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی عمامے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح نکرے تو پگڑی عمامے پر مسح کرنا کافی ہی حالانکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ

لہ یعنی [illegible]

[illegible]

ہفتم اوسی فتح المغیث کے صفحہ ۔ مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو
کچھ دخل نہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حال آنکہ یہ باطل ہی ہشتم اوسی کتاب کے
صفحہ ۔ مین مرقوم ہی کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی پس اس سے
معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہی نہم اوسی
کتاب کے صفحہ ۱ مین لکھا ہی کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کی تو وہ خلل امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے
ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہووے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے
وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان
نہ آویگا حال آنکہ یہ باطل ہی دہم اوسی کتاب کے صفحہ ۵ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوۃ بنی ہاشم اور اونکے
غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوۃ کے واسطے بیماری
لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہی یازدہم
اوسی کتاب کے صفحہ ۲ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی دودہ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے حلال
ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودہ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
اوسکی چھاتیان پکڑے پس جب عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم
وضو مین بجاے پاؤن دھونے کے مسح فرض ہی چنانچہ فتاواے ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد
مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش الہ آباد کے صفحہ ۲ مین مسطور ہی حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہی سیزدہم
پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہی چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷
مین تصریح اسکی موجود ہی اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت
ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی
سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول
انکے معاذ اللہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے
اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ
تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۶ مین موجود ہی پانزدہم [illegible]

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق
مصنفۂ مولوی نذیر حسین مطبوعۂ دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہی خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام وصحابۂ کرام واولیاے عظام مثل حضرت غوث
اعظم وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہی معاذ اللہ **شانزدہم** خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو
اور مان جدا جدا اوس سے اور سکے بھانجے کا نکاح درست ہی چنانچہ فتواے مُہری مولوی عبد القادر غیر مقلد
امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم ہی کہ جسپر اونکے اُستاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہی **ہفدہم** پنیر شام کا
جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہی یا اور چیزین مثل جوج کے جنمین سور کی چربی پڑی مشتبہ
ہی جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھین تو آپ بلا دریافت کہاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتواے مہری
مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۰ مین مرقوم ہی اور اس
رسالہ مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علماے غیر مقلدین کی بھی مُہرین موجود ہین اور اسکے چھپوانے
مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب مین اس
امر کی تصریح کردی ہی اب جاے انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی
حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہی اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت
مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام وموجب ہدم اسلام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون
کو بمقابلۂ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونسے
ظہور مین آتے ہین بہر حال ع فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ + وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد وعملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو
مساجد مین آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہی کیونکہ مسائل متذکرہ بالا سے معلوم
ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالف ملت اہل سنت ہین اور مجالست ومخالطت اہل بدعت سے
شرعاً ممنوع ہی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ
اَصْحَابِیْ فَجَعَلَھُمْ اَنْصَارِیْ وَاَصْھَارِیْ وَاِنَّہٗ سَیَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَنْتَقِصُوْنَھُمْ
فَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ انتہی

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس گردانا اون لوگون کو انصار اور سسرال میری اور بیشک قریب ہے کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی کہ محقر جانیگی اونکو سو کہانا پینا اور آپس مین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے اور نہ اونکے جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ کی تفسیر مین فرمایا ہے در حقائق تنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّحَ اِيْمَانَهٗ وَاَخْلَصَ تَوْحِيْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَاْنَسُ اِلَى الْمُبْتَدِعِ وَلَا يُجَالِسُهٗ وَلَا يُوَاكِلُ وَلَا يُشَارِبُهٗ وَيُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهِ الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ مُبْتَدِعًا سَلَبَهُ اللهُ تَعَالٰى حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰى مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللهُ تَعَالٰى نُوْرَ اِيْمَانِهٖ مِنْ قَلْبِهٖ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد وہم مجلس وہم کاسہ وہم نوالہ باایشان نشود وہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان وحلاوت آن ازوے برگیرند انتہی اور طحاوی نے حاشیہ در مختار کی کتاب الذبائح مین فرمایا ہے وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِيُّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّوْنَ وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ وَمَنْ كَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہے آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہو سو وہ بدعتی اور دوزخی ہے اور یہی مضمون اور بہت سی کتب دینیہ مین موجود ہے ضرورۃً اسی قدر قلیل پر اختصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوۃ کا مرتکب نہو اقتدا کرنا جائز ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوا اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا جائز نہوئی جیسا کہ فتاوای عالمگیری وجامع الرموز مین مرقوم ہے اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِيِّ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ اَيْ لَمْ يُبْغِضْ لِلْحَنَفِيِّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض وعداوت نہ رکہتا ہو تپس ان غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولی اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین

بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامۂ شامی نے حاشیۂ رد المحتار مین لکھی ہی کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبد الوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کرکے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو جو حکم باغیون کا ہی وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا کما فی الہدایۃ اعنی ولا یصلی علی بغاۃ بل یکفنون ویدفنون یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑہی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وحکم الخوارج عند جمہور الفقہاء والمحدثین حکم البغاۃ وذہب بعض المحدثین الی کفرہم یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علمای محدثین و فقہا کے حکم باغیون کا ہی اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہوئے (شامی صفحہ ۳۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پونہچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلاکر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۹۵ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھے سو وہ ایک فیصلۂ باہمی تھا نہ فتواے شرعی بچند وجوہ اول یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ مداخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین دوم نہ اوسمین سوال علماے دین سے ہی نہ بحوالہ کتب دینیہ اوسکا جواب رقم ہی سوم اوسپر مہر اور دستخط کرنے والے سب علما نہین بلکہ اکثر طلبای مولوی نذیر حسین اور بعض عوام سکنائے شہر ہین گو اونکے نام بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی ہین اور ظاہر ہی کہ اس فتوے کو علمای اہل سنت نے بلحاظ منظور نہین کیا بلکہ بلحاظ حاکم اعلیٰ کے اوسپر مُہرین کردین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی سڑک چاندنی چوک نے باوجود طلبی مکرر نہ کرکے اپنی مہر نکی اور پھر ظاہر ہی کہ اگر وہ فتویٰ ہوتا تو ان عوام کی مہر اوسپر کیون ہوتی مگر غیر مقلدون نے اوسکو فتویٰ سمجھکر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دہوکے مین آجاوین اور بالفرض اگر یہ فتویٰ بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہی سب باطل ہوگئین کہ آخر اونکے منہ سے حق صادر ہوگیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رکھی

وهو المقصود واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم
العبد رضی

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و دستخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هو الموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ حررہ قاضی شیخ احمد عفا اللہ عنہ

هو العلی

اصاب و اجاد من اجاب و افاد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالی بفضلہ الشامل وجعلہ من الآمنین یوم الفزع الاکبر والزلازل

هو المصوب

ایسا شخص گروہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی عفی عنہ

محمد علی

هو الموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل و احکام مخالف فرقۂ اہل سنت و جماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونمین سے بعض احکام اونکی بعضی کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلا شبہہ قابل رد و انکار ہین کہ اونمین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداع اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلا شبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہے واللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی الواسطی البلگرامی عاملہ اللہ بلطفہ العمیم السامی



مدرس اول مدرسہ ...

صح الجواب | الجواب صحیح | المجیب مصیب


مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی


امام مسجد حوض


ابن کریم اللہ

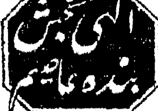







مدرس مدرسہ دہلی













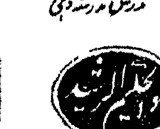





مدرس مدرسہ دہلی









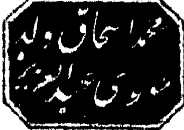


الجواب صحیح | المجیب مصیب








فی الحقیقت اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی ہے جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب  صح الجواب۔  واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

هو الفتاح

فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر میں اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد میں آنے نہ دینا بجا اور درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

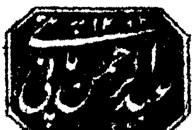
حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی

بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہوں کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت و جماعت و سلف صالح کے ہوں اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد میں مشرک و بدعتی سمجھتے ہوں تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد میں آنے دینا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ ابو الحبیش محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی۔ الفرنجی محلی



مواہیر و دستخط علماء مقام لودہیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۴۴ سال یعنی سنہ ۱۲۵۴ھ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجۂ فتوائے ہذا کے سوا اتنی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے مولانا اسحق صاحب مرحوم برملا انکو ضال مضل وعظ میں فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میاں صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہرین ایسا کہدیا ہے اسیطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلاکر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہے جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہے انکی امامت جائز نہین ہے تفصیل طول رکھتی ہے واللہ اعلم۔



چونکہ گروہ شر ذمۂ لامذہبیہ اہل بدع اور اہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی رحمۃ ربہ الہادی ابو البشیر عبد العلی العادی



یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت وجماعت سے ہی ان سے مجالست کرنی ایسی ہی جیسے کہ اہل ہوا اور بدع سے امامت انکی جائز نہین کیونکہ عقائد اور عملیات انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہین ۔ واللہ اعلم بالصواب



ماسمہ سبحانہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یعنی جو شخص کہ کھائے لسن کو پس نزدیک نہ جاوے مسجد ہماری کے اور موطا امام محمد مین عمر بن الخطاب سے مروی ہی کہ ایک عورت مجذوبہ کو طواف کرنے سے مانع آئے ۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور لوگون کو ایذا ندے ۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہی کہ ایکدن ایک واعظ کو مسجد کوفے مین دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہی ۔ لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہی لوگون کو گناہون سے روکتا ہی ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہی ۔ اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب نے بہ تحت بیان آیۂ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہی کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذاے لسانی سے ہی اور اشباہ مین لکھا ہی کہ موذی کو مسجد مین آنے سے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو ۔ **فائدہ** پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہی مساجد مین انکے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہی اور خداے تعالی مفسدون کو دوست نہین رکھتا کما قال اللہ تعالی وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ باقی تحقیق اس مسالے کی رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہی موجود ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم

اقـــــــم

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی ۔ المرقوم ۱۳۰۰ھ



عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور ہین تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو ان نماز اور نکاح اور ذبیحے مین انکے احتیاط لازم ہے جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔



حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ — ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ — محمود حسن عفی عنہ — محمد محمود دیوبندی عفی عنہ






حامدًا و مصلیا فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہین اہل سنت وجماعت سے انکو اہل سنت وجماعت مین سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کسواسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہین مذاہب اربعہ مین اور جمیع اہل سنت حنفی ہین یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبون مین سے اس زمانے مین ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئین انمین سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہین بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ وغیرہم کے ہے قال الطحاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المومنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتہم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتہم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فی ذلک الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار انتہی۔ وقال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمۃ الاربعۃ انتہی وقال فی الاشباہ والنظائر تحت القاعدۃ الاولی ما خالف للائمۃ الاربعۃ فھو مخالف للاجماع وان کان فیہ خلاف غیرھم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف للائمۃ الاربعۃ انتہی قال الفاضل الجلیل الفقیہ المحدث المفسر الشیخ ولی اللہ الدھلوی فی عقد الجید اعلم ان الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ قال رسول اللہ صلعم

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری فان اہل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ والاربعۃ علی اربعۃ مذاہب لم یبق مذہب فی فروع المسائل سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلہم وقد قال رسول اللہ صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا انتہی پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ائمہ اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۰۳ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہوئے مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے اور انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہیے کیونکہ مجالست ومخالطت ومصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال الامام النووی فی شرح صحیح المسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسۃ الصالحین ومجانبۃ قرناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم الجلیس الصالح بحامل المسک والجلیس السوء بنافخ الکیر فیہ فضیلۃ مجالسۃ الصالحین واہل الخیر والمروۃ ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسۃ اہل الشر واہل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرتہ وبطالتہ ونحو ذلک من الانواع المذمومۃ انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ دور شو از اختلاط یار بد + یار بد بدتر بود از مار بد + مار بد تنہا ہمین بر جان زند + یار بد بر جان و بر ایمان زند + نار خندان باغ را خندان کند + صحبت نیکان ترا نیکان کند + صحبت صالح ترا صالح کند +

صحبت طالع ترا طالع کند ٭ پس اہل سنت وجماعت کو فرقہ ضالہ لا مذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے
بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فروامن صحبتہم اکثر ما تفرو امن الاسد اسواسطے کہ
صحبت کو بڑا اثر ہی حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین ہیں فرماتے ہیں ؎
نشین با بدان کہ صحبت بد ٭ گرچہ پاکی ترا پلید کند ٭ آفتابے بدین بزرگی را ٭ ذرۂ ابر ناپدید کند
جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت و فرق ضالہ ہوائیہ
میں ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لا مذہبوں کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز و نادرست ہوئی
اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے
کہ ان لامذہبوں کو اپنی مساجد سے نکال دیں اور ہرگز نہ آنے دیں اسواسطے کہ انکے آنے سے
مسجدوں میں شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ و قولہ
تعالیٰ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی وقت نماز کے لسن پیاز
گندنا وغیرہ بدبو دار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ میں بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد میں آوے تو اوسے ذرا
مساجد سے منع کرو عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من اکل من ھذہ الشجرۃ
فلا یقربن مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن ابن عمران رسول اللہ صلعم
قال من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواہ مسلم وعن عمر بن
الخطاب قال انکم ایھا الناس تاکلون شجرتین لا اراھما الا خبیثتین ھذا البصل والثوم
ولقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحھما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع
فمن اکلھما فلیمتھما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلم باب نھی من اکل ثوما
او بصلا او کراثا او نحوھا مما لہ رائحۃ کریھۃ عن حضور المسجد حتی یذھب ذلک الریح
واخراجہ من المسجد قولہ صلعم من اکل ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد ھذا
تصریح بنھی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وھذا مذھب العلماء کافۃ انتھی
پس یہ احادیث صحیحہ دال ہیں اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگوں کو تکلیف و ایذا پہنچے اوسے
مسجد میں نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہے کہ لامذہبوں کے مسجدوں میں آنے سے شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا
ہے اور لوگ بے علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہیں پس لازم ومناسب ہے

اہل سنت وجماعت کو کہ لا مذہبون غیر مقلدون کو اپنی مسجدون مین ضرہ آنے فی دین اوران مفسدون شریرون کو اپنی مساجد سے اخراج کرین اور نکالدین والسلام علی من اتبع الهدیٰ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین - حررہ الفقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمۃ الله الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو الحسن المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الدهلوی غفر الله له ولوالدیه واحسن الیهما وایاه



تحقیق مفتین در مسجد هم موجب فتنہ ہست والفتنۃ اشد من القتل وال بر اخراج کردن این شرذمہ باطلہ ہویداست **اولا** این فرقہ ماولین متشابہات اند بلکہ مثل محکمات میدانند چنانچہ در رسالہ احتوی علی العرش استوی از نواب بهوپال موجود ست واینهمه بران عقیده باوی متفق اند حالانکہ انصرام تام از متشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تاویله الا الله ثابت پس مورد من فسر القران برأیه فلیتبوأ مقعده من النار ہمین شرذمہ مبطلہ اند **ثانیا** منکرین قیاس واجماع اند بنابر علیه مجتهدین را بدمیگویند ومقلدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب الله ثابت ست بقوله عزوجل فاعتبروا یا اولی الابصار وبحدیث نبوی نیز وهو هذا ما روی ان النبی صلعم حین بعث معاذا الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب الله قال فان لم تجد فی کتاب الله قال فبسنة رسول الله قال فان لم تجد قال اجتهد برائی فقال علیه السلام الحمد الله الذی وفق رسول رسوله بما یرضی به رسوله فان لم یکن القیاس حجة لانکر علیه **ثالثا** کتمان بطلان عقیده خود عند ظهور الحق بل یسکتون عند اهل الحق اذا غلبوا علیهم خلقهم الله تعالی بقول حبیبه صلی الله علیه وسلم من سکت عن الحق فهو شیطان اخرس فثبت ان هذا قوم لا یحصی قبائحهم وخیانتهم فی الدین فحسب علیهم ضرب النعل من اهل الحق واکمال الدین استقروا هذه الضابطة ان لا یدخلون هذا القوم فی مساجدنا ولا یصحبهم ابدا والله تعالی علیهم بما کانوا یفعلون - فقط

کتبه تراب اقدام اهل الاسلام عبد الضعیف المدعو محمد عبد السلام الکاشمیری وطنا والحنفی مذهبا والچشتی النظامی الفخری النیازی مشربا الیه غفر الله له فی حیاته ویدخله الجنة بعد مماته آمین



مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاونی

الجواب صحیح ھکذا فی کتب الفقہ والحدیث
خادم شرع رسول اللہ قاضی حبیب اللہ اندوری

خادم شرع رسول اللہ محمد حبیب اللہ قاضی

الجواب صحیح والمجیب مصیب
خادم الطلبہ سید حسین علی خادم الطلبہ عبد الحمید

صح الجواب	الامر کذالک	لاریب فیہ	اصاب من اجاب
حافظ محمد حسین خان	احمد جان ولایتی	محمد عیسے خان ساکن	سید محمد یعقوب پنجابی
اندوری	اندوری	شہر اندور	اندوری

صح الجواب خادم العلما عبد الواحد حال وارد شہر اندور صح الجواب سید غیاث الدین ساکن مدن حال وارد اندور

فرقۂ جدیدۂ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت و سلف صالحین کے خلاف ہین اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہین ہے اور اپنی مسجدون مین ہرگز آنے دینا نہین چاہیے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہین ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیر خواہ مسلمین

محمد جمال الدین

قد اطلعت علی ھذا الجواب المسطور بتمام ما فیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا بالکتاب والسنۃ والدلائل قد جاء الحق وزھق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق المجیب المصیب واسألہ ان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب۔
حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ۔ فقط۔

محمد اکرم قاضی

اعظم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول الصواب فی الی مما یشھد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ اولو الالباب بمقہ تراب اقدام اھل العلم اضعف عباد اللہ المنان محمد المدعو بعبد الرحمن نائب قاضی کمپ مئو

ما قالہ المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عقید جزاہ اللہ خیر الجزاء عنا وعن المسلمین امین یا رب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین۔ سطرہ الراجی غفران اللہ المستعان
محمد فضل الرحمن قاضی دار الافتاء اُجین

جو عقائد غیر مقلدین کے او ضمین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدہ

اہل سنت وجماعت مین انکو مفسد دین جانکر انسے مخالطت نکرین۔ عاجز محمد عبد الرحمن اندوری

صح الجواب — اصاب من اجاب

مواہیر مشاہیر علمای دار الاسلام مصطفےٰ آباد عرف رامپور

بلا شبہہ یہ فرقہ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالفہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالہ رسائل اور فتاواے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہر اور اسکے حق مین یہی حکم ہر جو مجیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق

ہذا ہو الحق عندی — الجواب ہو الصواب — ہذا ہو الحق الصریح والصدق القراح

الجواب صحیح والرای نجیح — الجواب حق — الجواب ہو الصواب — لاشک فیہ — ذلک کذلک

العبد — العبد — العبد — العبد — العبد

مولوی بلبل القلم خود — محمد یعقوب عفی عنہ — سید حبیب احمد — محمود عالم عفی عنہ — حضرت شاہ عفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہین ہر۔ رافضی ہو تو عجب نہین۔ یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہر واللہ اعلم۔

کتبہ سید عبد الحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور۔

فی الواقع عقیدہ اس فرقہ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہر جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذلک فقد قال محالا

العبد

عابد حسن عفی عنہ

واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب مین علماے دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے ہین درست ہے۔

حررہ الراجی الی رحمۃ اللہ محمد کریم اللہ

الجواب صحیح — المجیب مصیب

العبد — العبد

فداے احمد عفی عنہ — الجواب ھو الصواب — سعید احمد عفی عنہ













ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ و عم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے مین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے

مقابلہ بر عمل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز ومخل اور انکے عقائد پر کائد منجر بکفر وشرک والحاد ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد وھو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد - الا لا یتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الا من لہ ذھن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم کتبہ العبد الآثم ابو المجیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل و زمیل

تقریظ حضرت مولانا مولوی



محمد اشرف حسین صاحب الانصاری

اصاب من اجاب



ھو الموفق

ان ھذا الجواب موافق للسنۃ والکتاب

کتبہ العبد المذنب محمد عبد القادر



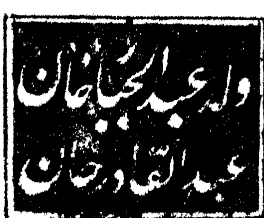
الجواب صحیح والمجیب مصیب



ھو المستعان

فی الحقیقت یہ جواب باصواب سعین مقلدین اور حق الیقین ہے

محمد عبد القادر



ان ھذا الجواب صحیح



ھو الرحمن الرحیم

لا شک ان ھذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط

حررہ الاثیم محمد عبد الکریم



فتوای مفتیان حرمین شریفین بر رد کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

مؤلفہ محی الدین لاہوری نومسلم کتاب فروش

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين حامدا لله تعالى ومصليا على نبيه وآله اجمعين - امّا بعد فما قولكم دام فضلكم في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى ليسوا على الحق لاسيما الامام ابا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن والحديث وانما تلقى في جميع عمره الا سبعة عشر حديثا ويزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشنع عليه تشنيعا فاحشا وصنف في ذلك كتابا وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين وطبعه وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في كتب الحنفية وسطرا ايضا في رقم مائة من الكتاب المسطور قائلا ان هذه المخالفة للقرآن والحديث وقال من قلد ابا حنيفة تقليدا شخصيا فهو مرتكب بالحرام او مشرك واستدل بقوله تعالى ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ وقال كل ذلك مخالف للقرآن وللاحاديث الفلانية واعرض عن الاحاديث التي استدل بها الامام رحمه الله تعالى وارضاه وهذا الرجل ان يضل الناس حصل بالمعتقوله مسائل الفقه مردودة خصوصا مسائل الامام رحمه ويسمى كل من عمل بها من عوام الناس ويدعوهم ويرغبهم الى العمل بالحديث مطلقا سواء كان ناسخا او منسوخا ضعيفا او موضوعا حتى ترك الناس العمل بالكتب المعتبرة كالهداية والنقاية والبحر والمنتقى والهندية والكنز وشروحه والدر وحواشيه ويخرج كل من عمل بهذه الكتب الجليلة المعظمة من الاسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه فتونا ماجورين

الجواب

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ حكم هذا الرجل المتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساع في الارض بالفساد وقد زين له سوء عمله فهو وتباعه من حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون وقوله من قلد ابا حنيفة كان مشركا دليل على [illegible] عن جماعة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا السواد الاعظم

فمن شك يشد في النار وما يقوله في حق الهداية التي هي هداية الى احكام الاسلام وفيما عطف عليها من المعتبرات
التي تشوم صدور اولى الاعلام هذه هفوة منه تبيد بزندقته نعوذ بالله تعالى منها وقد تقرر ان اهانة العلم و
العلماء كفر خصوصا التكلم بالفاحشة في حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى ، وقد انعقد الاجماع خلفا عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة كما في اذكار النووي حيث لم يوجد
بعد هذا التاريخ من استكمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فدون ذلك خرط القتاد لا سيما اقدمهم الامام
ابو حنيفة النعمان لازالت سهاله على ضريحه الاقدس سحب الرحمة والرضوان كيف وقد ادرك جمعا
من الصحابة رضي الله تعالى عنهم وممن جزم بذلك الحافظ الذهبي والحافظ العسقلاني وغيرهما شهد له النبي
صلعم بالخيرية لانه من التابعين بلا شبهة ولا بين ففي الحديث الشريف مرفوعا خير امتي القرن الذي بعثت فيهم
ثم الذين يلونهم الى اخره انتهى من جامع الحافظ السيوطي روى الشيخان عن ابي هريرة والذي نفسي بيده
لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله رجل من فارس قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان
اصل صحيح يعتمد عليه في الاشارة لابي حنيفة وهو متفق على صحته وفي حاشية الشبرامسلي قال الاخير شيخنا
يعني الحافظ السيوطي من ان ابا حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء فارس
في العلم مبلغه احد انتهى وقد تبعه كثير من ائمة الدين وكل منهم قر بفضله واثنى عليه على رؤس
الاشهاد بين المسلمين فقد روى عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار الى الصحابة رض ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط
انتهى فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتباعد عن هذا الرجل الطاعن في ائمة الدين
ويجب زجره الى الدرجة التي بها انتهى عن هذا العمل الفضيح والكلام في هذا المقام يطول فيما حررناه كفاية



عند ذوي الدين وارباب العقول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل
نمقه الفقير محمد امين بالي الحنفي مفتي المدينة المنورة عفي عنه

من ائمة الحنفية في مسجد خير البرية  المدرس بالحرم الشريف النبوي

الحمد لله وحده من ممد لكون ، استمد التوفيق والعون ، الحكم في هذا الرجل انه ضال مضل قوله المسطور
بدع وضلالة لا يقولها الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة وخصوصا فيه عن اتباع المذاهب
المدونة في المذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من الكتاب والسنة فهي عبارة عن شريعة رسول
الله صلى الله عليه وسلم الذي من خرج عنها كان محكوما بكفره فيلزم على قول هذا الضال ان السواد الاعظم

من امة محمد صلى الله عليه وسلم اجتمعوا على الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام
والاولياء الكرام وغيرهم من الصلحاء الفخام الذين تتفقت كلمة اهل السنة والجماعة على جلالتهم
وعظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم في امر الدين كانوا مقلدين ضالين وماتوا على البدعة
والضلالة حاشا ثم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي
او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة من شذ شذ في النار رواه الترمذي وقال اتبعوا السواد
الاعظم فانه من شذ شذ في النار ويجب على ولاة الامور ... الاجوبة ...
هذا الضال المضل شديد النكال او القتل - سأل الله التوفيق والهداية
لاقوم طريق والله سبحانه وتعالى اعلم امر برقمه خادم الشريعة والمنهاج عبد الرحمن
ابن عبد الله سراج الحنفي مفتي مكة المكرمة كان الله لهما حامدا مصليا مسلما

(مهر: بالله عبد الرحمن سراج)

لاشك ان ذلك الرجل ضال مضل — حامدا ومصليا ومسلما اصاب من اجاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب حرره محمد عبد الحق عفي عنه

(مهر: محمد حسب الله) (مهر: محمد عبد الحق)

تقاریظ دلپذیر و عبارات ابی نظیر شبتہ بمواہیر و دستخط علماء دار العلم والعمل فرنگی محل لکھنؤ

حامداً ومصلیاً ومسلماً میں نے اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ جامع فضائل و فواضل
مولوی منصور علیخان مرادآبادی کو جابجا دیکھا مؤلف ظفر مبین محی الدین نے جسقدر آئمہ اور حضرات آئمہ
و اکابر دین پر طعن بیجا کیا ہے کہ جس سے جملہ مقلدین و غیر مقلدین متنفر ہیں اور ربنا
افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین کی تلاوت کر رہے ہیں اوسکے
ازالہ کے واسطے یہ کتاب کافی ہے حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

(مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات ۱۲۸۹)

حامداً ومصلیاً - احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف
مکائد غیر المقلدین کے جابجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت و جماعت
مقلدین حنفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جواب مغالطات ظفر المبین
مؤلفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین
کے لیے وافی ہیں - واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
حررہ عبدہ الاثیم خادم العلماء والفقراء ابو الحیا محمد عبد الحلیم
عفا عنہ اللہ الکریم بمقام فرنگی محل لکھنؤ ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۰

(مہر: ... محمد عبد الحلیم ... ۱۲۸۵)

نحمدہ و نصلی علی نبیہ الکریم

خاکسار نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور حسب عقائد اہل سنت و جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام ہم جانتے تھے یعنی معقولات میں یہ شخص بھی سیکڑوں میں ایک فرد ہی مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہی بڑی مشقت و محنت کی اللہ جزای خیر دے اور کل اہل اسلام کو عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین فقط حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول عربی کیننگ کالج لکھنؤ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل عالم با عمل مخزن محاسن خفی و جلی مولوی محمد منصور علی صاحب مراد آبادی ضاعف اللہ علمہ و عمہ فیضہ کتاب لا جواب ہی بلکہ نیر ہدایت و صواب ہی فقیر حقیر نے جا بجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے فیاض مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور جملہ ناظرین و سامعین کو فائدہ تام بخشے۔ حررہ محمد امان الحق تجاوز عن جرائمہ رب الفلق ابن الا الحاج محمد برہان الحق قدس سرہ

باسمہ سبحانہ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہی۔ الظفر المبین کا جواب لا جواب ہی۔ اسکے مصنف نے رد اعتراضات میں سعی بلیغ فرمائی ہی۔ اور تائید ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہی۔ اللہ تعالی مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور معترض کو ہدایت کرکے آیندہ ایسے اعتراضات باطلہ سے بچائے آمین۔ حررہ فخر الدین احمد عفا عنہ

ھو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلا شبہہ حسب تسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہی مضمون اسکا بلا شک ذریعہ تائید دین ہی مصنف کو خدائے تعالی جزائے خیر دے کہ تصنیف انکی فارق بین الباطل والحق للمتقین ہی حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ ابن مولانا و مرشدنا الحافظ المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم الآفاقی

ھو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الالباب ہی۔ ظفر مبین کا جواب لا جواب ہی۔ اسکے مصنف نے تردید اعتراضات بیجا میں کوشش بہت فرمائی ہی۔ بفضل ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہی۔ خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل و ثواب جمیل مرحمت فرمائے۔ اور معترض کو ایسے اعتراضات واہیات سے آیندہ بچائے آمین یا رب العالمین حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الخالق خادم العلماء اہل الحق المدعو بمحمد عنان الحق عفر الغفار ذنوبہ و ستر الستار عیوبہ ابن مولانا و مرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الفرنگی محلی

فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین عدیم البدل ست بلکہ حجت مقلدین اہل سنت دستور العمل ست کہ از مطالعۂ آن در دام مکائد فرقۂ ظواہریہ نیایند و برجا و تقلید خود پا برجا مانند مصنف عالی مقام درین کتاب ہدایت انتساب کاری کردہ کہ در دفع ہر اعتراض دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ از قرآن و حدیث آوردہ کہ تا خصم نام نہاد عامل بالحدیث را از تسلیم آن چارہ نباشد و شیر ازۂ دفتر شبہاتش درہم باشد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۔ کتبہ ابو الحیش محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنگی محلی ۔

لا الٰہ الا ہو العلی الرب الحکیم

نحمدہ ونشکرہ علی ما اصطفی مولانا ومقتدانا نبینا المصطفی بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ بالفتح المبین علی المحدثین غیر المقلدین لمن ہو رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ فی الطریقۃ الانیقۃ الحنیفۃ الحنیفیۃ القویمۃ والدین الثابت الی یوم الدین ۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرون ۔ ونصلی ونسلم علیہ وعلی المحبوبین المنسوبین الیہ من آلہ البررۃ الفقہاء العرفاء ۔ وصحبہ الخیرۃ الخلفاء الحنفاء وسائر الاخیار التابعین لہم باحسان ۔ سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ہم للدین المتین اربعۃ ارکان ۔ خصوصاً علی امامنا ابی حنیفۃ ثم بقیۃ الحنفاء الخلفاء الاعلام ۔ منہاج الملۃ سراج الامۃ اعظم ائمۃ الاسلام اما بعد شفیق صدیق مظہر خلوص عمیق جوہر آئینۂ علوم گوہر خزینۂ فہوم فضائل و شمائل نشان مولوی محمد منصور علی خان سنی المذہب حنفی المشرب مرادآبادی المقام لا زال کاسمہ بعلمہ محمداً منصوراً علیاً علی الخصام نے اندنون برنگ تمام کتاب نایاب مطبوع ارباب لباب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی ۔ اور مقامات چیدہ سے ساعات عدیدہ مین اس خاکسار خادم صغار و کبار کے مطالعے مین در آئی ۔ بملاحظہ تقریرات سنجیدۂ جوابات پسندیدۂ کاسرۃ الاسنان کے ہفوات مطاعن پر ضغائن غیر مقلدین مجتہدین سے نسبت ائمۂ دین خصوص حضرات بابرکات حنفیہ عالیشان کثرہم اللہ الرحمٰن معاشرہم فی کل مکان و زمان کے ساتھ اسانید صحیحہ و عبارات فصیحہ کے سزاوار تحسین و ثنا خوانی معانی و مبانی و بانی کی پائی سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ والی مدارج الکمال رقاہ ولم یجعل لہ فی الکونین ضیراً وجزاہ فی الدارین خیراً آمین فآمین رب العالمین

حررہ المفتقر الحقیر المقر باللوم التقصیر خادم نعال العلماء الحنفیۃ النعمانیۃ وتبعہ شیدائی الاولیاء والاصفیاء الجیلانیہ ابو الکرم محمد عبد الکریم الانصاری النظامی محتداً واللکھنوی الفرنگی محلی ۔ اللہ تجاوز عنہ ربنا الاکرم من سیآتہ

بکرم الکریم و جعلہ کما کان اہلاً من ورثۃ جنۃ النعیم بن مولانا الحافظ الحاج المولوی محمد نعیم دام بالفیض العمیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مین تصدیق کرتا ہون کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بہت قلیل زمانے مین محققانہ جواب ظفر المبین کا دیا ہے اور مکائد غیر مقلدین کو بعبارات و تقاریر محققین ظاہر و ہویدا کر دیا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء - حررہ العاصی محمد عبد العزیز الفرنجی محلی غفر اللہ ذنوبہ



ہو الموفق

درحقیقت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری و معنوی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی نے تالیف کیا دریا کو کوزے مین بھر دیا کتاب بے نظیر تحریر دلپذیر ہے خصوص فرق ضالہ کے حق مین بے نیام شمشیر ہے - راقم آثم نے جا بجا چند اقوال دیکھے صحیح و درست پائے خداوند عالم مؤلف کو جزای خیر عطا کرے اور سائر مستفیدین و مسترشدین کو نفع بخشے - نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الفرنجی محلی



نحمدہ و نستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی - رد اعتراضات الظفر المبین مین فتح کامل پائی - کیون نہو ایک تو اونمین تائید مذہب حق حنفی منظور ہے - اور الحق یعلو و لا یعلی مشہور ہے - دوسرے اونکا نام نصرت سے مشتق ہے - اور الاسماء تنزل من السماء حق ہے - اللہ تعالی اونہین جزء عظیم عطا فرمائے اور معترض کو راہ صواب دکھائے - آمین ثم آمین

حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد



باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الذی اصطفی مولانا بالہدایۃ والملۃ الحنیفۃ - و ہدی قلوبنا الی تقلیدہ فی الطریقۃ الشریفۃ - والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام - و علی آلہ و اصحابہ المجتہدین مشاہیر الاسلام

اما بعد کیا ہم ہین کیا ہماری زبان ہے - کہان خداوند عالم کہان اوسکی شان ہے - کیونکر حرف شکر زبان پہ لادین کہ پیشگاہ عزت مین بضاعت مزجات ہے - اپنے کو دیکھین یا اوسکو چھوٹا منہ بڑی بات ہے کیسی کیسی نعمتون سے ہر دم ہمکو سرفرازی ہے - کیسی ہماری تنگ چشمی و کیسی اوسکی بے نیازی ہے - اوسی خالق کا صد احسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا - و لقد کرمنا بنی آدم کے خلعت خاص سے سرفراز کیا - حق و باطل مین فرق دکھایا - جاء الحق و زہق الباطل کا مژدہ سنایا - کیونکر احاطہ نیازمندی سے قدم باہر رکھین

اور کسطرح تقلید کو توڑین سر عجز او ٹھائین - کل وسکے احسانمند و ممنون ہین - او سکے سامنے عاجز و نگون
ہین جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر او ٹھایا - ذلیل ہوا اور پچتایا - چنانچہ سابق مین سرکشان خود بین و بدگمان
اسلامت متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کرکے اپنی لیاقت غیر معتبرہ کو ظاہر کیا - بزعم خود
مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا - جہال ناقص الیقین کو سبز باغ دکہایا حضرات اکابر کو اپنی بد تہذیبی سے
نشانہ تیر ملامت بنایا - من عمل صالحا پر طعن و تعان کیا - تیرہوین صدی مین لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا
کے مضمون کو بیان کیا - چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسی
ولکل دجال عیسی - بعونہ تعالی عزشانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد ذو الایادی مولوی
محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے کس متانت و دیانت سے جواب دیا ہی - اور کیسے عمدہ طرز سے
مہذبانہ دلائل پیش کرکے خصم کو قائل کیا ہی - ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین
تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکش وہابیون نے گردن جھکائی - حق تو یہ ہی کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تفسیر
کبیر ہی - کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہی - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہی - اور ہر لفظ اوسکا منکرین کیلیے
شعلۂ جان سوز ہی - کتاب کیا ہی دستور العمل اہل سنت ہی کہ ہر ہر نقطہ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہی



حق تعالی اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدونکے تعصب
نفسانیت کو دور کرے - آمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغنا محمد عبد المجید
غفر اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الفرنگی محلی

هو الحکیم العلیم

حامدًا للہ المجید الحمید وصلیا ومسلما علی رسولہ الوحید - والہ الکرماء - واصحابہ الرحماء
ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین - من الائمۃ والمجتھدین - سیما امامنا الاعظم - ومقدمنا
المکرم - قطب دائرۃ الشریعۃ والاحکام - ناظم نظام الملۃ والاسلام - سیدنا ابی حنیفۃ وصحبہ
واتباعہ المحققین - جزاھم اللہ عنی وعن سائر المسلمین - خیر الجزاء - الی یوم البقاء - اما بعد
یہ عجالہ نافعہ رد غیر مقلدین مین ایک نسخہ بہادر شور ہی - ہر جملہ اسکا جملہ مخالفین پر منصور ہی - کیونکر نہو کہ فاضل
نحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہی
برگزیدہ تصنیف ہی - جسقدر بنظر تعمق نظر فقیر سراپا تقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے مملو زوائد سے خالی پائی
مضامین اسکے نہایت نفیس - عبارت اسکی بدرجہا سلیس - ہر سطر گویا شطر ہدایت ہی - ہر برہان قاطع
ضلالت ہی - خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے - اور بحرمت آن حضرت علیہ الصلوۃ

والتحیۃ مخالفین کو راہ راست پر لاوے۔ اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ ج ستار

یا ارحم الراحمین سحررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید



غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برھان الطریقۃ مولانا الحافظ

محمد عبد الحلیم مد ظلہ الظلیل وفیضہ العمیم۔ الفرنجی محلی اللکنوی

هو العلیم الحکیم

للہ در المجیب حیث اتی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمۃ سھلۃ مرۃ وبتوضیح اخری فی دفع شبھۃ خلجت بقلوبھم وردھا علی مخالفۃ اقوال المقلدین الحدیث والاخبار الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیث صارت تلک الشبہ ھباء منثورا من غیر تعصب واعتساف بل بنظر الانصاف بالفاظ مھذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بھذا فمن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ولو علی طور سینا وعین الرضی عن کل عیب کلیلۃ ✦ ولکن عین السخط تبدی المساویا ✦

حررہ العبد الآثم محمد انور علی عفا اللہ الولی المراد آبادی



محشی کتب صرف ونحو ومعقول ومنقول مطبوعہ ومصنف انوار الحواشی شرح نفیسی

المجیب مصیب فیما اجاب فاللہ درہ فیما اجتھد واصاب

نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی المدعو بمحمد عباس علی



مدرس مدرسۂ جونپور دام وبرادر زادۂ حضرت مولانا موصوف الصدر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیدا است کہ در دار کون وفساد امری بزرگتر از صلاح دین خواستن و باحقاق حق پرخاستن نبودہ است تا بخشایش ایزدی و توفیق ازلی بچہرۂ کسانیکہ جمیلۂ شان ہمہ سعادت ست و زیور پیرایۂ آنہا تمام کرامت این دولت سرمد عطا نفرمود پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین النصیر الایمہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیہ کبرے ارزانی داشتند و اعلام نصرتش بنیروی بازوی ان حزب اللہ ھم الغالبون برافراشتند سکہ کرامتش بچکاک تحقیق جاری و نقد وقت مخالفان ہمہ قلب کساد بازاری بتسویدش جواب لاجواب کہ سواد و بیاضش عین صدق و ثواب ست ظروف و معانیش مقاصد دقیقہ و اسرار مشکل حضرات سلف را فتح باب لفظ لفظش صورت جان معنی حکمیہ و زرورق و رقش آئینۂ لیست پیکر تائید النفوس قدسیہ روبرو و وجہے باکہ بتفضیل ایزد تعالی کہ برایت اللہ لایھدی کید الخائنین تشویش بود و بمصداق یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون لبس و تلبیس بیلیشت انشراحی ہوا لمیسانی بدست آمد و پای حقیقت بر صراط مستقیم با ثور ثبات یافت تقریظش چنان نقش

تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطر بانہ زبان بہ تحسین نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ
چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خریدار اگر بجادۂ تسلیم و تقلید قدم نہ نہد بچارو ہر چند
سعادت طلبان موافق را از ضغطۂ تردد درستگاری رسید و بحقائق دقائق کامگاری مگر محرومان نخالف
را نیز بتفضیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایات و امتناع منکر تخفیف عقو
و توفیق ندامت متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و من لم یشکر الناس
لم یشکر اللہ آز آنجا کہ از کلمہ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و استشہاد بحکم ولا تکتموا الشہادۃ
ومن یکتمہا فقد آثم قلبہ امر یست ممنوع میگوید سراپا معاصی فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و
مجتمعہ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم و ماویش صحیح براہینش قوی جوابش
مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم



وعلمہ اتم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

هو العلیم الحکیم

الحق کہ این نسخہ السیت پر تاثیر حل در دفع مواد فاسدۂ مس قلب منکران تقلید بمنزلۂ اکسیر مصنف
علامہ انتصار الحق کہ خودش نیز اسم بامسمٰی منصور ست بر دہفوات و خرافات پوچ و با درہواے مؤلف
ظفر مبین علم خامۂ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدۂ حسد آلود مہابان
کورباطن خاک مذلت انباشت جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ و شکر
سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق واہتداء الوریٰ۔



نمقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد فاروقی الحقیر۔ +

حامداً و مصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و بس توحید ستار العیوب نعت سید الابرار و آلہ الاطہار و صحابہ الاخیار کے
اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو
جو غور سے دیکھا تو جوابات مجیب مصیب کو مزیل اعتراضات و دافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے
پایا اللہ تعالیٰ جزاے خیر مجیب لبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین گمراہ راست



تقلید سلف صالحین کی دکھاوے۔ حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ

هو عالم الغیب

اسمین کچھ شک نہین کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے فقہاے مجتہدین خصوصاً

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیا ہی اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیا ہی سلف صالحین
اور حضرات ایمۂ دین پر جو کچھ اسنے اپنی خباثت اور جہالت سے مطاعن و اعتراضات کیے ہین
اور اپنے زعم فاسد اور عقیدۂ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر بیجا
خودمیان مٹھو بنکر ٹین ٹین کی ہی اور عمل بالحدیث کا مدعی ہی یہ سب مکر و فریب کے رنگ ستھے
دین کے پردے مین دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ
علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکے دھوکے بازیون
کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن سے خوب ہی اونکی خبر لی۔ اب اونکو
اور اونکے تابعین کو چون وچرا کی جا نہ رہی خیریت اونکی اسی مین ہی کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھی راہ
اختیار کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اسکی تردید
مین قلم اوٹھائینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم
اوٹھائینگے پھر تو شدید قلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملائینگے
اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر محاکمہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے۔



وما علینا الا البلاغ۔ حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی
محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی۔

هو الفارق بین الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جماعت
ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکر نہون کہ اسکے ہر ہر مسائلے کا مضمون
موافق قرآن وحدیث کے صاف صاف ہی جو جواب ہی بلا تعصب و اعتساف ہی سچ پوچھیے تو
واسطے فتحیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار
ہی اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہی اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا
تو کیا کہنا کہ اوسکے ہر ہر مسائلے مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہی کہ مدعیان عمل بالحدیث
کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہی اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الراے
کے جانین اور دل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصًا اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق
پر آئین لامذہبی کو چھوڑ کر مقلد بنجائین حق تعالی اس فرقۂ ظواہریہ یہ مقلدین اہل باطن کا
پیرو تو ڈالے۔ اور انکو راہ راست تقلید پر لگا کر آزادی کی دلدل سے نکالے۔ آمین ثم آمین

یارب العالمین - حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر -



تقاریر مثبتۂ دستخط و مواہیر علماے نحریر و فضلاے مشاہیر شہر کانپور

هو الفتاح العلیم

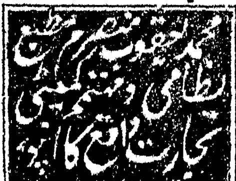
الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اس کتاب لاجواب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو فقاکسار نے دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و صحت سے لکھا شاہد مقصود کو لآلی متلالی نصوص آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا جلوہ دکھایا۔ دفع جدال و الزام الد الخصام بوجہ احسن کیا جواب باصواب دندان شکن دیا۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینۂ حق نما بنایا صیقل براہین قطعیہ سے زنگ تعصب کو مٹایا فی الواقع یہ قول منصور ہے اسمین کلام حق مسطور ہے۔ حق سبحانہ و تعالی اسکے مؤلف علام فطین فہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بے نظیر متکلم نحریر والا مناقب مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الهادی کو جزاے خیر عطا فرماوے اور آفات وآلام سے بچاوے جعلہ اللہ تعالی کاسمہ منصورا وکان سعیہ مشکورا



کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانفوری

هو الملهم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور اوسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان مین فتح المبین کا ڈنکا بجا لامذہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے ذرا بھی چون و چرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہوکر منہ کی کھائیگا۔ حق تعالی اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر و منصور رکھے اور ان لامذہبون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے۔ آمین یارب العالمین - حررہ العبد المذنب محمد یعقوب تجاوز عنہ علام الغیوب - مہتمم کمیٹی تجارت کانپور



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً للہ علی آلائہ ومصلّیاً ومسلّماً علی افضل رسلہ وخاتم انبیائہ بعد ازین نہفتہ مباد کہ درینوقت کساد بازار علم بعضے از کم مایگان جہالت نشان حرفے چند از ترجمۂ اردوے مشکوٰۃ شریف وغیر آن دریافتہ خود را در عداد علما گرفتہ اند و طعن و تشنیع بر اکابر مجتہدین و سب و شتم علماے ربانیین را ذریعۂ شہرت خود فہمیدہ درین راہ پرخار کورانہ رفتہ اند و از جہل مرکب و سوء ادب کہ در جبلت این طائفہ مخمر ست علم بعض احادیث را محیط جملہ احادیث دانستہ اگر کدامی مسائلہ فقہی را خلاف حدیثے در نظر خود مے پندارند علی الاطلاق مخالف کتاب و سنت انگاشتہ بر مجتہدان دین زبان سب و شتم می کشایند از انجملہ شخصے ست کہ کتابے در ہمچنین طعن و تشنیع ائمۂ دین موسوم بالظفر المبین فی مغالطات المقلدین بمعرض تحریر در آوردہ بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید و از کمال تعصب و نفسانیت بمخالفت حدیث نبوی لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی مبالات نکردہ خود را از کجا تا کجا رسانید اگرچہ این ہمہ گریزی و بے راہ روی او بہر تغلیط عوام و بغرض انحراف جماعتے از تقلید مجتہدان بود لیکن از ان جہت کہ خداے تعالی براے ہر مبطلے محققے و براے ہر شوریدہ سرے سر کوبے مقرر فرمودہ ست وحید عصر عالم معیض حاضر و بادی مولوی محمد منصور علی خان مرادآبادی جعلہ اللہ مؤیداً بالایادی وکاسمہ منصوراً علی الاعادی کمر ہمت بر رد ہفوات او بربستہ رشتۂ تالیف این کتاب رشادت نصاب را بانامل تحقیق برکشود و بمصقل قلم ہدایت رقم زنگ تلمیع و رنگ ترصیع از آئینۂ الحق یعلو ولا یعلی برزدود و قصار کیدہ فی نحرہ وامن المومنون من ضرہ و شرہ بارک اللہ فی علم ہذا المؤلف وعیشتہ و ذات یدہ و ایدہ بتحقیق الحقائق فی رد الباطل و طردہ ہذا



وانا العبد الراجی شفاعۃ النبی الامی التہامی محمد عبد اللہ بن الحاج السید آل احمد الحسینی الواسطی البلگرامی رزقہما اللہ النعیم المقیم وجعل

هو الحق المبین

اما بعد الحمد لخالق الکل والصلوۃ علی افضل الرسل وعلی آلہ واصحابہ ہداۃ السبل

اس حقیر خادم الطلبہ نے ان ایام میں جو کتاب فتح المبین جواب ظفر مبین کے متعدد مقامات کو دیکھا تو فی الحقیقت یہ کتاب لاجواب سراسر صواب ہے۔ مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب ہے پسندیدۂ اولی الالباب ہے۔ قابل ہدیۂ اصحاب ہے۔ رعایت قواعد اصول و فروع میں دلیل نایاب ہے

نظر عاقل مین مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم وسباب ہی جسکے نزدیک ایمہ ہدی کو برا کہنا ثواب ہی قابل عتاب اور مستحق عقاب ہی۔ کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل معقود علیہ بالاناملِ ابر گزیدۂ اقران مفخر زمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی سلمہ ربہ العلی ہی۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے اسکے مقابل کو عناد اور تعصب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الٰہی بخش مدرس مدرسۂ فیض عام کانپور



هو الملهم للصواب

مین نے اس کتاب کو جا بجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ دندان شکن جواب دیا ہی اسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہی کہ ایسے غیر مہذب وقتے کے مقابلے مین مصنف علام نے تہذیب و متانت کو نہایت دخل دیا ہی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا

کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الحنفی وابجلے۔ فقط۔



تقاریظ بلاغت مضمون وتقاریر فصاحت مشحون علماے بریلی وبدایون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقۂ اسلامیہ مین اختلاف ایمہ صحابہ وعلما کا موجب رحمت حق سبحانہ کا ٹھیرا دیا گیا ہی اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت وحرمت وغیرہ مین بخوبی ہویدا ہی پس منجملۂ ایمۂ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے کیجاویگی موجب نجات ہی اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال وحرام کو بدل دینا اور برائے نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر گمراہی ہی کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلّم جمہور ایمۂ دین ہی اوسکا انکار کرنا وسوسۂ شیاطین پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث واقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کر دی ہی خاصکر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی **فتح المبین** ہی جا بجا میرے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف پایا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور گمراہون کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی۔ عفی عنہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

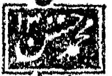
میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہے اور ادلۂ سمعیہ و قیاسیہ مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید اور کیون نہو مصنف کتاب مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی حفظہ اللہ تعالےٰ عن شرور الاعادی سے مین خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہین ایام تحصیل مین بھی جب اس بندۂ ہیچمیرز ہیچمدان ناکارۂ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد سے بعزمیت استفادہ ہنگام انتصاب بندہ بمدرسی اول مرادآباد بعض کتب معقول و منقول بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اونکی ناصیۂ حال سے ظاہر و نور سلامت اونکی پیشانی پر تابان و درخشان تھا اور طبیعت گونہ سیالہ و وقادہ و قوتِ مدرکہ جیدہ و نقادہ تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل بر اجوبۂ دندان شکن تصنیف ہو گئی ہین بندہ کو مزید حاجت کچھہ تحریر کی نہین ہے تاہم اسقدر برادران اہل اسلام کی خدمت مین التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصًا رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابوحنیفہ کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ مصابیح و ترمذی یا اونکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ مذہب شافعی و مالک وغیرہما ہین اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصود بغور و فکر غائص انتقال کرنا اونکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھہ مناسبت بلکہ اجنبیت محض علاوہ ازان وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءہم جو کچھہ اونمین کسیقدر اہل علم بھی تھے وہ اسقدر غبار تعصب و نفسانیت مین آلودہ اور بحر کینہ و خلاف و کدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق کہ موارد انصاف و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے بمراحل بعید آپہرے اور باعث جرأت و جسارت کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ مثل شروح عینی و صغانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوٰۃ از جانب حنفیہ و معانی آثار طحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و مسانید امام و دیگر مؤیدات حنفیہ اکثر کمیاب یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے اِن اذہان قاصرین مین یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک حنفی مبنی بر محض درائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحۂ نبویہ ہے اور اگر کہین کوئی حدیث مطابق بھی اونکے آگئی تو وہ ضعیف ہے کیونکہ صحاح و حسان تو محصور انھین صحاح ستہ مین ہین اور اسیوجہ سے

انکا اصحاب الرائے نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس وشبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کر دیا ہی مگر اسوقت اوس سے قطع نظر کر کے صرف اسقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسائل خلافیہ و غیر خلافیہ مین نصوص قرآنی و احادیث
بکمال صحت و قوت متن و سند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر ظواہر احادیث و آثار ہی بمذہب امام الائمہ اکثر مسائل مین اول دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی
کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھ خیر اس سب سے درگذریے تو جسطرح ہم عامیان بے دست و پا کو مسائل
اجتہادیۂ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی چارہ نہین ہی اسیطرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان
ایک پلّے کا بنظر امعان و عمیق در جملہ نصوص متعلقۂ مسائل با مراعات جمیع اطراف و جوانب مراتب
و مدارج از روے یقین و جزم و مراتب مختلفۂ ظن و اسناد و متن از روے رجال و اضطراب
و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت و غیر ذلک حصرا و تعیین ائمہ مجتہدین بالخصوص ربعۂ متناسبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین بکمال فراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلت آرا و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس
و آلاف برکات و انوار قرب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادۂ تائید و تفضیل دین محمدی اونکی
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمائیے
کہ کتاب صحیح بخاری جو درباب صحت بعد کتاب اللّٰہ الباری معدود ہی اوسکے رجال احادیث مین
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دارقطنی وغیرہ مشہور و مشہود ہان یہ کہیے کہ رجحان اوسمین
بجانب توثیق و تعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید بھی ملجاوے
تو عمل اوسپر اوسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی و نقلی
راجح یا مساوی موجود نہو ناسخ و منسوخ کے علم کی کیفیت کہ جسقدر اہتمام و اعتناے شان اس
بارے مین بلکہ عامۂ ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغہ جلیلہ و جہود جمیلہ جزیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہین اوسکا عشر عشیر بھی دوسری شے مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے
منسخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی باتم تفصیل بحث و تفتیش کی گئی ہی تاہم جو اختلافات تعداد منسوخات
و تعیین ناسخ و منسوخ مین بکثرت واقع ہوئے وہ کسیقدر مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تواریخ ارشاد کا علم تو اور چیز ہی شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم

اور اگرچہ علم ہوا بھی تو اکثر بطرق ضعیفہ ہان البتہ وہ زمانہ قرب عہد کسیقدر صالح وسزاوار تنقیح وتنقید
تھا جس سے کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون وطمانیت حاصل
ہو جائے اگرچہ بطور قطع وجزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے
مقامات تو شاید کچھ نکل بھی آئین اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہین ہو مگر معارض نقلی کے
مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ متعذر ہو کہ غالبًا یہ اونھین نقادین سلف مجتہدین
کا حصہ تھا اسوقت مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماورای
امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر باتم طریق حاوی وقابض ہونا اوسکا محال عادی
نظر آتا ہو اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہو کہ جو مشاہدۂ عین شریعت غرای حنیفہ سے
اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ وحقائق بنمط سرایت وحلول فی مواد الشریعۃ معلوم کرکے اوسکے
انہار وبحور کے سیلان وروانگی یا احاطۂ اشکال واعماق مجاری کے طرق ومناہج پر وقوف
کلی حاصل کیا جاتا ہو جو مخصوص موہوب دنھین ارباب اجتہاد ومکاشفان شریعت کے ساتھ تھا
یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس نمط روانگی وطرز سیلان وجریان کے مخالف نہو چنانچہ موضوعیت
حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہو مگر تدقیق
نظر وتعمق فکر اس باب کی جو اون ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسمین سے
حصۂ یسیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی
کی یہ ہو کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص ومفسر ومحکم یا اشارت ودلالت واقتضا یا عموم
واطلاق یا خصوص وتقیید کسی آیت کریمہ کی معارض ومنافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی
یہ ہو کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین دفتین بخاری یا مسلم
مکتوب ومسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجال الصحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور
علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون مگر وہ حدیث اونکی قوت ضبط وعدالت سے واصل بدرجۂ
صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اوسوقت ہوسکتی ہو کہ قوت دلالت ومزید صراحت وقطعیت
مدلول مین صحیح سے بغایت اقوی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہو کہ مضمون خبر کی وہ حدیث
معارض واقع ہو کہ گو بوجہ روات سافلہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوسمین ضعف
ناشی ہوا ہو مگر زمانہ مجتہد مستدل تک کے روات مین ضعف اصلا نہو اور وہ استدلال اوسکا بہمہ
وجوہ تام ہو اور شاید کہ اکثر احادیث حنفیہ مین اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقۂ زمانۂ مابعد الامام

طاری ہوگئی ہوگی جس سے مسائل امام مین کچھ اختلال نہین ہوسکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح
سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف
کہتے مین نہ بروات مابعد ونہ بروات ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے
معارضات کا علم بدون احاطہ وتعمق کامل جمیع احادیث مرویہ صحاح وسنن ومسانید ومستدرکات
ومصنفات ومعاجم ودیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے
نہین ہوسکتا جنمین سے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جاے
معاینہ صورت چہ جاے عبور ومطالعہ تا ئی احاطہ واستیعاب دراوسیر غور کامل تو اور چیز ہی علاوہ ازان اسباب
مہیا بھی ہو تو حصر جمیع کتب وس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو
حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لایشذ عنہ شئی مکتوب و مدون
ہونے پر کیا دلیل وبرہان قائم ہی محتمل ہی کہ مثلاً امام کو وہ حدیث پونہچی ہو جو انھین غیر مدون ہی پھر ہماری عقل
بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلہ مقدمہ کر دینے پر کسطرح قادر ہوسکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی اور ایک
قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال وتعامل وعملدرآمد صحابہ یا مذہب
راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق اجرای احکام وحدود با عدم علم
خلفای راشدین ہو یا باوجود اہم فرائض عامہ واحکام ضروریہ کے غیر مشہور ومستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور
سوا اسکے اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو
اور ایک قسم یہ ہی کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسۂ ظاہرۂ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سب معارضات
اور ہر معارضے کے جمیع انحاء واصناف کا احاطۂ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ اسوقت
یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہوسکتا ہی پھر یہ سب اس تقدیر پہ ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علی معناہ
غیر محتمل تاویل وتخصیص ہو اور غالباً اگر احادیث معارضہ ومخالفہ حنفیہ کہین نکل بھی آئین تو تاویلات
کثیرہ ومعانی جمہ کے محتمل او تخصیصات بسیار واحتمالات بشیمار اونمین راہ پائے ہوئے کہ اگر مضامین
محتملہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منجبر الکسر متعددۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کر کے
معمول بہ ہون تو انکا نام مخالفت کوئی رکھہ سکتا ہی بلکہ اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف ولا کثرۃ
الطرق باوجود قطعی الدلالۃ ہونے کے بنظر تطبیق بین الحدیثین معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے
جائین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت ظاہر بعروض ضرورت کہہ سکتے ہو
یہ کل مضمون عجالۃ الوقت بالبداہۃ برمبنای لزوم عقلی ونقلی تقلید بہر کیفیکہ باشد متعلق بجا یہ مسائل قیاسیہ

واجتہادیۂ غیر قیاسیہ بطور احسان و تبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کرکے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق و تنقیح با انصاف کو بعد مطالعۂ موطای محمد و معانی آثار طحاوی و کتاب الآثار امام محمد و مسانید امام اعظم و مرقات و لمعات و فتح البیان و مواہب الرحمن و برہان و عقود الجواہر و شرح عینی بر بخاری و ہدایہ و شرح صفائی بر بخاری و فتح القدیر و شرح عینی بر معانی الآثار و ادلہ کاملہ و دیگر مؤیدات حنفیہ کے یہ امر واضح و ہویدا و بعید النصب العین مثل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہو جائیگا کہ ادلۂ سمعیہ و احادیث و نصوص بجانب حنفیہ نہایت صریح و قوی و صحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ و غیر خلافیہ پر موجود ہیں بلکہ بمعاینۂ فتح القدیر ہی عجب نہیں کہ بعد عبور و استیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک لخت بے ساختہ برعکس مشہور یہ کہہ اوٹھے کہ امام شافعی اصحاب الرای میں سے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح اصحاب ظواہر میں سے جیسا کہ شیخ عبد الحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہیں بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ دربارۂ اتباع حدیث ضعیف و مرسل و منقطع وغیرہ و ترک قیاس بمقابلۂ ہر قسم حدیث و اقوال صحابہ و تقلید صحابی و تابعی مشہور الافتا بزمانۂ صحابہ مطالعہ کیے جائیں تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہریہ کہدینا کچھ بعید نہو گا باقی تحقیق و تفصیل عامۂ مسائل حنفیہ بربنای نصوص و اخبار و آثار و سنن و احادیث ہمارے حاشیۂ شرح وقایہ موسوم بصحیح الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اوسکے مقدمے و شرح مسند امام بروایت حصکفی مسمی بہ تنسیق النظام فی مسند الامام میں مذکور ہیں جسکو منظور وسیع نظر ہو اونکا مطالعہ کرے



العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ فی المنن المدعو بمحمد حسن عفا اللہ عنہ ما جناہ فی السر والعلن السنبھلی مسکنا الاسرائیلی نسبا والحنفی مذہبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدک یا من عمّت نعماؤہ وشملت آلاؤہ - وجودہ واجب قدیم والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء وآلہ الاصفیاء وصحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ العظیم وبعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن صحیح وفیہم لا صنفہ العالم الامجد الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن علی المرادابادی رحمہ الرب الرحمن الرحیم فانی لقد شفتہ مقاما بعد مقام من اولہ واوسطہ والختام فوجدتہ موافقا للسنۃ والکتاب الکریم ولا شک فی ان مصنفہ اید الحنفیۃ عموما وروح روح ابی حنیفۃ خصوصا جزاہ اللہ تعالی وایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین بیوم عظیم وثبتنا علی ملۃ حنیفۃ ونصرنا علی اعداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم - وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی الخاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ المحسن الرحیم ومستمد کرمہ ولطفہ العمیم ابو بکر علی وجہ اللہ الشہیر علی احمد محمود اللہ شاہ القادری

الحسنتی لنظامی المداقی کان للهادی الباقی العزیز الحکیم بن سیدی لولد مولائی الماجد- ذی العز والجاہ الحافظ علی سید الله الحاجر الوکیل القادری المجیدی الصدیقی المحمدی الارشدی البدایونی سلمہ الله تعالی وابقاہ وزادنی فضلہ الجسیم- یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادین والمائۃ الثالثۃ بعد الالف من ہجرۃ رسول الثقلین صلی الله تعالی علیه وعلی آله واصحابه وسلم احسن التسلیم



عبدہ اعجاز احمد نوسته مذاقی شیخوپوری عفی عنه



هذا التحریر صحیح خادم القوم السید عبد المقتدر القادری نقوی بن السید مطیع احمد بدایونی



غضب ہے جودتِ طبع مصنف ٭ لکھوں کیا مدحتِ سحر البیانی ٭ جو ہوتی نیلگوں ورقوں پہ تحریر ٭ تو کہتا میں کتابِ آسمانی ٭ سبحان الله مضامین ہیں یا گلدستۂ ریاحین- طبع کی روانی ہے یا جادو بیانی- جو مضمون ہے یکتا ہے- جو طرز ہے وہ نرالا ہے- ہر جواب لاجواب- ہر اعتراض زبان عدو پر معترض- تحقیق و تدقیق مصنف علام قابل داد- جسمیں طعن و تشنیع کا پورا پورا انسداد الغرض یہ اعجاز بیان اہل خرد کے واسطے بہار ہے کج فہموں کے حق میں کھٹکتا ہوا خار ہے



حامدًا و مصلیًا- فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہے- جو اسکے مطالب حقہ کو نمانے دونوں جہان میں خراب ہے- یہ تحقیق و تدقیق جن پڑھا ابو حنیفہ کوفی صوفی کی کرامت ہے جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی بیان در پردہ اور وہان ظاہر اشاست ہے فقط



نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم- حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی وحمایت دین ونصرت مذہب مقلدین کا دل وجان سے شاکر ہوں- خواہ غائب ہوں خواہ حاضر ہوں- اُن غیر مقلدوں کی طرف سے خصوصًا منجانب مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین ہے جو زبان درازیان اور دریدہ دہنیان بنسبت ائمہ مجتہدین اور علماے مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا جواب باصواب بدلائل احادیث وقرآن کے اس کتاب مین مذکور ہے اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت تہذیب کے ساتھ بحوالہ کتاب وسنت مسطور ہے مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی ادا فرمایا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھوں مین ہدایت کا نور آیا اُن لامذہبوں کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہیں ہے اُنمین سے دشمن مقلد تو دشمن دین ہے بلکہ ایسے دشمنوں کا دوست بھی مصداق بئس القرین ہے مسلمانوں کی صورت مقلدوں سے کدورت لاحول ولا قوۃ جہان تقلید کو چھوڑا لا مذہب ہو گئے- ادہر کے نہ اودہر کے

درمیان مین مذبذب ہوگئے پھر جو اس تذبذب سے نکلے تو خاصے آزاد بنکر نیچریت مین کامل ہوئے
پرانے فیشن کو چھوڑکر نئی روشنی والون مین شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیٹ اسلام کے نیچری
ہین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن وطعن کی
بوچھار ہے حضرات صوفیہ پر ژبل قافیون کی بھرمار ہے جزئیات وامکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہے
کہ مصادیق وافراد اس معنی کے علیگڈہ و دہلی و لکھنو وحیدرآباد و مدراس وکلکتہ وعظیم آباد وغیرہ



مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ آوے اللھم انصر من نصر دین
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجعلنا منھم - امین یا رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی
ھذا النبی المجتبی والحبیب المرتجی وآلہ واصحابہ اھل التقی والنقی وعلماء امتہ
ومجتھدی ملتہ والمقلدین لھم باحسان دائما ابدا حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی
رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم پر قرآن عظیم وذکر حکیم نازل
فرمایا تبیانا لکل شیء جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہے مگر اوسکی ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہے اور
ہر بطن کے لیے ایک اہل وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العلمون ۝
کہاوتین ہین کہ ہم سبکے لیے بیان فرماتے ہین اونکی سمجھ اونھین کو ہے جو علم والے ہین الرحمن فسئل بہ خبیرا
اہل خبرت سے سوال ضرور ہے ہر فہم قاصر اوسکے ادراک سے معذور ہے فاسئلوا اھل الذکر
ان کنتم لا تعلمون ۝ ذکر والون سے پوچھو اگر تمھین خبر نہو ؎ وکل العلم فی القرآن
لکن ۞ تقاصر عنہ افھام الرجال ۞ اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شیء
ہے حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہجاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہین حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نھیت عنہ
فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤن مین تم مین کسیکو اپنے تخت
پر تکیہ لگائے کہ آئے اوسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا یا نکرنے کو تو بولے مین
نہین جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اوسکی پیروی کی رواہ احمد وابو داؤد والترمذی
وابن ماجۃ والبیھقی فی دلائل النبوۃ عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے
ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مین دیا گیا
قرآن اور اوسکے ساتھ اوسکا مثل یعنی حدیث الحدیث اخرجہ الدارمی وابو داؤد وابن ماجہ

عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القران فخذ وھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع اے عزیز اسی گمراہی کی شاخ ہے کہ وہ پیٹ بھر ا بیفکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے جب اوسے حدیث پونہچے کہتا ہے ہم یہ حکم قرآن مین نہین پاتے قاتلھم اللہ انی یؤفکون ○ جان اے برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذاً باللہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد ما اتٰکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا جو تمھین رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا وبیضا سے نقاب وحجاب کو اوٹھایا فصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی الہ قدر جاھہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ یہانتک تو صحابۂ کرام ومحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا نفرماتے تو ان ارکین ملت واساطین شریعت کا ذہن ثاقب فکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست رہجاتا اسلیے ارشاد ہوا یعلمھم الکتٰب والحکمۃ یہ نبی اونھین کتاب وحکمت سکھاتا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھہ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی غیر فقہا وصحابۂ کرام کے حق مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ وفقہا کے سامنے لہذا سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جلۂ ایمۂ محدثین وشیوخ بخاری ومسلم سے ہین ارشاد فرماتے ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر مجتہدون کو امام عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت سے قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث تابعین مین کچھہ لوگون کو اونکے خلاف پر حدیثین پہونچتین تو فرماتے مانجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہمین یہ حدیثین معلوم ہین مگر عمل تو انکے خلاف پر ہوچکا ہے محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اونکے بھائی کہتے لم لم تقض بحدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس علیہ مین نے لوگون کو اسپر نہ پایا کل ذلک نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اوسکے وجوب مین کسیطرح کا کلام نرہا اور کیونکر نہوگی حالانکہ

ہر شخص جمیع ادلۂ شرع وحفظ آیات واحادیث واحکام وغور کامل وفحص بالغ وتامل صادق و
مراعات وجہ ترجیح وتطبیق ودفع تعارض وتمیز ناسخ ومنسوخ وعلم اقسام نظم ومعنی ومواضع اجماع
وانواع حدیث ونقد رجال وادراک مورد ومقتضی واسباب نزول وطرق تعلیل سے متصف
نہ ہو پھر غیر مجتہد کو قدرت میسر ہی کیا یہ مرضی ہے کہ ان مدہوشوں کی طرح ہر جاہل بے تمیز خرِ بے لجام
وشترِ بے مہار کر دیا جائے آہ عزیزو تم کیا اور تمھاری بساط کتنی بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین سے لم تجدوا ماء کے معنی پانی حقیقۃً نپانا سمجھکر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور
انتقال فرمایا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ الا سألوا
اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال انھوں نے اوسے قتل کر دیا اللہ انھیں قتل کرے
کیوں نہ پوچھا جب نجانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما النظمۃ للہ ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا ورسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں
نہ اوسکے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کے سمجھانے کو اوترا ہے ای غافلو اگر یہی بات
ہے تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کہ رواہ البخاری وللامام احمد محض عبث وتحصیل
حاصل وشبیہ بالہزل تھا نہیں نہیں جبرًا ماننا پڑیگا کہ بیشک خدا ورسول کا کلام سمجھنا سخت
دشوار ہے اور بیشک اوسکے لیے علم غزیر وسامان کثیر درکار ہے لہذا حضرت حق تعالیٰ وتقدس
کی رحمت عامہ ورافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے بنہایت وفور
متوجہ ہے ان اکابر دین وعمائد یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل
کو آسان کر دیا حکم احکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش ہمت پر اوٹھایا
فجزاھم اللہ عن الاسلام خیر جزاء ومتعنا بھم بکل سرور یوم الرؤیۃ واللقاء امین۔
اب جسطرح حضور پر نور نبوت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذًا باللہ کچھ قرآن سے
جدا نہ تھی بلکہ اوسی کے مکنونات ونبیات کو منصۂ ظہور میں لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح ومقبول ٹھہرا اسیطرح ان آیات امت
وخدام شریعت منظاہر علیہ انما انا بکم عنزلۃ الوالد علکم کے ارشادات بھی مُظہر احکام خدا ورسول
ہیں نہ مثبت والعیاذ باللہ تعالیٰ تو انھیں سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن وحدیث پر حرف رکھنا
ہے علی الخصوص حضرات مطہرہ ائمۂ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ انھیں جو حسن قبول

وتلقی امت بالاقتدا بہرہ وافی ملا وہ اونپر ایک خاص فضل الٰہی تھا یہانتک کہ صدہا سال سے
فرقہ ناجیہ اہل سنت انھین کے اتباع مین منحصر اور انھین کے اتباع پر مقتصر ہی کما اثر العلامۃ الطحطاوی
فی حاشیۃ الدر محروم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خودی
پسند بے قید و بند جو ان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد و طینت فساد ادنی تشنیع
کرکے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خباثت کرے یہ سب ایمہ رشد و ہدی ہین اور ان سب کے پیرو
سالکان راہ خدا جزاھم اللہ عنا خیر الجزاء علماے دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات
ایمہ مجتہدین اماتنا اللہ علی حبہم واتباعہم بالیقین تمام اولیاے باقیین سے افضل و
اکمل ہین قال سیدی عبد الوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالی فاعتقادنا ان اکابر
الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء
بیقین پھر انسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہو قال ربنا تبارک
وتعالی فیما یروی عنہ نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من عادی لی ولیا
اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اوس سے
لڑائی کا اعلان کردونگا۔ اُف ری ہمت ان لوگون کی اور ہل بے جگر سے ان بہادرون
کے جو خدا سے خم ٹھوک کر لڑنے کو طیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع
اولیائک آمین اللہ تعالی اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مولف کو جزای خیر کرامت
فرمائے کہ اونھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرماکر قلوب مومنین کو شفا اور صدور منکرین
کو زیادت غیظ و شقا بخشی فرحم اللہ من شفی واشتفی واغنی وتغنی والسلام
علی من اتبع الہدی۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ الکل
علیہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی



اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر آلہ وبمثلہ لکل مومن و
مومنۃ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

عبارات ثلثہ مواہیر و دستخط علماے دیوبند و سہارنپور و گنگوہ

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد و صلوۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندہ نے اکثر مقامات
سے دیکھا حق یہ ہو کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہے اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا



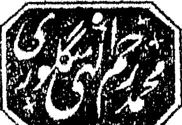
بہر حال مضمون اسکار دسفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے کافی ہو اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی -






ہم سب ساکنین قصبۂ دیوبند جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان ہین اور مہر اسی پر کرتے ہین - فقط

حامداً و مصلیاً - مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے جوابات مین طریق انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف مطاعن کو ظاہر کر دیا ہے اور حق کو باطل سے جدا فرمادیا - جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء اس فرقے نے ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مثل آجکل کے نیم ملاؤن خطرۂ ایمان کے گردانا ہے بلکہ اونسے بھی کم کہ اونکی تقلید چھوڑ کر انکی پیروی اختیار کی ہے استاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن اونھون نے فقہا کی ذیل مین کہین بھی اپنے استاد کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم وفضل کے اس قابل نہوئے کہ اونکا فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین نام لیا جاوے تو اور کس شمار مین ہین پس اصل یہ ہے کہ جسکو نور عقل و فہم سے ازل مین نصیب نہین ملا وہ مجتہدین کے مقام کو کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور - فقط



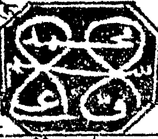
الحمد للہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✦ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ✦ کتاب ظفر المبین ایک زمانے مین نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اوسکے دیکھے گئے بجز طعن و تشنیع ایمۂ سلف کے اوسکے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا واقعی جہانتک مؤلف صاحب کی زبان نے یاوری کی اوسیقدر اپنے مقصد کے ادا کرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من شرور الفتنا مگر بحمد اللہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہے کہ جسکا جواب نظر نہین آتا - اللہ تعالیٰ اسکے مصنف علام کو جزای غیر عطا فرمائے اور اس نسخے کو مقبول خاص و عام کرے حررہ خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان



تقاریظ مثبتہ مواہیر و دستخط علماے کاملین شہر مراد آباد و علیگڑھ

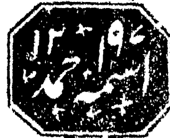
بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ

محمد الذی قال من یرد الله خیرا یفقهه فی الدین اما بعد فقد طالعت هذا الکتاب
المسمّٰی بفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیه فوجدته حقا
صریحا وصدقا نصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمہ اللہ تعالٰی
مسلک ارباب التحقیق وابطل مکائدهم ومطاعنهم تقریرا انیق علی الاصول الراسخة
للامام الفهام القمقام الذی هو سراج لامة نبی اٰخر الزمان الشیخ المشهور
بابی حنیفة نعمان۔ جزاه الله عنا وعن جمیع المسلمین۔ حرره



العبد المفتقر الی رحمة الله الغنی ابو المکارم المدعو محمد قاسم علی المرادآبادی

حامدا ومصلیا ومسلما بندۂ نحیف نے کتاب فتح المبین کو چند جا سے بامعان نظر وغور
کامل دیکھا تو الفاظ وعبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلی درجے کے نہایت چست
پائے بیشک تو یہ ہے کہ یہ کتاب اپنی نوع مین لاجواب ہے مسائل فقہیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا
الف الف صلوٰۃ وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہے اور ہر ہر مسئلے کا ماخذ کتاب وسنت سے
خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہے کہ باوجود اس امر کے کہ فی زماننا
ہذا مناظرات باہمی تعصب وتعنت سے کم خالی ہوتے ہین۔ فریقین کی تحریرات مین افراط وتفریط
تک نوبت پہونچ جاتی ہے مگر مؤلف کتاب موصوف عالم نبیہ ومحدث فقیہ مولانا مولوی محمد منصور علی
خان صاحب جعل الله سعیه مشکورا ولازال هو کاسمه مظفرا ومنصورا کا کمال
انصاف ہے اور غایت تہذیب کہ باایہمہ گستاخی وشوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب وعناد سے
مالامال ہے اور بہ نشۂ تعصب اوس شخص نے سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق مین زبان درازی
کرکے اپنے کو فوارۂ لعنت بنایا ہے۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے
نہین دیا اور بحکم ارشاد ہدایت بنیاد واذا مروا باللغو مروا کراما کے عمل کیا اور بطور جزاء
سیئة سیئة مثلها کے بھی اونکے حق مین لکھنے وکہنے سے اپنی زبان وقلم کو روکا بالجملہ
کتاب ازجملۂ مغتنمات ہے و داخل باقیات الصالحات۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب کو جزائے خیر



اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے۔ کتبه بقلمه خادم الطلبة
احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامروہی غفر اللہ له ولوالدیه جمیعا۔ فقط







الجواب صحیح




حامداً ومصلیاً۔ فی الواقع یہ کتاب لاجواب ردمتین فتح مبین ہے۔ کتبہ احقر الورایا اسمہ یحیی عفا اللہ لہ ولوالدیہ

حامدا ومصلیا۔ اما بعد فانی نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ تذکرۃ لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی للاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب الصواب وطوبی لاولی الالباب وواویلا لمن لم یتخذہ خلیلا واحسرتا لمن لم یجد منہ سبیلا ویجزی اللہ عن المصنفہ جزاءً موفورا ویجعل سعیہ مشکورا سقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبد الحق صانہ الحق۔ فقط



فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خانصاحب دام فیوضہم غیرمقلدوں کے رد مین ایسی تالیف ہوئی ہے کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی خوبی سے دیکھنے مین نہین آئی افراط وتفریط سے خالی ہے حق وانصاف سے مالامال ہے عمدہ بات اس کتاب مین یہ ہے کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال طرفداری کی ہے یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی طریقہ ہے اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ۔ فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ھذا السفر السامی بل البحر الطامی فوجدتہ محتویا علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ ومشتملا علی ماھو کاف لدفع اوھام الزائغین وشاف لاثبات ما ھو الحق المبین جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل آمالہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء

مدرس مدرسہ علیگڈھ از ارشد تلامذہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم

عبارات مستندہ مثبتہ مواھیر ودستخط علمای علام وفضلای کرام شہر رامپور

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعۃ کے اوسکو صحیح پایا فی الواقع مصنف کتاب نے بکمال کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم غوی اور معاند غبی کو گنجایش افترا



وتکلم بیجا باقی نرہے - جزاہ اللہ تعالی عنا وعن جمیع المسلمین خیرالجزاء - فقط - العبدالراقم



حامدا ومصلیا ومسلما - فقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے - تحقیق اوسکی قرین حق گوئی وانصاف ہے - اور مضمون اوسکا دور از اعتساف ہے - نمقہ العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ عفی عنہ ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعداللہ غفراللہ لہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق الانسان وھداہ واوضح لہ بینات من الفرقان والھدی وجعل مساعیھم فی اخذ ناصیتھم الیہ شتی فیوفق من یشاء لما یحبہ ویرضی فیعطیہ الفھم والزکا والفقہ فی الدین والتقی ویشرح صدرہ ویسرہ للیسری ویضل من شاء ان یھوی ویذلہ فی الدنیا ویخزیہ فی الاخری فیجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء ویسرہ للعسری والصلوۃ والسلام علی خیرالبریۃ والوری افضل من اوحی الیھم ربھم وعلمھم شدید القوی من اطاعہ فقد اطاع اللہ ونجی ومن عصاہ فقد تاہ وھوی وضل وغوی - وآلہ واصحابہ الذین ھم شموس براقع الترفع والعلا واقمار ظلام الاحوی ونجوم الدجی وعلی من تبعھم باحسان المکدی من المجتھدین وائمۃ الدین الذین لھم الدرجات العلی آتاھم ربھم من لدنہ ذکری لاسیما الاربعۃ الذین فاح من انوار ریاضھم القدس نفحات الانس والرضا فعطر مشام العالم وعرف عرفھم وشذی وظھر انوار مقباس حقایقھم وتجلی فضاء فضاء الخلق الی المنتھی وابرزوا کنوز الدقائق الاسنی فلاح فلاح العالمین واسنی فمن امن بھم بان قلدھم باعیانھم فقد استمسک بالعروۃ الوثقی ومن ظلم واطغی فاعرض عنھم وابی فلعلہ باخع نفسہ علی آثار من تبع ھواہ بما سعی وصنعھم فی الاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا **وبعد** فان عادۃ اللہ قد جرت وسنۃ اللہ قد مضت فی حفظ دینہ وشرع امینہ فی کل زمان ومکان من بدء طلوع ذکائہ

الی الآن ان یبعث المحق علی عقبی المبطل الزائق لیقذف الحق علی الباطل فیدمغه

فاذا هو زاهق کما قال العلامة ابن عابدین علی قول الدر "الطائفة المحقة" ولا یخلوا الوجود عمن

یمیز هذا حقیقة لا ظناً جزم بذلک آخذاً مما رواه البخاری من قوله صلی الله علیه

وسلم لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق وذلک لانه سبحانه وتعالی محافظ

لما اوحی الی عبده ما اوحی وهو متم نوره ولو کره الکافرون کرها فما اراد احد ممن

مضی ان یطفی نوره الا وقد اذله الله واخزی وما نهض فرقة من التی ترید ان یلبس الحق

بالباطل الا ونکسه الله واذری فکانها کلمة سبقت من ربنا الذی له الاسماء

الحسنی علی تصدیق القول الدائر والمثل السائر لکل فرعون موسی فکذا البعث

هذا الحبر النبیل والبحر الوبیل المحرز قصبات السبق علی اقرانه واشباهه فی کل

فن یحوی المحسود البالغ من کل علم اقصی الذری اعنی المولوی منصور علیخان

المراد آبادی صاحب هذا الکتاب المتین المسمی بالفتح المبین لارغام قدوة المضلین

وزبدة المفسدین من الفرقة النجدیة المفتنة الحادثة الشائعة الذائعة فی زماننا

شیوع الشعی وذیوع الذوی ولقد راینا کتابه هذا وخطابه الالهی مع ذلک الکفل

الاعزل الغمر القدم المأفون الخب الاعشی فوجدناه قد اتی فی مباحثه ببیان

شاف وبرهان کاف وتبیان اوفی فلله دره حیث سلک مسلک الاقتصاد فی اماطة

الاذی عن طریق الحق وسبیل السوی فمن صدق به وارتضی وسلمه وتصدی

فقد اذعن للحق المتلقی واهتدی وتقلص عن شرب اللظی واتقی وصدق

بالحسنی واما من استکبر واستغنی وادبر وتولی وسعی فی خلافه وتلهی فقد

اعتدی وطغی وتعدی وعتی وکذب بالحسنی یبعث یوم الرجعی فی طائفة ودعهم

الله وقلی ویحشر فی زمرة من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی وفقنا الله سبحانه

وتعالی وسائر اخواننا لما ینال به القربی من امتثال

ما امرنا والاجتناب عما نهی وصلی الله علی سیدنا و

مولانا محمد واله وصحبه اجمعین ابداً ابداً۔

حسبنا الله ۱۲۹۶ محمد سراج الدین ابو الزکا

محمد عبد القادر ۱۲۸۵ — محمد حسن ۱۲۹۹ — محمد احمد حسین ۱۲۸۱ — جوهر بن علی بدریابی عرفان — حامد حسین ۱۲۹۹

باسمہ سبحانہ		حامداً ومصلیاً
ان ھذا الجواب حق صحیح صریح والمجیب نجیح فقط	ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ وعن والدیہ المسلمین سنہ ۱۲۹۹ ہجری	اصاب من اجاب فجزاہ اللہ خیر الجزاء عنی وعن سائر النظراء
حبیب اللہ خان ۹۹ محمد عنایت اللہ ولد		علی خان ۹۹ سنہ ۱۲ محمد زکریا

تقاریر مستندہ وعبارات مصدقۂ علمای مشاہیر وفضلای نحاریر شہر دہلی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ المجتبین واصحابہ المنتخبین واتباعہ المنتصرین وانصارہ المجتہدین اما بعد فیقول الصدیقی السنی الحنفی محمد شاہ اوصلہ اللہ سبحانہ وتعالی شانہ الی ما یرضاہ لما کان نظام الانام باحکام الاحکام وکان احکام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثۃ الانبیاء کما فی حدیث رواہ احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی وکان حکم الانبیاء والمرسلین ان من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم وغیرہ من المحدثین وکان حکم الزمان ان الزمان السابق خیر من اللاحق بحکم حدیث خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث متفق علیہ حتی صار ترجیحہ ھکذا کل یوم بدتر بحکم حدیث قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یاتی علیکم الزمان الا الذی بعدہ شر منہ حتی تلقوا ربکم رواہ البخاری حتی کان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنیا بالدین والدجاجلۃ الکذاب فیخترعون فی صور المشائخ والعلماء مسائل فاسدۃ وعقائد باطلۃ کما فی مجمع البحار فی بحث الدال بحکم حدیث فانہ قال علیہ السلام یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتہم احلی من السکر وقلوبہم قلوب الذئاب رواہ الترمذی وقال علیہ السلام یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بالاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال السفلۃ وعادۃ الجھلۃ اغترارھم بالامور المحدثۃ واسراعھم الی قبول الاقوال الباطلۃ عند العلماء العظام والفضلاء الکرام کما صرح بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صدر الصحیح لما نتخوفنا من عواقب الشرور واغترار الجھلۃ لمحدثات الامور واسراعھم الی اعتقاد خطاء المخطین والاقوال الساقطۃ عند العلماء رأینا الکشف عن فساد قولہ ورد مقالتہ بقدر ما یلیق بھا من الرد اجدی علی الانام واحمد للعاقبۃ ان شاء اللہ تعالی انتھی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیما وحدیثا مشمرین لنصرۃ الدین والشرع المتین بالقدح والجرح والرد بالجد علی اھل البدع والاھواء و اھل الزیغ والاغواء بالدلائل الواضحۃ والبراھین الساطعۃ من الادلۃ الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس کالایمۃ الاربعۃ فلم یزالوا ھکذا و ھکذا حتی قام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول سالک مسالک المتقدمین ھالک اساس المبتدعین المولوی محمد منصور علیخان المراد آبادی ادامہ اللہ ذو المنن والایادی بانہ صنف فی کشف مکائد غیر المقلدین فسماہ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین فلما رأیتہ فی المواضع المتفرقۃ والمقامات



المتعددۃ فوجدتہ کتابا مستطابا جعل اللہ تعالی سعی مصنفہ وصحیفتہ سعیا مشکورا واجرا موفورا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ اما بعد میں نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا بہت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہے جواب باصواب ہے کیوں نہو بحکم یعرف الرجال بالاقوال مولانا مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد و لیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مؤلف ظفر مبین کے پیشوا غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد ہری چند جاٹ (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا تہا اور جسکو سوا سے اردو کتابیں دیکھنے کے اور کچہہ لیاقت نہیں نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ اوسکے دلائل سے واقف ... احادیث میں اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دغابازی وحیلہ سازی بلکہ محض ... جانتے کو آندھی) قابل جواب ولائق خطاب نہ تہا مگر بحکم ع چو با سفلہ گوئی ... نزون گردش کبر و گردن کشی * مصنف موصوف نے اس کتاب میں اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کردی ورنہ اوسکے

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے اللہ اللہ
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو (کہ جنکی عبد اللہ بن مبارک وکیع یحیی بن معین وغیرہم ائمۂ حدیث مدح
فرمائین اور جنکے وفور علم وکثرت قبول پر اونکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جسنے تیرھوین
صدی مین سینگ نکالے اور جنکا طریقہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنا ہے یعنی عمل بالحدیث کے
پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلاعذر ایک ہی وقت
مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوۃ نہ دینا چاندی
کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقۂ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا
حضرت عمرؓ کو بدعتی کہنا حضرت علیؓ وعباس وفاطمہ زہرا رضہ وابوبکر صدیق رضہ کو مصداق سباب
المؤمن فسوق وقتاله کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیاے کرام
وصحابۂ عظام کو جو شب بھر یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ
السلام کی طرف منسوب کرنا انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذلك من القبائح التی
لا یحسن ذکرها فی هذا المقام) برا کہے اور ائمۂ کرام اور اونکے اتباع کو (کہ جنھون نے کمال
محنت وعرق ریزی سے قرآن واحادیث واقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو
مشرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن واحادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کرکے دین مین فتور
نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اوڑائین) مشرک وتارک احادیث وقرآن قرار دیوین اور اپنی
اس ہواے الحادی ونفس الدغالی کو عمل بالحدیث بناوین چہ خوب ہے از صحن خانہ تا بلب
بام از ان من + وز سقف خانہ تا بہ ثریا از ان تو + کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے
اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالك وابی سعید الخدری عن
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقة قوم یحسنون
القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب الله ولیسوا منا
فی شئ رواه ابوداؤد یعنی انس سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت
مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اونکی باتین اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھین گے
لیکن اونکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا یہانتک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائینگے اور کسی بات مین میرے
نہونگے۔ خیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون۔

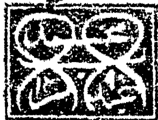
حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی۔ مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو کیا + لکھون مین نعت کیا میرا ہو رتبا +
امابعد یہ خاکسار ابو ادریس محمد عبد الرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنفوری بھائی مسلمانون کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہو کہ یہ فتنہ لانڈ ہبون نے جو چند سال سے اوٹھایا ہو یہ پھر اوس فتنے کا ہو کہ جسمین حضرت عثمان رض شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم مین گئے اوس فتنے کا سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا یہودی تھا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوتا تھا
پس اس فتنے کے سردار لالہ انت رام صاحبزادے لالہ کوٹی مل کے مع اپنی قوم کے خاص اسواسطے مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانون مین فتنہ ڈالین عبد اللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت کی اوٹ رکھکر مسلمانون کو حضرت عثمان رض سے بغی کیا اور سبکو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل ور لائق خلافت کے حضرت علی رض تھے نہ کہ حضرت عثمان رض اِن لالہ صاحب نے بھی عمل بالحدیث کے پردے مین فقہ اور فقہا سے مسلمانون کو بدظن کراکے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ چھوڑ کر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اوسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب کے اوس یہودی کے دہوکے مین آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان رض کی خلافت انصار اور مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی رض نے بھی خود اونسے بیعت کرلی پھر ہم کیون اس یہودی کے بہکانے مین آوین ایسے ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا آج کل کے تو نہین زمانۂ پیغمبر سے فقہ اور فقہاامت مین چلے آتے ہین بلکہ زمانۂ حضرت صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تھے وہ داخل شورۂ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم بحکم وشاورھم فی الامر کے اونھین سے مشورہ لیتے تھے اگر دوسیر کی کتابون مین اگر بلاحظہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب ورجنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم مشورہ فقہاے صحابہ سے لیتے تھے یا سفہاے صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان رض کے فضائل جو دربار نبوت سے عطا ہوئے تھے فراموش کرکے کان لم یکن کردیے تھے ویسے ہی اس ہند و قوم نو مسلم نے معنی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھہ بھالکر بھلا دیے تھا قال اللہ تعالی فما لهولاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا وقال رسول اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے بعض اچھے اچھے لوگ مسلمانون مین سے مکروفریب کرکے اپنے ساتھ کرلیے تھے

ویساہی اس قوم ہنود نے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض ملین سے ہو اور درحقیقت
وہ مقلد مال وجاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگالیا اور جیسے اوس قوم ہنود نو مسلم نے ایکدم سے
مسلمانون کو عقائد کفریہ ہنود یہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے کو جاری کیا۔ اور بعض اونکے
اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل بیت کی فرض ہو حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہو سو وہ
اوسنے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علی نے قتل کروایا
اونھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت
شاہ ولایت کا ناک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ
اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے
وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے
اونھون نے قصہ ہی پورا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰ ایساہی اس قوم ہنود نو مسلم نے
عقائد ہنود یہ کفریہ ایکدم مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے دلون سے شان وقعت
دین اسلام اوٹھانی شروع کی بعض اسپر تجویز ہوئے کہ اونھون نے مسلمانون کے دلون سے
شان فقاہت کہ عبارت سمجھ کامل سے ہو اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلے درجے کے صحابہ اور
تابعین تھے اوٹھادی یہانتک کہ تراویح مین ۲۰ رکعت کی کہ سنت فاروقی ہو اور شرق سے غرب
تک تمام مسلمانون کی معمول بہ ہو بعض اہل اسلام کے دلون سے اوٹھادی کہ اونھون نے
اوسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رفض کا پہن لیا بعض نے
یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف کرو اگر فقط ترجمہ
قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا کہ تحصیل
علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہوگئے ہم تمکو فقط قرآن شریف
کے معانی بتاتے ہین کہ اوس سے قیامت مین پوچھ ہو اور مضمون یَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَیُضِلُّ
بِہٖ کَثِیْرًا کو قطعاً فراموش کیا بعض نے انہین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اُولو العزم علمای امت
کی ہند سے (جیسے ائمہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونھون نے جہد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان
مال کو سب قربان کیا اور اونکی کارگذاریان جناب باری عز اسمہ مین مشکور ہوئین اور وہ
مقبول کافہ انام وجابہ اہل اسلام ہوئے) اس نہج سے کرلی اور لکھنی شروع کی کہ اونھون نے اپنے
قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ امام مو

ایک کتاب مسمی بہ ظفر المبین لالہ ہرچندبت دیوانچند صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھپائی اوسمین لکھا ہو کہ امام اعظم نے سو مسائلے حدیث صحیح کے مخالف لکھے اور یہ نسمجھا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زمانہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کرورون فضلا و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہو حتی کہ اوس جماعت نو مسلم کے پیشواؤن نے بھی اونکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھکر کے قبول کی ہو لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہو اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکر اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب المعیار نے قال امامنا و سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفۃ اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہو امیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہو کہ امام صاحب کے جنازے پہ پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور چار سو تینتالیس فقہای محدثین مقلدین کے محاسن اور مناقب اوسی کتاب مین اونھون نے لکھے ہین اور اونھون نے اپنی کتاب تقصار مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نو مسلم اگر اونکو دیکھکر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھولجاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھدیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہین اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھون نے جواب اونکا اپنی مہر سے مزین کر کے مجھے دیا کہ ہان مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہون وہ میرے پاس موجود ہو لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو مسائلے مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤن کی مہرین اوس کتاب پر کرالینی تھین کہ اونکا بھی مافی الضمیر معلوم ہوجاتا اور عقیدہ دلی ظہور مین آتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضایقہ نہین ہے نہین ہو معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہو * ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا * اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سرزفتہ علمای امت پر صدہا عیب لگانے یہ نسمجھا کہ عنایت الٰہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہو جیسا کہ شروع مین تھا ظاہر ہو کہ یہان حنفی مذہب کے علما ٹڈی دل مین دیکھو تو کیسی انکی زبرا عنت مین لامذہبی کی خاک اڑاتے ہین اور انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجتک جواب اوسکا نصیب نہین ہوا
اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہے اس فرقے کی سخت جان
ہے کہ نہین نکلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو منہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو
چند در چند ہوئے ملاحظے مین گذرے ہی ہونگے اب فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہے قبول کیجیے
خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا آپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہے دلیرانہ چین بر جبین نہ لانا میدان
استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ہے جا سکتا کوئی اوس بُت خود کام تک نہین ٭ جا وے
اگر تو کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو ٭ دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھکے بھیج ٭ گر چہ دعا سلام نہو
کچھ نہ کچھ تو ہو ٭ چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستہ سے نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ اس
فرقہ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر نجیت سنگھ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
وہ گالیان مجھے لکھین کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اونکی تحریر سے
قطعًا معلوم ہو گیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہے مگر خرچی پر چلانا خوب ہے ایسا ہی جواب اس کتاب
کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت مین یہ کتاب
اس فرقۂ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دَورِ زمانے کا آخر ہے اہل مجلس اوٹھے جاتے ہین
جلسہ درہم برہم ہو چلا شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہے بادِ مخالف کے جھونکے از حد چل رہے
ہین اوسمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسیکو کچھ بن نہ آتی
تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا مُنہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقۂ ناعاقبت اندیش نے وہ
تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہو گئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہر کی نگاہ
سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہو گئی حمایت و نصرت بھی کوچ کر گئی حسد کا
بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہین سکتا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ الغرض یہ
ایسی کتاب ہے کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہے ٭ کتابے بُود کہ خشندہ
ذکائے ٭ کہ ذرہ ذرہ ازو پر ضیائے ٭ ز خلاقِ جہان عرض من ہنیست ٭ دہد فتح المبین



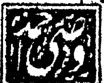
را ہم لقائے ٭ مصنف را دہد روزی فراوان ٭ ز راحت
رسد ہر سیحان ہم رضائے ٭ خدا منصور دارد در دو عالم مش ٭ بر اعدا یش بود
نازل بلائے ٭ بقلب منکر تقلیدِ نعمان ٭ زباتیر کلامش باد جائے ٭ سجتِ احمد و اصحاب آلش ٭ بود مقبول یا رب این دعائے ٭

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام بیلی بھیت

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ حبیبہ محمد صاحب القرآن صلی اللہ علیہ وعلی
الہ وصحبہ وسلم الی ما تعاقب الملوان + ووفقنا لتقلید الامام الاعظم التابعی
ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان - بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر
ضعف اسلام ہی کہ دینداری برائے نام ہی اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی ہی جدہر
دیکہیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہی علم و عمل نایاب ہی جہالت کا ہر طرف فتح باب ہی طعن
و لعن کا بازار گرم ہی نہ کسیکو خدا کا خوف ہی نہ رسول سے شرم عجب دور ہی طرفہ طور ہی زمانہ خیر القرون
ثلاثہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بہی ہزار برس سے زیادہ گذر گئے
اور اس درمیان مین لاکہون علماے معتبرین اور اولیاے کاملین پیدا ہوے اور سبہون نے
اتفاق کیا کہ دین حق ان چارون مذاہب مین منحصر ہی چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی
کوئی حنبلی ہوا اسیطرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع
اور تقلید مین مرتبہ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرہوین صدی مین کہ اشر القرون ہی چند
سال سے فرقہ وہابیہ نجدیہ نے ایک نیا پانچوان طریقہ نکالا ہی کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے
ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین حضرات ایمہ اربعہ اور اونکے
مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اونکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے
ہین انکے کذب و افتراے شریعت مین فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگون کے دلون مین
عقائد فاسدہ انکے گہر کر گئے بے شبہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انہین کذابون اور مفتریون
کے حق مین مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون
فرمایا چنانچہ مصدق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب
لباب موسوم لنظفر مبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ در حقیقت ممیت الدین اور
مفسد بالیقین ہی دیکہنے مین آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصا عوام حنفیہ اپنے امام
اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتہ دہونے لگے فقہاے سلف پر لعن طعن کے
آواز سے آتے تہے جہلا لامذہبی کی طرف جہکے جاتے تہے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے
کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا بیان کیا خوب مضمون برجستہ حسب حال انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر مقلد ہین بلا شک گمراہ		کہتے ہین ایمہ کو برا شام و پگاہ	

غرضکہ جب اس فساد کو ہمارے مولانائے فاضل جلیل علامۂ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ مین نیزۂ قلم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین کا نتیجہ پایا حتیٰ کہ مولانا منصور نے تمام عالم مین فتح ونصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد خرافات ظفر المبین مین بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفۃ والبلاء۔ حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وصی احمد الحنفی السورتی



نحمدہ ونستعینہ۔ مین نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو فتحیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہر سب قوی اور صحیح اور محتج بہ ہین اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ دربارۂ قمع اور قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب نظر نہین پڑی اللہ تعالی اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزائے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف السورتی



تقاریر بے نظیر وتقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور وامرتسر مع دستخط ومواہیر

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال للاستعجال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی، وبراہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی، لم لا وقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المراد آبادی سلمہ اللہ ذو الایادی لرد اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث والسمین، والمہین والمتین، وتمسکہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی الضلالۃ اصلا، ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہداۃ الشریعۃ الغراء، جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الآخرۃ والاولی

نمقہ فقیر محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب روضۃ الادباء



باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین راکہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ اند از مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق وتدقیق دادہ اند دلائل حنفیہ ابرار اقوال ظاہریہ کہ از کوچۂ تحقیق محض نابلند اند بزبانی رد نمودہ اند

حررہ خادم شریعت رسول اللہ خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ



حامدا ومصلیا ومسلما - اما بعد فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین یوم الاحد ۲۵ ربیع الاول کو میرے پاس پونہچی اور دوسرے روز بباعث عجلت وقت کے واپس دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہین ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے مین آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہی اسلیے میری راے ناقص مین یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہریہ کے لیے جواب کافی ہی - حررہ الفقیر البگوی غلام محمد امام مسجد بادشاہی لاہور



حامدا ومصلیا - اما بعد فقد رأیت ہذا الکتاب من اولہ الی اخرہ فوجدتہ مطابقا بالقرآن والحدیث والاجماع والقیاس - سعی المصنف فیہ سعیا کثیرا وادی حق الترد تحدیثا وتفسیرا جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء - فقیر محمد الحنفی الجہلمی ثم اللاہوری



باسمہ سبحانہ - نظرت فی ہذا الکتاب المستطاب فوجدتہ مطابقا لاہل السنۃ والجماعۃ جعل اللہ سعی المصنف عندہ ماجورا وعند الناس مشکورا - العبد الاثیم فقیر برہان الدین ولد مولوی عبد الرحیم



حامدا ومصلیا ومسلما - کتاب لاجواب کاسر رؤس ملفقین مسمی بفتح المبین جو ماشاء اللہ چشم بد دور اسم بامسمی ہو رد مجموعہ مفتریات اعداے دین ہدا ہم اللہ القوی المتین جسکا نام سراج ظفر المبین ہو میری نظر سے گذری اور مین نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب لامذہبون کے فرقہ طاغیہ باغیہ گندم نما جو فروش کی قلعی کھولتی ہو اور حق نمائی مین آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہو اعداے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع وقمع مین سیف صارم کا کام دیتی ہی خداوند تعالے عز اسمہ حضرت مصنف علام کو جزاے خیر عطا فرماوے کہ اتباع شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا + اشیاع عدو مبین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا پھوڑا + واہ واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہو + اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر ڈنڈناتے ہوئے دل کھولکر بے دھڑک یہ کہین جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۞ اور بیچارے لامذہب غریق دریاے خجالت اپنے کیے سے منفعل ہو کر کہین یا لیتنی کنت ترابا ۞ اگر اب بھی لامذہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور بہتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیوهٔ فاسده هی بازنه آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب هی ع جواب جاهلان باشد خموشی + ص
گر نه بیند بروز شپره چشم + چشمهٔ آفتاب را چه گناه + والسلام علی من اتبع الهدی
حرره الراجی رحمة ربه الباری ابو البشیر عبد العلی القادری مفتی و مدرس مدرسه اسلامیه امرتسر

تقاریظ مثبته مواهیر و دستخط علمای مشاهیر آراو هوگلی و کلکته +

الحمد لله الذی لولاه ما اهتدینا + والصلوة والسلام علی رسوله محمد الذی ارسل لیه انا فتحنا لك فتحا مبینا + وعلی آله واصحابه الذین هم مقتدانا + وعلی الائمة المجتهدین هم وسیلتنا فی القرب والاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمة للعالمین ٥ اما بعد میگوید کمینهٔ امت کمترین اهل سنت بندهٔ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجاله الکرام - الآروی وطنا والحنفی مذهبا والحدقی مشربا والصدیقی العلوی نسبا و بواسطه و بواسطتین المحقی تلمذا والمکی اصلا والمدنی مدفنا ان شاء الله تعالی که چون زمزمهٔ قبول اسلام مولوی محی الدین و امثال ایشان بگوشم رسید بادای شکر باری تعالی هر موی تنم صورت زبان گرفت که درین هنگام که کساد بازاری اهل اسلام بحدے ست تا هم مردمان در زمرهٔ اسلام داخل میشوند و بجماعت مؤمنین رغبت میکنند در مسرت و شکر این بودم که ناگاه اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مؤلفهٔ ایشان گردید سرم متبدل برنج شد و زمانے متحیر ماندم که الهی این چه معامله است آیا این نومسلمان در پردهٔ اسلام آمده افتراق اهل اسلام اراده کرده یا چه مطلوب ایشانست آخر کار دانستم که مولوی صاحب که هر چند باسلام گرویده اند لکن هنوز ادب که سر آمد اخلاق ایمان ست از کسے نیاموخته اند بل بگوش جان نه شنیده اند ع

حافظا علم و ادب ورز که در حضرت شاه ❀ هر که را نیست ادب قابل صحبت نبود +

نتیجهٔ تالیف این کتاب چنان گردیده که هر ناقص العلم آنرا دیده از جادهٔ ادب پا بیرون نهاد و یا اگر او خود مؤدب است از مقلد این کتاب و مؤلف آن بجنگ درپیوست کم کسی ست که از دیدن این کتاب نتیجهٔ بد نه برداشته باشد جمیع معاندین دین را دستاویز بیست خوش و یلے ادبان را متمسکے است خوب و در حق حنفیان تبرائیست که بران جانبازیها و جنگ کردن ضرورت افتاده ست خلاصه آنکه مؤلف رساله عجب شور و فساد در دین متین انداخته که در اخوان دین افتراق و تباغض بحدے پدید آگردیده که قابل بیان نیست دانسته بودم که اسلام آوردن اغیار موجب موافقت و تحابب با خودها خواهد شد بخلاف آن ذریعهٔ تفارق و وسیلهٔ تباغض فیما بین گشت

ے تو براے وصل کردن آمدی * نی براے فصل کردن آمدی * نعوذ باللہ من ذلک
تالیف این کتاب بلائیست ومطالعۂ آن ابتلاے پروردگار عالم مومنین را ازان دور تر دارد
واز فضل خود ایشان را مؤدب سازد ے از خدا خواہیم توفیق ادب * بے ادب محروم شد
از فضل رب * بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد * بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد * وہر چند این فقیر
ازین وادی درگذشتہ است کہ میان غوغاے طلبہ درآید وبمیدان لا ونعم وجنگ وجدال با منکرین
پردازد دوستان تکلیف این معنی بسیار میدہند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ است کہ آواز این
اشرار نیز در انجا سمع مارا منجر اشد لکن شخصے این کتاب را پیش من دفعۃً آوردہ خواندن گرفت پس
درد دل من چنان ریختند کہ نزدم ونزد احبایم بفضلہ تعالی اکثر کتب حدیث موجود است جوابے
کافی تحریر کنم و مؤلف این کتاب را احادیث متمسک حنفیان کہ ہنوز آنرا نشنیدہ تبلیغ کنم کہ مسائلہ
حنفیان نہ آنچنانست کہ کدامی مسالہ را حدیثے نباشد بلکہ بر ہر مسالہ حنفیان ودیگر ائمہ حدیثی است
ثابت وآیتی است محکم کسے آنرا مے فہمد وکسے بے ادب آنرا بگوش ہمے آرد ودرین تردد وجمع
کتب واستنباط بودم کہ ناگاہ رسالہ جواب ورد این کتاب مسمی بفتح المبین نزدم رسید اکثر جاہای
آنرا دیدم جوابے شافی دریافتم پروردگار در اعانت مؤلفش بموجب واللّٰہُ فی عونِ العبدِ
ما کانَ فی عونِ اخیہِ باشد - بر تمام اہل اسلام عموماً وبر حنفیان خصوصاً اداے شکر مؤلف
ضرور است کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند آنچہ من مے نوشتمے بطرز دیگر میشدے لکن این کتاب ہم
قابل استناد ولائق اعتماد است اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند واز مطالعۂ ظفر المبین



احتراز فرمایند فقط کتبہ المسکین خادم الحدیث والرجال -
محمد علی اکرم تغمدہ اللہ واساتذہ ووالدیہ برحمتہ ومغفرتہ

الحمد للہ الذی کفی وحدہ * والصلوۃ والسلام علی نبیہ الامی الذی لا نبی بعدہ *
وعلی آلہ الطیبین * واصحابہ الطاہرین * وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المقتدین
کلہم اجمعین * اما بعد فقد اطلعت ما درجہ من المضامین * فی ہذا الکتاب الفتح المبین *
فی کشف مکائد غیر المقلدین * فی جواب الظفر المبین * فی رد مغالطات المقلدین *
فوجدتہ احسن التصنیفات للمصنفین * واجمل التالیفات للمؤلفین * وحسبتہ
حاویاً علی تحقیقات المذاہب * وجامعاً علی تدقیقات المآرب * ورأیتہ موافقاً
لما ہو فی الشریعۃ لاہل السنۃ والجماعۃ منصوصاً علیہ * فینبغی لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة اليه، فهذا بفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء كاف، ولنفع هداية الاتقياء واف، فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيما اراد، وسلك سبيل السداد والرشاد، وكلما اجاب، فاصاب، فكان سعيه مشكورا، فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا، فمخالفوه اللامذهبون فى كل واد يهيمون، لما لم يبق لهم من الجواب، فبغيظهم يموتون، فيا ايها اللامذهبون موتوا بغيظكم، ولا تلوموا غيركم، فانكم مفسدون فى الارض لا مصلحون، لم تقولون ما لا تعلمون، فتوبوا الى بارئكم، واستغفروه من ذنوبكم، فتنجوا، والا فتهلكوا، لان الشريعة عبارة عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهى فيها قد انحصرت، وان هذه المذاهب قد دونت، وقواعدها قد ضبطت، واصولها بالنصوص قد انطبقت، وبفضله تعالى احكامها فى كل البلاد جرت، وفروعها فى جميع الجهات انتشرت، فبحار هدايتها فى قلوب المسلمين تموّجت، ودررها المكنونة فى صدور المومنين قد استقرت، فنفوس المقلدين بضوئها انجلت، ورأت بها ما رأت، وحصلت بها ما حصلت وعرفت بها ما عرفت، فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فيها قد اجتمعت، لان الشريعة من غير هذه المذاهب فى الدنيا ما وجدت، واطاعة احكام الشريعة للناس قد فرضت، فان لم تجعلت هذه المذاهب الاربعة للشريعة معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدمت، لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلها فى ضبط القواعد والاصول، وفى ربط العلة والمعلول، بل كلها قد اندرست، وفى بعض كتبها التى بقيت، اقوال المعاندين فيها قد دخلت، فتغيرت ما تغيرت، فكيف تكون هى الشريعة التى من الشارع شرعت، فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما حسبت فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت لانها من التغيرات قد حفظت، لما من الدلائل التى قد ذكرت، والاختلافات التى بين المذاهب نظرت، فهى رحمة للعالمين من خالق الثقلين خلقت، فمن كان خارجا عن المذاهب الاربعة فى هذا الزمان، فهو من اهل البدعة والنار ومتبع الشيطان، كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتى او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على [illegible]

الله تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیراً ۵
فکما یجب علینا الایمان والتصدیق بکل ما جاءت بہ الرسل وان لم نفہم حکمتہ
فکذلک یجب علینا الایمان والتصدیق بکلام الائمۃ الاربعۃ وان لم نفہم علتہ۔ فان قلت
ہذا شرک قلت لا۔ لانہم کانوا من اولی الامر واہل الذکر المعروفین المقبولین وقد
اوجب اللہ تعالیٰ علینا اتباعہم بقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
فان اللہ تعالیٰ قد عطف اولی الامر منکم علی الرسول والمعطوف والمعطوف علیہ فی
الحکم مساویان۔ فاین الشرک فی ہذا الکلام مستقیم۔ إنّ ہذا الا یفہمک السقیم۔
وامرنا ان نسأل عنہم عما لا نعلم بقولہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ و
ہدانا ان نردّ المسائل الیہم ونثق باستنباطہم بقولہ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ
مِنْہُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ۔ واخبرنا بان الائمۃ منا یہدوننا بقولہ وجعلنا منہم
ائمۃ یہدون بامرنا۔ فکیف لا یجب اتباعہم علینا۔ وکما لا یجوز لنا الطعن فیما جاء
بہ الانبیاء مع اختلاف شرائعہم۔ ولذلک لا یجوز الطعن فیما استنبطہ الائمۃ المجتہدون
بطریق الاجتہاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتہم لانہم ما استدلوا و
ما استنبطوا الا بالحدیث ومن الحدیث وبالقرآن ومن القرآن۔ اما ان لم یجدوا
فیہما وفی قضیۃ الصحابۃ رضی عنہم الرب المستعان۔ حکماً من الاحکام او رکنا
من الارکان۔ فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلۃ والبرہان۔ فصار ہذا القیاس اصلا
رابعاً لنا بنص الحدیث والقرآن۔ اما القرآن۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ وغیر ذلک
من الآیات التی الفتہا فی کتابی تذکرۃ المذاہب لمطالعۃ الاخوان۔ واما الحدیث
فعن ابن عباسؓ قال اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت
ان تحج وانہا ماتت فقال النبی صلعم لو کان علیہا دین اکنت قاضیہ قال نعم
قال فاقض دین اللہ وہو احق بالقضاء اخرجہ البخاری۔ وعن ابن مسعود
ما رآہ المؤمنون حسناً فہو عند اللہ حسن وغیر ذلک من الاحادیث التی جمعتہا
فی التذکرۃ فارجعوا الیہا ان شئتم یا ایہا الخلان۔ فہذہ الائمۃ الاربعۃ ہم
العلماء الذین قیل فی ثنائہم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ فاولئک ہم
الامناء للشارع علی شریعتہ من بعدہ فلا اعتراض علیہم فیما بینوہ للخلق واستنبطوہ

من الشريعة لاسيما الامام الاعظم رح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه
من اجل الائمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم
ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضى الله عنهم اجمعين + وكيف يجوز لامثالنا
الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه و فضله وورعه
وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه
منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ائمة
الهدى المقبولين + بفهمه السقيم + وبعناده الذى بقلبه المقيم + بل يجب على
كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا +
الم تر كيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم فى استنباط احكام الشريعة الغراء +
والضباط اركان الطريقة البيضاء + واماطة الاذى وسبيل المعرفة العليا + الم تر
كيف استحكم به الشرع المبين + واهتدى به الخلائق كلهم اجمعين + فانه بوبه مبوبا
وفصله مفصلا + وهذبه مهذبا + ورتبه مرتبا + ونقحه تنقيحا + وعلله تعليلا +
وميزه تمييزا + ويسره تيسيرا + التعرف مثله من الائمة فى الدنيا + فلا تجد نظيره
فيها + فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنسى فضله وعمل بقوله تعالى + ولا تنسوا
الفضل بينكم + واذا عرفت انه احسنهم فلا تشتغل عنه وعمل بقوله تعالى واتبعوا
احسن ما انزل اليكم من ربكم + فظهر من هنا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة
من الكتاب والسنة واقضية الصحابة رض فهو كافر + لانه انكر الشريعة وكل من انكر
الشريعة فهو كافر + فمنكر المسائل كافر + وكذلك من لعن او طعن فى الامام الهمام
فهو ليس بمؤمن + لانه طعن او لعن المومن الذى اكمل المومنين + واجلهم واحسنهم
فى الدين + وكل من طعن او لعن المومن فهو ليس بمؤمن + فطاعن الامام او لاعنه
و فاحشه ليس بمؤمن + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان
ولا لعان ولا فاحش ولا بذى كذا فى التيسير + وايضا قال لا يرمى رجل رجلا
بالفسق والكفر الا ردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك - اخرجه البخارى + وكذلك
من سب الامام فهو فاسق + لانه سب المسلم + وكل من سب المسلم فهو فاسق + فمن
سب الامام فهو فاسق + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سباب المسلم فسوق

وقتاله كفر اخرجه الخمسة كذا فى التيسير، وقد قال الله تعالى والذين يوذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا، وكذلك من ضار الامام فهو ملعون لانه ضار مؤمنا وكل من ضار مؤمنا فهو ملعون فمن ضار الامام فلا شك انه ملعون، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ملعون من ضار مومنا او مكر به اخرجه الترمذى كذا فى التيسير، وقد قال الله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وكذلك من لم يوقر الامام فهو خارج عن اهل الاسلام، لانه لم يوقر كبيرنا الامام الهمام وكل من لم يوقر كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام فمن لم يوقر الامام فهو ليس من اهل الاسلام، كيف لا وقد قال النبى صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا اخرجه الترمذى، فلذلك وقر الامام الشافعى رح عند زيارة قبره فى البغداد، فارضاهما الله تعالى عن العباد، وهكذا كلها فى كتابى التذكرة، فما يقال المهرى چندن ديوان چند المؤلف لظفر المبين فى رد مغالطات المقلدين، الذى اسلم حديثا عالمسلمين، كما اسلم عبد الله بن سبا حديثا عالمومنين، فاستغث عن نفسك، ولا تستغث عن غيرك، فهو كفاية لك، الم تركيف هذى بتشنيعه الامام فيه فقال تارة ان الامام ما تلقى من احاديث الرسول الا سبعة عشر حديثا، وشنع عليه تشنيعا فاحشا، تقليدا للمتاخرين المتعصبين المعاندين، ويا عجبا مع ذلك ينكر التقليد لامام المجتهدين، وقال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقرآن فى مسائل فلان وفلان وعدها بالبيان، واحتج عليه بالاحاديث التى وقفت لما تهواه نفسه من الصحاح، واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للفلاح تنفيرا للمقلدين الصالحين، عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين، وقال تارة ان الامام قد خالف فى هذه المسألة الفلانية حديث الصحيحين، ليعلم الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد كانا قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المومنين المقلدين فلعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بقيني اللام ان صاحبى الصحاح بالنسبة الى الامام كطالب العلم، لا بل كآحاد الرعية من السلطان الاعظم، كيف لا وقد قال الامام سفيان الثورى رح انا بمقابلة الى حنيفة كالعصفور عند الباز، وايضا قال مخاطبا لابى حنيفة رح انت سيد العلماء، الا تعلم ان المسلم الشافعى

تلمیذ البخاری - والبخاری تلمیذ للامام احمد بن حنبل رح - واحمد تلمیذ للامام
الشافعی رح - والشافعی تلمیذ للامام محمد رح - ومحمد تلمیذ للامام الاعظم رحمہم
الله تعالی کلہم اجمعین - فاعرف مدارکہم ومدارجہم، واحفظ مناقبہم بدرجاتہم
فلا تقل ان ادلة الامام ضعیفة، ولا تدل الیه بالفاظ قبیحة، تقلید المتعصبین فتحشر
مع الخاسرین، اما الصحاح وان کانت اصح الکتب بالنسبة الی ما بعدها، لکنها لا
عبرة لها بمقابلة الاحادیث التی استدل بها الامام الهمام قبلها، لکونه اقربهم
الی الرسول، ولذلك تلقت الامة الاستدلال بالقبول، فلا ینبغی لاحد ان
یطعن فی الامام الهمام بروایات الصحاح التی بعد المائتین وثلثة مائة دونت
ولا شك ان فیها اقوال المعاندین المتعصبین والمنافقین قد دخلت، فلذلك قال ابن حجر
فی نخبة الفکر ان الخبر اما یکون لطرق بلا عدد معین او مع عدد حصر بما فوق
الاثنین او بهما او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی بشروطه
والثانی هو المشهور والثالث العزیز ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمه والرابع
الغریب وکلها سوی الاول آحاد فیها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی
البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ، الا تعلمون اسمعیل بن علیة الذی قال
القرآن مخلوق واهلك بحکمه تلمیذه الخلیفة المامون خلقا کثیرا وجما غفیرا
وابوبکر بن شیبة الذی وضع فی کتابه بابا للرد علی الامام ابی حنیفة واخوه عثمان بن
شیبة وغیرهما الرواة للبخاری قد کانوا متعصبین ومنکرین علی الامام الهمام
فالحقیقة او الصداقة من الرواة النازلین من الامام بالتعصب او بتداول الزمان و
الایام قد فقدت، لان الآیة السابقون السابقون اولئك المقربون الخ والاحادیث
خیر القرون قرنی - الی - ثم یجیٔ قوم تسبق شهادة احدهم یمینه ویمینه شهادته اخرجه
البخاری، وفی روایة اوصیکم باصحابی - الی - ثم یفشو الکذب - وفی روایة ثم تظهر
الکذب وغیر ذلك التی فی التذکرة ثبتت - فی فقدانها قد سبقت، بل علی کذب
الرواة النازلین قد شهدت، فاین الاعتماد علی جمیع روایات الصحاح وکیف یرد
بها الاحادیث التی استدل بها الامام المصاحب للصحابة، ولا شك ان اعتبار الروایات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الی الرسول صلی الله علیه وسلم -

مع قوة عدالتهم وایمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من الله تعالی ولاشك انہ قد ثبت ان الامام الاعظم التابعی اقربهم سندًا الی الرسول صلعم + واقدمهم تدوینًا للمذهب + واکملهم ایمانًا + واجملهم اسلامًا + واعلمهم علمًا - وافضلهم فضلًا - واورعهم ورعًا - واحسنهم دینًا - فانصف فی قلبك - واستفت عن نفسك + اتعرف مثله فی هذه الامور المتعرفة من رواة الصحاح النازلین عنہ فی الدرجة البعیدة التی قد شهدت بکذبہ الاحادیث المذکورة + فینبغی لنا العمل بالاحادیث التی استدل بها الامام + ولو ضعفها المتأخرون تقلیدا لاکثر المعاندین لذلك الامام الهمام + او لرؤیتهم التغیرات فیها لبعد الزمان وتداول الایام + ولو لم یوجدن کلها فی الصحاح + لما قال صاحبوها ترکنا الاکثر من الاحادیث الصحاح + فتامل فی هذا الکلام فانہ ادق الدقائق - واحسن الحقائق + قد زلت فیہ اقدام اکثر الخلائق - ولقد نبهتکم علیه یا ایها الاخوان - بنصرة الله المستعان فان خضتم وتدبرتم ایها الخلان + فتجدوا کلها فی کتب اهل الکشف والعرفان والله اعلم بالصدق والصواب + والیہ المرجع والمآب + هذا ما کتبہ الحقیر الفقیر المفتقر الی ربہ الکبیر + خادم المقلدین محمد عبد القادر عفرلہ ولوالدیہ رب العالمین - المدرس الاول للمدرسة المحسنیة فی بلدة الهجلی صانها عن الآفات هو العلی -



باسمہ سبحانہ - فما کتب مولانا المنصور علی + من الدلیل والبرهان الجلی + کاف لجواب غیر المقلدین + الذین رأیهم غیر متین + وینبغی ان یقال انہ ذو الفقار علی لقطع براهین البثانیہ + وما حرلاد لتهم الواهیہ + وجعل الله المنصور منصورا علی المفسدین + بمقتضی اقوال القائلین + لکل من اسمہ نصیب + وهذا شیٔ لیس بعجیب + الراقم غلام سلمانی العباسی عفا الله عنہ والدیہ سوم مدرس مدرسۂ محسنیہ هوگلی



نحمدہ ونستعینہ - اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة علی صحة التقلید ووجوبہ احتیاطا لسد باب الفساد فی الارکان الاسلامیة + وتالیفا لقلوب المسلمین فی الامور الشرعیة + فلاشك ان القول ببطلانہ قول یجرب

بناء الاصول الاسلامیہ + و یفرق بین صلحاء الامۃ المصطفویہ + قد اجاد مصنف
ہذا الکتاب فی رد اعتراضات المبطلین الساعین فی ارض اللہ بالفساد فی الدنیا والدین
والمریدین باطفاء نور اللہ الساطع فی اقطار العالم کالشمس فی ضحو النہار بالافتراء علی
سادات الایمۃ المرحومین فجزاہ اللہ تعالی عن المسلمین خیر الجزاء
فی الدنیا والاخرۃ امین + ہذا ثبۃ رقمہ عبد العلی الاسلام آبادی عفی عنہ



للہ در المجیب الفاضل اللبیب + قد اجاد فی جواب غیر المقلدین المفسدین + لا دنیا لہم
ولا دین - وبئس القوم قد ظہروا فی زماننا - وہم یشتمون ایمۃ دیننا - ویقولون ان
الایمۃ المجتہدین - قد اہدموا بناء الاسلام والدین + بآراءہم الباطلۃ + و اقیستہم
الفاسدۃ + واظہروا طریقا خلاف الحدیث والمثانی - واضل الناس ولا مثلہم
فیہ ثان - والمقلدون سلکوا طریقا غیر حق - وانہم علی الباطل ونحن علی الحق +
لانا نعمل بالقرآن وحدیث خیر البریہ + وہم یعملون بآراء ابی حنیفۃ + ہیہات
ہیہات ہذا لرکاکۃ رایہم - ومن قلۃ بضاعتہم - اما فہموا ان الایمۃ رکن الاسلام
وما کان غرضہم انہدام بناء الاسلام والانعدام - وقد ادرک امامنا الاعظم صحابا
عدۃ + ولیس فی ذلک شئ من الریب والشبہہ - وقد بلغ فی العلم والعمل درجۃ
القصوی + واجتہد من القرآن والحدیث من المبتدأ الی المستمنی - والاستنباط
والقیاس کلہ مستنبط من کلام اللہ - ومن حدیث خیر البریہ - وکان فی خیر القرون
الامام ابو حنیفہ رح - وفی الزہد والورع کان عدیم المثال بلا شک وشبہۃ + و کیف
یکون اتباع الایمۃ من ضلال + من غیر قیل وقال + لان المقلدین اتبعوا اولی الامر
منہم + وما اخذوا سبیل الشر والکید مثلہم + الا ایہا الاخوان ان کیدہم ککید
الشیطان + لا ینبغی للعاقل ان یقع فی شرکہم - لانہ ما نجی کل من وقع فی فخہم +
وما رأیتم انہم سلکوا طریق التلہی الحرام + واخذوا طریق الفجرۃ اللئام + ففی حین
من الاحیان یاخذون دلائل الروافض والمعتزلۃ - ویلزمون حنفیۃ من برا ہینہم
الباطلہ - وربما یستدلون بدلائل الشافعیہ - لیغلبون علی المقلدین لابی حنیفۃ
فظہر الآن ان غیر المقلدین - رایہم غیر متین + وہم مضل ومضل - وما سلموا
من الخلل والزلل - فنعم ما قال القائل المرئ یقیس علی نفسہ - فنسبوا الضلال

الى الحنفى دون غيره + لله در المصنف + لا فض فوه فانه كلما احاب + قد اصاب واجاد بما اراد - فهذا نعم الكتاب - وحسن الخطاب - لمطالعة اولى الالباب - نمقه محمد راشد اول مدرس مدرسۂ عربیۂ محسنیۂ ہوگلی -

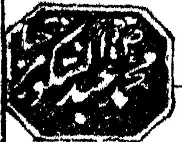


هيهات هيهات ان متوهمة الزمان قد زوروا القول تزويرا + وضلوا واضلوا كثيرا + وعتوا عتوا كبيرا + مع انهم لا يفقهون الا قليلا + وتاهبوا لهدم دعائم الدين + وتشمروا لاستيصال قواعد اليقين + فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون + وتشبثوا بدلائل ركيكة + وتمسكوا ببراهين ضعيفة + فمثلهم كمثل العنكبوت + وان اوهن البيوت لبيت العنكبوت + وعموا وصموا عن حجج نبيه + وعمهوا وغووا عن فجاج واضحة + فهو كنوا امثل عمياء + وخبطوا خبط عشواء + ان اولياؤهم الا الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات + فيا ليت شعرى كيف تبادروا الى التشنيع والطعن على الامام الهمام القمقام + اسوة الائمة الكرام + قدوة الانام + نبراس الملة الحنفية البيضاء + ذى الاخلاق السنية والسناء + قامع البدعة + محى السنة + سراج الامة المنوية + صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم - لله در المجيب ما اجود ما اجاب - لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين + ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سياتنا وتوفنا مع الابرار + بحرمة النعلين الشريفين المعظمين لحبيبك ورسولك خاتم النبيين والمرسلين صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم اجمعين - آمين ثم آمين + نمقه اکبر علی عفی عنه مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکته



من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام + المحيى لشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام اماما وسيدنا ومولانا الامام ابى حنيفة رحمه الله تعالى فمثله كمثل كلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث - فلله در المجيب لعالم النحرير حيث افصح بسوط الحق غاية الافصاح + وشعله عن الشعاع من اجاب فقد اصاب اللهم لا تجعلنا مع القوم الظالمين + ادخلنا فى عبادك الصالحين + واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين +





لقد جاد المجیب بتحریر فیما افاد، واتی بما یفحم من اراد فی الارض الفساد، وبالغ فی اشاعۃ تحریر واحیاء الدین، وسعی سعیاً کاملاً فی ازالۃ الشکوک عن قلوب المفسدین، فیجعل اللہ سعیہ الجمیل مشکوراً، وابقی ذکرہ فی بطون الصحائف مرقوماً ومسطوراً، وھدی جماعۃ المخاصمین الی سبیل الرشاد، وصانہم عما یقتضیہ البغی والعناد، انہ ھو الموفق والمعین، فی کل ساعۃ وحین، وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین، حررہ العبد الاواہ،



محمد محمود اسمہ غفر اللہ دنوبہ، مدرس مدرسۃ عالیہ کلکتہ

تقاریظ مثبتہ دستخط ومواہیر علمای مشاہیر حیدرآباد دکن و مدراس

انچہ اجوبہ درکتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تمولوی صاحب جامع معقول ومنقول کشاف دقائق فروع واصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ مرقوم فرمودہ اند صحیح وخلاف آن باطل جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء، باید کہ جمیع مسلمانان بران عمل لازم و واجب دانند اگر نام این کتاب ادمغ التلبیس باہدایۃ الضلین نہادہ شود بجاست۔







بسم اللہ الرحمن الرحیم وقد رأیت ھذا الکتاب کلہ من اولہ الی آخرہ وجدتہ صحیحاً کامل الجواب لاریب فیہ وختمت علیہ علی صحتہ اعنی کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین لمولانا اولی الفضل والنہی مولوی محمد منصور علی صاحب جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المقلدین لمذہب امام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ خیر الجزاء، وانا الفقیر الضعیف خادم نعال العلماء العاملین الصوفیین الکاملین، محمد اکبر علی عفا اللہ عنہ، فقط



قد اصاب من اجاب

محمد ۱۲۹۱ ابو سعید

تلمیذ الرشید مولوی محمد اکبر ...

باسمہ العلی الاعلیٰ

کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب دامت برکاتہم ابتدا سے تین سو چھتیس صفحہ مطبوعہ تک ملاحظے میں آئی۔ الحق یہ کتاب دلائل قویہ و براہین

سے نظفر و منصور ہو اور شک شبہہ و اعتراض سے دور ہو بجزی اللہ سبحانہ عنا المؤلف الفاضل خیر الجزاء - مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳ ہجری حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ المنان طرازش خان





محمود بن قاضی الملک مدار الدولہ کان اللہ لہما

الجواب صحیح والمجیب مصیب احمد بن قاضی الملک





سبحان اللہ اس کتاب کے دیکھنے سے جلا ہے چشم و تصفیۂ قلب حاصل ہوتا ہے



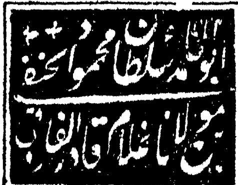
واقعی یہ جواب لاجواب باصواب ہے - محمد عبد الکریم عفی عنہ و عن اسلافہ



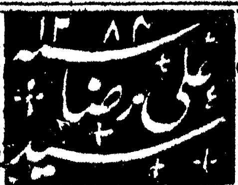
قد اصاب من اجاب - محمد شہاب الدین عفی عنہ



ابو الحامد سلطان محمود المصطفی بن مولانا غلام قادر الفاروقی عفی عنہما و عن اسلافہما -



صح الجواب سید علی رضا البعض کان اللہ لہ -



یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے صحیح ہے - علی موسی رضا عفی عنہ -

تاریخ تصنیف کتاب از تازہ اختراعات ناظم نکتہ دان شاعر فصیح اللسان کاشف مکائد لامذہبان دافع مطاعن وہابیان جناب حافظ فتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

کیونکر دو جہاں میں نہ ذلیل اور خوار لامذہب ہیں مکر و دغا میں ہوئے نامی سے سزاوار لامذہب
تہمت کرتے ہیں جو مرید تقلید یہ کی گن ہو ... جیسے سہتے ہیں سر پہ بار لاکلام

ہر لکھتے امام مومنوں میں یہ بدکار لامذہب خصوصاً ہیں انکا امام اعظم کے مذہب
مقلد کے ہیں لئے درپے آزار لامذہب فقیہوں کی برائی کر کے بہکاتے ہیں لوگوں کو

نکالا ہے نیا اک عنوان لامذہبی مذہب گر سب شیخ نجدی کے ہیں پیرو کار لامذہب
بری ہی بات امام کی نہیں کرتے ہیں لیکن بلا شک ہیں شیاطین کے رفیق و یار لامذہب

چکھادین ہم مزا انکو ذرا ستانیکا
جہان مین جو وہی ملعون ہین بدکردار لامذہب
سزا دیکر بتادین معنی وہابیت انکو
تو ہم بھی صاف کہدینگے ہین اہل النار لامذہب
شر انکے آب گل مین ہی بجی تھی انکے دلمین بھی
مگر کہتے ہین گرم فساد کا بازار لامذہب
جہان دیکھو منہ آتے ہین جاہل مقلد کے
مقابل اہل مذہب کے گئے ہین ہار لامذہب
عجب یہ فرقہ وہابیہ ہی فتنہ دوران
اگرچہ لڑنے آوین باندھکر ہتھیار لامذہب
انھون نے شہر دلی مین بہت اب سر اوٹھایا ہے
شراب شرک و بدعت سے ہین خود سرشار لامذہب
مقلد گلشن دین نبی کے ہین گل تازہ
کہ مکہ مین مقلد ہین بلا انکار لامذہب
بیٹھین ایسے یہ کعبے مین کہ دم ہو ناک مین انکا
کہین سنتے نہون باتین پس دیوار لامذہب
گریبان کھولکر پھرتے ہین یہ سب صورت حبشی
رکابی مذہب اور مطلب کے ہین بس یار لامذہب
خوشامد کا ہوتے ہین اور روٹیونکا انکا مذہب ہے
ہین شر مین بھی شرار الناس کے سردار لامذہب
ہین عامل یا لمحدیث انکا لقب لیکن حقیقت مین
سمجھتے ہی نہین قرآن کے بھی اسرار لامذہب
نہین یہ مانتے قرآن کی آیات صریحہ کو
سمجھتے ہین صلوٰۃ اور صوم کو دشوار لامذہب
نہین پہچانتے ہین منقطع موقوف و مرسل کو

ہمارے سامنے آوین اگر اکبار لامذہب
تبرا کرتے ہین مثل روافض یہ مقلد پر
کرین جاکر کسی عالم سے استفسار لامذہب
تعصب سے یہ اندھے امر حق کو حق نہین کہتے
کبھی ہرگز نہونگے راست اور ہموار لامذہب
جہان جاتے ہین وان کرتے ہین برپا اک نیا فتنہ
مگر کھاتے ہین ہر یک زک ہزارون بار لامذہب
مقلد معرکو نہین کرتے رہتے ہین طعن جھگڑے
جہان دیکھو وہان لڑنے کو ہین طیار لامذہب
یہ کیا ہونگے مقابل معرکہ آرائی مین ہم سے
اوتارے جائینگے اگر وہ جنبا یار لامذہب
گل تقلید انکی آنکھون مین کانٹا سا چبھتا ہے
مگر باغ شریعت مین ہوئے ہین خار لامذہب
تقیہ مثل شیعہ انکے مذہب مین بھی جائز ہے
عقائد گر وہان اپنے کرین اظہار لامذہب
ہین سادات نہین اکثر ہین قصبات دہات انکی طینت مین
بہاری ہین بنائین اپنا گھر کہسار لامذہب
یہ سب دنیا کے بندے ہین خلوص بندگی کیسا
کہ ہین کھانے کمانے مین بڑے ہشیار لامذہب
بدی کا خون سودا وہی بھرا ہے انکی رگ رگ مین
نہ عالم ہین نہ عامل بلکہ ہین فجار لامذہب
نہین تصدیق ہے انکے دلونمین نور ایمانی
حدیثون کا بھی کرتے ہین صریح انکار لامذہب
رہے ہین تو ہین مصداق یہ قاموا کسالیٰ کے
نہین حجیت کے قائل کہتے ہین آثار لامذہب

بزرگان سلف پر یہ ہمیشہ طعن کرتے ہین
اوٹھائینگے بہت ذلت سر دربار لامذہب
اگر کہتے ہین وہ ناری مقلد کو تعصب سے
نہونگے خواب غفلت سے کبھی بیدار لامذہب
زبان اور دلمین انکے نام کو بھی نہین اصلاح
فساد اور شیطنت کرتے ہین ہرکار لامذہب
کبھی بازی نہین پائی انھون نے بحث مین ہمسے
اگرچہ ہو ادھر ایک اور ادھر ہون چار لامذہب
ولیکن اہل تقلید انکو دم بھر مین بھگا دیوین
نہ ٹھیرین تو کدم بھاگین وہ سنگسار لامذہب
کہا کرتے ہین یہ تقلید کو سب شرک او بدعت
نہین دیکھینگے ہرگز خلد کا گلزار لامذہب
مقلد سے یہان لڑتے ہین اور تکرار کرتے ہین
بلا شک ہین فریبی جعلی و مکار لامذہب
مسلمانو بچو ہر دم تم انکے فتنہ و شر سے
بجا ہے گر کہو ہین سید الاشرار لامذہب
جہان کھانا کو دیکھا روٹیونکی سی یہ کہتے ہین
جدھر دیکھو ودھر ہین بندہ زردار لامذہب
بظاہر خیر کا دم بھرتے ہین پہ جو فی الباطن
مگر ظاہر مین ہوتے ہین برے اشرار لامذہب
یہ کیا جانین حدیثونکے دقائق اور حقائق کو
اگرچہ حسب ظاہر کرتے ہین اقرار لامذہب
فرائض نفل بھی کرتے ہین اور تارک ہین سنت کے
زر و امد کو ہین کہتے زاہد و بیگار لامذہب
رسالہ ہے جو اک اظہار حق رکھا ہے نام اوسکا

[illegible] ۱۳۰۵ [illegible] ۱۳۲۲ [illegible]

مصنف اوسکا ہی اک رند و بد اطوار لامذہب
کیا بہتان رسول اللہ پر بھی بد شعار لامذہب
کر قبر شیخ نجدی کی ہین حج و زوار لامذہب
وہی یہ کام کرتے ہین جو کچھ انکا جی چاہے
کر اپنے گھر مین بن بیٹھے ہین خود مختار لامذہب
کبائر ہون بلا سے انکی لیکن ہے جہان مولد
کرین خود اپنی بے دینی پر استغفار لامذہب
بجا ہی جیسے اس فتح المبین کی فتح کا ڈنکا
جو دیکھین یا سنین یہ چٹپٹے اشعار لامذہب
مقلد ہونگے اس تاریخ سے خندان شاد گل

خلاف نفس سرور کی چربی کو لکھا حلال آہ
کہ ہو وہ بے ادب بے دین و نا ہنجار لامذہب
کہے جو یا رسول اللہ مشرک اوسکو کہتے ہین
ہوئے ہین نفس امارہ کے خدمتگار لامذہب
گنوار اکثر ہین لیکن کہتے ہین مشکات کو مسکات
وہان کرتے ہین بیجا بحث و تکرار لامذہب
بحق احمد مرسل مقلد یکقلم سب ہین
ہزیمت پا رہے ہین ہر دم گرفتار لامذہب
ہوئی فتح المبین سے صاف سر انکی بے دینی
ولیکن چلکے کھائینگے دلون مین خار لامذہب

ہوا ہمکو نہایت کھاتے ہین حج دار لامذہب
زیارت سے مزار مصطفے کے منع کرتے ہین
پہنتے ہین مگر خود شرک کا زنار لامذہب
کرین حرمت کی حلت اور حلت کی کرین حرمت
کہ ہین ڈھیلے جلاہے تیلی و سنبھیا لامذہب
دعا کر اے مقلد حق تعالے سے یہی ہر دم
رہے باقی نہ کوئی نام کو زنہار لامذہب
کبھی آپس ملے گئے آتش بغض و عداوت مین
مسلمان نام کے ہین پر نہین دیندار لامذہب
مقلد کے اوڑا کر پاؤن اور سر کو وہابی کے

لکھی تاریخ اسکی۔ ہین بڑے مکار لامذہب

ایضاً نتیجہ تیز قلم بلاغت رقم سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان فخر دین بو حنیفہ
گروہے زناقص خیالان ارذل
ز تحقیق و تدقیق فکر مصنف

گرہ کامل بشرع آمدہ بلکہ اکمل
بنام ایزد این نسخہ تصنیف گشتہ
دقائق شدہ آسان مسائل شدہ حل
جوابات دندان شکن شد مدلل

شدہ معترض بر وی از راہ بہتان
پے رد لامذہبان مضلل
بتاریخ آن زد رقم کلک لائق

تواریخ طبع

از تازہ فکر علامہ افاضت مآب مولانا محمد منصور علی خانصاحب مصنف ہذا الکتاب عمّ فیضہم

نَحْمَدُ رَبَّنَا وَ نُصَلِّي عَلَى
قَدْ طُبِعَتْ نُسْخَةٌ فِيهِ مُبِيْن
رَفِيْهِ بِفِقْهٍ وَحَدِيْثٍ وَآي
أَيَّدَنَا اللهُ عَلَى الْمُفْسِدِيْن

سَيِّدِنَا الْخَاتَمِ لِلْمُرْسَلِيْن
لِلْحَنَفِيِّيْنَ بِذَاتِ نُصْرَةٍ
رُدَّ عَلَى مَذْهَبِ لَامَذْهَبِيْن
جَاءَ كَمَا الْمُصَحَّفِ تَارِيْخُهُ

۱۳۰۶ھ

نَجْمُ نُجُمِ الْاٰنَ لِرَدِّ الظَّفَر
إِنَّ لَهُمْ ذٰلِكَ حَبْلٌ مَتِيْن
قَدْ حَصَلَ الْفَتْحُ لَنَا بِالْجِدَال
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْن

از نتائج فکر علامہ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید آنرہ علمای دار العلم و العمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخہ مطبوع شد
ز تصنیف تحریر حبر ادیب

بطبع غریب و بصنع عجیب
باوصاف ہر علم و فن متصف

بود نام نامیش فتح المبین
مفسر محدث فقیہ و ادیب

ادیب آنکه مشهور شد بر حریف
بقول عرب آنقصیب نصیب
هر آنکس که خواند بصدق این کتاب
رقم زد با قوی دلائل مجیب
کسانیکه تقلید بر هم زنند
تو گوئی که آمد قیامت قریب
ظفر یاب کن اهل تقلید را
ز قرآن معجز نمائے غریب

حریف آنکه باشد بهر بیت نصیب
قلم شد سر دشمنان یک قلم
هر آئینه گردد به سنت مصیب
زہے آب و رنگ مضامین او
و لهم من عذاب مهین
شد آنکس که بیار لا مذہبے
الٰہی بحق رسول حبیب
ندا از لب ہاتف آمد حبیب

بهر گوشه ... سد انچه مقسوم ست
قلم را حکم کرد چون آن لبیب
جوابات سر کوب دندان شکن
ز باغ سخن مید هد نفح طیب
آخر زبان شد بیا فتنا
نه او را علاجے نه او را طبیب
چو تاریخ نصرت قرین خواستم
که نصر من الله فتح قریب

ایضاً از نتائج فکر صاحب التنبیه والتبکیت المحدث المولوی محمد احمد صاحب ...

ذرا انصاف کی آنکھ سے اے حسود دیکھو
بھر کر بات اسکی رد و مین جو لکھی کیا دلکشا عمدہ
... جو ہر چھپا ... کا تھا جو
خفی کیا دلکشا عمدہ جلی کیا دلکشا عمدہ
جو چھپا سال چھپنے کا لب ہاتف سے یون نکلا

کتاب بے نظیر لکھی کیا دلکشا عمدہ
کتاب اس حسن خوبی کی نہیں چھاپی گئی تہک
اور اسکی لوح و پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ
ضمیمے کو جو دیکھا خصم منکر ہی تو بول اٹھا
کتاب دحی الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ

... ستھری ... دلکشا
کہ خط اس خوشخطے نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
ہر اسکا نسخ و نستعلیق ... شفیعہ
کہ حق بات اسمین ظاہر ہوئی کیا دلکشا عمدہ
جو کا تو سر وہابی کا تماشا ہو اہی تن

سن تصنیف بیدا و صحی کیا دلکشا عمدہ

ایضاً از بندہ اثیم محمد عبد الحکیم عفا عنه الله الکریم بحرمة نبیه الرحیم

فتح المبین کی طبع نے کس دھوم دھام سے
اس کی بشارت طبع نے اوسکو بچھا دیا
الزامی جوسے مصنف نے یک قلم
ہر مسئلے کا شرع سے ماخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو پھینکا اوکھاڑ کر
میدان صفحہ تیغ زبان سے کہا دیا
اتباع شیخ نجد نے کھائی ہے کیا شکست

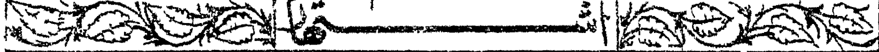
سارے جہان مین فتح کا ڈنکا بجا دیا
لا مذہبوں مین اس سے پڑی کیا ہی کھلبلی
جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا
سارے معاملات نہان کر دیے عیان
تقلید حق کو دلمین ہر اک کے جما دیا
پھر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقابلہ
بائی سر اخیال ظفر کو بھولا دیا

لا مذہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
وہابیوں کو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب انکے داؤ گھات کا خاکا اوڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
الدم مین سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا
اس معرکے مین مارے دلیلون کی مار کے

فوج عدو کو ہند سے رُک تک ہٹا دیا	تائید سے خنگ خامہ کی میدان جیت کر	دشمن نقص پا کے ہر اک متا دیا
اب ہمکو ان مخالفوں سے خوف کچھ نہین	اللہ نے تو فتح کا ڈنکا بجا دیا	ڈنکے کی چوٹ ہمنے تو اس نظم میں کہا
للکار کر شکست کو انکی سنا دیا	تھی فکر سال طبع کو ہاتف کی آگئی	فتح المبین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا ۱۳۰۱ھ

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت مجذوبین و ذوقافیتین ذوتجنیسین

تا گل این نسخہ نصرت شگفت	مے وزد از مذہب منصور باد	سر زد تاریخ امر حق از خرد شاد
زد دلم از جوشش منصور باد	مصرع سالش ز دو کلکم رقم	نصرت حق حامی منصور باد ۱۳۰۱ھ



اشتہار

مقلدین ملت حنیفہ و متبعین سنت شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لامذہبان پنجاب منحرف جادہ صواب طاعن ایمہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین ایسے سخت الفاظ خلاف تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کا سواد اعظم جوش مین آیا اور تقلید مذہب معین مین ہوائے نفس کی آزادی نے قدم جمایا تو ناچار واسطے دفع فساد دین و رفع عناد منکرین کے عالم باعمل فاضل بے بدل جناب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی شاگرد رشید علامہ وحید جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان شایستہ انصافانہ بغیر تعصب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اوٹھایا اور حنفیہ کے ہر مسئلے کا ماخذ کتاب و سنت سے بتایا یعنی بندہ اثیم محمد عبد الحکیم عفی عنہ نے اس کتاب کو ماہ مئی سنہ (۱۸۸۴) مع دو ورق ٹیٹل کے مطبع نجم العلوم فرنگی محل مین باجرت سنگ چھپواکر واسطے تصدیق و اعتبار کے جابجا بلاد ہندوستان و حرمین شریفین مین علمائے نامی کے پاس بھیجا باوجود اس مستعدی و سرگرمی کے دو برس کا زمانہ اسیر مہرین کرانے اور تقریظین لکھوانے مین گذرا ضمیمہ کا ناتمامی مع فہرست ولی ایک مدت تک مطابع دیگر مین چھپتا رہا اب بفضلہ تعالی بصرف زر کثیر باینہمہ تاخیر اس مجموعہ کی تکمیل ہوگئی اور بنظر تقویت دین و منفعت مقلدین قیمت اسکی مع محصول (عہ) رکھی گئی اور چونکہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب موصوف سے بطریق ہبہ حاصل کیا گیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین اور بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے حسب قانون ایکٹ (۲۵) ۱۸۶۷ء ماخوذ ہو کر نفع کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون مقامات مندرجہ آخر کتاب سے منگوالین۔



جدول رمل اغلاط فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بہ تنبیہ الوہابین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	نکر	نگر	۴۳	۱	لین	لے	۶۵	۴	بلانا	پلانا
۱۳	۱۵	یحری	یتحری	۴۷	۴	امامہ	اسامہ	۶۶	۱۷	ید أ	ید د أ
〃	۱۶	یکذب	یکذِب	۵۵	۲	ادسکاوکو	ادسکاوسکو	۶۸	۱۸	لَان عُطّل	کَان اُعطّل
〃	۱۷	چھوٹ	جھوٹ	۵۶	۲۳	[illegible]	[illegible]	〃	۴	اِلیٰ مَنْ	راکی آمین
۱۴	۱	قال قال	قال					〃	۱۹	اگر موقوف گردون مین	موقوف کرنا میرا
〃	۴	کہا ونعوکے	+								
〃	۲۰	ترمذی	ترمذی کی	〃	۱۲	اچلت	اجلت	〃	〃	تو اچھا جانتا ہون	اچھا ہے میرے نزدیک
۱۶	۹	یاصحیح	صحیح	۵۷	۱۳	الملعے	المعنے				
۱۸	۱۳	کی	کی کے	〃	۱۴	نخصیصہا	تخصیصہا	۶۹	۱۳	ایسے	ایسے ہی
〃	۲۱	افتہ	افقہ	〃	۱۶	العلماءُ	العلماءِ	۷۰	۱۹	فسوق	فسوخ
۱۹	۱۰	کہ	کہ فقاہت	〃	۱۸	الاکثرُ	الاکثرِ	۷۱	۸	نبیا	انشا
〃	۱۱	بات کے	+	〃	〃	اکثرُ	اکثرِ	۷۴	۴	ضروری	ضرور
۲۱	〃	اور اور	اور	۵۸	۱	طرف	کے ساتھ	〃	۹	کہ	ایسا
۳۱	۲	الصباغۃ	الصیاغۃ	〃	۲ و ۳	یعنی منا سبتی	سے لیے گئے	۷۷	۱۷	ذلائل	دلائل
〃	۸	منہا	فیہا	〃	۶	پس	ہی پس	۷۸	۲۰	پیر	اور
۳۲	۲	اوس سے	فیہ	〃	۸	اشنین	اثنین	〃	۲۱	اسکے اوسکو	اوسکو
〃	۶	او	اور	〃	۱۳	۲۸	۳۸	۸۰	۴	آپنے	اپنے
〃	۷	مذہب	مذہب	۵۹	۲	لیے	سے	۸۱	۳	مین	سے
〃	۱۵	باپندی	پابندی	〃	۸	اشکلہ	اشدہ	۸۲	۹	ملخص	+
۳۴	۱	واجب	واجب علے الاملاق	〃	۱۱	اسغدہ	اشدہ	۸۳	۷	مُحرم	محترم
〃	〃	کہ	+	۶۰	۱۹	پھر	پس	۸۴	۱۷	تنتقع	یُنتفع
۳۸	۲	او	اور	۶۱	۱۲	ادضتعتکم	ادضتعتکم	〃	۱۸	العُقود	العَقود
۳۹	۳	الذبن	الذین	۶۴	۱۰	جاہر	جا ٹہر	〃	۲۱	للاصطبار	للاصطیاد
۴۱	۸	موجد	موجود	〃	۲۱	ہی	بھی	۸۵	۱۴	تحقیقا	تحقیقاً
۴۲	۱۸	انکا	انکا	۶۵	۱	بھی	+	〃	〃	رخص	رُخِّص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۸	المتلف	المتلکف
۸۸	۱	لمال	کمال
〃	۴	نقاہت	کمال
〃	۱۰	مانتے تو	مانتے جناب من
۹۱	۱	تنزیہیہ	تنزیہ
۹۲	۹	التفضیل	التفصیل
〃	۲۱	آکثر	واکثر
۹۵	۱۹	قحمًا	قمحًا
۹۶	۴	اوس	اوس سے
〃	۱۶	دیوے	لیوے
〃	۱۹	سے	نے
۹۷	۱	ردکرتا	ردکرے
〃	۵	الکافی بالکاف	الکافی بالکافی
〃	۱۴	یابعد	اور بعد
۹۸	۱۱	تو	+
۹۹	۵	المجنونُ	المجنونِ
۱۰۱	۱۴	کہ	+
۱۰۲	۶	جو	+
〃	〃	آئی ہو	+
〃	۷	جو نماز فجر بین آئی ہو	نماز فجر کے عدم جواز میں
〃	۱۶	لکدھا	لکھا
۱۰۳	۱	ہو	ہو تو
〃	۲	ہوتی	ہوئی
۱۰۷	۴	او	اور
〃	۱۹	مَعَر	عَصِیَۃ
۱۰۹	۱۰	یدلَ	یدلُ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۱۱	ویجل	یجل
〃	〃	شہاب الطلاء	شوب الطلاء
۱۱۹	۱۸	ہے	+
〃	۹	کا ہو	کا
۱۲۳	۲۱	کھڑے	کوٹے
۱۲۴	۷	قبلہا	قبلہما
〃	〃	〃	〃
۱۲۵	۶	اشلہٗ	اشلہَ
〃	۱۱	تذعوا	تدّعوا
〃	۱۶	لاتترکوا	لاتتوکوا
۱۳۰	۲	نقل	نفل
۱۳۵	۲	ایسے نہیں جو	ایسا نہیں جسکا
۱۳۶	۸	ابو الزنا	ابو الزناد
۱۳۷	۱۴	لامکبر	لایکبر
۱۴۰	۱۴	مطق	مطلق
۱۴۱	۴	جو	جنھون نے
〃	۱۵	ذلک لا	ذلک لما
〃	۱۶	کانت	کانت
۱۴۳	۴	صاحب	+
۱۴۵	۱	فاذعوا	وادعوا
۱۴۹	۱۳	کو	کا
۱۵۰	۱۲	مین ہو اسواسطے	ہی اسواسطے
۱۵۱	۹	کا	سے
〃	۲۰	پڑھی	پڑھتی
۱۵۲	۱۳	النخعی	النخعی
〃	۲۰	کیا	کہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۳	۱۵	الآثار	معانی الآثار
۱۵۴	۵	ہم	+
۱۵۵	۹	حدیت	حدیث
〃	۱۰	ثعلبہ	شبیہ
〃	۱۸	اون	اوس
〃	۲۱	حدیث	حدیث
〃	〃	ہو	ہی
۱۵۶	۱۷	ندر	نذر
۱۵۸	۹	سکے	+
۱۵۹	۱	ہین	ہی کا
〃	۹	ہرروز	ہرروزہ
۱۶۰	۷	مرویۃ	مرویہ
〃	۱۶	وہ	اور وہ
۱۶۱	۱	تعزیب	تغریب
〃	۲۰	جزا	جز
۱۶۳	۵	فعَل	فعِل
۱۶۸	۱۰	کہ	+
〃	۱۸	ایجاب کے	کے
۱۷۱	۹	منكَ	منكِ
۱۷۲	۱۵	الشبہات	المشتبہات
〃	۱۹	اسکو	اسکو
۱۷۳	۷	کونند	کوتند
۱۷۸	۱	ابن	بن حج
۱۸۲	۲	جبت	حجت
۱۸۳	۵	کہلیان	کھلیان سے
۱۸۸	۱۱	اغسلہ	اغسلہ
〃	۱۳	الغلام	الغلام و

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	بھی	+	۲۰۸	۱۰	اعطیتکما	اعطیتاکما	۲۵۸	۱۲	الاظھرُ	الاطہرَ
۱۹۲	۳	او	اور	۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھوں	۲۵۹	۴	حصہ	درجے
〃	۱۴	گی	کی	۲۱۲	〃	قدمتّ	قُنِّتَ	۲۶۵	۲۰	بلاواسطہ	بلا واسطہ
〃	۱۵	ہی	تھی	۲۱۳	۱	غبا	غبار	۲۶۰	۱	بمعنی	معنی
۱۹۳	۲	ہوجانے	ہوجائے	۲۱۴	۲۰	[illegible] نے	[illegible] ان سے	〃	۹	جب	اوس وقت
〃	۵	ہنرلے	بہنرلے	〃	۱۵	ورنہ	کیونکہ	〃	[illegible]	اوسکے	اوسکو
〃	۱۹	جب	جب تک	〃	۱۶	قبل	بعد	〃	۱۰	تقدیرہ	تقدیرہ
۱۹۶	۱۲	اسی	اس	۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتا کہ	۲۶۲	۵	کہ	+
۱۹۸	۲	تلفی	تلقی	〃	۵	ثمر	ثمودة	〃	۱۵	بھی	+
〃	۹	کرادتے	کرادیتے	۲۲۰	۷	لو	تو	۲۶۳	۱	لینا	لیا
〃	۱۴	نقصدن	نقصان	۲۲۵	۲	اور سے	سے جب	۲۶۴	۱۳	معنی	معنی کبھی
〃	۱۹	حرم	حرام	۲۲۶	۱۶	افضلُ	افضلَ	۲۶۵	۲	مین	سے
۱۹۹	۱۶	استقصت	استقصت	۲۲۷	۱۰	چیر	چھیر	۲۶۶	۳	مگر	لیکن
〃	۲۱	آنما	إنما	۲۲۸	۶	لفدرہ	لقدیری	۲۶۸	۲	عجراة	عجرد
								〃	۱۴	عجرة	عجرد
۳۰	۲۰	تو	+	۲۳۲	۱	صن	من	〃	۱۶	عجرہ	عجرد
۲۰۱	۲۱	فرماما یا	فرمایا	〃	۱۳	بکلمةِ	بکلمة	〃	۱۸	〃	〃
۲۰۲	۲	ہاسہ	ہاتھ	۲۳۴	۸	نیتُمْ	لیسَم	۲۸۰	۱۲	اللهُ	الله
〃	۵	ادعی	اذعی	〃	۹	بنت	نیت	〃	〃	یجتنبی	یجتنی
〃	۶	صاجب	صاحب	〃	۱۰	کہ میرورز	کہ میرا روزہ	〃	〃	ویجتنبُ	ویحدّثہ
〃	۱۷	نیس	تیس	۲۳۵	〃	جیب	جیسے	〃	۱۳	فقط	چند
۲۰۴	۶	تگ	تک	۲۳۷	۴	اپیا	اپنا	۲۸۱	۱۱	سے	سے ساتھ ان اسناد کے
〃	۱۲	یعلس	یجلس	۲۴۰	۲۱	اعلب	اغلب	〃	۱۴	〃	〃
								〃	۲۱	نووی	نووی نے
۲۰۶	۵	فال	قال	۲۴۴	۱۹	حدیث سے	سے حدیث میں	۲۸۲	۶	الحسینی بن	الحسینیُ بن
〃	۲۱	پوچھی	پوچھا	۲۴۵	۱۶	فاذ	فاذا	〃	۸	الحمصیّ	الحمصیُ
۲۰۸	۱۳	من انّ	منہ إنّ	۲۴۹	۱	کی	سے	۲۸۳	۲	الاسودیِ	الاسوادیُ
〃	۱۱	علیاہ	علیہ	〃	۱۹	اوس	اون احادیث کی	〃	۱۲	غلیۃ	غلیہ
〃	۱۲	المتصدَق	المتصدِّق	۲۵۸	۵	فیسمعُ	فیسمعَ	۲۸۴	۵	عجرة	عجرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۷	عجزہ	عجز
〃	۱۵	یحیی بن	یحیی بن
۲۸۶	۲	مثلَ	مثلُ
〃	۲۱	الصغیر	الصفیر
۲۸۷	۱	الحکم	اورحکم
〃	۳	ابورویہ	ابوروبہ
〃	۴	النجری	النحوی
〃	〃	سفیان	شہاب بن سفیان
〃	۵	السبعی	الشعبی
〃	۶	ابی	ابوالمخارق ابو
〃	〃	علی	عدی
〃	۸	علی	اورعلی
〃	〃	الزواد	الزراد
〃	〃	عمر	عمرو
〃	〃	بن عبید اللہ	+
〃	۱۰	محارذ	محارب
〃	۱۱	بن ابی طالب	[illegible]
۲۸۷	۱۱	مسلم	[illegible]
〃	۱۲	نحول	مخول
〃	۱۳	المحلی	البجلی
〃	۱۴	الشیم	الہیثم
〃	۱۵	الکندری	الکندی
〃	۱۶	ابی الجہیم	وبوبکر بن الجہم
〃	〃	ابوسباب	ابوجناب
〃	〃	ابوالسوادی	ابوالسوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۷	۱۷	ابوالغفور	ابویعفور
۲۹۱	۷	فمن	فان
۲۹۲	۲۰	ابنُہ	ابنِہ
۲۹۴	۶	کثیرۃِ	کثیرۃَ
〃	〃	بناءکثیرِ	بناکثیرۃ
〃	۸	[illegible]	[illegible]
۲۹۶	۱	شعر	اس مضمون کا شعر
〃	〃	کہ تیری	تیری
〃	۱۶	حدیث	حدیث سے
〃	۱۷	اورجلال الدنیا	جلال الدین سیوطی
۲۹۸	۱	فان	اِنَّ
۲۹۹	۱۴	ازدواج قربت بکرتے	باندھتے تسند
〃	۱۷	قال	قابل
۳۰۱	۱۳	تو	طو
۳۰۲	۸	امرأۃٌ	امرأۃُ
۳۰۳	۲۱	موسون	مومنو
۳۰۴	۱۰	ہوتی	کمرتے
۳۰۵	۱	ابیکَ	ابیکِ
〃	۳	فاعطنیہا	فاعطنیہا
۳۰۷	۴	استنعد	استُبعِد
۳۱۲	۱۹	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ کے
۳۱۴	۶	اعلام	علم
۳۱۶	۲	کہا	+
〃	۷	کہا	کہ
۳۱۷	〃	فقہ	فقیہ
۳۲۴	۵	البستۃ لان فیہا	بسرۃ لان فیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۷	علمہ	علقمہ
۳۲۹	۱۳	اگر	کہ
〃	〃	تو	مگر
۳۳۰	۹	تو	سو
۳۳۱	۱۰	استنزَّ	استُنز
۳۳۲	۱۵	خویس	خویش
۳۳۳	۱۶	تو	اور
۳۳۴	۵	ضمرۃ	صلوۃ
〃	۷	معوّذ	معوِّذ
〃	۱۱	ضمرہ	صبرہ
〃	۱۸	البخاری	+
۳۳۴	〃	مابۃ	ماجۃ
〃	۱۹	والترمذی	والبخاری والترمذی
۳۳۶	۹	سوئے	سوئے کروٹ پہ
〃	۱۳	وہ	وہ کروٹ پہ
۳۳۷	۱	الحذادِ	الحذاءِ
〃	۴	ثلثا	ثُلثی
〃	۵	الحذاد	الحذاء
〃	۱۳	حداد	حذاء
〃	۱۷	〃	〃
۳۴۰	۱	مُرہ	میوہ
۳۴۲	۱۰	مراد	مروی
〃	۱۶	یبیست	یبست
۳۴۳	۱	العتاءِ	العشاء
۳۴۴	۹	سرّ	بَرّ
۳۵۰	۷	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی	۴۰۶	۳	مُبَیِّنًا	مُبَیَّنًا	۴۲۰	۹	الفلم	القلم
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک	〃	〃	مفسّرا	مفسَّرا	۴۲۱	۸	بھاگیں گے	نکل جائیں گے
۳۵۲	۵	تم	ثم الذین	۴۰۷	۱۱	بلفظ	بلفظ	〃	۹	بھاگتا	نکل جاتا
۳۵۳	۲۰	وجہ سے	وجہ سے بھی	۴۰۸	۱۷	الاسدیؒ	الاسلامیؒ	۴۲۲	۱۰	حنابلہ	ایسے ہی
۳۵۵	۱	کسی	اوسی	۴۰۹	۱۲	آنَّ	إنَّ	۴۲۳	۱۷	او	اور
〃	〃	بوجہ	توبوجہ	〃	〃	〃	〃	۴۲۴	۸	جبیر	جبیر
〃	〃	ضعیف	ضعف	〃	۱۵	اعلم	اسم	〃	برحاشیہ	حقیقت	حقیت
〃	۴	سب پر	سب	〃	۱۷	نُهَيْنَا	نُهِينَا	۴۲۵	۵	إنَّ	آنَّ
۳۶۰	۱۷	جس	اوس	〃	۱۹	〃	〃	۴۲۶	۱۹	الغَرب	العَرب
۳۶۳	۱	بالاحمر بالاخر	بالاحمر والاحمر	〃	۲۰	مزہب	مذہب	۴۲۸	۵	اوش	اوس
۳۶۴	۱۵	تَظْهَرُ	تُظْهِرُ	〃	۲۳	رزبن	رزین	۴۲۹	۲۲	ابانی	زبانی
۳۷۶	۴	کرتے	کرتے ہیں	۴۱۱	۹	فَذَکَرَ	فَذُکِرَ	۴۳۰	۸	سے ثابت	+
۳۸۱	۱۲	جائل	جاہل	۴۱۲	۲۳	التتم	التیمم	〃	۲۲	وصول	اصول
۳۸۲	۱۴	الضُعْف	الضِعْف	۴۱۳	۲۱	نمازوہین	نمازون	۴۳۱	۱۷	جمع	جمع حقیقی
۳۸۶	۲۳	مفسرنا نے	مفسرین نے	۴۱۴	〃	مستدرک	مستدرک	۴۳۳	۲۲	او	اور
۳۸۷	۱۳	پوچھا	ہر	۴۱۵	۱۱	انسن	انس	〃	۲۳	اوکے	اونکے
۳۸۸	۳	اخفا	اخفی	۴۱۶	۱	لونجاتا	لوٹجاتا	۴۳۶	۸	تنالیشہ	شائستہ
〃	۱۸	ابولیلی	ابویعلی	〃	۴	د	وہ مگر	۴۳۹	۱۱	الممکنات	الممکنات
〃	〃	صبرانی	طبرانی	〃	۲۳	نہیں ہوں نوں	[illegible]	۴۴۰	۳	پرھا	پڑھنا
۳۸۹	۲۲	باپ سے	باپ سے سنا ہو					۴۴۳	۱	والہام	والالہام
۳۹۳	۱۱	مجاهدِ	مجاهد	۴۱۷	۱۰	جگ	جگہ	۴۴۷	۸	جاتی	جاتی جاتی
〃	۲۱	الوازیؒ	الرازیؒ	〃	۱۲	خدیجہ	خدیج	۴۵۷	۲۱	ان	ان کی
〃	۲۲	الشاذکونیؒ	الشاذکونیؒ	〃	〃	کقول	یقول	۴۵۸	۱۸	بحاصل	بحامل
〃	۲۳	الخناطین	الحناطین	〃	۱۳	چورائے	چورائے	۴۵۹	۲	تفروا	تفرون
۳۹۵	۷	صلّی	صلّی	〃	۱۵	لکھے ہیں	لکھے ہیں	〃	۱۶	دیکھا	دیکھا
۳۹۷	〃	آنہ	إنہ	۴۱۹	۱۲	ابنِ	ابنُ	〃	〃	البقیہ	البقیع
۴۰۶	۳	صول	اصول	۴۲۰	۹	بباکلو	بیاکلو	〃	۱۷	اسلم	المسلم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۷	کل	اکل	۴۶۵	۱۲	العمل	بها	۴۶۷	۶	لله	الله
[illegible]	۱۹	هذه	علی هذه	〃	۱۳	بالفقه	الفقه	〃	۸	لمریق	طریق
〃	〃	یدحلون	یدحلوا	〃	۱۴	القاس	الناس	۴۷۱	۲	یحتایا	یتحایا
[illegible]	[illegible]	یساحدهم	ساحدهم	〃	۱۸	فونا	افتونا	۴۷۳	۲۱	مرل	مزیل
[illegible]	[illegible]	ولایصحد	ولایصاحبوا	〃	۲۰	فلونا	قدریا	۴۸۷	۱۸	الکل	المتوکل
[illegible]	۲۲	الیه	+	〃	۲۱	هدا	هدا	۴۸۹	۱	خیرا	دحیوا
۴۶۱	۱۴	الی	الی	〃	〃	ساء	ساع	۴۹۰	۴	ستعی	یستفی
۴۶۴	۱	کم	+	〃	۲۲	اتیاعه	اتباعه	〃	〃	للاستقامة	الاستقامة
۴۶۵	۸	فاجشا	فاحشا	〃	۲۳	الهم	انهم	۴۹۳	۱	سبحانه	سبحانه
〃	۷	المعلدین	المقلدین	۴۶۶	۱۲	نساء	ابنا	۴۹۵	۱۶	نفس	نغص
〃	۹	الحنلفیة	الحنفیة	〃	۱۷	فیما	وفیما	〃	۲۰	سیئون	سیئون
〃	۱۰	المخالفة	لمخالفة	〃	۲۱	المسورة	المشهورة	۴۹۶	۱۹	سفہاے	غیرفقہاے
〃	〃	شحصیا	+	〃	۲۲	نقولها	یقولها	تمت			

تنبیہ متعلق بر تغلیط معترض - ناظرین اہل علم کو تو حال جہالت و بے علمی مؤلف ظفر مبین کا معلوم ہی کہ اس شخص کو سوائے اردو کتابین دیکھنے کے عربی و فارسی انی کی بالکل لیاقت نہین بلکہ اردو بھی ٹھیک نہین اسپر یہ دعوی کہ ہم فقہ و حدیث بھی جانتے ہین بھلا اس بات کو یار لوگ کب مانتے ہین جسکو صحیح لفظ تک بولنا نہین آتا وہ معنی کی غلطی کو کب سمجھیگا چنانچہ یہی ایک نمونہ اوسکا ہی کہ جب لفظ (عقود و فسوق) کا صفحہ ۲۶۳ سطر ۱۳ ظفر مبین مطبوع سابق ۱۲۹۷ مین چھپگیا تو ہمکو گمان ہوا کہ یہ غلطی سہوًا ہوگئی ہی کہ اس کتاب کے غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی رہگئی لیکن جب پھر دوبارہ ۱۳۰۰ مین یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی قاف سے صفحہ ۲۶۳ سطر ۱۳ مین بدستور سابق رہگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی نہین کی صحت کیا خاک کرتے کہ مؤلف کے صاحب کو تو یہ لفظ اسیطرح غلط یاد تھا اور اسیقدر آپکا مبلغ استعداد تھا پس ہمنے بھی اس کتاب کے صفحہ ۷ سطر ۱۹ مین بحکم النقل کاصل الاصل تحت عبارت قال بعینہ اوسی لفظ غلط کو لکھدیا لیکن اس کتاب کے غلطنامہ مین تصحیح اوسکی بجای معجمہ کردی ہی خیر یہ تو آپکی نثر کا حال تھا اب انکی نظم کا کمال سنیے کہ ملکۂ زباندانی و موزونیت طبع تو خاک نہین شعر کہنے کو آدھی و رنظم پر جان دیتے ہین بلکہ درحقیقت اس فن کی جان لیتے ہین چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ مین یہ مصرعہ آپکا **ع** ثواب سو شہیدون کا نہین مفت + کسقدر غلط ہی کہ باوجود جائز سمجھنے اضافت ناجائز لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) مہمل اور بیکار رہجاتا ہی اور اگر ثواب بقطع اضافت پڑھین تو ناموزونی مصرعہ کا کچھ علاج نہین **ع** جز اینکہ لعنہ زند خلق خندہا اطفال + لاحول ولا قوۃ ایسی شاعری اور شعر گوئی پر ہزارون بار نفرین اور لاکھون بار پھٹکار ہے بلکہ اسمین اپنی حماقت اور جہالت کا اظہار ہے

تمت

اعلان

چونکہ اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ
تنبیہ الوہابیین کی تالیف اور طبع کرانے مین زر کثیر صرف ہوا ہی و نیز
حق تصنیف اسکا مصنف صاحب سے بطریق ہبہ بالعوض لیکر مطبع نجم العلوم
واقع فرنگی محل لکھنؤ مین محفوظ رکھا گیا ہی لہذا کوئی صاحب بدون
اجازت مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین
اور بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے قانونًا ماخوذ ہوکر نفع
کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین۔ ہان جسقدر نسخے مطلوب
ہون دو روپیہ قیمت مفصلہ بھیجکر مقامات مذکورۂ ذیل سے
منگوالین۔ قیمت فی جلد (عہ) محصول ڈاک (۲؍)

لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الواحد خان صاحب
تاجر کتب